یعنی **عزیز الفتاویٰ** مبوب مکمل

مفتی اعظم حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب

دار الاشاعت کراچی

اضافہ جدیدہ

دار الافتاؤں میں رائج الوقت نسخوں کے مطابق تخریج کے ساتھ جدید کمپیوٹر ایڈیشن

جلد چہارم

کتابُ الصَّلوٰۃ (رُبع سوم)

افادات: مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانیؒ
(مفتی اوّل دار العلوم دیوبند)

حسب ہدایت: حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیّب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند

مرتب: مولانا محمد ظفیر الدّین صاحب شعبۂ ترتیب فتاویٰ دار العلوم دیوبند

اضافہ تخریج جدید
مولانا مفتی محمد صالح کاروڑی رفیق دار الافتاء جامع علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

دارُالاشاعت
اُردو بازار، ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی

طباعت : ستمبر ۲۰۰۲ء شکیل پریس کراچی۔

ضخامت : ۳۴۴ صفحات

ملنے کے پتے

بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت العلوم 20 نابھ روڈ لاہور
کشمیر بکڈپو۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
بیت الکتب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور
ادارۂ اسلامیات موہن چوک اردو بازار کراچی

فہرست مضامین فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مدلل و مکمل جلد چہارم

کتاب الصلوٰۃ

صفحہ	عنوان

صفحہ	عنوان

عنوان	صفحہ
مسائل زلۃ القاری	۷۲

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

صفحہ	عنوان

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

صفحہ	عنوان
۱۶۴	بعد فرض سنت گھر میں پڑھے یا مسجد میں۔
۱۶۵	بعد سنن ونوافل دعا انفراداً ہے اجماعاً ثابت نہیں۔
۱۶۵	دوشفعہ والی سنتوں میں قرات۔
۱۶۵	امام کا محراب سے ہٹ کر سنت پڑھنے کی وجہ کیا ہے۔
۱۶۵	سنت قبل الجمعہ نہ پڑھ سکے تو کیا کرے۔
۱۶۶	سنت وفرض کے درمیان دنیاوی باتیں موجب نقص ثواب ہیں۔
۱۶۶	فجر کی سنت جورہ گئی بعد فرض کب پڑھے۔
۱۶۶	فجر ومغرب کی سنتوں میں سورہ کافرون اور اخلاص پر مداومت اور اس کا حکم۔
۱۶۶	اگر سنت فجر بعد فرض پڑھے تو کیا حرج ہے۔
۱۶۷	نفل بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے یا کھڑے ہو کر۔
۱۶۷	کیا مسجد میں پہنچ کر پہلے بیٹھے پھر سنت پڑھے ؟
۱۶۷	نوافل بیٹھ کر پڑھنے سے ثواب ملتا ہے یا نہیں۔
۱۶۸	صلوٰۃ الاوابین
۱۶۸	نفل بعد الوتر بیٹھ کر پڑھے یا کھڑے ہو کر۔
۱۶۸	وتر کے پہلے اور بعد نوافل۔
۱۶۹	اقامت کے بعد فجر کی سنت کب تک پڑھ سکتا ہے۔
	مسائل سنن غیر مؤکدہ
۱۷۰	وتر کے بعد نوافل درست ہیں۔
۱۷۰	رمضان میں تہجد کی جماعت۔
۱۷۰	دوسرے نوافل کی جماعت۔
۱۷۰	رمضان کے بعد تہجد ونوافل کی جماعت۔
۱۷۰	رمضان میں بتداعی جماعت کا حکم۔
۱۷۱	تداعی وکراہت کی تفصیل۔
۱۷۱	رمضان کے علاوہ مہینوں میں کیا وتر کی جماعت درست ہے۔
۱۷۱	رمضان میں تہجد جماعت سے۔
۱۷۱	رمضان میں تہجد میں اگر دوچار آدمی مل جائیں۔
۱۷۱	

عنوان	صفحہ

صفحہ	عنوان
۱۹۰	نابالغ کی امامت تراویح میں درست نہیں۔
۱۹۰	نماز تراویح اور وتر کے بعد دعا ثابت ہے یا نہیں۔
۱۹۰	تہجد و تراویح آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے یا نہیں۔
۱۹۱	تہجد و تراویح میں وعظ کا رواج درست ہے یا نہیں۔
۱۹۱	تراویح کے متعلق چند سوالات۔
۱۹۱	تراویح کے تارک کا حکم۔
۱۹۲	شبینہ جائز ہے یا نہیں۔
۱۹۲	سورۂ اخلاص تراویح کی ہر رکعت میں پڑھنا درست ہے یا نہیں۔
۱۹۲	حافظ کو تنگ کرنے کے لئے تراویح کے وقت شور و غل جائز نہیں۔
۱۹۲	قرآن اس قدر تیز پڑھنا مناسب نہیں جو سمجھ میں نہ آئے۔
۱۹۳	بھول جانے کی وجہ سے خاموش ہو کر سوچنا کیسا ہے۔
۱۹۳	بھولتے وقت ادھر ادھر سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔
۱۹۳	تراویح میں غلط لقمہ دے کر پریشان کرنا۔
۱۹۳	نیت باندھ کر لقمہ دے پھر نیت توڑ دے یہ کیسا ہے۔
۱۹۳	لیٹے لیٹے تراویح کے وقت گفتگو کرنا۔
۱۹۴	ایک حافظ کا دو مسجدوں میں تراویح پڑھانا۔
۱۹۴	ختم قرآن پر الم سے مفلحون تک پڑھنا مستحب ہے۔
۱۹۴	چھٹی ہوئی تراویح وتر کے بعد پڑھ سکتا ہے۔
۱۹۵	تراویح میں مقدار قرات مسنونہ۔
۱۹۵	دس دس رکعت دو مسجدوں میں پڑھانا کیسا ہے۔
۱۹۵	مرد کی اقتداء عورتیں پردے کے پیچھے کر سکتی ہیں۔
۱۹۶	چار رکعت تراویح جس میں قعدہ اولیٰ نہیں کیا۔
۱۹۶	بسم اللہ کا تراویح میں جہراً پڑھنا کیسا ہے۔
۱۹۶	ترویحہ میں تسبیحات سراً مناسب ہے۔
۱۹۷	تراویح پر بخوشی حافظ کو نذرانہ دینا کیسا ہے۔
۱۹۷	کیا تراویح پر سورہ کے شروع میں بسم اللہ جہراً پڑھنا چاہئے۔

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

صفحہ	عنوان

عنوان	صفحہ

صفحہ	عنوان

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ
الباب الرابع عشر فی صلوٰۃ المسافر:	۳۱۰
(مسافر نماز کس طرح ادا کریں)	۳۱۰

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ
سفر میں وتر معاف نہیں اور سنن پڑھنا بھی ثابت ہے۔	۳۳۰
جو برابر سفر میں رہے قصر کرے۔	۳۳۱
کشتی اور جہاز پر رہنے والے قصر نماز پڑھیں۔	۳۳۱
ریلوے ڈرائیور جو انجن پر دوڑتا رہتا ہے، قیام ایک جگہ چند گھنٹوں سے زیادہ نہیں رہتا کیا کرے۔	۳۳۱
ملازم اپنے آقا کے تحت ہے وہ قصر کرے تو یہ بھی کرے۔	۳۳۲
چند گاؤں میں چکر کاٹنے سے مسافت پوری ہو جائے تو کیا حکم ہے۔	۳۳۲
غیر مقلدین کا تین میل پر قصر کرنا اور ان کی مستدل حدیث کی تاویل۔	۳۳۲
اجیر اگر اپنے وطن میں پہنچے تو وہ مقیم کے حکم میں ہوگا خواہ اس کا مالک ساتھ ہی کیوں نہ ہو۔	۳۳۲
مقتدی مسافر مقیم امام کے پیچھے کتنی رکعت کی نیت کرے۔	۳۳۳
ایک شہر چھوڑ کر دوسرے میں چلا گیا، اب پہلے میں آئے تو کیا حکم ہے۔	۳۳۳
کس قدر سفر پر قصر ہے۔	۳۳۴
قصر نہ کرے تو گناہ گار ہوگا یا نہیں۔	۳۳۴
قصر کی حالت میں سنت و وتر ہے یا نہیں۔	۳۳۴
ظہر عصر ایک وقت میں سفر کے اندر جائز ہے یا نہیں۔	۳۳۴
بطور دورہ سفر کرنے والے پر قصر ہے یا نہیں۔	۳۳۴
قصر کرنے والے امام نے نماز پوری پڑھ لی تو امام و مقتدی کی نماز ہوئی یا نہیں۔	۳۳۴
ریل کے سفر میں پوری نماز پڑھنا کیسا ہے۔	۳۳۵
ساٹھ میل کی دوری پر جانا ہو تو قصر کرے یا نہیں۔	۳۳۵
پندرہ دن قیام کے بعد چلے گا تو سفر یہاں سے شمار ہوگا یا پہلے شہر سے۔	۳۳۵
مقیم مسافر کے پیچھے چار رکعت کی نیت کرے۔	۳۳۵
جہاں نکاح ہو گیا وہ مطلقاً وطن اصلی کے حکم میں ہے۔	۳۳۵
عورت کا وطن اصلی سسرال ہے یا والدین کا گھر اور اگر کوئی وطن اقامت سے دس بارہ میل سفر کرے تو مسافر ہوگا یا نہیں۔	۳۳۶
سرکاری ملازم جو اڑتالیس یا ساٹھ میل کے اندر دورہ کرتا ہے قصر کرے یا نہیں۔	۳۳۶
الہ آباد سے بمبئی دو چار ماہ قیام کی نیت سے روانہ ہوا تو راستہ میں قصر کرے گا یا نہیں۔	۳۳۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مدلل ومکمل فتاویٰ دارالعلوم دیوبند (جلد چہارم)

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ اس نے خاکسار کو دین قیم اور علوم دینیہ کی خدمت کا شغف عطا کیا، فتاوی کی یہ چوتھی جلد پیش کرتے ہوئے شکر اور اطمینان ومسرت سے دل لبریز ہے، دلی دعا ہے کہ یہ حقیر خدمت شرف قبول حاصل کرے اور آئندہ مدارج کا زینہ بنے۔

فقہ کی جدید ترتیب وتدوین اور نئے مسائل کے حل کرنے کی ضرورت کا احساس عام ہوتا جارہا ہے۔ علماء کرام نے اس سلسلہ میں ابتدائی کوششیں بھی شروع کردی ہیں۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے ہندوستان میں ”مجلس تحقیقات شرعیہ“ کی داغ بیل ڈالی گئی جس کی صدارت کے فرائض ہماری مجلس شوریٰ کے ممتاز رکن حضرت مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانی دامت برکاتہم، امیر شریعت بہار واڑیسہ نے انجام دیئے جو ایک عالم باعمل ہونے کے ساتھ دوراندیش دوربیں اور موجودہ تقاضوں سے پورے طور پر باخبر ہیں۔ پھر پاکستان میں ایک مجلس کا قیام عمل میں آیا اور اخیر میں حکومت مصر کی زیر نگرانی ”مجمع البحوث الاسلامیہ“ کا اجلاس قاہرہ میں بلایا گیا جس میں بیالیس ملکوں کے علماء کرام نے شرکت کی، اس اجلاس میں ہندوستان کی طرف سے دارالعلوم دیوبند کے سربراہ حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب صاحب، مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانی اور مولانا سعید احمد اکبرآبادی (دامت فیوضہم) شریک ہوئے اور کتاب وسنت اور تاریخ کی روشنی میں انہوں نے اپنی اپنی جچی تلی رائے پیش کی۔ مختصر یہ کہ ارباب دارالعلوم دیوبند موجودہ حالات کا جائزہ لے کر جو کچھ اعتدال کے ساتھ کرسکتے تھے، کررہے ہیں اور آئندہ بھی کریں گے۔

سچ تو یہ ہے کہ دارالعلوم دیوبند کو اللہ تعالیٰ نے دینی وفقہی بصیرت وخدمت کا جو معتدل مزاج بخشا ہے اس کے پیش نظر صحیح طور پر اس کام کے انجام دینے کا حق اسی کو حاصل ہے اور کوئی شبہ نہیں کہ دارالعلوم سو سال سے دوسری خدمتوں کے ساتھ یہ عظیم الشان خدمت بھی کسی نہ کسی درجہ میں انجام دے رہا ہے، ہمارے فتاویٰ کا تازہ سلسلہ جو خود دارالعلوم سے شائع ہورہا ہے اس کے مطالعہ سے آپ کو اندازہ ہوسکے گا کہ دارالافتاء دارالعلوم دیوبند قدیم مسائل کے ساتھ جدید مسائل کے حل کا فریضہ بھی کس خوبی سے انجام دے رہا ہے، آئندہ اس موضوع پر انشاءاللہ روشنی ڈالنے کی سعی کی جائے گی۔

آخر میں دعا ہے، رب بے نیاز! اپنے حقیر بندہ کی خدمت قبول فرما، اور اس خدمت کو اس کے لئے زاد آخرت بنا، ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم. امين، يارب العالمين۔

طالب دعا۔ محمد ظفیر الدین غفرلہ

شعبہ ترتیب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، ۲ ربیع الثانی ۱۳۸۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدالمرسلین وعلیٰ الہ وصحبہ اجمعین

الباب السابع

فیمایفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا

فصل اول

مفسدات نماز

(یعنی نماز کو توڑ دینے والی چیزیں)

اگر باہری آدمی کے کہنے سے امام کچھ کرے تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۳۰۶) عصر کے وقت ایک امی شخص نماز پڑھا رہا تھا امام نے جہر سے قراۃ پڑھی، ایک شخص خارج از صلوٰۃ نے چلا کر کہا کہ دھیرے دھیرے پڑھو عصر کے وقت زور سے نہیں پڑھا کرتے۔ یہ سن کر امام نے آہستہ پڑھ کر نماز ختم کردی۔ نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) خارج از صلوٰۃ کو بتلانا نہ چاہئے تھا لیکن اگر امام نے اس کے کہنے کے بعد کچھ توقف سے آہستہ پڑھنا شروع کیا تو نماز صحیح ہے اور اگر فوراً اس کے کہنے سے آہستہ پڑھنا شروع کیا تو نماز صحیح نہ ہوگی اس کا اعادہ کرنا چاہئے۔ در مختار میں ہے حتی، **لو امتثل امر غیرہ فقال لہ تقدم فتقدم او دخل فرجۃ الصف اجد فوسع لہ فسدت بل یمکث سعۃ ثم یتقدم برأیہ الخ**[1]۔ فقط۔

گھٹنا کھلے ہونے کی حالت میں نماز ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۳۰۷) گھٹنا اس حصہ جسم میں شامل ہے یا نہیں جس کا چھپانا لازم ہے اور کیا ایسے لباس سے یا ایسی حالت میں کہ پورا گھٹنا کھلا ہوا ہو نماز ادا ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) صحیح یہ ہے کہ رکبہ یعنی گھٹنہ عورت میں داخل ہے اس کا چھپانا ضروری ہے شامی میں ہے۔ فالرکبۃ من العورۃ لروایۃ الدار قطنی ما تحت السرۃ الی الرکبۃ من العورۃ الخ۔ ولحدیث علی رضی اللہ عنہ : قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرکبۃ من العورۃ ۔[2] لیکن اس میں اختلاف ہے کہ گھٹنا مع ران کے ایک عضو ہے یا یہ دونوں علیٰحدہ علیٰحدہ دو عضو ہیں۔ پس روایت اولیٰ کی بناء پر صرف گھٹنے کا نماز میں کھلنا مفسد صلوٰۃ نہیں ہے کیونکہ صرف گھٹنا چوتھائی حصہ ران کا نہیں ہے اور مفسد صلوٰۃ کشف ربع ہے۔[3] اور دوسری روایت کے موافق گھٹنے کا چوتھائی حصہ نماز میں کھل جانا بھی مفسد صلوٰۃ ہے۔ پس تمام گھٹنے کا کھلنا بدرجہ اولیٰ مفسد ہے شرح منیہ میں خلاصہ سے نقل کیا ہے کہ مختار روایت اولیٰ ہے یعنی عدم فساد صلوٰۃ، مگر ظاہر ہے کہ احتیاط اس میں ہے کہ گھٹنا

---

(۱) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب ما یفسدالصلوٰۃ وما یکرہ فیہا ج ۱ ص ۵۸۱ .ط.س. ج۱ص۶۲۲ .۱۲ ظفیر

(۲) ردالمحتار باب شروط الصلوٰۃ مطلب ستر العورۃ ج۱ ص۳۷۵ .ط.س. ج۱ص۴۰۴ .۱۲ ظفیر.

(۳) ویمنع الخ کشف ربع عضو قدر اداء رکن بلا صنعہ من عورۃ غلیظۃ او خفیفۃ علی المعتمد (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار. باب شروط الصلوٰۃ مطلب ستر العورۃ ج۱ ص ۳۷۶ .ط.س. ج۱ص۴۰۸ . ظفیر.

نماز وغیرہ میں نہ کھولا جاوے (۱) اور چونکہ یہ راجح ہے کہ گھٹنا عورت ہے اس لئے کھولنا گھٹنے کا کسی حال میں درست نہیں ہے اختلاف جو کچھ ہے وہ فساد و عدم فساد صلوٰۃ میں ہے۔ فقط (اگر نماز میں ستر کھل جائے اور فوراً اسے چھپا لے، تاخیر نہ ہو، تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی ولو انکشف عضووهو عورة فی الصلوٰة فستر من غیر لبس لا یضره ذالك الا نکشاف ولا یفسدصلوٰته لا ن الانکشاف الکثیر فی الزمان القلیل عفو کالا نکشاف القلیل فی الزمن الکثیر . غنیة المستملی ص ۲۱۳ .ظفیر)

نماز میں قہقہہ سے وضو و نماز دونوں فاسد ہوتی ہیں یا ایک

(السوال ۱۳۰۸) نماز میں قہقہہ کرنا وضو اور نماز دونوں کو فاسد کر دیتا ہے یا صرف نماز کو۔

(الجواب) نماز میں قہقہہ کرنے سے وضو اور نماز دونوں فاسد ہو جاتی ہے کما فی الدر المختار وقهقهه بالغ یقضان یصلی بطهارة صغریٰ مستقلة صلوة کاملة ولوعند السلام عمدا انتهیٰ ملخصا [۲] فقط.

سجدہ میں پاؤں اٹھ جائے تو نماز ہو گی یا نہ ہو گی۔

(سوال ۱۳۰۹) بعض اردو کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر سجدہ میں دونوں پاؤں اٹھ جائیں تو نماز نہ ہو گی۔ کم از کم ایک انگلی پاؤں کی زمین پر ٹکی رہے۔

(جواب) یہ مسئلہ قدمین کے اٹھنے کا در مختار و شامی میں بھی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر بالکل تمام سجدہ میں دونوں قدم اٹھے رہیں تو سجدہ نہ ہو گا اور جب سجدہ نہ ہوا تو نماز نہ ہوئی۔ کم از کم ایک انگشت کسی وقت سجدہ میں زمین پر ٹھہر جائے۔ یہ نہیں کہ اگر قدمین زمین سے اٹھ گئے اور پھر رکھ لئے تو اس میں بھی نماز نہ ہو گی۔ مطلب یہ ہے کہ اگر بالکل اٹھے رہے تو نماز نہ ہو گی۔ (۳) فقط

چوری کے کپڑے جو قیمتاً لئے گئے ہیں، ان میں نماز ہو گی یا نہیں

(سوال ۱۳۱۰) چوری کا کپڑا قیمت سے لے کر نماز پڑھنا کیسا ہے۔

(جواب) نماز صحیح ہے مگر جان بوجھ کر چوری کا کپڑا خریدنا نہ چاہئے۔ (۴) اور چوری کے کپڑے سے نماز نہ پڑھنی چاہئے اور اگر پڑھی تو نماز ہو گئی۔ فقط

نماز میں بولنا مفسد صلوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۱۱) بعد تکبیر تحریمہ کے امام کسی مقتدی کے جواب میں یہ کہے کہ گھڑی صبح سے نہیں بجتی اب بھی نہیں بجے گی۔ اس سے نماز میں تو کچھ نقصان نہیں آتا یا پھر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کرے۔

---

(۱) وکذا اختلفوا ایضافی الرکبة مع الفخور هل کل منها عضو علی حدة اوهما عضو واحد فقال بعضهم کل منها عضو علی حدة وعلی هذا لو انکشف القدر المانع کالربع من الرکبة وحدها لا تجوز الصلوٰة الخ وقال بعضهم الرکبة مع الفخذ کلا هما عضو واحدو فی الخلاصة هو المختار وفی شرح الهدایة لابن الهمام والا صح ان الرکبة تبع للفخذ لا نها ملتقی العظمین لا عضو مستقل انتهیٰ (غنیةالمستملی ص ۲۱۰ و ص ۲۱۱) (۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الطهارة نواقض الوضو ج۱ ص ۱۳٤،۱۲ ظفیر. (۳) ومنها السجود بجهته وقدمیه وضع اصبع واحدة منها شرط (در مختار) وافادانه لولم یضع شیئا من القدمین لم یصح السجود (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة بحث الرکوع والسجود) ویکفیه وضع اصبع واحدة فلم لم یضع الا صابع اصلا و وضع ظهر القدم فانه لا یجوز (البحر الرائق باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۳۳٦) (٤) وما نقل عن بعض الحنفیة من ان الحرام لا یتعدی ذمتین سالت عنه الشهاب بن الشلبی فقال هومحمول علی ما اذا لم یعلم بذالك اما لورای المکاس مثلا یا خذ من احد شیئا من المکس ثم یعطیه ا خرثم یا خذه من ذالك الاخر فهو حرام (ردالمحتار. باب البیع الفاسد مطلب الحرمة تتعدد ج٤ ص ۱۸۰ .ط.س. ج۵ص۹۸)

(جواب)اس کلام سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔(۱) پھر نماز شروع کرنی چاہئے اور تکبیر تحریمہ پھر کہنی چاہئے۔ فقط۔

مقتدی اگر امام سے پہلے رکوع کرے اور سجدے میں شریک ہو جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۳۱۲)ایک مقتدی اعمی ہے۔ جب امام قیام میں ہے وہ رکوع کرتا رہا اور جب امام رکوع سے فارغ ہو کر سجدہ کی طرف جانے لگا تو مقتدی قومہ کرتے ہوئے شریک فی السجدہ ہو گیا تو اس مقتدی کی نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب)شامی باب مایفسد الصلوٰۃ میں ہے ولو رکع وسجد بعده صح وکذا لو قبله وادرکه الامام فیهما لکنه یکره الخ(۲)اس جزئیہ سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں نماز اس کی فاسد نہ ہوگی اور عمداً ایسا کرنا مکروہ ہے لیکن اعمی معذور ہے لہذا معصیت سے دور ہے۔ فقط۔

ضالین کو دوالین پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۱۳)ضالین کو دوالین پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

(جواب)عرب کے قراء وعلماء بھی ضالین کو ایسی صورت میں اداء کرتے ہیں کہ دال مفخم کی آواز نکلتی ہے اس لئے یہ کہنا مشکل ہے کہ ان سب کی نماز نہیں ہوئی حالانکہ وہ جاننے والے اصوات ومخارج حروف کے ہیں۔ فقط۔

غیر مقلد کے تکبیر کہنے سے نماز فاسد نہیں ہوئی

(السوال ۱۳۱۴) اگر حنفیوں کی جماعت میں غیر مقلد تکبیر کہے تو نماز میں فساد واقع ہو گا یا نہیں۔

(الجواب) کچھ فساد واقع نہ ہوگا۔ فقط

ہر آیت پر وقف جائز ہے یا نہیں۔ اور یہ مفسد صلوۃ تو نہیں۔

(سوال ۱۳۱۵)وقف کرنا ہر آیت پر خواہ ما قبل ومابعد سے اس آیہ کا تعلق ہو یا نہ ہو جائز ہے یا نہیں۔ اور رب العالمین ○اور الرحمن الرحیم ○کو نماز میں وصل نہ کرنا مفسد نماز ہے یا نہیں۔

(جواب)جواز میں کچھ شبہ نہیں ہے اور رب العلمین ○اور الرحمن الرحیم ○پر وقف کرنا درست ہے مفسد نماز نہیں۔ فقط

نماز میں اگر بھولی بسری باتیں یاد آئیں تو نماز ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۳۱۶)جو لوگ نماز میں بظاہر مصروف ہوں اور خیالات پریشان ان کو بازاروں اور عدالتوں میں لے جاتے ہوں اور کل بھولی باتیں اس کو نماز میں یاد پڑتی ہوں تو یہ نماز باطل ہے یا نہیں۔

(جواب)نماز فاسد وباطل نہیں ہے۔(۳)(عن عثمان بن ابی العاص قال قلت یارسول الله ان الشیطان قد حال بینی وبین صلوتی وبین قراءتی یلبسها علی فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم **ذاك شیطان یقال** له خنزب فاذا حسسته فتعوذ بالله منه واتفل علی یسارك ثلثا ففعلت ذالك فاذهبه الله عنی رواه مسلم **(مشکوٰۃ** باب الوسوسه ص ۱۹)

صبح کو ازار پر دھبہ دیکھے تو کیا وہ صبح کی نماز لوٹائے

(سوال ۱۳۱۷)بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ جو شخص نماز عشاء ادا کر کے سو جائے اور بعد طلوع آفتاب بیدار ہو

(۱)یفسدها التکلم هو النطق بحر فین اوحرف ولومفهم (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب مایفسد الصلوٰۃ ج ۱ ص ۵۷۴ ط.س. ج۱ ص۶۱۳)ظفیر

(۲)ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰۃ وما یکره فیها ج۱ ص ۵۸۹ ط.س. ج۱ ص ۶۳۰. ۱۲ ظفیر.

(۳)عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله تجاوز عن امتی ما وسوست به صدر ها ما لم تعمل به اوتتکلم متفق علیه (مشکوٰۃ باب الوسوسه ص ۱۸) ظفیر.

کرا زار پر دھبہ منی کا دیکھے اس کو عشاء کی نماز لوٹانا چاہئے، یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) جو شخص عشاء کی نماز پڑھ کر سویا اور صبح کو جس وقت اٹھا تو اس نے کپڑے پر منی کا دھبہ دیکھا تو عشاء کی نماز لوٹانے کا اس کے لئے حکم نہیں ہے اور کتاب مذکور میں ہر گز ایسا نہ ہوگا۔ سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے مکرر اس کو غور سے دیکھا جائے۔ فقط۔

مقتدی کے کہنے سے حالت نماز میں امام آگے بڑھ جائے تو نماز ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۳۱۸) زید فجر کی نماز پڑھا رہا ہے اور صرف ایک دوسرا شخص مقتدی ہے جو حسب قواعد شرعیہ زید سے بالکل داہنی جانب قریب ہے۔ دوسری رکعت کی قرأۃ ختم ہونے سے پہلے ایک اور مقتدی آیا اور شامل جماعت ہونا چاہا چونکہ پہلے مقتدی کو پیچھے ہٹنے کا موقعہ نہیں تھا اس لئے مقتدی ثانی نے زید سے الفاظ میں کہا کہ آپ ایک قدم آگے بڑھ جائیے چنانچہ زید نے ایک قدم بڑھ کر بدستور قرأۃ جاری رکھی اور نماز ختم کردی۔ زید کہتا ہے کہ سب کی نماز فاسد ہوگئی کیونکہ مقتدی کو بجائے کہنے کے اشارہ ہاتھ سے کرنا چاہئے تھا۔ اس لئے نماز کے اعادہ کی ضرورت ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں بعض فقہاء کا قول فساد نماز کا ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ نماز ہوگئی۔ واقعی اس مقتدی کو اشارہ سے امام کو آگے بڑھنے کو کہنا چاہئے تھا۔ لیکن بہر حال نماز ہوگئی اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ (۱) فقط۔

نماز پڑھتے ہوئے اگر ہاتھ کپڑوں کے اندر ہوں تو نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۱۹) نماز کے وقت اگر ہاتھ کپڑے کے اندر رہیں تو نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز درست ہے۔ (۲) فقط۔

لقمہ دینا لینا یا کسی نماز کا چھوٹ جانا کیسا ہے

(سوال ۱۳۲۰) زید امام مسجد ہے انہوں نے عشاء کی نماز میں آیۃ **وسیق الذین کفروا الآیۃ** پڑھی **وفتحت ابوابہا** پر ٹھہر گیا پھر یہاں سے کسی دوسری سورۃ کی آیت **لو فتحت ابوابہا** کے ساتھ ضم کر کے آگے پڑھتا چلا تو عمر نے جو حافظ قرآن ہے نیز **ما تجوز و ما تفسد بہ الصلوٰۃ** سے واقف تھا، لقمہ دیا **وقال لہم خزنتہا**۔ زید نے پھر شروع سے دوہرایا اور اسی جگہ آن ٹھہرا۔ پھر عمر نے لقمہ دیا۔ زید پھر تیسری دفعہ دہراتا ہوا بمشکل آگے بڑھا مگر **وینذر ولکم لقاء یومکم ھذا** کو چھوڑ کر سورہ زمر ختم کی اور بغیر سجدہ سہو نماز تمام کی اور یہ فعل تقریباً ایک سو ۱۰۰ مصلیوں کے درمیان زید سے صادر ہوا ہے نماز لوٹانی چاہئے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز امام اور مقتدیوں کی صحیح ہے اور سجدہ سہو واجب نہیں ہے اور اعادہ اس نماز کا لازم نہیں ہے۔ **کما صرح بہ فی الدر المختار والشامی بخلاف فتحہ علی امامہ فانہ لا یفسد مطلقاً لفاتح وآخذ بکل حال در مختار قولہ بکل حال. ای سواء قرأ الا مام قدر ما تجوزبہ الصلوٰۃ ام لا انتقل**

....

(۱) ثم نقل تصحیح عدم الفساد فی مسئلة من جذب من الصف فتاخر (در مختار) وعبادة المصنف فی المنح بعد ان ذکر لو جذبہ اخر فتا خر الا صح لا تفسد صلاتہ وفی القنیة قیل لمصل منفرد تقدم فتقدم بامرہ او دخل رجل فرجة الصف فتقدم المصلی حتی وسع المکان علیہ فسدت صلاتہ وینبغی ان یمکث ساعة ثم یتقدم برائ نفسہ و عللہ فی شرح القدوری بانہ امتثال لغیر امر اللہ تعالیٰ اقول ماتقدم من تصحیح صلاة من تاخرو بما یفید تصحیح عدم الفساد فی مسئلة القینة لا نہ مع تاخرہ نجذبہ لا تفسدصلاتہ (ردالمحتار باب الا مامة ج۱ ص ۵۳۳ .ط.س. ج۱ص ۵۷۱) ظفیر.

(۲) رفع یدیہ الخ ما سابابہا میہ شحمتی ادنیہ ھو المراد بالمحاذاۃ (در مختار) ودفق بینہما وبین روایات الرفع ای المنکبین بان الثانی اذا کانت الیدان فی الثیاب للبرد کما قالہ الطحاوی الخ (ردالمحتار فصل تالیف الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۵۰ .ط.س. ج۱ص ۴۸۲) ظفیر.

الیٰ ایة اخری ام لا تکرارا لفتح ام لا هو الا صح . نہر۔ شامی(۱) جلد اول ص ۴۱۸۔ پس معلوم ہوا کہ اصح یہ ہے کہ تکرار فتح سے بھی نماز میں فساد نہیں آتا اور سجدہ سہو کے واجب ہونے کی بھی کوئی وجہ نہیں ہے کیونکہ قرأۃ کے تکرار سے جو تاخیر کسی رکن میں ہو وہ موجب سجدہ سہو نہیں ہے کما فی الدر المختار واعلم انه اذا شغله ذالك الشك فتفكر قدر اداء ركن لم يشتغل حالة الشك بقراء ة الخ وجب عليه سجود السهو.(۲) الخ

اس سے واضح ہوا کہ اشتغال بالقراءۃ کی صورت میں سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا البتہ یہ بھی شامی وغیرہ میں تصریح ہے کہ جیسا کہ مقتدی کو یہ مکروہ ہے کہ فوراً لقمہ دیوے اسی طرح امام کو یہ مکروہ ہے کہ مقتدی کو لقمہ دینے کی طرف مضطر کرے بلکہ اس کو چاہئے کہ دوسری آیۃ مناسبہ یا دوسری سورۃ کی طرف منتقل ہو جائے یا اگر مقدار واجب یا مستحب پڑھ چکا ہے تو رکوع کر دیوے۔ کما قال فی الشامی یکره ان یفتح من ساعته کما یکره للامام ان یلجئه الیه بل ینتقل الی آیة اخری لا یلزم من وصلها ما یفسد الصلوٰة اوالی سورة اخری اویرکع اذا قرأ قدر الفرض کما جزم به الزیلعی وغیره وفی روایة قدر المستحب کما رجحه الکمال بانه الظاهر من الدلیل الخ۔(۳) فقط۔

مقتدی اگر ایک رکعت میں اقتداء چھوڑ دیں تو نماز ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۳۲۱) امام مسجد نماز مغرب میں بعد دو رکعت کے تشہد بھول گیا مگر مقتدی غلطی سے یا بھول کر تشہد پڑھتے رہے اور امام نے تیسری رکعت میں الحمد آہستہ پڑھ کر رکوع کیا اور مقتدی امام کی اللہ اکبر کہنے پر کھڑے ہوئے امام رکوع کی تسبیحات پوری کر کے سجدہ میں گیا اور سب مقتدی تابع ہو گئے، اس صورت میں امام کی نماز پوری ہوئی مگر مقتدیوں نے غلطی سے تیسری رکعت میں امام کا اقتداء نہیں کیا بلکہ بعض رکوع میں بھی شامل نہ ہو سکے مقتدیوں کی نماز کا کیا حکم ہے۔ فقط۔

(جواب) جن مقتدیوں نے رکوع نہیں کیا ان کی نماز نہیں ہوئی اور جن مقتدیوں نے کھڑے ہو کر رکوع کر لیا خواہ کھڑے ہو کر امام کے شامل رکوع میں ہو گئے یا بعد میں رکوع کر لیا ان کی نماز ہو گئی۔(۴) امام کے ذمہ بوجہ ترک قعدہ اولیٰ کے سجدہ سہو لازم ہے۔(۵) فقط۔

---

(۱) ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة ج۱ ص ۵۸۲ .ط.س.ج۱ص۶۲۲.
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار . باب سجود السهو ج ۱ ص ۷۰۶ .ط.س.ج۲ص۹۳. ۱۲ ظفیر.
(۳) ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰة ج ۱ ص ۵۸۲ .ط.س.ج۱ص۶۲۳. ۱۲ ظفیر.
(۴) نعم تکون المتا بعة فرضا بمعنی ان یاتی بالفرض مع امامه او بعد کما لورکع امامه فرکع معه مقارنا او معاقبا وشارکه فیه او بعد مارفع منه فلو لم یرکع اصلا الخ بطلت صلاته (ردالمحتار باب صفة الصلاة مطلب تحقیق متابعة الامام ج۱ ص ۴۳۹ .ط.س.ج۱ص ۴۷۱) ظفیر.
(۵) ولها واجبات لا تفسد بترکها وتعادوجوبا الخ ان لم یسجد له ای للسهوا لخ وهی فقراء ة فاتحة الکتاب الخ والقعود الاول (الد ر المختار ج ۱ ص ۴۲۴ .ط.س.ج۱ص۴۵۶) سها عن القعود الا ول من الفرض الخ ثم تذکره عاد الیه الخ مالم یستقم الخ والا ای وان استقام قائما لا یعود لا شتغاله بفرض القیام وسجد للسهو لترک الواجب (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب سجود السهود ج ۱ ص ۶۹۶ .ط.س.ج۲ص۸۳) ظفیر.

حالت نماز میں چیخ وپکار سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۲۲)ایک جماعت امیوں کی کسی پیر سے تعلیم پاکر نماز جہری میں قراءۃ سن کر اور کبھی سری میں بھی ہوں ہوں کر کے چیخ مارتے ہیں اس سے نماز ان کی فاسد ہوگی یا نہیں اور یہ اہ اور اف نہیں بلکہ محض چیخ ہے۔

(جواب)درمختار میں ہے والا نین هو قوله اه بالقصر اوالتاوه هو قوله اه بالمدوالتافيف اف او تف والبكاء بصوت يحصل به حروف لو جع اومصيبة الخ لا لذكر جنة او نار فلواعجبته قراءة الا مام فجعل يبكى وبقوله بلى او نعم او ارے لا تفسدسر اجيه لد لا لته على الخشوع الخ اور شامی میں ہے قوله لد لا لته على الخشوع . افا دانه لو كان استلزاذاً بحسن النغمة يكون مفسداً الخ ۔(۱)پس معلوم ہوا کہ نماز میں اس طرح چیخ اور پکار کرنا اور ہوں ہوں کرنا اگر جنت ودوزخ کے ذکر سے نہیں ہے تو مفسد صلوٰۃ ہے لہذا اجہلاء کو اس سے بہ تشدد روکنا چاہئے کہ وہ اپنی نماز بھی فاسد کرتے ہیں اور دوسرے نمازیوں کو نماز میں بھی خلل ڈالتے ہیں كما جربناه۔ فقط۔

اگر آگے سے کتا گذر جائے تو نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۲۳)اگر نمازی کے آگے کو کتا نکل جاوے تو نماز فاسد ہوتی یا نہیں۔

(جواب)نماز فاسد نہیں ہوتی دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔(۲)فقط۔

جیب میں ناپاک چیز رکھ کر نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۲٤)جیب میں کوئی ناپاک چیز یا ناپاک کپڑا قصداً یا سہواً رہ جائے اور نماز پڑھ لی جاوے تو نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

(جواب)اس صورت میں نماز صحیح نہ ہوگی۔اس نماز کو پھر پڑھنا چاہئے۔(۳)فقط۔

نماز میں تہبند یا پاجامہ کھل جائے تو کیا کرے

(سوال ۱۳۲۵)اگر نماز کی حالت میں مقتدی یا امام کا تہبند یا پاجامہ کا کمربند کھل گیا تو وہ نماز میں کیا کرے۔

(جواب)اگر ایک ہاتھ سے یعنی عمل یسیر سے درست ہونا ممکن نہ ہو تو نماز کو توڑ کر دونوں ہاتھوں سے تہبند باندھ کر پھر شریک جماعت ہو جاوے۔(۴)فقط۔

سترہ کی جگہ چھتری وغیرہ ہو تو کافی ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۲٦)نمازی کے آگے چادر یا چھتری سترہ کے بجائے ہو تو کافی ہے یا نہیں یا سترہ لکڑی کا ہی ہونا

(۱)ردالمحتار باب مايفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ۱ ص ۵۷۹ .ط.س. ج۱ص۶۱۹. ۶۲۰. ۱۲ ظفير.
(۲)ولا يفسدها الخ مروره بين يديه اى حائط القبلة فى بيت ومسجد صغير مطلقا الخ ولوامراءة او كلبا (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ۱ ص ۵۹۳ .ط.س. ج۱ص۶۳٤)ظفير.
(۳)وعفى الشارع عن قدردرهم وان كره تحريما الخ وفوقه مبطل (در مختار) ففى المحيط يكره ان يصلى ومعه قدر درهم او دونه من النجاسة عالما به الخ (ردالمحتار باب الا نجاس ج۱ ص ۲۹۲ .ط.س. ج۱ص۳۱۶. ۳۱۷) ظفير.
(٤)ويفسد ها كل عمل كثير ليس من اعمالهاولا لا صلاحها وفيه اقوال خمسة اصحها ما لايشك بسببه الناظر من بعيد فى فاعله انه ليس فيها (در مختار) القول الثانى ان ما يعمل عادة باليدين كثير وان عمل بواحدة كالتعمم وشد السرا ويل وما عمل بواحدة قليل وان عمل بهما كحل السراويل ولبس القلنسوة ونزعها (ردالمحتار . باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ۱ ص ۵۸۳ و ج ۱ ص ۵۸٤ .ط.س. ج۱ص۶۲٤. ۶۲۵) ظفير.

ضروری ہے؟ اور لکڑی کا سترہ کم از کم انگشت موٹا ہونا ضروری ہے یا اس سے کم بھی کافی ہو سکتا ہے؟

(جواب) چادر یا چھتری مصلی کے آگے ہو تو بجائے سترہ کے کافی ہے لکڑی کی خصوصیت نہیں ہے۔ اور قید غلظ اصابع کو صاحب بدائع نے قول ضعیف لکھا ہے۔ فی الشامی لکن جعل فی البدائع بیان الغلظ قولاً ضعیفا وانه لا اعتبار بالعرض وظاهره انه المذهب بحر الخ ۔(۱) فقط۔

صراط الذین پر سانس ٹوٹ جانے سے نہ کفر لازم آتا ہے اور نہ نماز فاسد ہوتی ہے

(سوال ۱۳۲۷) ایک شخص جو علم قراءۃ سے ناواقف اور بے بہرہ ہے جہری نماز میں امام ہوا اور بحالت اضطرار صراط الذین پر سانس منقطع ہو گیا، کیا وہ امام کافر ہو گیا اور نماز فاسد ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز فاسد نہیں ہوئی اور امام مذکور کافر نہیں ہے بلکہ اس کو کافر کہنے والے پر خوف کفر ہے۔ کما فی الحدیث. ایما رجل قال لا خیه کافر فقد باء بها احدهما . رواه الشیخان۔(۲) وفی حدیث اخر سباب المسلم فسوق وقتاله کفر ۔(۳) وفی حدیث آخر ایضاً من دعا رجلا بالکفرا وقال عدوالله ولیس کذلك الا حار علیه (متفق علیه)(۴).

غیر نمازی کے پنکھا کرنے سے نمازی کی نماز فاسد نہیں ہوتی

(سوال ۱۳۲۸) اگر غیر نمازی پڑھنے والے کو پنکھا ہلائے تو مصلی کی نماز میں کچھ فساد لازم آئے گا یا نہیں۔

(جواب) مصلی کی نماز میں اس سے کچھ خلل اور فساد لازم نہیں آتا اگرچہ یہ اچھا نہیں ہے کہ نمازی بحالت نماز کسی سے پنکھا کرائے اس لئے اس کو چاہئے کہ پنکھا کرنے والے کو روک دے۔ فقط۔

ماہیہ میں تاء ظاہر کرنا غلط ہے، مگر مفسد صلوٰۃ نہیں

(سوال ۱۳۲۹) اگر بجائے ہائے ہوز ماہیہ کے تاء مع تنوین پڑھی جاوے تو درست ہے یا نہیں۔ اور مفسد صلوٰۃ ہے یا نہ۔

(جواب) وما ادرٰك ما هیه میں اخیر کی ہاء کو جو کہ ہاء سکتہ ہے تاء پڑھنا لحن فی القراءۃ ہے اور غلطی صریح ہے کہ یہ ہاء مبدلہ عن التاء نہیں ہے۔ لیکن جس نے غلطی سے ایسا پڑھا اس کی نماز ہو گئی۔(۵) فقط۔

رات میں قبلہ پوچھ کر نماز پڑھی بعد میں معلوم ہوا کہ قبلہ غلط تھا تو یہ نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۳۳۰) شب کو زید نے اپنے ہمراہی سے قبلہ دریافت کر کے نماز ادا کی کئی روز بعد معلوم ہوا کہ قبلہ غلط بتایا گیا تو وہ نماز ہوئی یا نہیں۔

---

(۱) ویغرزنه با[illegible] الامام وکذا المنفرد فی الصحراء ونحوها سترة بقدر ذراع طولا وغلظ اصبع لتبدو للناظر بقربه دون ثلاثة اذرع علی حذاء احدحا جبیه الخ (درمختار) لکن جعل فی البدائع بیان الغلظ الخ (ردالمحتار ج۱ ص ۵۹۵ و ج ۱ ص ۵۹۶ باب ما یفسد الصلوٰة ط.س. ج۱ ص ۶۳۶. ۶۳۷) (۲) مشکوٰة باب حفظ اللسان والغیبة والشتم ص ۴۱۱ . ۱۲

(۳) ایضاً. (۴) ایضاً.

(۵) ومنها القرأة بالالحان ان غیر المعنی والا لا . (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة ج ۱ ص ۵۸۹ . ط.س. ج۱ ص ۶۳۰) ظفیر

(جواب) نماز ہو گئی(۱)۔ فقط

غلطی سے مسبوق امام کے ساتھ سلام پھیر دے مگر یاد دلانے کے بعد کھڑا ہو جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۳۳۱) ایک روز نماز عشاء کی جماعت میں خادم دوسری رکعت میں شریک ہوا مگر امام کے ساتھ دونوں طرف سلام پھیر کر نماز ختم کی اور دعا مانگی۔ مگر اسی وقت ایک دوسرے مقتدی نے جو امام کے ساتھ اپنی نماز پوری کر چکا تھا مجھے جتلایا کہ تم کھڑے ہو کر نماز پوری کرو۔ پس اگر اس حالت میں یہ عاصی کھڑا ہو کر نماز پوری کر لیتا تو نماز ہو جاتی یا نہیں اور جس صورت میں کہ میں نے ان کا کہنا نہیں مانا بلکہ از سر نو چار فرض ادا کئے تو یہ نماز ادا ہو گئی یا نہیں؟ میرے نہ ماننے کی یہ وجہ ہوئی کہ دل میں یہ خیال اور شبہ پیدا ہوا کہ خارج از نماز لقمہ دینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

(جواب) اگر اس شخص کے بتلانے کے بعد کچھ تامل کر کے خود یاد آجاتا کہ میری ایک رکعت بے شک رہی ہے اور اس بنا پر اٹھ کر ایک رکعت پوری کر کے نماز پوری کر کے سجدہ سہو کر لیا جاتا تو نماز ہو جاتی کیونکہ وہ امتثال غیر شخص کا نہیں ہے بلکہ جب کہ خود یاد نہ آگیا تو اسی کی طرف کھڑا ہونا منسوب ہوگا۔ در مختار میں ہے حتیٰ لو امتثل امر غیرہ فقیل له تقدم فتقدم او دخل فرجة الصف احد فوسع له فسدت بل یمکث ساعةً ثم یتقدم برایه (۲) اور شامی میں عدم فساد کی تصحیح کی ہے وقد منا عن الشرنبلالی عدم الفساد و تقدم تمام الکلام علیه الخ۔(۳) شامی جلد اول۔ فقط

علیکم کی جگہ علیتم نکل جائے تو نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۳۳۲) اگر السلام علیکم میں علیکم کے بجائے علیتم نکل جاوے تو نماز ہو گی یا نہیں۔

(جواب) نماز ہو گئی۔(۴) فقط۔

چوغہ وامامہ میں نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۳۳) امام کہ لباس شرعی مثل چوغہ وازار ورداء وعمامہ را پوشیدہ امامت می سازد ولیکن پوشیدن این لباس اورا ناخوش است آیا نماز جائز می شود یا نہ۔

(جواب) نماز ادا می شود۔

کپڑے پر دھبہ دیکھے تو کیا کرے

(سوال ۱۳۳۴) امام کو احتلام ہوا۔ کپڑا دھو کر نماز پڑھاتا رہا دو تین دن کے بعد کرتہ پر دھبہ منی کا پایا تو اب نمازوں کا اعادہ کرنا چاہئے یا نہیں۔ لیکن یہ معلوم نہیں کہ کس کس نے اس کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں۔

---

(۱) ویتحری وهو بذل المجهود لنیل المقصود عاجز عن معرفة القبلة فان ظهر خطاه لم یعد لما مر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار . باب شروط الصلوٰة واستقبال قبله ج ۱ ص ۴۰۱ .ط.س.ج۱ص۴۳۳) ظفیر. (۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها تحت الفروع ج ۱ ص ۵۸۱ .ط.س.ج۱ص۶۲۲) ظفیر. (۳) ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰة وما یکره فیها تحت الفروع ج ۱ ص ۵۸۱ .ط.س.ج۱ص۶۲۲) ظفیر.
(۴) ومنها الخروج بصنعه کفعله المنافی لها بعدتمامها (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب صفة الصلاة ج۱ ص ۴۱۸ .ط.س.ج۱ص۴۴۸.۴۴۹)

(جواب) کتب فقہ میں اس صورت میں یہ لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنے کپڑے پر منی پائی قدر درہم سے زیادہ تو آخر نوم کے بعد میں جو نماز اس نے اس کپڑے سے پڑھی ہے اُس کو لوٹا دے گا۔ مثلاً آج بعد نماز ظہر اس نے کپڑے پر منی دیکھی تو اگر دوپہر کو بھی سویا ہے تو اسی وقت سے کپڑا ناپاک سمجھا جاوے گا اور اگر دوپہر کو نہیں سویا بلکہ رات کو سویا تھا تو اس وقت سے ناپاک سمجھا جاوے گا اور اس کے بعد سے جو نمازیں پڑھی ہیں وہ لوٹائی جائیں گی اور بقدر امکان مقتدیوں کو بھی اطلاع کرنی چاہئے جو جو یاد آتے جاویں ان کو خبر کر دے۔ کما فی الدر المختار کما یلزم الا مام اخبار القوم اذا امهم وهو محدث او جنب او فافدشرط اور کن الخ. (۱) فقط۔

ذکر سری سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۳۵) مریدان بزرگان نقشبندیہ بموجب فہمانیدن مرشدان در نماز فرائض و نوافل ذکر سری می نمایند کہ الفاظ اوں وہوں مسموع میشوند نماز فاسد خواہد شدیانہ۔

(جواب) ظاہر ہمین است کہ نماز فاسد شود، لہذا احتیاط درین امر واجب است۔ (۲) فقط۔

قبلہ سے کچھ منحرف مسجد میں پڑھی ہوئی نمازیں صحیح ہوئیں یا نہیں

(سوال ۱۳۳۶) ایک مسجد میں لوگ نماز پڑھا کرتے تھے چند روز کے بعد معلوم ہوا کہ مسجد جانب قبلہ سے منحرف ہے۔ بعد تحقیق کچھ لوگ پہلی ہی طرح سے رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں اور بعض اس جانب سے ذرا مڑ کر پڑھتے ہیں اب جو لوگ پہلی جانب کو پڑھتے ہیں ان کو نماز کا اعادہ کرنا چاہئے یا نہ اور قبل تحقیق جو نمازیں پڑھی گئیں ان کا اعادہ کرنا چاہئے یا نہ اور ٹیڑھی جانب کو اگر نماز پڑھتے رہیں تو نماز صحیح ہوگی یا نہ۔

(جواب) پہلے رخ پر جو لوگ نماز پڑھتے ہیں ان کی نماز صحیح ہے اور گذشتہ نمازوں کا اعادہ کرنا لازم نہیں ہے کیونکہ تھوڑے سے انحراف سے استقبال قبلہ میں کچھ فرق نہیں آتا اور قطب حساب بھی تحقیقی نہیں ہے تقریبی ہے۔ فقط (۳)

نماز فجر میں آفتاب نکل آئے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۳۷) اگر فجر کی نماز میں آفتاب طلوع کرے تو نماز صحیح ہوگی یا نہیں۔

(جواب) عند الحنفیہ نماز اس کی فاسد ہوگئی بعد طلوع و ارتفاع آفتاب پھر صبح کی نماز اس کو پڑھنا چاہئے کما فی الدر المختار والشامی بخلاف الفجر فتبطل بطر الطلوع الذی هو وقت فساد ۔(۴) الخ شامی والاحادیث تعارضت فتساقطت الخ . درمختار (۵) فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة مطلب المواضع التی تفسد صلاة الامام ج ۱ ص ۵۵۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۹۱. ۵۹۲. ۱۲ ظفیر.
(۲) وذکر فی الملتقط ان المصلی اذا لسعة الحیة فقال بسم الله الرحمن الرحیم تفسد صلوٰته الخ وذکر فی الذخیرة انه اذا قال المریض یارب او قال بسم الله لما یلحقه من المشقة الخ اما عندهما ای الطرفین فتفسد الخ (غنیة المستملی) ظفیر.
(۳) فللمکی الخ اصابة عینها الخ ولغیره ای لغیر معا ینها اصابة اجهتهابان یبقی شئی من سطح الوجه مسا متا للکعبة الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۳۹۷. ط.س. ج ۱ ص ۴۲۷. ۴۲۸) ظفیر.
(۴) ردالمحتار کتاب الصلاة تحت قوله بخلاف الفجر ج ۱ ص ۳۴۶. ط.س. ج ۱ ص ۳۷۳. ۱۲ ظفیر.
(۵) الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصلاة ج ۱ ص ۳۴۶. ط.س. ج ۱ ص ۳۷۳. ۱۲ ظفیر.

ضاد کی جگہ ظا دپڑھنے سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۳۸) نماز میں ض کی ظ پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) پہلے (اس) مسئلہ کے متعلق یہ ضروری ہے کہ قصداً ظاء پڑھنے سے احتراز کیا جاوے کیونکہ اس میں فساد صلوٰۃ کی روایات ضرور موجود ہیں بلکہ شرح فقہ اکبر میں محیط سے نقل کیا ہے کہ تعمد اس کا کفر ہے عبارت یہ ہے وفی المحیط سئل الامام الفضلی عمن یقرء الظاء المعجمة مکان الضادالمعجمة او یقرء اصحاب الجنة مکان اصحاب النار او علی العکس فقال لا یجوز امامته ولو تعمد یکفر قلت اما کون تعمده کفراً فلا کلام فیه اذا لم یکن فیه لغتان ففی ضنین الخلاف سامی۔(۱) اور بندہ کا مطلب تحریر سابق سے یہ تھا کہ باوجود ارادہ ادائے ضاد از مخرج اگر مشابہت ظاء یا دال کے ساتھ ہو جاوے تو نماز صحیح ہے۔ درمختار میں ہے الا ما یشق تمیزہ کا لضادو الظاء فاکثر ھم لم یفسدھا(۲) شامی میں ہے قال فی الخانیةوالخلاصة الا صل فیما اذا ذکر حرفا مکان حرف وغیرالمعنی ان امکن الفصل بینھما بلا مشقة تفسدوا لا یمکن الا بمشقة کالظاء مع الضاد الخ قال اکثرھم لا تفسدو فی خزانة الا کمل قال القاضی ابو عاصم ان تعمد ذلك تفسدوان جری علیٰ لسانه ولا یعرف التمییز لا تفسد وھو المختار علیه وفی البزازیة وھوا عدل الا قاویل وھو المختار الخ .(۳) اس احتیاط کی وجہ سے قراء وعلماء عرب قاطبۃً ضاد کے پڑھنے میں ظاء سے قطعاً بچتے ہیں اور ضاد کو بصورت دال مفخم اداء کرتے ہیں کما ہو مشاہد ومعروف۔ فقط۔

رشوت کے کپڑوں میں نماز ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۳۳۹) رشوت کے کپڑوں سے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز ادا ہو جاتی ہے مگر وہ شخص عاصی اور فاسق ہے۔ یعنی حرام کی کمائی کے کپڑوں سے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔(۴) لیکن نماز ادا ہو جاتی ہے۔ فقط۔

امام کے نیت توڑ دینے سے مقتدی کی نماز فاسد ہو جاتی ہے

(سوال ۱۳۴۰) امام کو قعدہ اولیٰ میں سہو ہوا، مقتدیوں نے اللہ اکبر کہہ کر اس کو اطلاع دی اس نے غلطی سے نماز توڑ دی جو مقتدی جانب یمین ویسار تھے یا دوسری صف میں تھے ان کو علم نہیں ہوا کہ ہمارے امام نے نماز فاسد کر دی وہ اسی پہلی نیت پر قائم رہے اور یہ سمجھے کہ امام تیسری رکعت کے پورا کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہے۔ اب امام نے دوسری نماز کی رکعت کا رکوع کیا۔ مقتدی سب امام کے ساتھ رکوع میں چلے گئے۔ امام نے چار رکعت پوری کر کے سلام پھیرا مقتدیوں نے بھی چار رکعت پوری کی۔ دریافت طلب یہ ہے کہ جن مقتدیوں نے امام کے ساتھ مکرر نیت نہیں باندھی بلکہ امام کے ساتھ تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں چلے گئے اس صورت میں ان مقتدیوں کی نماز ہو گی یا نہیں۔ اور یہ اول تکبیر جو امام کے ساتھ رکوع میں جاتے وقت کہی ہے تکبیر تحریمہ ہو گی

---

(۱) شرح فقہ اکبر ص ۲۰۵ (۲) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار ما یفسد الصلوٰۃ مطلب زلة القاری ج۱ ص ۵۹۲.
(۳) ردالمحتار . باب ما یفسد الصلوٰۃ مطلب زلة القاری ج۱ ص ۵۹۲ .ط.س. ج۱ ص۶۳۳. ۱۲
(۴) وکذا تکرہ فی اماکن کفوق کعبة الخ وارض مغصوبة (الدر المختار شامی کتاب الصلوٰۃ ج۱ ص ۳۵۴)

یا نہیں۔

(جواب)اس صورت میں مقتدیوں کی نماز نہیں ہوئی کیونکہ جب کہ امام نے اپنی نماز توڑ دی تو سب مقتدیوں کی نماز فاسد ہو گئی پھر مقتدیوں نے دوبارہ نیت اقتداء کے ساتھ تکبیر تحریمہ نہیں کہی اور دوبارہ نماز شروع نہیں کی بلکہ پہلی نماز پر بناء کی جو کہ فاسد ہو چکی تھی اور بناء علی الفاسد، فاسد ہے۔ لہٰذا نماز ان کی فاسد ہی رہے گی۔(۱) فقط۔

دایاں پیر نماز میں ہل جانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی

(سوال ۱۳۴۱)زید کے داہنے پیر کا انگوٹھا نماز میں ہل گیا تو یہ مفسد صلوٰۃ ہے یا نہیں۔

(جواب)نماز میں انگوٹھے کا حرکت کرنا اور ہل جانا مفسد صلوٰۃ نہیں ہے۔(۲) فقط

مسجد کسی کی ملک نہیں ہے اس میں نماز درست ہے

(سوال ۱۳۴۲)جو محلّہ والے مسجد محلّہ کو اپنی ملکیت سمجھتے ہوں اس مسجد میں نماز پڑھنا شرعاً کیسا ہے۔

(جواب)مسجد کسی کی ملک نہیں ہوتی۔(۳) اور کسی کے سمجھنے سے اس میں کچھ تغیر نہیں ہوتا پس نماز اس میں صحیح ہے اور ثواب مسجد کا حاصل ہے۔ فقط۔

زیر ناف بال نہ مونڈنے والے کی نماز بھی درست ہے

(سوال ۱۳۴۳)جو شخص زیر ناف کے بال نہ مونڈے اس کی نماز صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب)نماز صحیح ہے لیکن یہ فعل برا ہے اور چالیس دن سے زیادہ موئے زیر ناف کو باقی رکھنا مکروہ ہے۔(۴) فقط۔

اگر صحیح قرأت کی تو نماز ہو گی سننے والے کا اعتبار نہیں

(سوال ۱۳۴۴)زید نے نماز جہری میں سورہ والعصر پڑھی اس صورت سے کہ والعصر کے اوپر وقف کیا اور سامع نے والعص سنا بحذف را۔ اور ثانیاً لفی خسر پر وقف کیا اور سامع نے لفی خس باسقاط را سنا۔ اگر وقف اخیر باسقاط حرکت یا تنوین بدون را ہو تو ایسے مقام پر وقف کرنا جائز ہے جہاں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ۱۷ مواضع پر قرآن شریف میں وقف کرنا مفضی الی الکفر ہونا منقول ہے جس میں سے ایک موضع فویل للمصلین ہے علیٰ ہذا القیاس۔ اور ۱۶ مواضع میں جو سترواں موضع ہے وہ والعصر والا ہے کہ فساد اس کا اظہر من الشمس ہے۔ علاوہ ازیں وقف مابین مبتداء و خبر اور صفت و موصوف و فعل و فاعل اور مستثنیٰ منہ وصلہ و موصول وغیر ذلک بنابر قاعدہ نحویہ فصل و وقف جائز یا ناجائز جو موضع متنازع فیہ جملہ استثنائیہ ہے۔

(جواب)اعتبار پڑھنے والے کا ہے۔ سننے والا اگر کسی حرف کو نہ سنے تو اس سے قاری کا نہ پڑھنا لازم نہیں آتا۔ پس

---

(۱)واذا ظهر حدث امامه وكذا كل مفسدفي رأى مقتد بطلت فيلزم اعادتها لتضمنها صلاة الموتم صحة وفساد (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الامامة ج۱ ص ۵۵۳ .ط.س.ج۱ص ۵۹۱) ظفير.

(۲)وان حرك رجلا واحدالا على الدوام لا تفسد صلوته (عالمگیری كشوری باب مايفسد الصلوٰة ج ۱ ص ۱۰۲ .ط.ماجديه ج۱ص۱۰۳) ظفير. (۳)ان المساجد لله (سورةالجن . ۲)ويزول ملكه عن المسجد والمصلى بالفعل وبقوله جعلته مسجد اعند الثانى وشرط محمدوالا مام الصلاة فيه بجما عة وقيل يكفى واحد وجعله فى الخانية ظاهر الرواية (الدر المختار عليه هامش ردالمحتار كتاب الوقف مطلب فى احكام المسجد ج ۳ ص ۵۱۰ و ج ۳ ص ۵۱۱ .ط.س.ج۴ص۳۵۵ .۳۵۶) ظفير غفر الله ذنوبه الحفى والجلى.

(۴)الا فضل ان يقلم اظفاره ويحفى شاربه ويحلق عانته وينظف بدنه بالا غتسال فى كل اسبوع مرة فان لم يفعل ففى كل خمسة عشر يوما ولا يعذر فى تركه وراء الا ربعين الخ ويستحق الوعيد كذا فى القنية (عالمگيرى مصرى كتاب الكراهة باب تاسع عشر ج ۵ ص ۳۶۸ .ط.س.ج۵ص۳۵۷)ظفير.

جب کہ قاری نے والعصر پڑھا ہے اور اسی طرح ان الا نسان لفی خسر پڑھا ہے تو نماز ہوگئی اور ان دونوں موقعوں پر وقف کرنے سے نماز باطل نہیں ہوئی اور نہ کفر ہوا اور کسی موقع پر بھی کفر نہیں ہے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جو روایات سترہ موقعہ پر وقف کرنے سے کفر کے لازم ہونے کی نقل کی ہے یہ صحیح نہیں ہے۔ (۱) فقط۔

حالت نماز میں رقص وغیرہ سے نماز فاسد ہوجاتی ہے

(سوال ۱۳۴۵) بعض لوگ نماز میں شور وغل مچایا کرتے ہیں، یعنی تالیاں بجانا۔ ہاہو آواز کرنا۔ کودنا۔ رقص کرنا۔ یہ جائز ہے یا نہیں۔ بعض ان کے معتقد مولوی کہتے ہیں کہ درمختار وغیرہ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ شوق جنت و خوف نار سے رونا مفسد صلوٰۃ نہیں ہے۔ یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ امور مفسد صلوٰۃ ہیں اور کتب فقہ میں خود دوزخ و شوق جنت میں رونے کو بے شک جائز لکھا ہے مگر تالیاں بجانا اور رقص کرنا کسی نے جائز نہیں لکھا بالخصوص نماز میں ایسی حرکات باتفاق مفسد صلوٰۃ ہیں۔ **وتفصیله فی کتب الفقه۔** (۲) فقط۔

زکوٰۃ کے پیسے سے خریدی ہوئی صفوں پر نماز جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۴۶) اگر کوئی شخص زکوٰۃ کے پیسے سے جائے نمازیں خرید کر مسجدوں میں دیتا ہے تو تونگروں کا اس پر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ نماز ہوگی یا نہیں۔

(جواب) نماز اس پر جائز ہو جاتی ہے لیکن زکوٰۃ اس کی ادا نہیں ہوئی۔ (۳) فقط

اگر مقتدی امام کے ساتھ سجدہ تلاوۃ نہ کرے تو اس کی نماز ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۳۴۷) اگر مقتدی غلطی سے امام کے ساتھ سجدہ تلاوۃ نہ کرے تو نماز ہوگی یا نہ۔

(جواب) نماز میں سجدہ تلاوت واجب ہو وہ بعد نماز کے ادا نہیں ہوتا اور ساقط ہوجاتا ہے **وکل سجدة فی الصلوٰة ولم تؤ دو فیها سقطت ای لم یبق السجود لها لفوات محله الخ** (۴) شامی۔ پس معلوم ہوا کہ وہ سجدہ ساقط ہوا اور اعادہ نماز کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ اگر عمداً چھوڑا تو توبہ کرے۔ **وفی البدایع واذا لم یسجد اثم فتلزمه التوبة۔** (۵) درمختار۔ فقط

---

(۱) اذا وقف فی غیر موضع الوقف او ابتداء فی غیر موضع الا بتداء ان لم یتغیر به المعنی تغیر ا فاحشا نحوان الذین امنوا وعملوا الصالحات ووقف ثم ابتداء بقوله اولئك هم خیر البریة لا تفسد بالا جماع بین عملائنا هکذا فی المحیط وکذا ان وصل فی غیر موضع الوصل الخ لا تفسد لکنه قبیح هکذا فی الخلاصة (عالمگیری مصری زلة القاری ج ۱ ص ۷۵. ط. ماجدیه ج ۱ ص ۸۱) ظفیر. (۲) والتنحنح بحر فین بلا عذر الخ او بلا غرض الخ والا نین الخ والتاوه الخ والتافیف الخ والبکاء بصوت الخ لا لذکر جنة او نار الخ او یفسدها کل عمل کثیر لیس من اعمالها ولا لا صلاحها (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلاة ج ۱ ص ۵۷۸. ط.س. ج ۱ ص ۶۱۸. ۶۱۹) ظفیر.

(۳) زکوٰۃ کے پیسے مسجد میں لگانے درست نہیں ہیں یہاں چونکہ تملیک پائی نہیں گئی اس لئے اس کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی۔ یصرف المزکی الخ تملیکا لا اباحة کما مرلا یصرف الی بناء نحومسجد ولا الی کفن میت الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۵. ط.س. ج ۲ ص ۳۴۴) ظفیر. (۴) ردالمحتار . باب سجود التلاوة تحت قوله اذا لم یسجد ج ۱ ص ۷۲۲. ط.س. ج ۲ ص ۱۱۰. ۱۲ ظفیر.

(۵) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب سجود التلاوة ج ۱ ص ۷۲۲. ط.س. ج ۲ ص ۱۱۰. ۱۲ ظفیر.

قرأت اس طرح کرے کہ خود بھی نہ سنے تو نماز ہو گی یا نہیں

(سوال ۱۳۴۸) نماز میں الحمد اور سورۃ وغیرہ ایسی طرح پڑھنا کہ اپنے کان میں بھی آواز نہ آوے تو نماز ہو گی یا نہیں۔

(جواب) زیادہ معتبر اور صحیح یہ ہے کہ اس طرح پڑھے کہ اگر کوئی مانع نہ ہو تو اپنے کان میں آواز آجائے اور کرخی اور بلخی بدون اس کے بھی نماز کو صحیح فرماتے ہیں والاول اصح وارجح ۔(۱) شامی۔ فقط۔

سجدہ سہو محض شک کی وجہ سے کیا تو نماز ہو گی یا نہیں

(سوال ۱۳۴۹) سجدہ سہو بلا سبب وجوب اگر کوئی شخص محض شک کی بنا پر کرے تو وہ نماز صحیح ہو گی یا نہیں۔

(جواب) بلا وجوب سجدہ سہو محض شک اور شبہ کی وجہ سے سجدہ سہو نہ کرنا چاہئے اور اگر اتفاق سے غلطی سے ایسا کر لیا تو نماز ہو جاوے گی اعادہ کی ضرورت نہیں ہے اور آئندہ ایسے شبہ اور شک میں سجدہ سہو نہ کرنا چاہئے۔(۲) البتہ اگر ظن غالب ترک واجب کا ہو تو سجدہ سہو حسب معمول بعد یک سلام کرے۔ فقط۔

سنکھ بجتے وقت نماز درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۵۰) پانی پت میں ہنود اور اہل اسلام میں کچھ تنازعہ ہوا۔ وجہ یہ ہو گئی کہ مغرب کی نماز کے وقت ہنود نے سنکھ بجایا، منع کرنے سے نہ رکے۔ نوبت مقدمہ کی پہنچی۔ وکیل کے مشورہ سے مسلمانوں نے مغرب کے وقت اذان کہنا اور نماز پڑھنا چھوڑ دیا، آیا سنکھ بجنے کے وقت ان مساجد میں نماز پڑھنا صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) اس حالت میں نماز صحیح ہے۔(۳) اور نماز نہ پڑھنا اور اذان و جماعت اس مسجد میں ترک کرنا اچھا نہیں۔ فقط۔

نمازی کے آگے سے عورت یا کوئی جانور گذر جائے تو نماز ہو گی یا نہیں

(سوال ۱۳۵۱) نمازی کے سامنے سے اگر کتا یا اور کوئی جانور یا عورت گذر جائے تو اس کی نماز فاسد ہو گی یا نہیں۔

(جواب) نمازی کے سامنے سے کتا یا کوئی جانور یا عورت اگر نکل جاوے تو نماز اس کی فاسد نہ ہو گی۔ در مختار میں ہے ولا یفسدها مرور مار الخ ولو امراءۃً او کلباً (۴) الخ اور شامی میں حلیہ سے منقول ہے کہ جو کچھ اس بارہ میں

---

(۱) وادنی الجهر اسماع غیره وادنی المخافتة اسماع نفسه (درمختار) اعلم انهم اختلفوا فی حدوجود القراءۃ علی ثلاثة اقوال فشرط الهندوانی والفضلی لوجودها خروج صوت یصل اذنه وبه قال الشافعی وشرط المریسی واحمد خروج الصوت من الفم وان لم یصل الی اذنه لکن بشرط کونه مسموعا فی الجملة حتی لوادنی احد صماخیه الی فیه یسمع ولم یشترط الکرخی وابو بکر البلخی السماع واکتفیا بتصحیح الحروف الخ وان ماقاله الهندوانی اصح وارجح لا عتماد اکثر علمائنا (ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج۱ ص ۴۹۸. ط.س. ج۱ ص ۴۳۴. ۴۳۵) ظفیر.

(۲) ولو ظن الا مام السهو فسجد له فتابعه فبان ان لا سهو فالاشبه الفساد (در مختار) وفی الفیض وقیل لا تفسد وبه یفتی (ردالمحتار قبیل باب الاستخلاف ج ۱ ص ۵۶۰. ط.س. ج۱ ص ۵۹۹) جب مسبوق کی نماز فاسد نہیں ہوئی تو اور دوسرے کی نماز بدرجہ اولیٰ فاسد نہیں ہو گی ۱۲ ظفیر۔

(۳) اس لئے کہ کوئی چیز مفسدات نماز میں سے نہیں پائی گئی ۱۲ ظفیر۔

(۴) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۹۳. ط.س. ج۱ ص ۶۳۴. ۱۲. ظفیر.

حدیث شریف میں آیا ہے وہ منسوخ ہے یا مؤول(۱) **کما ھو منقول فی الشروح والحواشی**۔ بہر حال اعادہ اس نماز کا واجب نہیں ہے۔ فقط۔

پاؤں ہلنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی

(**سوال ۱۳۵۲**) نماز میں قیام کی جگہ سے دونوں پاؤں ہل جانے سے نماز فاسد ہو گی یا نہیں۔

(**جواب**) اس صورت میں نماز فاسد نہیں ہوتی۔(۲) فقط۔

سنکھ بجنے سے نماز میں کوئی خرابی نہیں آتی

(**سوال ۱۳۵۳**) اگر بوقت نماز ضداً سنکھ بجایا جائے اور شور و غل کیا جاوے تو نماز میں شرعاً نقص آتا ہے یا نہیں۔

(**جواب**) اگر بذریعہ حکام اس کا انسداد ہو سکے تو انسداد اس کا ضروری ہے۔ کیونکہ اگرچہ نماز میں کسی کے شور و غل اور سنکھ بجانے سے فساد نہیں ہوتا لیکن نمازیوں کو تشویش و پراگندگی کی خاطر اور عدم خشوع و خضوع اس کی وجہ سے ضرور ہو گا لہذا ضروری ہے کہ حکام کے ذریعہ سے ان کو نماز کے وقت اس سے روکا جائے کیونکہ فقہاء نے مسجد میں ذکر جہر کو بوقت نماز منع فرمایا ہے۔(۳) کہ اس سے نماز میں پراگندگی خاطر ہو گی اور ممکن ہے کہ نمازی قراءۃ وغیرہ کو بھول جائے پس جب کہ ذکر جہر کو بوقت نماز منع کیا جاتا ہے تو باجا بجانا اور سنکھ بجانا بوقت نماز ظاہر ہے کہ نہایت برا ہے لیکن چونکہ مسلمانوں کو قدرت نہیں ہے کہ از خود اس کو روکیں لہذا حکام کے ذریعہ سے اگر انسداد ہو سکے تو کر لیا جاوے۔ فقط۔

عورت کے محاذات میں ہونے کا مطلب

(**سوال ۱۳۵۴**) محاذات عورت سے کیا مراد ہے اور یہ اجنبیہ ہی سے ہوتا ہے یا محرمہ سے بھی۔

(**جواب**) محاذات عورت کی مرد سے تین طرف سے مفسد صلوٰۃ ہے۔ شامی میں ہے **وقد صرحوا بان المرأۃ الواحدۃ تفسد صلوٰۃ ثلثۃ الخ من عن یمینھا و من عن یسارھا ومن عن خلفھا**۔(۴) اور یہ عام ہے۔ عورت محرمہ ہو یا غیر محرمہ ہو۔ شامی(۵)

اگر مرد عورت کا بوسہ لے یا عورت مرد کا تو نماز ہو گی یا نہیں

(**سوال ۱۳۵۵**) مرد نماز میں تھا عورت نے اس کا بوسہ لیا اس سے مرد کو خواہش پیدا ہوئی نماز جاتی رہی اگرچہ اس کا اپنا فعل نہ تھا۔ اور عورت نماز پڑھتی تھی مرد نے بوسہ لیا عورت کو خواہش ہوئی تو عورت کی نماز نہ جائے گی اگرچہ یہ بھی اس کا اپنا فعل نہیں ہے۔ زید کا یہ قول صحیح ہے یا غلط۔

(۱) ولو امرأۃ او کلبا بیان للاطلاق واشاربه الی الردعلی الظاھریة بقولھم یقطع الصلوٰۃ مرور المرأۃ والکلب والحمار وعلی احمد فی الکلب الا سود والی ان ماروی فی ذالك منسوخ کما حققه فی الحلیة (ردالمحتار باب ایضاً ج ۱ ص ۵۹۳ ط.س. ج۱ ص ۶۳۴) ظفیر. (۲) وان حرك رجلا واحد الا علی الدوام لا تفسد صلوٰته (عالمگیری کشوری باب ما یفسد الصلوٰۃ ج۱ ص ۱۰۲ ط. ماجدیه ج۱ ص۱۰۳) ظفیر. (۳) و یکرہ الخ رفع صوت بذکر (در مختار) لا نه حیث خیف الریاء او تاذی المصلین الخ (ردالمحتار باب مایفسد الصلوۃ مطلب فی رفع الصوت بالذکر ج ۱ ص ۶۱۸ ط.س. ج۱ ص۶۵۹. ۶۶۰) ظفیر. (۴) ردالمحتار باب الا مامة مسئله محاذات ج ۱ ص ۵۳۵ ط.س. ج۱ ص ۱۲۵۷۲ ظفیر. (۵) المرأۃ اذا صلت مع زوجھا فی البیت ان کان قدمھا بحذاء قدم الزوج لا تجوز صلاتھما بالجماعة (ایضاً) قوله غیر معلول بالشھوۃ ، ای لیست علة الفساد الشھوۃ ولذافسدنا بالعجوز الشوھاء وبالمحرم کامه وبنته (ایضاً ص ۵۳۹ ط.س. ج۱ ص ۵۷۲) ظفیر.

(جواب) درمختار میں یہ مسئلہ اس طرح لکھا ہے کہ اگر مرد نے عورت کا بوسہ نماز میں لیا یعنی عورت نماز پڑھ رہی تھی اور اس حالت میں مرد نے اس کا بوسہ لیا خواہ شہوت ہو یا نہ ہو تو عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر مرد نماز پڑھ رہا تھا اور عورت نے اس کا بوسہ لیا اور مرد کو شہوت ہو گئی تو مرد کی نماز فاسد ہو گئی اور اگر مرد کو شہوت نہ ہوئی تو مرد کی نماز فاسد نہ ہو گی۔ عبارت اس کی یہ ہے۔ **مسها بشهوة اوقبلها بدونها فسدت لا لو قبلت ولم يشتهها الخ** (۱) درمختار۔ فقط۔

پوسٹ کارڈ یا سلائی کی ڈبیہ جیب میں ڈال کر نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱/۱۳۵۶) پوسٹ کارڈ اور سکہ مروجہ اور ڈبی و دیا سلائی جن پر جاندار چیزوں کی تصویر ہوتی ہے اگر کوئی اسکو جیب میں لے کر نماز پڑھے تو نماز درست ہو گی یا نہیں۔

ڈاڑھی کے بال پھنسے رہنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی

(سوال ۲/۱۳۵۷) داڑھی کا شکستہ بال جو کہ داڑھی میں پھنسا ہوا ہے تو نماز میں کچھ فرق تو نہ آوے گا۔

(جواب) (۱) نماز ہو جاتی ہے۔ (۲)

(۲) اس سے نماز میں کچھ خلل نہیں آتا اور وہ بال شکستہ ناپاک نہیں ہے۔ فقط۔

حالت نماز میں دنیاوی خیالات سے نماز فاسد نہیں ہوتی

(سوال ۱۳۵۸) نماز میں دنیوی خیالات اور وساوس کے پیدا ہونے سے نماز درست ہوتی ہے یا نہ۔

(جواب) نماز میں خیالات آجانے سے نماز میں فساد نہیں ہوتا حتی الوسع وسوسوں اور خیالات کو دفع کریں۔ (۳) فقط۔

امام مسافر اگر نماز پوری پڑھے گا تو مقتدی مقیم کی نماز نہیں ہو گی

(سوال ۱۳۵۹) ایک امام مسافر بھول کر بجائے دو رکعت چار رکعت پڑھا دی اور مقتدی کل مقیم ہیں۔ اور جو لوگ پچھلی دو رکعتوں میں شامل ہوئے ہیں تو امام اور مقتدیوں کی نماز صحیح ہوئی یا نہ۔

(جواب) امام مسافر کی نماز تو اس صورت میں ہو جاتی ہے مگر سجدہ سہو اس پر لازم ہوتا ہے۔ اور باقی مقتدیوں کی نماز صحیح نہیں ہے۔ (۴) فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۸۷. ط.س. ج۱ ص۶۲۸. ۱۲

(۲) وان یکون فوق راسه اوبین یدیه او بحذائه تمثال الخ ولایکره لو کانت تحت قدمیه الخ اوعلی خاتمه بنقش غیر مستبین قال فی البحر ومفاده کراهة المستبین لا المستتر بکیس اوصرة او ثوب اخر او کانت صغیرة لا تتبین تفاصیل اعضائها للناظر قائما الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰة ویکره فیها ج ۱ ص ۶۰۶ و ج ۱ ص ۶۰۷ .ط.س. ج۱ ص۶٤۸) ظفیر.

(۳) عن ابی هریرةؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله تجاوز عن امتی ما وسوست به صدرها مالم تعمل به او تتکلم متفق علیه (مشکوٰة باب الوسوسه فصل اول ص ۱۸) ظفیر.

(٤) ولونوی الا قامة لالتحقیقها بل لیتم صلوٰة المقیمین لم یصر مقیما (درمختار) فلو اتم المقیمون صلاتهم معه فسدت لانه اقتداء المفترض بالمتنفل ظهیریه ای اذا قصد وامتابعته اما لو نووامفارقته ووافقوه صورة فلا فساد (ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷٤۱. ط.س. ج۲ ص ۱۳۰) ظفیر.

حالت نماز میں صحن مسجد سے اندر مسجد میں جانے سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۶۰) زید صحن مسجد میں نماز پڑھا رہا تھا پانی جو زور سے آیا نیت توڑ دی بکر مقتدی نے کہا کہ آپ اندر چلے جاتے بلا تحویل قبلہ تو مقتدی بھی اندر جا سکتے تھے نماز توڑنا نہ چاہئے تھا۔ زید نے کہا اس طرح نماز فاسد ہو جاتی ہے کیونکہ عمل کثیر ہے۔ زید کا قول صحیح ہے یا بکر کا۔

(جواب) زید کا قول صحیح ہے۔ زید کو ایسا ہی کرنا چاہئے تھا۔ اس لئے کہ اس صورت میں بلا خلاف اس کی نماز صحیح ہو گئی جب کہ از سر نو اس نے نماز پڑھ لی اور اگر نماز میں وہ اندر مسجد کے جاتا، اور پھر مقتدی بھی جاتے تو اس میں سب سے عمل کثیر ہوتا اور وہ عند البعض مفسد ہے اور تفصیل اس کی شامی میں ہے۔(۱) فقط۔

مجریہا میں امالہ نہ کرنے سے نماز ہو گی یا نہیں

(سوال ۱۳۶۱) بسم الله مجرها میں اگر امالہ نہ کریں تو نماز ہو گی یا نہیں۔

(جواب) نماز ہو جاتی ہے۔ مگر یہ غلطی قراءۃ کی ہے کہ امالہ سے نہ پڑھا جاوے۔ فقط

سیپ کے بٹن کے ساتھ نماز جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۶۲) سیپ کے بٹن کپڑے میں لگے ہوئے سے نماز جائز ہے یا نہیں۔ ویسے سیپ حلال و پاک ہے۔

(جواب) نماز صحیح ہے اور سیپ حلال و پاک ہے۔(۲) فقط۔

قراءۃ کے کچھ حصہ چھوٹنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۶۳) سورہ مزمل کا آخری رکوع نماز میں پڑھا گیا مگر سهواً وما تقدموا سے واعظم اجراً تک چھوٹ گیا تو نماز ہوئی یا نہیں اس صورت میں زید نماز کا اعادہ واجب کہتا ہے۔

(جواب) نماز ہو گئی۔ زید کا قول صحیح نہیں۔ كذافي الدر المختار وغيره. من كتب الفقه۔(۳) فقط۔

---

(۱) ويفسدها كل عمل كثير ليس من اعمالها ولا لا صلاحها (درمختار) الثالث الحركات الثلاث المتوالية كثيروالا فقليل الخ (ردالمحتار باب ما يفسد الصلاة ج ۱ ص ۵۸۳ و ج ۱ ص ۵۸٤) مشى مستقبل القبلة هل تفسد ان قدرصف ثم وقف قدر ركن ثم مشى ووقف كذالك وهكذا لا تفسدوان كثر ماله يختلف المكان وقيل لا تفسد حالة العذر مالم يستدبر القبلة استحسانا (درمختار) اما ان كان اما ما فجاوزموضع سجود فان بقدر ما بينهوبين الصف الذى يليه لا تفسدوان اكثر فسدت وان كان منفردافالمعتبر موضع سجوده فان جاوزه فسدت والا فلا الخ قوله لا تفسد حالة العذر الخ والقياس الفساد اذا كثر الخ ثم اختلفوا فى تاويله اذا لم يجاوزالصفوف او موضع سجوده والا فسدت وقيل اذا يكن متلا حقا بل خطوة ثم خطوةفلو متلاحقا تفسدوان لم يستدبر القبلة لانه عمل كثير الخ (ردالمحتار باب مايفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ۱ ص ۵۸٦ و ج ۱ ص ۵۸۷ .ط.س. ج ۱ ص ٦۲٤ .٦۲۵) ظفير.

(۲) وشعر الميتة وعظمها الخ وكذا كل ما لا تحله الحياة الخ طاهر (الدرالمختار على هامش ردالمحتار باب المياه ج ۱ ص ۱۹۰ .ط.س. ج ۱ ص ۲۰٦) ظفير.

(۳) وتجب قراء ةالفاتحة وضم السورة او ما يقوم مقامهما من ثلاث اياة قصار اواية طويلة (عالمگيرى واجبات الصلوٰة ج ۱ ص ٦٦ .ط.ماجديه ج ۱ ص ۷۱) ظفير.

امام کے بھولنے پر لقمہ دینا درست ہے

(سوال ۱/۱۳۶۴) امام جہری نماز میں تبت یدا ابی لھب و تب پڑھ کر بھول گیا۔ مقتدی نے لقمہ دیا تب امام نے آگے پڑھ کر رکوع کیا پھر آخر میں سجدہ سہو بھی کر لیا تو نماز امام اور مقتدی لقمہ دینے والے کی صحیح ہوئی یا نہ۔

امام لقمہ نہ لے تو دینے والے کی نماز فاسد ہوگی یا نہیں

(سوال ۲/۱۳۶۵) اگر امام لقمہ نہ لے تو لقمہ دینے والے مقتدی کی نماز فاسد ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) نماز امام اور مقتدی لقمہ دینے والے کی اس صورت میں صحیح ہوگئی اور سجدہ سہو کی بھی ضرورت نہ تھی لیکن اگر سجدہ سہو غلطی سے کر لیا گیا تب بھی نماز ہوگئی کذا فی الدر المختار۔(۱)

(۲) نماز فاسد نہیں ہوتی۔ فقط۔

چلتی بیل گاڑی میں نماز جائز ہے

(سوال ۱۳۶۶) چلتی بیل گاڑی میں نماز جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) چلتی ریل گاڑی پر نماز جائز ہے۔ چلتی بیل گاڑی میں بلا عذر نماز درست نہیں ہے۔(۲)

غلط خواں کی نماز درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۶۷) شخص در قرأۃ ولغ ضالین گویدویا روب العلمین الروحمن والروحیم گوید نماز درست است یانہ۔

(جواب) درین صورت نماز نخواہد شد و حکم الثغ وغیرہ در کتب فقہ باید دید۔(۳) فقط۔

اس سقہ کے دیئے ہوئے پانی سے وضو و نماز جائز ہے یا نہیں جس کی اجرت نہ دی جائے

(سوال ۱۳۶۸) ایک مسجد میں وضو وغیرہ کے واسطے پانی بھرنے کو بہشتی وغیرہ مقرر کئے جاتے ہیں اور ان سے کہا جاتا ہے کہ تم پانی اچھی طرح سے بھرو تم کو اس کی اجرت مزدوری دی جائے گی۔ ایک سال کے بعد وہ اس پانی کی مزدوری مانگتے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ مزدوری دی جاوے اور بعض کا خیال ہے کہ نہ دی جاوے۔ اور جو وضو نماز اس پانی سے کی گئی وہ درست ہے یا نہیں۔

---

(۱) بخلاف فتحه على اما مه فانه لا يفسد مطلقا لفاتح واخذ بكل حال (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب مايفسد الصلوٰة ج ۱ ص ۵۸۲. ط.س. ج۱ ص۶۲۲) ظفير.

(۲) واما الصلوٰة على العجلة ان كان طرف العجلة على الدابةوهى تسيراولا تسير فهى صلاة على الدابة فتجوز فى حالة العذر المذكور فى التيمم لا فى غيرها ومن العذر المطروطين يغيب فيه الوجه الخ (در مختار) قوله المذكور فى التيمم بان يخاف على ماله او نفسه او تخاف المرأة من فاسق (ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فى الصلوٰة على الدابة ج۱ ص ۶۵۶. ط.س. ج۲ ص ۴۰) ظفير.

(۳) ولا غير الا لثغ به اى بالا لثغ على الاصح كما فى البحر عن المجتبى وحررالحلبى وابن الشحنة انه بعد بذل جهده دائما حتما كا لا مى فلا يوم الا مثله ولا تصح صلا ته اذا امكنه الا قتداء بمن يحسنه الخ (در مختار) اللثغ التحريك قال فى المغرب هو الذى يتحول لسانه من السين الى الثاء وقيل من الراء الى الغين اواللام اوالياء زاد فى القاموس او من حرف الى حرف الخ الا حوط عدم الصحة (ردالمحتار. باب امامة مطلب فى الا لثغ ج۱ ص ۵۴۴. ط.س. ج۱ ص ۵۸۱. ۵۸۲ ظفير)

(جواب) اس بہشتی کی اجرت اور مزدوری مروج دینی چاہئے۔(۱) اور وضوء و نماز ہو گئی۔ فقط۔

قومہ اور جلسہ میں تعدیل

(سوال ۱۳۶۹) جمعہ کی نماز کے قومہ اور جلسہ میں امام اتنی دیر ٹھہرتا ہے کہ ایک سورۃ چھوٹی بخوبی پڑھ لی جا سکے۔ اس سے نماز میں کچھ نقصان تو واقع نہیں ہوتا۔

(جواب) اس صورۃ میں نماز صحیح ہے کچھ نقصان نہیں آیا۔(۲) فقط۔

امام کی کمی رکعت کی وجہ سے سب کی نماز فاسد ہو جاتی ہے

(سوال ۱۳۷۰) مغرب کی نماز میں امام نے دو رکعت پر سلام پھیر دیا اور لقمہ نہ لیا۔ مقتدیوں نے تیسری رکعت کھڑے ہو کر پڑھ لی تو نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں امام اور مقتدیوں کی نماز نہیں ہوئی پھر پڑھنی چاہئے۔(۳)

فرض کی چاروں رکعتوں میں سورہ ملانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی

(السوال ۱۳۷۱) عصر کی چاروں رکعتوں میں سورۃ ملائی تو نماز ہوئی یا نہیں بلا سجدہ سہو کے

(جواب) بلا سجدہ سہو نماز ہو گئی(۴)

مقتدی نے اگر امام کے ساتھ رکوع نہیں کیا تو وہ کیا کرے۔

(سوال ۱۳۷۲) مقتدی نماز میں اول سے شریک ہے اور وہ کسی وجہ سے رکوع کرنا بھول گیا پھر سجدہ میں شریک ہو گیا تو نماز ہو گئی یا نہیں۔

(جواب) اس مقتدی کو لازم ہے کہ اگر اس نے نماز کے اندر رکوع نہیں کیا تو بعد فارغ ہونے امام کے کھڑے ہو کر رکوع کر کے سجدہ سہو کرے اُس وقت نماز ہو جائے گی۔(۵) فقط۔

درمیان نماز میں سلام پھیر کر بات کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے

(سوال ۱۳۷۳) امام نے سہواً تین رکعت پر سلام پھیر دیا کسی نے لقمہ نہیں دیا اور امام و مقتدیان میں کلام کثیر ا ہوا تو اب بقیہ ایک رکعت پڑھی جائے یا چار رکعت اور کلام والی حدیث منسوخ ہے یا نہیں۔

(جواب) جب کہ تیسری رکعت پر سلام پھیرنے کے بعد امام اور مقتدیان میں کلام ہو گیا تو چاروں رکعت پھر

---

(۱) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطوا الا جیراجراً قبل ان یجف عرقه رواه ابن ماجه (مشکوٰة باب الا جارة ص ۲۵۸) (۲) وتعدیل الارکان ای تسکین الجوارح قدر تسبیحة فی الرکوع والسجود وکذا فی الرفع منهما علی ما اختاره الکمال (در مختار) ای یجب التعدیل ایضا فی القومة من الرکوع والجلسة بین السجد تین الخ (ردالمحتار باب صفة الصلاة مطلب واجبات الصلاة ج ۱ ص ۴۳۲ .ط.س. ج۱ص۴۶۴) ظفیر غفرله. (۳) واذا ظهر حدث امامه وکذا کل مفسد فی رأی مقتد بطلت فیلزم اعادتها لتضمنها صلاة المؤتم صحة وفسادا (درمختار) فلو قال المصنف کما فی النهر ولو ظهران بامامه ما یمنع صحة الصلاة لکان اولیشمل مالوا خل بشرط اور کن ا لخ (ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۵۳ .ط.س. ج۱ص۵۹۱) (۴) واکتفی المفترض فیما بعد الا ولیین بالفاتحة فانها سنة علی الظاهر ولو زاد لا باس به (درمختار) ای لو ضم الیها سورة لاباس به لان القراء ة فی الا خریین مشروعة من غیر تقدیر والا قتصار علی الفاتحة مسنون لا واجب فکان الضم خلاف الا ولیٰ وذلك لا ینا فی المشروعیة والا باحة بمعنی عدم الا ثم فی الفعل والترك (ردالمحتار باب صفة الصلاةفصل تالیف الصلاة ج ۱ ص ۴۷۷ .ط.س. ج۱ص۵۱۱) (۵) ورعایة الترتیب بین القراء ة والرکوع وفیما یتکرر اما فیما لا یتکرر ففرض کما مرفی کل رکعة کالسجدة اوفی کل الصلوٰة کعدد صلاتها حتیٰ لونسی سجدة من الاولیٰ قضا ها ولو بعد السلام قبل الکلام لکنه یتشهد ثم یسجد للسهو ثم یتشهد الخ (الدر المختار باب صفة الصلاة مطلب واجبات الصلاة ج ۱ ص ۴۲۹ و ج ۱ ص ۴۳۲ .ط.س. ج۱ص۴۶۰......۴۶۳) ظفیر.

پڑھنی ضروری ہیں کیونکہ کلام والی حدیث کی تاویل کی گئی ہے یا منسوخ ہے اس ظاہر پر عمل نہیں ہے کیونکہ کلام منافی نماز کے ہے۔(۱) قال اللہ تعالیٰ وقوموا للہ قانتین۔ فقط۔

سجدہ سہو رکعت کے قائم مقام نہیں

(سوال ۱۳۷۴/۱) امام عشاء کی نماز میں تین رکعت پر بیٹھ گیا سہواً۔ اس خیال سے کہ چار پوری ہو گئی۔ لیکن اس کو فوراً یقین ہو گیا کہ تین رکعت ہوئی ہیں اس نے التحیات کو پورا کر کے سجدہ سہو کیا اور تین ہی رکعت پر سلام پھیر دیا۔ نماز ہو گئی یا نہیں۔

جس نے اعادہ کر لیا اس کی نماز ہو گئی

(سوال ۱۳۷۵/۲) اگر کسی نے اپنی تنہا نماز دہرائی تو اچھا ہوا یا نہیں۔

(جواب)(۱) اس حالت میں نماز نہیں ہوئی۔(۲)

(۲) دہرانا نماز کا سب کو ضروری ہے جس نے تنہا دہرائی اس کی نماز صحیح ہو گئی۔(۳) فقط۔

ہمزہ اور سین میں غلط ادائیگی سے نماز فاسد ہو گی یا نہیں

(سوال ۱۳۷۶) زید نے نماز میں سورہ قیامہ میں لِسَانَكَ کو لِسَأنَكَ به ہمزہ پڑھا اور وجوہ یومئذ باسرۃ میں باسرۃ کو باصرۃ پڑھا تو اس صورت میں نماز فاسد ہو گئی یا نہیں۔

(جواب) ان ہر دو صورت میں نماز ہو گئی لسانک کو مہموز پڑھنا لحن فی الاداء ہے معنی نہیں بدلتے اور باسرہ اور باصرہ کے معنی میں بے شک فرق ہے مگر یہ غلطی مفسد نماز نہیں کیونکہ وجوہ جیسا کہ (باسرہ شدید العبوس) ہوں گے۔ باصرہ بھی ہوں گے یعنی دیکھنے والے بھی ہوں گے۔ فلا فساد الخ۔(۴)

لقمہ دینے کا طریقہ کیا ہے

(سوال ۱۳۷۷) نماز میں اگر امام کو سہو ہو جائے تو لقمہ دینے کا کیا طریقہ ہے۔

(جواب) سبحان اللہ کہہ کر امام کو لقمہ دے۔(۵) فقط۔

---

(۱) یفسدها التكلم هو المنطق بحر فين او حرف ولو مفهم الخ عمده وسهوه قبل قعوده قدر التشهد سيان الخ وحديث ذى اليدين منسوخ بحديث مسلم ان صلاتنا هذه لا يصلح فيها شئى عن كلام الناس (والتفصيل فى الشامى) (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ج۱ ص ۵۷۴ وج۱ ص ۵۷۵ ط.س.ج۱ص۶۱۳) ظفير.

(۲) رکعت کی تلافی سجدہ سہو سے نہیں ہوتی، اس لئے نماز نہیں ہوئی۔ سجدہ ترک واجب اور اس کی تقدیم وتاخیر وغیرہ کے لئے ہے یجب الخ بترك الخ واجب مما مرفى صفة الصلوٰة سهوا الخ وتاخير قيام الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج۱ ص ۶۹۳ ط.س.ج۲ص۷۹......۸۰) ظفير.

(۳) واذا ظهر حدث امامه وكذا كل مفسد فى راء مقتد بطلت فيلزمه اعادتها لتضمنها صلاة الموتم صحة وفسادا كمايلزم الا مام اخبار القوم اذا امهم وهو محدث او جنب او فاقدشرط او ركن (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا مامة ج۱ ص ۵۵۳ ط.س.ج۱ص۵۹۱) ظفير.

(۴) ومنها القراءة بالا لحان ان غير المعنى والالا (در مختار) اى وان لم يغير المعنى فلا فساد الخ (ردالمحتار باب مايفسد الصلوٰة ج ۱ ص ۵۸۹ ط.س.ج۱ص۶۳۰) او بدله بآخر الخ لم تفسدما لم يتغير المعنى (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب . ايضاً ج ۱ ص ۵۹۲ ط.س.ج۱ص۶۳۳) ظفير.

(۵) او يدفع بالتسبيح لما روينا من قبل هدايه قوله لما روينا من قبل يعنى قول النبى صلى الله عليه وسلم اذا نابة احدكم نائبة وهو فى الصلوٰة فليسبح (حاشيه هدايه ص ۱۲۴ باب ما يفسد الصلوٰة) ظفير.

التحیات چھوڑ کر اٹھنے والے کو التحیات کہہ کر یاد دلانا کیسا ہے

(سوال ۱۳۷۸) اگر قعدہ اولیٰ میں التحیات پڑھنے کو بھول کر کھڑا ہونے لگے اور مقتدی التحیات کہہ کر یاد دلادے تو کچھ حرج تو نماز میں نہ ہوگا۔

(جواب) سبحان اللہ کہنا چاہئے۔ اور اگر لفظ التحیات کہہ دے تب بھی نماز صحیح ہے۔(۱)

سبحان اللہ کہہ کر لقمہ دینا حدیث سے ثابت ہے

(سوال ۱۳۷۹) ایک شخص امام کے سہو پر ہر موقع میں سبحان اللہ سے لقمہ دینا افضل بتاتا ہے۔ حدیث سے ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) حدیث شریف میں ایسا ہی وارد ہوا ہے۔(۲) فقط۔

سجدے میں جاتے ہوئے پاجامہ چڑھانا مفسد صلوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۸۰) نماز میں سجدے کو جاتے وقت جو دو ہاتھ سے پاجامہ چڑھاتے ہیں یہ فعل کثیر میں داخل ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ فعل کثیر میں داخل نہیں ہے اور نماز اس سے فاسد نہیں ہوتی البتہ ایسا کرنا اچھا نہیں ہے۔(۳) فقط۔

عشاء کے فرض بے وضو پڑھے اور سنت و وتر باوضو، تو کیا سنتوں کا اعادہ کرے

(سوال ۱۳۸۱) اگر عشاء کے فرض بھول کر بیوضو پڑھ لے اور سنت اور وتر باوضو پڑھے اور اندرون وقت یاد آجاوے تو فرضوں کے ساتھ سنتوں کا اعادہ کرنا چاہئے نہ وتر کا۔ امام صاحبؒ کے نزدیک اور صاحبینؒ کے نزدیک وتر کا بھی اعادہ کرے کا اس کی کیا وجہ ہے۔

(جواب) یہ مسئلہ وقت کے اندر پڑھنے کا ہے اور وجہ سنتوں کے اعادہ کی اور وتر کے عدم اعادہ کی موافق مذہب امام اعظمؒ کے یہ ہے کہ جب فرض عشاء کے نہ ہوئے تو فرض کے اعادہ کے ساتھ سنت کا بھی اعادہ کرے کیونکہ سنت تابع فرض کے ہیں اور وتر چونکہ واجب مستقل ہے اور وہ وضو سے ہوئے لہٰذا اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے اور صاحبینؒ چونکہ وتر کو سنت فرماتے ہیں اس لئے وہ فرض کے ساتھ وتر کے اعادہ کا بھی حکم کرتے ہیں اور صورت اس مسئلہ کی یہ ہے کہ نماز کے بعد وقت کے اندر یاد آگیا اور بعد وقت گذرنے کے اگر یاد آیا تو صرف فرض عشاء کے پڑھے۔(۴) فقط۔

---

(۱) ایضاً (۲) قال علیه الصلوٰة والسلام والتسبیح للرجال والتصفیق للنساء (ردالمحتار باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۳۷۷ ط.س. ج۱ ص۴۰۶) ظفیر. (۳) ویفسدها کل عمل کثیر لیس من اعمالها ولا لا صلاحها وفیه اقوال خمسة اصحها ما لا یشك بسببه الناظر من بعید فی فاعله انه لیس فیها وان شك انه فیها ام لا ، فقلیل (در مختار) القول الثانی ان ما یعمل عادة بالیدین کثیرو ان عمل بواحد الخ وما عمل بواحدة قلیل وان عمل بهما کحل السراویل الخ (ردالمختار باب ما یفسد الصلوٰة ج ۱ ص ۵۸۴ ط.س. ج۱ ص۶۲۴......۶۲۵) ظفیر.

(۴) وعلی هذا اذا صلی العشاء ثم تو ضأوصلی السنة والو ترثم تبین انه صلی العشاء بغیر طهارة فعنده یعید العشاء والسنة دون الوتر لا ن الوتر فرض علی حدة عنده وعندهما یعید الوتر ایضا لکونه تبعا للعشاء والله اعلم (هدایه باب قضاء الفوائت ج۱ ص ۱۳۹) ظفیر.

اسپرٹ کی پالش پر نماز درست نہیں

(سوال ۱۳۸۲)هل تجوز الصلوٰة علی الموائد اللتی تزین بخلاصة الخمرام لا۔

(جواب)ماکان فیه اختلاط خلاصة الخمر (اسپرٹ)فهو نجس لا تجوز الصلوٰة علیه بلا بسط الثوب الطاهر۔(۱)فقط

لاحق کا لقمہ دینا درست ہے

(سوال ۱۳۸۳)ایک مقتدی کی وضو ٹوٹ گئی نماز میں۔ جب وضو کرنے گیا نماز سے خارج کوئی فعل نہیں کیا۔ اب اس کے امام کو متشابہ لگا اور اس وضو کرنے والے نے امام کو لقمہ دیا اور وہ مسجد سے خارج نہ تھا۔ شاہ صاحب نے لکھا ہے کہ نماز میں کچھ نقصان نہیں آیا اور آپ نے لکھا ہے کہ نماز نہ ہوگی۔

(جواب)لاحق کے لقمہ دینے اور امام کو لینے سے نماز میں کچھ خلل نہیں آتا۔ یہی صحیح ہے(۲) کیونکہ لاحق کے لئے وہ امام ہے حکماً اور امام کو لقمہ دینے اور لینے سے نماز میں فساد نہیں آتا۔(۳)اور پہلا لکھنا کچھ یاد نہیں ہے شاید وہ اس صورت میں لکھا گیا ہو کہ لاحق نے کوئی فعل مفسد صلوٰۃ کر لیا ہو۔ فقط۔

صرف حسن آواز کے لئے کھانسنا مفسد صلوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۸۴)اگر فرض نماز میں امام صاحب بلا عذر تنحنح کریں جو محض حسن صوت کے لئے ہو اور جس کی تعداد تین مرتبہ تک پہنچ گئی ہو، تو اس تنحنح کی وجہ سے نماز فاسد ہو جائے گی یا نہیں۔

(جواب)قال فی الدر المختار والتنحنح بلا عذر الخ فلو لتحسین صوته الخ فلا فساد علیٰ الصحیح(۴)اس سے معلوم ہوا کہ حسن صوت کے لئے تنحنح کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی اگرچہ تین بار یا کم وبیش ہو۔ لاطلاق الروایۃ۔

اگر جنگل میں نمازی سترہ نہ گاڑے تو کہاں سے گذرنا چاہئے

(سوال ۱۳۸۵)اگر کوئی شخص مسجد یا جنگل میں نماز پڑھ رہا ہے اور سترہ کھڑا نہیں کیا تو کہاں تک اس کے آگے کو چلنا نہ چاہئے۔

....

(۱)وبه یعلم ان ما یستقطر من دردی الخمر وهو المسمی بالعرقی فی ولایة الروم نجس حرام کسائر اصناف الخمر (ردالمحتار باب الانجاس مطلب العرقی الذی یستقط من دردی الخمر ج ۱ ص ۳۰۰.ط.س.ج۱ص۳۲۵) ظفیر.

(۲)بخلاف فتحه علی امامه فانه لا یفسد مطلقا لفاتح واخذ بکل حال (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة ج ۱ ص ۵۸۲.ط.س.ج۱ص۶۲۲)ظفیر.

(۳)واللاحق من فاتته الرکعات کلها اوبعضها لکن بعد اقتدائه الخ وحکمه کمؤتم الخ ایضاً باب الامامة ج ۱ ص ۵۵۷.ط.س.ج۱ص۵۹۴)ظفیر.

(۴)الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ص ۵۷۸.ط.س.ج۱ص۶۱۸......۶۱۹. ۱۲ ظفیر.

(جواب) جنگل میں نمازی کی نظر جہاں تک پہنچی اس سے آگے کو جانا درست ہے۔(۱) فقط

بندوق کی آواز سن کر نمازی کے منہ سے الا اللہ نکل جائے تو نماز ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۳۸۶) ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے، ناگاہ بندوق یا گولہ کی آواز اس کے کان میں آئی۔ بے اختیار اس کے منہ سے الا اللہ نکلا۔ اس صورت میں نماز فاسد ہو جاتی ہے یا نہیں اور لفظ الا اللہ بغیر لا الہ کے ذکر کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) قال فی الدر المختار ولو سقط شئی من السطح فبسمل او دعی لا حد اوعلیه فقال امین تفسدو لا یفسد الکل عند الثانی والصحیح قولهما الخ وفی ردالمحتار قوله فبسمل یشکل علیه ما فی البحر لو لدغته عقرب اواصابه وجع فقال بسم اللہ قیل تفسد لانه کا لآمین وقیل لا . لانه لیس من کلام الناس . وفی النصاب علیه الفتوٰی وجزم به فی الظهیریة وکذا لوقال یارب کما فی الذخیرة الخ. (۲) پس معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں راجح عدم فساد نماز ہے اور ذکر الا اللہ بدون لا الہ کے صوفیاء کرام میں معروف و مروج ہے، اور درست ہے کیونکہ مقصود اس میں اثبات بعد النفی ہے۔ اس لئے صوفیاء کرام جو یہ ذکر فرماتے ہیں تو اول پورا کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھتے ہیں۔ پھر اس نفی اول کی ساتھ اثبات کا کلمہ متصل کرتے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ مقصود الا اللہ سے یہی ہوتا ہے کہ کوئی معبود و مقصود اللہ کے سوا نہیں ہے۔

جمعہ میں لقمہ دینا درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۸۷) زید جمعہ کی نماز میں امام تھا اس نے سورہ ہل اتی شروع کی اور اخیر میں بھول گیا۔ بکر مقتدی نے اس کو بتایا۔ اس صورت میں نماز ہوگئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہوگئی۔(۳)

بحالت خوف شغدف میں نماز ہوگئی یا نہیں

(سوال ۱/ ۱۳۸۸) مکہ معظمہ سے جو قافلہ مدینہ منورہ کو جاتا ہے اس میں اگر شغدف سے اتر کر نماز پڑھیں تو قافلہ سے بعید ہونے کی حالت میں جان جوکھوں کا ڈر ہے تو شغدف میں نماز عصر پڑھنا کیسا ہے۔

قافلہ کے ٹھہرتے وقت شغدف میں نماز کا کیا حکم ہے

(سوال ۲/ ۱۳۸۹) مغرب کی وقت قافلہ کچھ دیر ٹھہرتا ہے نماز سب زمین پر پڑھتے ہیں مگر بعض حاجی شغدف سے اتر کر استنجاء اور وضو کر کے نماز شغدف میں جا کر پڑھتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) ولا یفسد ها نظره الی مکتوب الخ ومرورمارفی الصحراء وفی مسجد کبیر بموضع سجوده فی الا صح مروره بین یدیه الخ فی بیت ومسجد صغیر الخ وان ثم المار فی ذالك المرور لو بلا حائل الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۹۳ ط.س. ج۱ ص ۶۳۴...... ۶۳۶) ظفیر.

(۲) ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۸۱ ط.س. ج۱ ص ۶۲۱...... ۶۲۲) ظفیر.

(۳) بخلاف فتحه علی امامه فانه لا یفسد مطلقا لفاتح واخذ بکل حال (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۸۲ ط.س. ج۱ ص ۶۲۲. نیز دیکھئے عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۹۸) ظفیر.

بوقت رات شغدف میں نماز درست ہے یا نہیں

(سوال ۳/ ۱۳۹۰) نماز عشاء شافعی تو مغرب ہی کے وقت پڑھ لیتے ہیں مگر احناف شغدف میں ادا کرتے ہیں۔ وقت نہایت خوفناک ہوتا ہے۔

فجر کی نماز شغدف میں ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ٤ / ۱۳۹۱) فجر کو بھی مثل عصر کے کچھ اصحاب اونٹوں سے اتر کر نماز ادا کرتے ہیں اور اکثر شغدف پر۔

عشاء کی نماز عذر کی وجہ سے دیر سے پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۳۹۲/۵) بعض چھوٹی منزل پر آدھی رات میں قبل از طلوع صبح صادق قیام ہوتا ہے اس ... بعض لوگ تو تاخیر عشاء کر کے منزل پر پہنچ کر نماز پڑھتے ہیں اور کثرت سے وقت موعودہ پر شغدف میں ہی نماز پڑھ لیتے ہیں۔

(جواب) (۱) عذر مذکور سے شغدف میں نماز صحیح ہے۔(۱)

(۲) اس وقت میں شغدف میں نماز صحیح نہیں ہے۔

(۳) اس وقت بھی شغدف میں نماز صحیح ہے۔

(۴) اس کا حکم بھی مثل جواب نمبر ا کے ہے۔

(۵) جو لوگ بلا انتظار منزل شغدف میں نماز پڑھتے ہیں ان کی نماز بھی صحیح ہے...... کذا فی الشامی۔ فقط (اب شغدف کی مصیبت ہے اور نہ راستہ خطرناک اور خوفناک ہے۔ اب بس کے ذریعہ حجاج آتے جاتے ہیں اور نماز ... وقت سب اتر کر نماز ادا کر سکتے ہیں اس لئے اب اتر کر باجماعت نماز ادا کرنی چاہئے۔ شغدف میں نماز فرض درست نہ ہوگی۔ اس لئے کہ عذر باقی نہ رہا۔ ظفیر)

عورت مردوں کے پہلو میں کھڑی ہو جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۳۹۳) ایک عورت ظہر و عصر پنجگانہ نمازوں میں آکر خود باجماعت مردوں کے برابر کھڑی ہو جائے تو مردوں کی نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) ایسی صورت میں جو مرد بالغ اس عورت کی برابر ہے اس کی نماز نہیں ہوگی یعنی ایک مرد داہنی اور ایک بائیں طرف جو اس عورت کے ہیں ان دونوں کی نماز نہ ہوگی۔ کذافی الدر المختار واذا حاذته ولو بعضو واحد الخ امرأة مشتهاة الخ فسدت صلوٰته لو مکلفا۔(۲)

---

(۱) واعلم ان ما عدا النفل من الفرض والواجب بانواعه لا يصح على الدابة الا للضرورة كخوف لص على نفسه اودابته وثيابه لو نزل وخوف سبع وطين ونحوه مما يأتي والصلاة على المحمل الذى على الدابة كالصلاة عليها فيومي عليها ردالمحتار باب الوتروالنوافل مطلب الصلاة على الدابة ج۱ ص ٦٥٥ ط.س. ج۲ص ٤٠) اب حجاز میں اس طرح کا خطرہ باقی نہیں رہا اور نہ شغدف پر سفر کا رواج رہا۔ ۱۲ظفیر۔

(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الامامة ج۱ ص ٥٣٤ و ج ۱ ص ٥٣٥ ط.س. ج۱ص٥٧٢...... ٥٧٥ ۱۲ ظفیر۔

مصحف میں دیکھ کر نماز پڑھے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۳۹٤) نماز تراویح میں ایک شخص امام کے پیچھے قرآن شریف کھولے بیٹھا ہے اور اپنے قریب کے مقتدی کو جس کی نظر کلام اللہ پر رہتی ہے مطالعہ میں مدد دیتا ہے اور وہ قرآن شریف میں دیکھ کر امام کو لقمہ دیتا ہے اور قرآن شریف دکھانے والا ایک رکعت جماعت میں شریک نہیں ہوتا۔ جب امام دوسری رکعت میں رکوع کرتا ہے تو وہ شریک ہو جاتا ہے اور ایک رکعت جداگانہ ادا کر لیتا ہے۔ اس طریق سے نماز فاسد تو نہیں ہوتی۔

(جواب) در مختار میں ہے وقرأته من مصحف اور فاسد کرتا ہے نماز کو پڑھنا نمازی کا قرآن شریف کو دیکھ کر۔ پس یہ صورت جو سوال میں درج ہے اس میں بھی اندیشہ فساد صلوٰۃ کا ہے لہٰذا اس طرح نہ کیا جائے۔

قعدہ اخیرہ کرنے کے بعد السلام علیکم کہہ کر لقمہ دینا کیسا ہے

(سوال ۱۳۹۵/۱) امام نے چار رکعت والی نماز میں قعدہ اخیرہ میں سلام ادا نہیں کیا اور قیام کیا زید نے امام کو السلام علیکم کہا اس صورت میں زید کی نماز قائم رہی یا نہیں۔

دوسری رکعت میں اخیر قعدہ سمجھ کر لقمہ دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۳۹٦/۲) امام نے تین رکعت والی نماز پڑھائی، زید کو دوسری رکعت میں قعدہ میں خیال ہوا کہ یہ تیسری رکعت ہے اور امام کو السلام علیکم یا فقط السلام کہہ کر بٹھانا چاہا اس صورت میں زید کی نماز قائم رہی یا نہیں۔

(جواب) (۱،۲) دونوں صورتوں میں زید کی نماز میں کچھ خلل نہیں آیا۔ کیونکہ غرض اس کی امام کو تلقین کے لئے السلام علیکم کہنا تھا۔ یعنی یہ کہ یہ سلام پھیرنے کا وقت ہے اور اخیر میں بیٹھنے کا وقت ہے سو اگرچہ ایسے موقع پر زید کو سبحان اللہ کہنا چاہئے تھا لیکن السلام الخ کے لفظ کہنے سے بھی نماز میں کچھ فساد اور خلل نہیں آیا۔

جمائی میں چیخنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۹۷) جو شخص نماز میں جمائی اس قدر چلا کر کرے کہ اس کی آواز مسجد سے باہر چلی جائے اس کی نماز ہو گی یا نہیں اور اگر وہ شخص بوجہ شدت درد کے چلایا تو کیا حکم ہے۔

(جواب) جمائی میں آواز نکل جانے سے نماز ہو جاتی ہے، اور آواز سے رونا درد اور مصیبت کی وجہ سے اور چلانا درد کی وجہ سے مفسد نماز ہے۔ کذا فی الدر المختار۔(۳)۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یكره فیها ج ۱ ص ۵۸۳ .ط.س.ج۱ص۶۲۳. ۱۲ ظفیر.

(۲) قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من نابه شئی فی صلوٰته فلیسبح فانه اذا سبح التفت الیه وانما التصفیق للنساء (نصب الرایه ج ۲ ص ۷۶) ظفیر.

(۳) والبكاء بصوت یحصل به حروف لو جع او مصیبة قید للاربعة الا لمریض لا یملك نفسه عن انین وتاوه لانه حینئذ كعطاس وسعال وجشاء نثاؤب وان حصل حروف للضرورة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یكره فیها ج ۱ ص ۵۷۹ .ط.س.ج۱ص۶۱۹)ظفیر.

دو منزلہ مکان پر نماز درست ہے

(سوال ۱۳۹۸) دو منزلہ مکان پر نماز پڑھنی جائز ہے یا نہ۔

(جواب) جائز ہے۔(۱) فقط۔

امام سجدے میں فوت ہو جائے تو مقتدی کیا کریں

(سوال ۱۳۹۹) اگر امام سجدہ میں فوت ہو جائے تو مقتدی نماز کس طرح پوری کریں۔

(جواب) وہ نماز فاسد ہو گئی،(۲) پھر کسی کو امام بنا کر از سر نو نماز پڑھنی چاہئے۔ فقط۔

اونٹ پر نماز درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۴۰۰) سفر حجاز میں اونٹ پر بیٹھ کر نماز ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) سفر حجاز میں اونٹ پر نماز درست نہیں ہے۔(۳) لیکن علمائے حنیفہ حرمین شریفین کا فتویٰ اس پر ہے کہ وہاں جمع بین الصلوٰتین کر لینا درست ہے۔ مثلاً مغرب کے وقت قافلہ ٹھیرتا ہے اگر عشاء کے وقت پھر اترنا دشوار ہو تو مغرب کے وقت میں مغرب کی نماز کے بعد عشاء کی نماز بھی پڑھ سکتے ہیں۔ اسی طرح ظہر و عصر کو جمع کر سکتے ہیں۔(۴) فقط۔

---

(۱) اس لئے کہ یہ زمین ہی کے حکم میں ہے۔ محمل کے متعلق فقہاء لکھتے ہیں لا تجوز الصلوٰۃ علیها اذا کانت واقفة الا ان تکون عید ان المحمل علی الارض بان رکزتحته خشبة (درمختار) وهذا لو بحیث یقی قرار المحمل علی الارض الخ فیصیر بمنزلة الارض فنصح الفریضة فیه قائما (ردالمحتار باب الوترو النوافل ج ۱ ص ۶۵۶ .ط.س.ج۲ص ۴۰)ظفیر.

(۲) واذا ظهر حدث امامه وکذا کل مفسدفی رای مقتد بطلت فیلزم اعادتها لتضمنها صلاة الموتم صحة وفساد ا(درمختار) واشاربه الی حدیث الا مام ضامن الخ (ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۵۳ .ط.س.ج۱ص ۵۹۱) بقی من المفسدات ارتدادبقلبه وموت وجنون الخ وکل موجب لو ضوء (در مختار) قوله وموت اقول تظهر ثمرته فی الامام لومات بعد القعدة الاخیرة بطلت صلاة المقتدین به فیلز مهم استینا فها (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ الخ ج ۱ ص ۵۸۸ .ط.س.ج۱ص ۶۲۹) ظفیر.

(۳) ویتنفل المقیم راکبا خارج المصر (ردالمحتار) واحترز بالنفل عن الفرض والواجب بانواعه کالوترو ا لمنذور وما لزم بالشروع والافساد وصلاة الجنازة وسجدة تلیت علی الارض فلا یجوز علی الدابة بلا عذر لعدم الحرج (ردالمحتار . باب الوترو النوافل مطلب فی الصلاة علی الدابة ج ۱ ص ۶۵۴ .ط.س.ج۱ص ۳۸) ظفیر.

(۴) ولاجمع بین فرضین فی وقت بعذر سفر و مطر خلافا للشافعی وما رواه محمول علی الجمع فعلا، لا وقتافان جمع فسد لو قدم الفرض علی وقته وحرم لو عکس ای اخره عنه وان صح بطریق القضاء الالحاج بعرفة ومزد لفة کملیجئی ولا با س بالتقلید عند الضرورة بشرط ان یلتزمه جمیع ما یوجبه ذالك الا مام لما قدمنا ان الحکم المفلق باطل بالا جماع (در مختار) قوله عند الضرورة الخ المسافر اذا خاف اللصوص او قطاع الطریق ولا ینتظر الوفقة جازله تاخیر الصلوٰۃ لا نه بعذر الخ لکن الظاهر انه اراد بالضرورة ما فی فیه نو ع مشقة (ردالمحتار قبیل باب الا ذان ج ۱ ص ۳۵۴ و ج ۱ ص ۳۵۵ .ط.س.ج۱ص ۳۸۱ ...... ۳۸۲) یہ فتویٰ اس زمانہ میں تھا جب حجاز میں امن وامان باقی نہ رہ گیا تھا۔ الحمد للہ اب یہ حالت نہیں ہے۔ اب پورا امن وامان ہے۔ لہٰذا اب یہ جمع بین الصلوٰتین کا فتویٰ بھی باقی نہیں رہا۔ سوائے عرفہ اور مزدلفہ کے موقع کی۔ واللہ اعلم . محمد ظفیر الدین عفی عنه .

مسائل زلة القاری
(قرات کرنے والے کی لغزشیں)

الینا کو علینا پڑھ دی تو نماز ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۴۰۱)ایک شخص نے نماز میں بجائے ان الینا ایا بھم ثم ان علینا حسابھم کے ان علینا ایا بھم ثم ان الینا حسا بھم پڑھا تو نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب)ان الینا ایابھم میں اگر ان علینا ایا بھم سھواً پڑھا گیا تو نماز ہوگئی کیونکہ اس سے معنی میں کچھ فرق نہیں ہوا۔(۱)

قرات میں من الظلمات الی النور کو اگر الٹا پڑھ دے تو نماز ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۴۰۲)ایک شخص نے نماز میں آیت کریمہ الله ولی الذین امنوا یخرجھم من الظلمات الی النور ○ والذین کفروا اولیآء ھم الطاغوت یخرجونھم من النور الی الظلمات میں غلطی سے سہواً دونوں جگہ یعنی من الظلمات الی النور کی جگہ من النور الی الظلمات اور من النور الی الظلمات کی جگہ من الظلمات الی النور پڑھا اس صورت میں نماز صحیح ہوگئی یا نہیں۔

(جواب)اس صورت میں نماز نہیں ہوئی کیونکہ یہ غلطی مفسد معنی ہے۔اس میں نماز صحیح نہیں ہوتی۔(۲)فقط۔

مقدار واجب کے بعد اگر آیت چھوڑ دی تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۴۰۳/۱)نماز میں قرات مسنون کر چکا ہو اس کے بعد ایک چھوٹی آیۃ سہواً چھوڑ گیا درمیان میں۔ تو نماز ہوئی یا نہیں۔

اگر کوئی لفظ چھوٹ جائے

(سوال ۱۴۰۴/۲)آیۃ یآدم اسکن انت و زوجك الجنة میں انت سہواً رہ جائے تو نماز ہوگی یا نہیں۔

اعراب کی غلطی ہو جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۴۰۵/۳)وما ضَعُفُو اکو وما ضُعِفُوا پڑھا، نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب)(۱)اگر معنی متغیر نہیں ہوئے تو نماز ہوگئی اور معنی بدل گئے تو نماز نہیں ہوئی خواہ بقدر فرض پڑھ چکا ہو یا نہ پڑھ چکا ہو۔(۳)فقط۔

---

(۱)وصنھاذکر کلمة مکان کلمة علی وجه البدل ان کانت الکلمة التی قرأها مکان کلمة یقرب معنها وهی فی القران لا تفسد صلوته (عالمگیری مصری کتاب الصلوٰة باب رابع ج۱ ص ۷۴ ط.س.ج۱ص۸۰)ظفیر.

(۲)وان کان فی القران ولکن لا تتقار بان فی المعنی نحو قرأوعد اعلینا انا کنا "غافلین" مکان "فاعلین" ونحوه مما لو اعتقده یکفر تفسد عند عامة مشائخنا وهو الصحیح من مذهب الی یوسف هکذا فی الخلاصه (عالمگیری مصری زلة القاری ج۱ ص ۷۵ ط.س.ج۱ص۸۰) ظفیر.

(۳)ان الخطأ فی القران اما ان یکون فی الاعراب الخ او فی الحروف الخ اوزیادته او نقصه الخ او فی الکلمات اوفی الجمل کذالك الخ والقاعدة عند المتقدمین ان ما غیر تغییر یکون اعتقاده کفرا یفسد فی جمیع ذالك (غنیة المستملی ص ۴۴۶)

(۲) نماز صحیح ہے۔(۱)
(۳) یہ غلطی ہے لیکن نماز ہوگئی۔(۲) فقط۔

ثاء کو شین پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۴۰۶) زید امام جمعہ ہوا اور سورہ اعلیٰ میں فجعله غثاءً احوی کو غشاءً احوی یعنی ث کو ش پڑھا تو نماز جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی۔ کما فی الشامی . فی شرح قوله او بدله باخر . فاذا لم یغیر المعنی الخ لا تفسد (۳) فقط۔

آیۃً کو آیا تنا پڑھ دیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۴۰۷) حافظ صاحب سے نماز جمعہ کی اول رکعت میں یہ سہو ہوا کہ سورہ جمعہ کی دوسری آیت کلمہ اياته کی جگہ ایا تنا پڑھا اس صورت میں نماز صحیح ہوئی یا اعادہ کی ضرورت تھی اور آیۃ اور آیا تنا کے معنی میں کیا فرق ہے۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہوگئی اعادہ کی ضرورت نہ تھی کیونکہ اگرچہ آیاتہ اور آیاتنا کے معنی میں فرق ہے لیکن اس موقع پر دونوں طرح مطلب صحیح ہے(۴) جیسا کہ اہل بلاغت کے نزدیک غائب سے تکلم کی طرف التفات ہونا ایک خوبی اور حسن سمجھا جاتا ہے اور قرآن شریف میں بہت جگہ التفات واقع ہوا ہے۔ فقط۔

انا کو باثبات الف پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۴۰۸) فقط انا ضمیر متکلم جو کہ کلام پاک میں برسم خط باثبات الف ہے مگر قرات میں بھی باثبات الف پڑھا جاوے مثلاً انما انا بشر مثلکم الایۃ۔ اب نماز کا کیا حکم ہے۔

(جواب) انا کو باثبات الف پڑھنے سے اگرچہ نماز ہو جاوے گی لیکن یہ لحن فی القراءت ہوگا۔(۵) فقط۔

زیر وزبر کی غلطی سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۴۰۹) زید نے لن تنالوا کے پارہ میں منزلین کو ز کے زبر سے پڑھا جو چوتھے رکوع میں ہے تو نماز جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہوگئی۔(۶) فقط۔

(۱) قال فی شرح المنية وان ترك كلمة من اية فان لم يتغير المعنى مثل جزاء سيئة مثلها بترك سيئة الثانية لا تفسد (ردالمحتار له القارى ج ۱ ص ۵۹۱ .ط.س. ج۱ ص ۶۳۰) ظفير.
(۲) ومنها زلة القارى فلو فى اعراب او تخفيف الخ لم تفسد (درمختار) فلو فى اعراب ككسر قواما وفتح باء نعبد مكان ضمها الخ وكذا فساء مطر المنذرين بكسر الذال واياك نعبد بكسرالكاف (ردالمحتار ج۱ ص ۵۹۰ .ط.س. ج۱ ص ۶۳۰...... ۶۳۱) (۳) ردالمحتار باب مايفسد الصلوٰة الخ مطلب فى زلة القارى ج۱ ص ۵۹۲ .ط.س. ج۱ ص ۶۳۳ . ۱۲ ظفير. (۴) ولوزاد كلمة او نقص كلمة او نقص حرفا او قدمه اوبدله باخر الخ لم تفسد مالم يتغير المعنى الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة الخ مطلب زلة القارى ج۱ ص ۵۹۱ .ط.س. ج۱ ص ۶۳۲...... ۶۳۳) ظفير. (۵) ومنها القراء ة بالحان ان غير المعنى والا لا ، الا فى حروف مدولين اذا فحش والا لا ، (الدر المختار على هامش ردالمحتار . باب ما يفسد الصلوٰة . مطلب مسائل زلة القارى ج۱ ص ۵۸۹ .ط.س. ج۱ ص ۶۳۰) ظفير. (۶) ومنها زلة القارى فلو فى اعراب الخ لم تفسدوان غير المعنى به يفتى بزازيه (درمختار) قوله فلو فى اعراب الكسر قواما مكان فتحها وفتح باء نعبد مكان ضمها الخ (ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة مطلب مسائل زلة القارى ج ۱ ص ۵۸۹ و ج ۱ ص ۵۹۰ .ط.س. ج۱ ص ۶۳۱...... ۶۳۲) ظفير.

امام کچھ پڑھ کر بھول جائے پھر آگے بڑھ جائے تو نماز ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۴۱۰) امام نے قراءۃ شروع کی اور ایک دو آیت پڑھ کر بھول گیا اور کچھ الفاظ چھوڑ کر آگے پڑھ گیا تو نماز جائز ہوگی یا نہیں۔

(جواب) نماز جائز ہوگئی۔(۱) فقط

امام کی غلطی سے حافظ مقتدی پر کوئی اثر نہیں پڑتا

(سوال ۱۴۱۱) اگر امام ناظرہ خواہ سے غلطی ہو تو حافظ مقتدی کی نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر کوئی غلطی ایسی نہیں کہ جس سے نماز فاسد ہو جاوے تو نماز حافظ کی بھی ہوگئی۔ فقط۔

آیت بدل کر پڑھ دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۴۱۲) اگر کوئی شخص نماز میں بجائے بل یرید الانسان لیفجر امامه کے بل یرید الا نسان ان لن نجمع عظامه پڑھ دیوے تو نماز صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز ہو جاوے گی۔(۲) فقط۔

قل ہو اللہ میں اللہ الصمد چھوڑ دیا تو نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۴۱۳) امام نے قل هو الله پڑھی اور الله الصمد چھوڑ گیا اور سجدہ سہو کر لیا تو نماز ہوگئی یا نہیں۔

(جواب) نماز ہوگئی۔(۳) فقط۔

درمیان قرأت کوئی لفظ چھوٹ جائے اور معنی نہ بدلے تو کوئی کراہت نہیں

(سوال ۱۴۱۴) اگر امام سے درمیان قراۃ کی کوئی آیۃ چھوٹ جائے تو نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز بلا کراہت صحیح ہے اگر معنی نہ بدلے ہوں۔ فقط۔(۴)

تین آیت کے بعد مفسد صلوٰۃ والی غلطی سے نماز فاسد ہو جاتی ہے

(سوال ۱۴۱۵) اگر امام تین آیت سے زیادہ پڑھ کر غلطی فاحش مفسد صلوٰۃ کرے تو نماز فاسد ہوگئی یا نہیں۔

(جواب) غلطی مفسد صلوٰۃ نماز میں کسی وقت بھی ہو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔(۵) البتہ اگر اس غلطی کو پھر لوٹا کر صحیح کر لیوے اور صحیح پڑھ لیوے تو نماز ہو جائے گی۔

---

(۱) ولو زاد كلمة او نقص كلمة الخ لم تفسد مالم يتغير المعنى (درمختار) قوله نقص كلمة ولم يمثل له الشارح قال فى شرح المنية وان ترك كلمة من آية فان لم يتغير المعنى مثل وجزاء سيئة سيئة مثلها بترك سيئة الثانية لا تفسد (ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة مسائل زلة القارى ج۱ ص ۵۹۱ .ط.س. ج۱ ص ۶۳۲......۶۳۳) (۲) او قدمه او بدله بآخر الخ لم تفسدما لم يتغير المعنى (الدر المختار على هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۵۹۱ .ط.س.ج۱ ص ۱۳۳) ظفير. (۳) لوزاد كلمة او نقص كلمة الخ لم تفسد مالم يتغير المعنى (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة مطلب فى زلة القارى ج۱ ص ۵۹۱ .ط.س ج۱ ص ۶۳۲......۶۳۳) ظفير. (۴) ايضاً . ط.س.ج۱ ص ۶۳۲......۶۳۳
(۵) ان ما غير المعنى تغير ايكون اعتقاده كفر ايفسد فى جميع ذالك الخ (ردالمحتار زلة القارى ج ۱ ص ۵۹۰) ظفير.

اگر قراءۃ میں کوئی لفظ رہ جائے تو نماز ہو گئی یا نہیں

(سوال ۱۴۱۶) نماز جمعہ کی دوسری رکعت میں ایک شخص نے آیۃ یا یھا الذین امنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ آخر تک پڑھی لفظ نودی کے بعد للصلوٰۃ نہیں پڑھا گیا۔ بعد سلام کے کہا گیا تو جواب دیا کہ آیۃ بڑی تھی اس لئے چھوڑ کر پڑھا ہے تو نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہو گئی مگر عمداً چھوڑنا لفظ للصلوٰۃ کا بعد نودی کے غلط ہے اور یہ اس امام کی جہالت اور غلطی ہے کہ ایسی تاویل رکیک کرتا ہے۔ اس کو صاف کہہ دینا چاہئے تھا کہ مجھ سے سہو ہوا ہے اور سہواً یہ کلمہ چھوٹ گیا ہے۔ مگر نماز صحیح ہو گئی بوجہ نہ فاسد ہونے معنی کے۔(۱) فقط۔

قاف کو کاف سے بدل دیا تو کیا نماز فاسد ہو گئی

(سوال ۱۴۱۷) سورۃ الطارق میں امام نے لقول فصل میں ق، ک پڑھ دیا، اور یہ شخص صحیح پڑھنے پر قادر ہے تو نماز فاسد ہوئی اور اعادہ واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) ایسی صورت میں اس نماز کا اعادہ ضروری ہے کیونکہ باوجود قدرت کے ایسی غلطی سے نماز نہیں ہوتی۔

صراط الذین پر سکوت کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوئی

(سوال ۱۴۱۸) ایک امام سورہ فاتحہ پڑھتے ہوئے صراط الذین پر قیام کرتے ہیں اور سانس بھی توڑ دیتے ہیں تو نماز ہوتی ہے یا نہ۔

(جواب) نماز ہو جاتی ہے مگر یہ بڑی غلطی ہے ایسا آئندہ کرنا نہ چاہئے۔(۲) فقط۔

کریم کی جگہ قرات میں عظیم پڑھ دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۴۱۹) ایک روز میں نماز میں سورہ مومنون کی آخر کی آیتیں پڑھیں اور بجائے رب العرش الکریم کے سہواً رب العرش العظیم پڑھا۔ نماز ہو گئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہو گئی۔(۳) فقط۔

مد کی جگہ زیر اور زبر کی جگہ مد پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۴۲۰) قرأۃ میں زبر کی جگہ مد اور مد کی جگہ زبر پڑھا جاوے اور جمع کو واحد واحد کو جمع پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

(جواب) وہ موقع معلوم ہونا چاہئے جس میں تغیر ہوا ہے تاکہ اس کے موافق مطلب اور معنی دیکھ کر حکم لکھا جاوے۔ فقط۔

---

(۱) ولو زاد کلمۃ او نقص کلمۃ الخ لم یفسد ءالم یتغیر المعنی ص۵۹۳ ج۱

(۲) قال الخانیۃ والخلاصۃ الا صل فیما اذاذکر حرفا مکان حرف وغیر المعنی ان امکن الفصل بلا مشقۃ تفسد الخ وفی خزانۃ الا کمل قال القاضی ابوعاصم ان تعمدذالک تفسد وان جری علی لسانہ اولا یعرف التمییز لا تفسدو ھو المختار (ردالمحتار باب ایضاً ج ۱ ص ۵۹۲ ط.س. ج۱ ص۶۳۳) ظفیر.

(۳) انعمت علیھم پر سانس توڑنا چاہئے ۱۲ ظفیر.

(۴) اوقدمہ او بدلہ بآخرالخ لم تفسد ان لم یتیغیر المعنی (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار زلۃالقاری ج۱ ص ۵۹۱ ط.س. ج۱ ص۶۳۲) ظفیر.

آیت کا کوئی حصہ چھوٹ جائے اور معنی نہ بدلے تو نماز جائز ہے

(سوال ۱۴۲۱) امام صاحب نماز میں سورۃ جمعہ پڑھ رہے تھے درمیان میں آیۃ بئس مثل القوم الذین کذبوا بایات اللہ۔ سہواً چھوٹ گئی۔ زید کہتا ہے کہ نماز نہیں ہوئی عمر کہتا ہے کہ نماز ہو گئی اس میں سجدہ سہو کی ضرورت ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز میں کوئی نقص نہیں آیا اور سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا کیونکہ سجدہ سہو واجب کے ترک کرنے سے لازم آتا ہے اور یہاں پر قدر فرض اور واجب کے قراءۃ ادا ہو گئی اور درمیان قراءۃ کے چھوٹ جانے سے کچھ حرج نہیں ہوا۔(۱) فقط۔

"زینۃ" کی تبدیلی "فتنۃ" سے اور اذا نہم" کی "آثار ہم" سے ہو گئی تو اس صورت میں نماز ہو گئی یا نہیں

(سوال ۱۴۲۲) اگر کسی نے نماز میں انا جعلنا ما علی الارض زینۃ لھا کی جگہ فتنۃً لھا پڑھا تو یہ فساد معنی مفسد صلوٰۃ ہو گا یا نہیں۔

(سوال ۱۴۲۳/۲) اگر کسی نے نماز میں بجائے فضربنا علیٰ اذا نھم کے علیٰ اثارھم پڑھا تو نماز ہوئی یا نہ۔

(سوال ۱۴۲۴/۳) اگر کوئی شخص نماز میں اولئک الذین کفروا بایات ربھم و لقائہ میں لقائہ کو چھوڑ دے تو نماز ہو گی یا نہیں۔

(جواب) ان تینوں صورتوں میں نماز درست اور صحیح ہے۔(۲) فقط۔

لفظ یا آیت کی تبدیلی سے نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۴۲۵) امام نے سورہ رعد میں بجائے ویقول الذین کفروا لو لا انزل علیہ ایۃ من ربہ قل ان اللہ یضل بہ من یشآء ویھدی الیہ من اناب۔ رکوع چہارم شروع کیا اور یقول الذین امنوا الیٰ اخرہ پڑھ دیا۔ حالانکہ سورہ محمد میں رکوع سویم ویقول الذین امنوا لولا نزلت سورۃ من ربہ الخ بھی موجود ہے اس صورت میں نماز ہو گی یا نہیں۔

(سوال ۱۴۲۶/۲) سورہ مریم میں پہلا رکوع یایحیٰ خذ الکتاب بقوۃ الخ و کان تقیاً وبراً بوالدیہ کی بجائے بوالدتی پڑھا تو نماز کا کیا حکم ہے۔

(جواب) پہلی اور دوسری دونوں صورتوں میں نماز ہو گئی اور یہ اوسع ہے۔(۳) فقط

---

(۱) ولو کلمۃ او نقص کلمۃ الخ لم تفسد ما لم یتغیر المعنی (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ زلۃ القاری ج۱ ص ۵۹۱ ط.س. ج۱ ص ۶۳۲) ظفیر۔

(۲) ولو زاد کلمۃ او نقص حرفا او قدمہ او بدلہ بآخر الخ لم تفسد مالم یتغیر المعنی (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ زلۃ القاری ج۱ ص ۵۹۲ ط.س. ج۱ ص ۶۳۲) ظفیر۔

(۳) ولو زاد کلمۃ او نقص کلمۃ او نقص حرفا او قدمہ اوبدلہ باخر الخ لم تفسدما لم یتغیر المعنی (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ زلۃ القاری ج ۱ ص ۵۹۲ ط.س. ج۱ ص ۶۳۲) ظفیر۔

سورۃ زلزال میں ایک حصہ بھول گیا تو نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۱٤۲۷) ایک شخص نے نماز میں بعد فاتحہ کے اذازل پڑھی اور اخرجت الارض اثقالها، بھول گیا تو نماز ہوئی یا نہ۔

(جواب) اور آیة واخرجت الا رض اثقالها کے درمیان میں سے چھوٹنے سے معنی میں بھی کچھ تغیر نہیں ہوتا۔ لہٰذا صحت نماز میں کچھ شبہ نہیں ہے۔(۱)

نصب کی جگہ رفع پڑھ دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱٤۲۸) امام نے نماز جمعہ میں آیۃ کریمہ تصلی ناراً حامیةً میں بجائے نصب کے رفع پڑھا یعنی بجائے حامیةً کے حامیةٌ پڑھا تو نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہوگئی کیونکہ اس موقعہ پر حامیة کے رفع سے معنی میں تغیر نہیں ہوتا اور تاویل صحیح ہو سکتی ہے۔ گویا یوں کہا جاوے گا تصلی ناراً هی حامية (۲) فقط۔

سورہ کا ایک ٹکڑہ پڑھنے سے رہ جائے تو نماز ہوگی یا نہیں

(سوال ۱٤۲۹) امام جہری نماز میں بلی قادرین علی ان نسوی بنانه پڑھنا بھول گیا اور اول سے آخر تک پوری سورۃ پڑھ لی تو اس صورت میں نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہوگئی۔(۳) فقط

درمیان میں آیتیں چھوڑ کر آگے بڑھ جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱٤۳۰) والشمس وضحٰها تک پڑھ کر درمیان کی آیات بھول کر چھوڑ گیا اور والسماء وما بنٰها سے اخیر تک پڑھا۔ اس صورت میں نماز ہوئی یا نہیں، یا سجدہ سہو کی ضرورت ہے۔

سورۂ عصر پڑھتے ہوئے والتین میں چلا جائے تو نماز ہوگی یا نہیں

(سوال ۱٤۳۱) سورۂ والعصر میں آمنوا وعملوا الصّٰلحٰت سے سورۂ والتین میں چلا گیا اور فلهم اجر غير ممنون پڑھنے لگا اور آخر تک پڑھا اس صورت میں بھی سجدہ سہو کی ضرورت ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱) اس صورت میں نماز ہوگئی سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہے۔(۴)

(۲) اس صورت میں بھی نماز ہوگئی سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہے۔(۵) فقط۔

دهاقا کی جگہ دحاقا پڑھ دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱٤۳۲) نماز میں اگر کسی نے اپنے غلط خیال کے بھروسہ پر بجائے دهاقاً۔ دحاقاً پڑھ دیا تو نماز ہو جائے گی یا واجب الاعادہ ہوگی۔

---

(۱) ولو زاد كلمة اونقص الخ لم تفسد ما لم يتغير المعنى (ايضاً). ط.س.ج۱ص ٦٣٢ ظفير.
(۲) فلو فى اعراب او تخفيف الخ لم تفسد (ايضاً ج ۱ ص ٥٩١ .ط.س.ج۱ص٦٣٢) ظفير.
(۳) لوزاد كلمة او نقص الخ لم تفسدان لم يتغير المعنى (الدر المختار على هامش ردالمحتارزلة القارى ج ۱ ص ٥٩٢ .ط.س.ج۱ص ٦٣٢) ظفير.
(٤) ايضاً .ط.س.ج۱ص ١٢.٦٣٢ ظفير. (٥) ايضاً ..ط.س.ج۱ص ٦٣٢.

(جواب) دھاقاً کی جگہ دحاقاً ہائے حطی سے پڑھنا بظاہر حسب قواعد مفسد صلوٰۃ ہے کیونکہ معنی بدل جاتے ہیں۔ لہذا نماز نہیں ہوگی۔ فقط۔ (۱)

آیت کا ایک حصہ بدل گیا تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۴۳۳) ان اماماً قرأ هذه الآية غلطاً انا ارسلنا اليكم رسولاً الآية . فقرأ ارسلنا الى فرعون رسولاً . افسدت الصلوٰة ام لا .

(جواب) لا تفسد الصلوٰة فى هذه الصورة۔ (۲) فقط۔

یکذبون کی جگہ یمسکون یا یعلمون کی جگہ تعقلون پڑھ دے تو نماز ہوگئی یا نہیں

(سوال ۱۴۳۴) امام نے نماز میں بجائے ان یکذبون...... ان یمسکون پڑھا اور دوسری نماز میں بجائے یعلمون کے لعلکم تعقلون پڑھا دونوں صورتوں میں نماز کا اعادہ کرنا چاہئے یا نہیں۔

(جواب) پہلی صورت میں نماز کا اعادہ کرے اور دوسری صورت میں نماز ہوگئی۔ (۳)

پر کی جگہ باریک پڑھ دے تو نماز ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۴۳۵) جن موقعوں میں راورل کو پر کر کے پڑھنا چاہئے وہاں پر باریک پڑھنے سے نماز کے اندر کچھ نقصان ہے یا نہیں۔ اور اگر ہے تو کس قدر۔

(جواب) نماز صحیح ہے۔ نماز میں کچھ خلل نہیں ہوا۔ (۴) فقط۔

علیہم کا لام زیادہ کھینچا تو نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۴۳۶) لفظ علیہم کے ...... لے پر نودس الف کے برابر مد کھینچ کر نماز پڑھنے سے ہو جاتی ہے یا نہیں۔

غنہ کی جگہ اظہار

(سوال ۱۴۳۷/ ۲) جس جگہ میم اور نون کو غنہ کر کے پڑھا جاتا ہے اس جگہ میم اور نون کو ظاہر کر کے پڑھے تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ ظاہر ہے کہ حسب قاعدہ تجوید اس جگہ مد نہیں ہے لہذا یہ لحن ہے اور خطاء ہے مگر نماز

....

(۱) ان ذكر حرفا مكان حرف ولم يغير المعنى الخ لم تفسد صلاته وان غير المعنى فان امكن الفصل بين الحرفين من غير مشتة كالطاء مع الصاد الخ تفسد صلاته عند الكل وان كان لا يمكن الفصل الا بمشقة كالظامع الضاد و الصاد مع السين والطاء مع التاء اختلف المشائخ قال اكثرهم لا تفسد صلاته هكذا فى فتاوى قاضى خان وكثير من المشائخ افتوابه قال الا مام ابوالحسن والقاضى الا مام ابو عاصم ان تعمد ...... فسدت وان جرى على لسانه او كان لا يعرف التميز لا تفسدوهو اعدل الا قاويل والمختار هكذا فى الوجيز للكردرى (عالمگیری مصری زلة القارى ج ۱ ص ۷۴. ط.س. ج ۱ ص ۷۹)

(۲) او قدمه اوبدله باخر الخ لم تفسدما لم يتغير المعنى (الدر المختار زلة القارى ج ۱ ص ۵۹۲. ط.س. ج ۱ ص ۶۳۳) ظفير

(۳) لوزاد كلمة الخ او بدله باخر الخ لم تفسد مالم يتغير المعنى (در مختار) وان غير فسدت الخ ردالمحتار زلة القارى ج ۱ ص ۵۹۲. ط.س. ج ۱ ص ۶۳۲) ظفير.

(۴) وفى التتار خانية عن الحاوى حكى عن الصفارانه كان يقول الخطاء اذا دخل فى الحروف لا يفسدلان فيه بلوى عامة الناس لا نهم لا يقيمون الحروف الاً بمشقة (ردالمحتار زلة القارى ج ۱ ص ۵۹۲. ط.س. ج ۱ ص ۶۳۳) ظفير.

ہو جاتی ہے۔(۱)

(۲) اس صورت میں نماز صحیح ہے۔(۲) فقط۔

نراد کی جگہ لانراد پڑھ دیا تو نماز فاسد ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۴۳۸) آیۃ کریمہ یالیتنا نرادّ کی جگہ ولا نرآدّ پڑھا تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔

(جواب) ایسی صورت میں احوط یہ ہے کہ نماز کا اعادہ کرے۔(۳)

قتل داؤد جالوت میں یا دوسری آیت میں اعراب کی غلطی ہوگئی تو نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۴۳۹) آیۃ کریمہ وقتل داؤد جالوت میں اگر دوسری دال کو زبر اور جالوت کی ت کو پیش پڑھا تو نماز ہوگی یا نہیں اور پڑھنے والا کافر ہوگا یا نہیں۔ اسی طرح فعصیٰ فرعون الرسول میں اگر نون کے زبر اور لام کو پیش پڑھا نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔

(جواب) وقتل داؤد جالوت میں اگر دوسری دال کو زبر اور جالوت کی ت کو پیش پڑھا تو نماز فاسد ہوگی مگر غلط پڑھنے والا کافر نہ ہوگا۔ اسی طرح فعصیٰ فرعون الرسول میں اگر نون کو زبر اور لام کو پیش پڑھا تو نماز فاسد ہوگی(۴) اور صحیح کر کے لوٹایا تو نماز صحیح ہوگئی۔ فقط۔

خیرلك من الاولی کی جگہ والاولیٰ پڑھ دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۴۴۰) امام نے نماز میں بجائے خیر لك من الاولیٰ کے خیرلك والا ولیٰ پڑھا ہے تو نماز ہوئی ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہوگئی کیونکہ معنی میں ایسا تغیر نہیں ہوا جو کہ مفسد نماز ہو اب معنی یہ ہوگئے کہ البتہ آخرت اور دنیا آپ کے لئے دونوں بہتر ہیں جیسا کہ مفہوم آیت ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃً وفی الآخرۃ حسنۃً کا ہے۔(۵)

لفی کی جگہ لافی پڑھنے سے کوئی حرج تو نہیں

(سوال ۱۴۴۱) سورہ والعصر میں بجائے لفی کے لافی پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں یعنی بجائے فتحہ پست کے کھڑا فتحہ یا الف پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

(۱، ۲) وفی التتارخانیة عن الحاوی حکی عن الصفار انه کان یقول الخطأ اذا دخل فی الحروف لا یفسدلان فیه بلو ی عامة الناس لا نهم لایقیمون الحروف الا بمشقة (ردالمحتار زلة القاریٰ ج ۱ ص ۵۹۲. ط.س. ج۱ ص ۶۳۲) ظفیر.

(۳) اعلم ان الکلمة الزائدة اما ان تکون فی القران اولا، وعلی کل اما ان تغیر اولا، فان غیرت افسدت مطلقا الخ (ردالمحتار زلة القاری ص ۵۹۱. ط.س. ج۱ ص ۶۳۲) ظفیر.

(۴) اذا لحن فی الا عراب لحنا لا یغیر المعنی بان قرأ لا تر فعوا اصواتکم برفع التاء لا تفسدصلوٰته بالا جماع وان غیر المعنی تغیرا فاحشا کان قرأ وعصی آدم ربه بنصب المیم ورفع الرب وما اشبه ذالك مما لو تعمد به یکفر، اذا قرأخطأ فسدت صلاته فی قول المتقدمین واختلف المتاخرون قال محمد بن مقاتل وابو نصر محمد بن سلام الخ لا تفسد صلاته وما قال المتقدمون احوط لانه لو تعمد یکون کفراوما یکون کفرا لایکون من القران . وماقاله المتاخرون او سع لان الناس لا یمیزون بین اعراب واعراب الخ وهو الا شبه کذا فی المحیط وبه یفتی کذا فی العتابیه وهکذا فی الظهیریة (عالمگیری مصری زلة القاری ج۱ ص ۷۶. ط.س. ج۱ ص ۸۱) مفتی علامؒ نے احوط پر فتویٰ دیا ہے ۱۲ ظفیر. (۵) اوبدله باخر الخ لم تفسد مالم یتغیر المعنی (الدر المختار علی هامش ردالمحتارزلة القاری ج۱ ص ۵۹۲. ط.س. ج۱ ص ۶۳۳) ظفیر.

(جواب) ایسی غلطی سے نماز نہیں ہوتی اس میں احتیاط کرنی چاہئے (۱) اور صحیح پڑھنے والے کو امام بنانا چاہئے۔ فقط

ذال کی جگہ جیم پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۴۴۲) امام نے نماز میں ذال کی جگہ جیم پڑھا تو نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) وہ مثال لکھنی چاہئے تھی جس جگہ امام نے ذال کی جگہ جیم پڑھا ہے تاکہ معنی کے تغیر و تبدل کا حال معلوم ہو تاکہ کس درجہ کا تغیر ہوا ہے۔ مگر ظاہر یہ ہے کہ اس صورت میں نماز نہیں ہوئی۔ بہر حال اعادہ اس نماز کا احوط ہے اور یہی حکم طاء کی جگہ تاء پڑھنے کا ہے۔ (۲) فقط۔

ضاد کی جگہ ذال یا ز کی جگہ ظاء پڑھنے سے نماز فاسد ہوتی یا نہیں

(سوال ۱۴۴۳) اگر کسے بجائے ضؔ ذؔ یا زؔ یا ظؔ بخواند نماز صحیح شد یا فاسد اگر در نماز بعد قراءۃ فرض غلطی مفسد صلوٰۃ کند نماز صحیح شد یا فاسد۔

(جواب) لفظ ض معجمہ را از مخرج اصلی او باید خواند نہ ذؔ و زؔ و ظؔ کہ عمداً این ہمہ ناجائز است بلکہ در شرح فقہ اکبر از محیط آوردہ کہ اگر کسے عمداً بجائے ض معجمہ ظاء معجمہ خواند کافر گردد۔ (۳) العیاذ باللہ تعالیٰ۔ و نماز او فاسد شود۔ و اگر در نماز بعد قراءۃ فرض کسے در قراءۃ غلطی مفسد صلوٰۃ کردہ نماز او فاسد شود باز اگر اعادہ صحیح کرد نماز او صحیح شود و گرنہ فاسد باشد در عالمگیریہ آوردہ است لو قرأ فی الصلوٰۃ بخطاء فاحش ثم رجع وقرأ صحیحاً۔ قال فی الفوائد عندی صلوته جائزة وكذلك الاعراب۔ (۴) فقط۔

غلط پڑھنے کا اثر نماز پر

(سوال ۱۴۴۴) امام سورہ توبہ کی آیۃ میں عزیز کے بجائے مَا کو علیہ کے ساتھ ملا کر قصداً وقف کرتا ہے تو نماز ہوگی یا نہیں۔

اسفل السافلین کو الا الذین سے ملادے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۴۴۵/ ۲) سورہ والتین اسفل سافلین کے ساتھ الاالذین الآیۃ کو ملا کر پڑھنے سے نماز ہوگی یا نہیں۔

(جواب) (۱، ۲) فقہاء متاخرین نے اس باب میں توسیع کی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اس قسم کے تغیرات سے نماز فاسد نہیں ہوتی تاوقت یہ کہ ایسا تغیر نہ ہو جائے کہ معنی بالکل فاسد ہو جائیں نماز ہی کی صحت کا حکم رہے گا

---

(۱) ومنها زيادة حرف ان زاد حرفا فان كان لا يغير المعنى لا تفسد صلوٰته عند عامة المشائخ الخ وان غير المعنى الخ تفسد هكذا فى الخلاصة (عالمگیری کشوری، زلة القاری ج۱ ص ۷۸. ط. ماجدیه. ج۱ ص ۷۹) ظفیر.

(۲) ان ذكر حرفامكان حرف ولم يغير المعنى الخ لم تفسد صلاته وان غير المعنى فان امكن الفصل بين الحروفين من غير مشقة كا لطاء مع الصاد الخ تفسد صلاته عند الكل وان كان لايمكن الفصل الا بمشقة كالظاء مع الضاد و الصاد مع السين والطاء مع التاء اختلف المشائخ قال اكثرهم لا تفسد صلاته الخ قال الا مام ابو الحسن والقاضى الا مام ابوعاصم ان تعمد فسدت وان جرى على لسانه اوكان لا يعرف التمييز لاتفسدو هو اعدل الا قاويل والمختار هكذا فى الوجيز للكردرى (عالمگیری مصری زلة القاری ج ۱ ص ۷۴. ط. ماجدیه. ج۱ ص ۷۹) ظفیر.

(۳) وفى المحيط سئل الا مام الفضلى عمن يقرء الظاء المعجمه مكان الضاد المعجمه اويقرء اصحاب الجنة مكان اصحاب النار او على العكس فقال لا يجوز امامته ولو تعمد يكفر قلت اما كون تعمده كفرا فلا كلام فيه اذا لم يكن فيه لغتان (شرح فقه اكبر ص ۲۰۵) ظفیر.

(۴) عالمگیری کشوری. باب صفة الصلوٰة فصل رابع زلة القارى ج ۱ ص ۸۱. ط. ماجدیه. ج۱ ص ۸۲ ظفیر.

ولو زاد کلمة او نقص کلمةً او نقص حرفاً او قدمه او بدله باٰخر لم تفسد مالم یتغیر المعنیٰ[۱] الخ

لیکن جو امام اکثر ایسی غلطیاں کرتا ہے وہ عہدہ امامت کے قابل نہیں اس کی جگہ کسی دوسرے کو تجویز کیا جائے۔

راگ کے ساتھ قرآن پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱٤٤٦) راگ میں قرآن شریف پڑھنا کیسا ہے۔ کیا خوش الحانی راگ میں داخل ہے۔ راگ اور خوش الحانی میں کیا فرق ہے۔

(جواب) راگ میں قرآن شریف پڑھنا ناجائز ہے چنانچہ حدیث میں اس کی ممانعت وارد ہے وعن حذیفة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اقرأوا القراٰن بلحون العرب واصواتها وایاکم ولحون اهل العشق ولحون اهل الکتابین وسیجیئ بعدی اقوام یرجّعون بالقراٰن ترجیع الغناء والنوح لا یجاوز حناجرهم مفتونة قلوبهم وقلوب الذین یعجبهم شانهم رواه البیهقی . فی شعب الا یمان . (۲) اور غناء میں ترجیع اور تردید صوت ہوتی ہے جیسے آآآآآآ الخ بخلاف خوش الحان کے کہ اس میں مدوغیرہ حسب قواعد تجوید ہوتا ہے اور خوش الحان راگ میں داخل نہیں ہے۔

"فمن کان یرجو لقاء ربہ" میں کان چھوٹ جائے تو کیا کرے

(سوال ۱٤٤۷) امام نے جمعہ کی نماز میں آیۃ فمن کان یرجوا لقاء ربه لفظ کان کو سہواً چھوڑ دیا تو نماز صحیح ہوئی یا نہیں۔ یا اعادہ ضروری ہے۔ اعادہ نہ کرنے کی وجہ سے جو شخص امام پر طعن کرے اس کے لئے کیا حکم ہے۔

(جواب) اس صورت میں نماز صحیح ہو گئی پس جو شخص بوجہ عدم واقفیت کے اعادہ نماز کا ضروری سمجھتا ہو اس کو سمجھادیا جاوے کہ مسئلہ اس طرح ہے۔ (۳) فقط۔

"فالملقیات ذکرا" کی جگہ "فالمدبرات امرا" پڑھ دے تو نماز ہوگی یا نہیں

(سوال ۱٤٤۸) زید نے سورہ والمرسلات نماز میں شروع کی مگر بجائے فالملقیات ذکرا کے فالمدبرات امرا جو والنازعات میں ہے پڑھا۔ نماز صحیح ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہو گئی (٤) فقط۔

"ولا انتم عابدون کی جگہ ولا انتم تعبدون" پڑھ دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱٤٤۹) زید نے فرض مغرب میں سورہ قل یا یها الکافرون میں لا اعبدماتعبدون ولا انتم تعبدون ما اعبد آہ پڑھ کر رکعت اول پڑھائی اور دوسری میں اذاجاء پڑھی۔ آیا نماز ہو گئی یا نہیں۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها مطلب زلة القاری (ج ۱ ص ۵۹۲ .ط.س.ج۱ ص ٦۳۲) ظفیر. (۲) مشکوٰة . کتاب فضائل القرآن . باب فصل ثالث (ص ۱۹۱) ۱۲ ظفیر.

(۳) ولو زاد کلمة اونقص کلمة الخ لم تفسدان لم یتغیر المعنی (درمختار) قال فی شرح المنیة وان ترك کلمة من اية فان لم تغیر المعنی مثل وجزاء سیئه مثلها بترك سئیة الثانیة لا تفسد وان غیرت مثل فما لهم یومنون بترك لا ، فانه یفسد عند العامة وقیل لا والصحیح الا ول (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها مطلب . زلة القاری ج ۱ص ۵۹۱ .ط.س.ج۱ص ٦۳۲) ظفیر. (٤) ومنها ذکر کلمة مکان کلمة علی وجه البدل ان کانت الکلمة التی قرأ ها مکان کلمة یقرب معناها وهی فی القران لاتفسد صلا ته نحوان قرأ مکان العلیم الحکیم (عالمگیری کشوری فصل خامس زلة القاری ج ۱ ص ۷۸ .ط.ماجدیه ج۱ ص ۷۹) ظفیر.

(جواب) نماز ہو گئی کیونکہ معنی صحیح رہے۔(۱) فقط۔

تیرہ آیتوں کے پڑھنے کے بعد متشابہ لگنے کی وجہ سے کوئی لفظ رہ گیا تو نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۴۵۰) امام نے قراءۃ نماز میں تیرہ آیت پڑھ کر سہواً آیت متشابہات پڑھ گیا یا کوئی لفظ درمیان میں رہ گیا اور بلا سجدہ سہو نماز ختم کی تو نماز درست ہے یا نہ۔

(جواب) نماز صحیح ہو گئی۔(۲) فقط۔

الف مقصورہ وممدودہ کو نون غنہ کے ساتھ پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۴۵۱) اگر کوئی قاری حافظ نماز میں الف مقصورہ اور الف ممدودہ کو نون کے ساتھ پڑھے تو نماز میں کوئی قصور ہے یا صحیح ہے۔ مثلاً موسیٰ کو موساں اور صحریٰ کو صحراں اور بشریٰ کو بشراں، علیٰ ہذا القیاس۔ اور جب ان سے کہتے ہیں تو بگڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں ایسا نہیں پڑھتا۔ حالانکہ حافظوں نے بھی سنا وہ بھی شکایت کرتے ہیں۔

(جواب) نماز صحیح ہو گئی لیکن امام کو ایسی غلطی نہ کرنی چاہئے اس طرح پڑھنے سے غلط ہونے میں کچھ کلام نہیں ہے۔ یہ لحن ہے۔ لیکن پچھلی نمازوں کا اعادہ لازم نہیں ہے۔ آئندہ احتیاط ضروری ہے۔(۳) اگر امام اس غلطی کو نہ چھوڑے تو دوسرا امام صحیح خواں مقرر کیا جاوے۔ فقط۔

ضاد کی جگہ ظاء پڑھ دے تو نماز ہو گی یا نہیں

(سوال ۱۴۵۲) جس شخص نے نماز میں ضاد کو اس کے مخرج سے ادا کرنے کا قصد کیا مگر بوقت ادا سہواً یا لغزش سے زبان ضاد کو ظاء پڑھ گیا تو اس کی نماز صحیح ہو گئی یا نہیں۔ اور جو شخص قصداً ضاد کی جگہ ظاء خواہ زاء پڑھے اس کی نماز ہو گی یا نہیں۔

(جواب) اگر خطاءً بجائے ضاد معجمہ کے ظاء معجمہ پڑھی گئی تو بقول اکثر نماز صحیح ہے لیکن اگر قصداً ضاد کی جگہ ظاء یا زاء پڑھی تو قاضی ابو عاصم رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ نماز اس کی فاسد ہے اور اسی کو مختار کہا ہے۔ اور بزازیہ میں بھی اس کو مختار اور اعدل الاقوال کہا ہے۔ شامی میں ہے قال فی الخانیة والخلاصة الا صل فیما ذکر حرفاً مکان حرف وغیر المعنی ان مکن الفصل بینهما بلا مشقة تفسدو الا یمکن الا بمشقة کالظاء مع الضاد المعجمتین والصاد مع السین المهملتین والطاء مع التاء قال اکثر هم لا تفسد اه وفی خزانة الا کمل قال القاضی ابو العاصم ان تعمد ذلك تفسدوان جری علی لسانه اولا یعرف التمییز لا تفسدوهو المختار حلیه وفی البزازیه وهو اعدل الا قاویل وهو المختار وفی التتارخانیة عن الحاوی حکی عن الصفار انه کان یقول الخطاء اذا دخل فی الحروف لا یفسدلان فیه بلوی عامة الناس (۴) ص ۴۲۵

---

(۱) ایضاً۔

(۲) ومنها ذکر ایة مکان ایته لو ذکر ایة مکان ایته الخ لا تفسد (عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۷۹ .ط. ماجدیه ج۱ ص ۸۰)

(۳) ومنها القراة بالا لحان ان غیر المعنی والا لا الا فی حرف مدو لین اذا فحش والا لا ، (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة ج۱ ص ۵۸۹ .ط.س. ج۱ ص ۶۳۰) ظفیر۔

(۴) ردالمحتار مطلب زلة القاری باب ما یفسد الصلوٰة جلد اول ص ۵۹۲ .ط.س. ج۱ ص۶۳۳ .۱۲ ظفیر۔

شامی جلد نمبر ا فقط۔

شین کی جگہ سین پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۴۵۳)ایسے شخص کو امام بنانا کیسا ہے جو شین کی جگہ سین پڑھے اور شین کی جگہ سین پڑھے ؟اور جو نمازیں ان غلطیوں کے ساتھ پڑھی وہ ہو گئی یا نہیں ؟

(جواب)امام ایسے شخص کو بنانا چاہئے جو قرآن شریف صحیح پڑھے اس کو امام نہ بنائیں جو غلطیاں مذکورہ کرتا ہے جو نمازیں ان غلطیوں کے ساتھ پڑھی گئی وہ ہو گئی۔(۱) مگر آئندہ کو اسے امام نہ بنائیں جب تک کہ وہ قرآن شریف کو صحیح ادا نہ کرے۔

قرات میں غلطی سے نماز ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۴۵۴)ایک امام نے آمن الرسول بما انزل الیه من ربه والمؤمنون کی جگہ من قبله والمؤمنون پڑھا، نماز ہوئی یا نہیں ؟

(جواب)جو صورت سوال کی آپ نے لکھی ہے اس میں نماز ہو گئی۔(۲)فقط۔

کیا سورہ فاتحہ میں وقف وعدم وقف سے شیطان کا نام بنتا ہے

(سوال ۱۴۵۵)زید کہتا ہے کہ الحمد کی دال پر وقف کر کے للہ کہنا چاہئے کیونکہ وقف نہ کرنے میں دال معلوم ہوتا ہے اور دالی شیطان کا نام ہے۔ علیٰ ہذا۔ ایاک کے کاف پر وقف کرنا چاہئے کیونکہ وقف نہ کرنے سے کنعبد معلوم ہوتا ہے اور یہ نام شیطان کا ہے یہ قول صحیح ہے یا نہیں ؟

(جواب)یہ قول زید کا غلط ہے۔فقط۔

سمع اللہ لمن حمدہ کی ادائیگی

(سوال ۱۴۵۶)ایک شخص سمع الله لمن حمده کو اس طرح پڑھتا ہے کہ ہو لیمن مسموع ہوتا ہے، آیا صحیح ہے یا غلط ؟

(جواب)اس طرح پڑھنا اس شخص کا باعتبار قرات کے غلط ہے صحیح نہیں ہے قراءۃ کے قاعدہ میں یہ ہے کہ ضمہ اور کسرہ میں صرف بو واو اور یاء کی آجاوے نہ یہ کہ صریح واو اور یاء یعنی ہو لیمن پڑھا جاوے یہ بالکل غلط ہے چاہئے کہ وہ امام سمع الله لمن حمده پڑھیں اور ایسی قراءۃ سے معاف رکھیں۔فقط۔

مفسد صلوٰۃ غلطیاں

(سوال ۱۴۵۷)ایک امام قرآن شریف غلط پڑھتا ہے۔ غلطیاں یہ ہیں الحمد للہ میں ال کو اس طرح پڑھتے ہیں جس سے ل کا زیر معلوم ہوتا ہے۔ نعبد کی دال کو زبر پڑھتے ہیں مستقیم کے قاف کو کاف پڑھتے ہیں الخ۔ ان

---

(۱)ردالمحتار میں ہے ان كان الخطاء بابدال حرف بحرف فان امكن الفصل بينهما بلا كلفة كالضاد مع الظاء ...... فاتفقوا على انه مفسدوان لم يمكن الا بمشقة كالظامع الضادوالصاد مع السين فاكثرهم على عدم الفساد لعموم البلوى وبعضهم يعتبر عسر الفصل بين الحرفين وعدمه وبعضهم قرب المخرج وعدمه(ج ١ ص ٦٥٩ .ط.س.ج١ص٦٣٣) ظفير.

(٢)ومنها ذكر كلمة مكان كلمة على وجه البدل ان كانت الكلمة التى قرأها مكان كلمة يقرب معناها وهى فى القران لا تفسد صلوٰت (عالمگیری کشوری ج ١ ص ٧٨ .ط.ماجدیه ج١ص٧٩) ظفير.

غلطیوں سے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں ؟

ترتیل

(سوال ۱۴۵۸/۲)ترتیل ضروری ہے یا نہیں ؟اور شد و مد ضروری ہیں یا کیا؟
(جواب)ایسی غلطیوں سے جن کا سوال میں ذکر ہے نماز ان کے پیچھے نہیں ہوتی اعادہ کرنا چاہئے۔(۱)
(۲)اس قدر ترتیل جس سے حروف صحیح ہوں فرض ہے۔ شد و مد میں بعض ضروری ہیں بعض ادنیٰ۔(۲)

لا اعبد کو لام کے حذف کے ساتھ پڑھا تو نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۴۵۹)سورہ کافرون میں دوسری آیت کے شروع میں جو لا اعبد ہے اور میم کے ساتھ ما تعبدون ہے ،اگر لا کا الف اور ما کا الف گرا دیا جاوے اور صرف زبر کے ساتھ دونوں پڑھے جاویں تو نماز ہوئی ؟اگر نہیں ہوئی تو نماز لوٹانی چاہئے یا نہ ؟
(جواب)نماز نہیں ہوئی سب کو لوٹانی چاہئے۔(۳)فقط۔

زیر کی جگہ زبر پڑھ دے تو نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۴۶۰)ایک کتاب میں لکھا ہے کہ اگر مصلی نماز میں زیر کی جگہ زبر یا برعکس پڑھے تو کافر ہو جاتا ہے۔یہ صحیح ہے یا کیا؟
(جواب)کافر نہیں ہوتا مگر نماز فاسد ہو جاتی ہے۔(۴)فقط۔

دو آیت پڑھی تو نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۴۶۱)نماز میں والشّمس شروع کی اور درمیان میں دو آیت و الشمس والضحها...... والليل اذا يغشها پڑھے تو نماز ہو گی یا نہیں ؟
(جواب)نماز ہو گئی۔(۵)

قراءۃ میں ایک سورہ کا ایک حصہ پڑھ کر بھول سے دوسری سورۃ میں چلا گیا

(سوال ۱۴۶۲)عمر نے پہلی رکعت میں بعد فاتحہ کے یہ آیت پڑھی لله ما فی السموٰت وما فی الارض الملك القدس العزيز الحكيم سے لا يهدى القوم الظالمين تک۔بعد اس کے لوٹ کر یہ پڑھنا شروع کیا یعنی سورہ بقرہ کا آخر رکوع ما فی السموات وما فی الارض آخر رکوع تک پڑھا اور دوسری رکعت میں بعد سورہ

---

(۱)ولا غير الا لثغ به اى بالا لثغ على الا صح كما فى البحر عن المجتبى الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۵۴۴.ط.س.ج۱ص ۵۸۱ قوله غير الا لثغ به قال فى المغرب هو الذى يتحول لسانه من السين الى الثاء وقيل من الراء الى الغين او اللام او الياء زاد فى القاموس اومن حرف الى حرف (ردالمحتار ج ۱ ص ۵۴۴.ط.س.ج۱ص۵۸) ظفير.
(۲)ورتل القران ترتيلا (سورة مزمل . ۱)(۳)ومنها حذف حرف الى قوله) ان لم يكن على وجه الا يجاز والترخيم ...... ان غير المعنى تفسد صلاته عند عامة المشائخ (عالمگيرى كشورى ج ۱ ص ۷۸ .ط.ماجديه ج۱ص۷۹) ظفير.
(۴)ان الخطاء اما فى الا عراب اى الحركات والسكون (الى قوله) ان ما غير المعنى تغيرايكون اعتقاده كفر يفسد فى جميع ذالك سواء كان فى القران اولا الخ (ردالمحتار ج ۱ ص ۵۹۰) ظفير.
(۵)ومن فرائضها التى لا تصح بدونها (الى قوله)ومنها القراء ة لقادر عليها (درمختار) قوله ومنها القراء ة اى قراء ة اية من القران وهى فرض عملى فى جميع ركعات النفل والوتروفى ركعتين من الفرض (ردالمحتار ج ۱ ص ۴۱۵.ط.س.ج۱ص۴۴۲......۴۴۶) ظفير.

فاتحہ کے سورہ مزمل کا آخر رکوع پڑھ کر نماز کو ختم کردیا۔ اس حالت میں نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟

(جواب) عمر سے اول بھول ہوئی غلط پڑھ دیا پھر سورہ بقرہ کی آخر آیات کو صحیح پڑھدیا اور دوسری رکعت میں سورہ مزمل کا آخر رکوع پڑھا۔ نماز ہوگئی اور سجدہ سہو وغیرہ کچھ لازم نہیں مگر افضل یہ ہے کہ فرائض کی ہر ایک نماز میں ہر ایک رکعت میں اولیین سے پوری سورہ بعد الحمد کے پڑھے۔ متفرق آیات پڑھنا فرائض میں خلاف مستحب ہے۔ (۱) فقط۔

ضاد کا مخرج کیا ہے

(سوال ۱۴۶۳) (ض) کو مشابہ (ظ) پڑھنا چاہئے یا مشابہ (د) یا کس طرح پڑھی جاوے؟

(جواب) حرف (ض) مستعمل ایک حرف ہے جو مخصوص لسان عربی کا ہے اس کو نہ مشابہ د پڑھنا چاہئے نہ مشابہ ظ اور یہ بغیر کسی مستند قاری سے مشافہۃً سیکھے ہوئے واقعی طور پر نہیں آسکتا۔ رہا یہ کہ اس میں ایک قسم کا تشابہ جو سمجھا جاتا ہے تو کتب قرأت و تجوید کی عبارات سے تشابہ ظ کے ساتھ ہی معلوم ہوتا ہے۔ نہایة القول المفیده فی علوم التجوید مطبوعه ص ۴۸ میں اس کی تحقیق مبسوط موجود ہے المنح الفکریه علی متن الجزویه۔ مطبوعیه مصر لملا علی قاریؒ ص ۳۴ و ص ۳۹ دیکھ لیا جاوے اور قراء حرمین شریفین زاد الله شرفهما کا معمول بها تشابه بالدال ہو رہا ہے جس کے دلائل بوجہ تنگی معروض نہیں کئے جاتے۔ چونکہ یہ حالی کیفی چیز ہے صرف کتابت و تحریر میں دشوار ہے۔ فقط۔

قراءۃ میں کچھ الفاظ چھوٹ گئے نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۴۶۴) اگر امام نے نماز میں آیت واذ قال عیسیٰ بن مریم یا بنی رسول الله الیکم لیکن یابنی کے بعد (اسرائیل انی چھوڑ دیا تو نماز ہوئی یا نقص رہا؟ اور ایک مقتدی کو یہ آیہ یاد تھی اس نے لقمہ بھی نہ دیا تو اس کی نماز بھی ہوئی یا نہیں؟

درمیان کا حصہ قراءۃ میں چھوٹ جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۴۶۵/۲) سورہ الرحمٰن میں حور مقصورات فی الخیام پڑھنا شروع کیا اور درمیان کی آیات کو چھوڑ کر متکئین علی رفرف سے آخر تک پڑھا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

(جواب) (۱) نماز ہوگئی کچھ نقص نہیں رہا۔ لقمہ نہ دینے والے کی بھی نماز ہوگئی اور سب مقتدیوں کی بھی ہوگئی۔ (۲)

(۲) اس صورت میں بھی نماز ہوگئی۔ کچھ نقص نہیں رہا۔ (۳) فقط

---

(۱) الا فضل ان یقرأ فی کل رکعة الفاتحه وسورة کاملة فی المکتوبة (عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۷۷. ط. ماجدیه ج ۱ ص ۷۸) ولو قرأ فی رکعة من وسط سورة ومن اخر سورة وقرأ فی الرکعة الا خری من وسط سورة اخری او من اخر سورة اخری لا ینبغی له ان یفعل ذالك علی ما هو ظاهر الروایة ولکن لو فعل ذالك لاباس به (ایضاً). ط. ماجدیه ج ۱ ص ۷۸.

(۲، ۳) وزاد کلمة او نقص کلمة او نقص حرفا او قدمه و بدله اخر الخ لم تفسد مالم یتغیر المعنی (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۵۹۱ زلة القاری. ط. س. ج ۱ ص ۶۳۲) ظفیر.

ضاد کو نماز میں کس طرح پڑھنا چاہئے

(سوال ۱۴۶۶) لفظ ض کو نماز میں کس طرح پڑھنا چاہئے۔

(جواب) ضاد کو اس کے مخرج سے پڑھنا چاہئے نہ نکل سکے تو جیسے ادا ہو جائے نماز ہو جاتی ہے۔(۱) فقط۔

لحافظون کی جگہ لنا فظون پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے

(سوال ۱۴۴۷) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ امام نے نماز کی پہلی رکعت میں مقدار دس آیات کے بعد سہواً بجائے لحافظون کے لنافظون پڑھا ہے...... اس صورت میں نماز فاسد ہو گی یا نہیں اس کا جواب مع حوالہ کتاب تحریر فرمائیں۔

(جواب) نماز ہو گئی۔(۲) فقط۔

ضاد کا مخرج کیا ہے اور جو دال مفخم پڑھے اس کی امامت درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۴۶۸) جزری و شاطبی و تحفہ نذریہ و ملا علی قاری کی عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ ضاد معجمہ کو دال اور ظاء سے جدا پڑھنا فرض ہے اگر کوئی سیکھے تو ضاد کو صحیح پڑھ سکتا ہے مگر سیکھتا نہیں۔ ظا یا دال مفخم کے مشابہ کر کے پڑھتا ہے اس کی امامت درست ہے یا نہیں ؟

(جواب) اگر ضاد کو بصورت دال مفخم پڑھنے سے نماز کے نہ ہونے کا حکم کیا جاوے گا تو تمام عرب کے قراء و علماء و ائمہ میں سے بھی کسی کی نماز نہ ہو گی اور نہ کسی مقتدی کی نماز ہو گی۔ کیونکہ وہ سب دوالین پڑھتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ یہ حکم لگانا غلط ہے اور اس میں حرج ہے۔ البتہ عمدہ اور بہتر یہی ہے کہ مخرج سے ادا کرنے میں سعی کرے نہ ظاء پڑھے نہ دال اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ نے تحریر فرمایا ہے کہ ضاد کو دال مفخم کی صورت میں پڑھنا دال پڑھنا نہیں ہے جیسا کہ طاء، ت نہیں و قس علیہ۔ بلکہ مخرج[عہ] ناقص ہے ضاد کا جو دال پُر کے مشابہ معلوم ہوتا ہے۔ فقط۔

---

(۱) الا ما یشق تمییزہ کالضاد والظاء فاکثرھم لم یفسدھا (الدر المختار ج۱ ص ۹۱. ط.س. ج۱ ص ۶۳۳) ظفیر.

(۲) لوزاد کلمة او نقص کلمة او نقص حرفا او قدمه اوبدله اخر الخ لم تفسد ما لم یتغیر المعنی (الدر المختار فصل زلة القاری ج ۱ ص ۹۰. ط.س. ج۱ ص ۶۳۲) ظفیر.

عہ قولہ مخرج ناقص ہے۔ الخ۔ وجہ یہ ہے کہ دال مفخم کی صورت میں مخرج ضاد یعنی حافہ لسان مع الاضراس سے بہت کچھ کام لینا پڑتا ہے۔ اور مخرج دال یعنی کنارہ زبان اور ثنایا علیا کی جڑ کو بھی فی الجملہ شمول ہوتا ہے۔ البتہ جو جو دال کی صفت ہے دال معجم کی صورت میں ادا نہیں ہوتی ہے۔ یہاں مخارج و صفات فوائد مکیہ سے ماخوذ ہے۔ جمیل الرحمٰن۔

فصل ثانی
مکروہات صلوٰۃ
(جن چیزوں سے نماز میں کراہت پیدا ہوتی ہے)

مزار کے مقابل نماز پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۴۶۹) زید نے ایک مسجد تعمیر کی۔ اس مسجد کے وسط صحن میں ایک مزار ہے جس کا نقشہ منسلک ہے۔ اگر کوئی شخص مزار کے مقابل نماز پڑھے جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) قبر کے سامنے نماز فرض اور نفل پڑھنا مکروہ ہے اس لئے مناسب یہ ہے کہ ایسے موقع پر اگر قبر واقع ہو جیسا کہ اس صورت موجودہ میں ہے تو اس قبر کا نشان مٹا دیا جائے پس جب کہ نشان قبر فرش مسجد میں نہ رہے گا تو نماز میں کچھ کراہت نہ ہوگی اور اگر نشان قبر نہ مٹایا جاوے گا تو پھر قبر کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ ہے اس کا علاج اور بندوبست ایسا کیا جائے کہ قبر کے ہر طرف ایک کٹھرا بنا دیا جاوے تو پھر بھی کراہت مرتفع ہو جاوے گی۔(۱) فقط۔

سجدے میں جاتے ہوئے پاجامہ اٹھانا اچھا نہیں

(سوال ۱۴۷۰) قومہ سے سجدے میں جاتے ہوئے پاجامہ اوپر کو اٹھا لیتے ہیں نماز جائز ہے یا نہ۔

(جواب) بلا ضرورت ایسا کرنا اچھا نہیں اور نماز ادا ہو جاتی ہے۔(۲) فقط۔

دوسروں کے کھیت میں بلا اجازت نماز جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۴۷۱) بلا اجازت دوسرے کی زمین میں نماز پڑھی تو نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) نماز ہو گئی۔(۳) فقط۔

عاجزی کی طور پر ننگے سر نماز بلا کراہت جائز ہے

(سوال ۱۴۷۲) ایک کتاب میں لکھا ہے کہ جو شخص ننگے سر اس نیت سے نماز پڑھے کہ عاجزانہ درگاہ خدا میں حاضر ہوتا ہوں تو کچھ حرج نہیں۔

---

(۱) وکذا تکرہ فی اما کن کفوق کعبة الخ ومقبرة (درمختار) واختلف فی علتہ فقیل لان فیها عظام الموتی وصدیدهم وهو نجس وفیه نظرو قیل لان اصل عبادة الا صنام اتخاذ قبور الصالحین مساجد وقیل لانه تشبه بالیهود وعلیه مشی فی الخا نیة ولا باس بالصلاۃ فیها اذا کان فیها موضع اعد للصلاۃ ولیس فیه قبرو لا نجاسة ولا قبلة الی قبر (ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۵۲ .ط.س. ج۱ ص ۳۷۹) ظفیر.

(۲) وکرہ کفه ای رفعه ولو لتراب کمشمر کم او ذیل وعبثه به ای بثوبه وبجسده للنهی الا لحاجة ولا باس به خارج صلاۃ (در مختار) قال فی النهایة وحاصله ان کل عمل هو مفید للمصلی فلا باس به اصله ماروی ان النبی صلی اللہ علیه وسلم عرق فی صلاته فسلت العرق عن جبینه ای مسحه لا نه کان یوذیه فکان مفید اکیلا تبقی صورۃ فاما ما لیس بمفید فهو العبث اه وقوله کی لا تبقی صورۃ یعنی حکایته صورۃ الا لیة کما فی الحواشی السعد یة الخ (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکره فیها ج۱ ص ۵۹۸ و ج ۱ ص ۵۹۹ .ط.س. ج۱ ص ۶۴۱) ظفیر.

(۳) وکذا تکره الخ او للغیر لو مزروعة (درمختار) فان اضطربین ارض مسلم وکافر یصلی فی ارض المسلم اذا لم تکن مزروعة فلرمزروعة اولکا فریصلی فے الطریق ا ہ لان له فی الطریق حقا کما فی مختارات النوازل وفیها تکره فی ارض الغیر لومزروعة او مکروبة الا اذا کانت بینهما صداقة او رای صاحبها لا یکره فلا باس به نقل سیدی عبد الغنی عن الاحکام لوالده الشیخ اسمعیل ان النزول فی ارض الغیر ان کان لها حائط او حائل یمنع منه والا فلا ، والمعتبر فیه العرف ا ہ یعنی عرف الناس بالرضا ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۵۴ .ط.س. ج۱ ص ۳۸۱) ظفیر.

(جواب) یہ تو کتب فقہ میں بھی لکھا ہے کہ بہ نیت مذکورہ ننگے سر نماز پڑھنے میں کراہت نہیں ہے۔ درمختار میں لا باس به للتذلل الخ۔(۱) فقط۔

تولیہ یا رومال باندھ کر نماز پڑھانا کیسا ہے

(سوال ۱٤۷۳) تولیہ یا رومال بجائے عمامہ کے باندھ کر نماز پڑھانا جائز ہے یا نہیں اور تولیہ ٹوپی پر باندھنا مکروہ ہے یا نہیں اور اس سے نماز پڑھانا مکروہ ہے یا نہیں اور یہ اعتجار ہے یا نہیں۔ اگر کوئی شخص اس پر طعن کرے اور الفاظ جاہلانہ توہین کے کہے تو اس کو عتاب ہونا چاہئے یا نہیں۔

(جواب) تولیہ و رومال ٹوپی پر باندھنا مکروہ نہیں ہے یعنی عمامہ کے طور پر باندھنا اور نماز اس سے مکروہ نہ ہوگی بلکہ اطلاق عمامہ کا اس پر آوے گا اور باندھنے والا مستحق ثواب ہوگا۔ اور یہ اعتجار مکروہ نہیں ہے عصابہ بمعنی عمامہ بھی آتا ہے اور پٹی جو سر پر باندھی جاوے اس کو بھی عصابہ کہتے ہیں۔ العصابة تاتی بمعنے العمامة كما فی القاموس وشرح شمائل للقاری .(۲) عمامہ رسول اللہ ﷺ کی نسبت منقول ہے کہ آپ کے پاس دو عمامے تھے۔ ایک سات ذراع کا اور ایک بارہ ذراع کا لیکن صحیح یہ ہے کہ اس میں کوئی تحدید شرعاً نہیں ہے۔ بقدر ضرورت ہونا کافی ہے۔(۳) جمع الوسائل شرح الشمائل لعلی القاری میں ہے وقال الشيخ الجزری فے تصحيح المصابيح تتبعت الكتب وتطلبت من السير والتواريخ لا قف على قدر عمامة النبی صلى الله عليه وسلم فلم اقف حتیٰ اخبر نی من اثق به انه وقف على شئی من كلام النووی ذكر فيه انه كان له صلى الله عليه وسلم عمامةً قصيرةً وعمامةً طويلةً وان القصيرة كانت سبعة اذرع مطلقاً من غير تقييد بالقصير والطويل الخ۔(۴) فقط۔

نماز میں بعض آیت کے ختم پر دعا اور اس کا حکم

(سوال ۱٤۷٤) ایک امام عالم نے نماز تراویح میں سورہ رحمٰن پڑھی۔ فبای آلاء ربكما تكذبان کو پڑھ کر خاموش ہو گیا۔ مقتدیوں نے اس کے جواب میں لا بشئی من نعمك ربنا تكذب فلك الحمد جہراً پڑھا۔ اسی طرح وہ فرائض جس میں جہری قرأۃ کی جاتی ہے اس میں ختم سورہ قیامہ پر بلیٰ اور سورہ سبح اسم ربك میں (سبح اسم ربك) پر سبحان ربی الا علیٰ اور ختم سورہ والتين پر (بلى وانا ولك من الشاهدين وغیرہ مقتدی جہراً پڑھا کرتے ہیں (۱) تراویح یا فرائض میں جوابات آیہ مسطورہ پڑھنے کی تعلیم مقتدیوں کو دینا اور ان سے عمل کرانا کیسا ہے۔

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ۱ ص ۵۹۹ .ط.س. ج۱ ص ٦٤١ ۱۲ ظفير. (۲) جمع الوسائل. (۳) فان لم تكن عمامته بالكبيرة التی يوذی حملها حاملها الخ ولا بالصغيرة التی تقصر عن وقاية الراس من الحر والبرد بل كانت وسط بين ذالك الخ وقال السيوطی لم يثبت فے مقدارها حديث وفی خبر ما يدل على انها عشرة اذرع والظاهر انها كانت نحوا لعشرة او فوقها يسير و قال الطحاوی فی فتاويه رأيت ما نسب لعائشة ان عمامة فی السفر بيضاء وفی الحضر سوداء وكل منها سبعة اذرع الخ وفی تصحيح المصابيح لا بن الجزری تتبعت الكتب الخ لا قف على قدر عمامته صلى الله عليه وسلم فلم اقف على شئی حتی اخبر نی من اثق به انه وقف على شئی من كلام النووی ذكر فيه انه كان له عمامة قصيرة ستة اذرع وعمامة طويلة اثنا عشر ذراعا (شرح المواهب لدنيه للزرقانی ج ۵ ص ٤) ظفير.
(٤) جمع الوسائل.

امام کا ایسی آیتوں پر رکنا کیسا ہے

(سوال ۲/ ۱٤۷۵)امام کا بحالت نماز فرض یا تراویح جوابی آیۃ کی قرأۃ کے بعد رکنا اور مقتدی کے جوابات سن لینے کے بعد پھر قراءۃ کرنا کیسا ہے۔

کیا اس سے غیر قرآن میں اشتغال نہیں ہوتا

(سوال ۱٤۷٦/۳)جوابات بالا کو نماز فرائض یا تراویح میں پڑھنے سے مقتدی مشتغل بغیر القرآن ہے یا نہیں۔

اس طرح کا غیر قرآن میں اشتغال مفسد صلوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۱٤۷۷/٤)اس قسم کے اشتغال بغیر القرآن سے نماز کا کیا حکم ہے۔

اگر کراہت ہو تو اعادہ واجب ہے یا نہیں

(سوال ۱٤۷۸/۵)اگر حکم کراہت تحریمی ثابت ہو تو نماز کا اعادہ لازم ہوتا ہے یا نہیں۔

ائمہ اربعہ میں یہ کس کا مذہب ہے

(سوال ۱٤۷۹/٦)خیر القرون میں جب سے کہ تراویح کی بیس رکعت پر اجماع ہوا ہے کہ کسی نے ایسا عمل کیا ہے یا نہیں۔ائمہ اربعہ میں سے یہ فعل کس کا مذہب ہے۔

(جواب)(۱) جائز نہیں ہے یظهر من الروايات المنقولة فی السوال وفی شرح المنية الكبير واما الامام والمقتدی فلا يفعل ذالك السوال والتعوذ لا فی الفرض ولا فی النفل الذی تقصدمنه الجماعة كالتراويح۔(۱)

(۲) یہ فعل امام کا مکروہ اور منافی موضوع نماز کے ہے۔

(۳،٤،۵) ظاہر ہے کہ یہ اشتغال بغیر القرآن ہے اور اس سے نماز میں کراہت تحریمی ہوگی اور کراہت تحریمیہ میں اعادہ نماز کا واجب ہے اور اعادہ کی ضرورت سے معلوم ہوا کہ پہلی نماز میں نقصان رہا اس نقصان کے جبر کے لئے اعادہ واجب ہوا۔(۲)

(٦) ثابت نہیں ہے اور ائمہ میں سے امام شافعیؒ اس کو جائز فرماتے ہیں۔ کما فی شرح المنية الكبير . وان كان المصلی المنفرد فی الفرض يكره له ذلك لعدم الورود وفيه خلاف الشافعیؒ استدل بالحديث ولنا انه فی النفل كما مر۔(۳) فقط۔

صرف ٹوپی اوڑھ کر امامت مکروہ نہیں

(سوال ۱٤۸۰)ٹوپی اوڑھ کر امامت کرنا بلا کراہت جائز ہے یا نہیں؟

(جواب)ٹوپی سے امامت درست ہے کچھ کراہت نہیں ہے۔ البتہ عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنا اور امامت کرانا

---

(۱)غنية المستملی ص ۳٤۵ . ۱۲ ظفير.

(۲)وكل صلاة اديت مع كراهة التحريم تجب اعادتها والمختار انه جابر للاول (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلاة مطلب واجبات الصلوٰة ج ۱ ص ٤۲۵ و ج ۱ ص ٤۲٦ .ط.س.ج۱ص٤۵٦) ظفير.

(۳)غنية المستملی ص ۳٤۵. ۱۲ ظفير.

افضل ہے اور ثواب زیادہ ہے لیکن ٹوپی بھی مکروہ نہیں ہے۔ **کذا فی شرح المنیة الکبیر**۔(۱)

ایک ہاتھ کے اشارہ سے نابینا کو قبلہ رخ کرنا کیسا ہے

(سوال ۱۴۸۱)اگر کوئی نابینا بغیر ٹھیک کرنے سمت قبلہ کے نماز جماعت میں شامل ہو جاوے اور پاس والے نمازی نے اپنے ہاتھ چھوڑ کر اس کا رخ ٹھیک کر دیا اور رخ ٹھیک کرنے والے کی چھاتی قبلہ سے نہیں پھری تھی اور نہ کوئی اور حرکت نماز توڑنے والی سرزد ہوئی تو اس کی نماز ہو جاوے گی یا نہیں اور اگر نابینا بغیر رخ ٹھیک کرنے کے نماز ادا کرتا ہے تو اس کی نماز درست ہو گی۔

(جواب)اگر ایک ہاتھ کے اشارہ اور حرکت سے اس نابینا کے رخ کو ٹھیک کر دے تو اس قدر فعل قلیل ہے اور فعل قلیل سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور اگر ضرورت دونوں ہاتھوں سے ٹھیک کرنے کی ہو تو یہ فعل کثیر ہے اگر ایسا کرے گا تو ٹھیک کرنے والے کی نماز نہ ہو گی اور بہتر یہی ہے کہ اگر اس نابینا کے رخ کو یہ نمازی ٹھیک کر لے تو پھر از سر نو نیت باندھے(۲) اور اگر اس نے ٹھیک نہ کیا تو نابینا کی نماز ہو جاتی ہے۔ فقط۔

کواڑ بند کر کے نماز شروع کی اور کسی نے آکر شور مچانا شروع کیا تو کیا کرے

(سوال ۱۴۸۲) کسی حالت میں اگر دروازہ کوٹھے کا اندر سے بند کر کے کوئی نماز شروع کرے اور دوسرا شخص باہر سے اندر جانا چاہے جب کہ اندر والے شخص کا حال نماز پڑھنے کا معلوم نہیں۔ حالانکہ باہر والے نے ایسا تنگ کیا ہے کہ اندر والے کو نماز کا رجوع مشکل ہو گیا ہے، اب نمازی کیا طریقہ اختیار کرے۔

حالت نماز میں انسان یا حیوان حملہ آور ہو تو کیا کرے

(سوال ۱۴۸۳/۲)اسی نماز قائم ہوئی حالت میں مقابلہ دشمن از قسم انسان یا حیوان یا حشرات الارض کس طرح کرے جس میں اندیشہ نقصان ہو۔

(جواب)(۱) ایسی حالت میں اگر کھنکارنے سے کام چل جاوے تو کھنکارنا درست ہے تاکہ باہر سے آنے والا سمجھے کہ نماز پڑھ رہا ہے جیسا کہ در مختار میں کہا **اولا علام انه فی الصلوٰة فلا فساد علی الصحیح الخ**۔(۳) باقی نماز پڑھنا اس صورت میں درست نہیں ہے۔ **کما یظهر من تفصیل العلماء**۔

(۲) نماز توڑ دے۔ در مختار میں ہے **وما یباح قطعها لنحو قتل حیة الخ**۔(۴) فقط۔

(اس سے آگے عبارت ہے **ونداية وفور قدر وضیاع ما قیمته درهم له او لغیره** (درمختار) **قوله یباح قطعها ای ولو کانت فرضا کما فی الا مداد** .شامی(۵) ظفیر۔

---

(۱) والمستحب ان یصلی الرجل فی ثلثة اثواب ازار و قمیص وعمامة ولو صلی فی ثوب واحد متوشحابه جمیع بدنه کما یفعله القصار فی المقصرة جاز من غیر کراهة مع تیسر وجود الطاهر الزائد ولکن فیه ترک الا ستحباب (غنیة المستملی ص ۳۳۷ . ظفیر غفرله.(۲) ویفسدها کل عمل کثیر لیس من اعمالها ولا صلاحها وفیه اقوال خمسة اصحها مالا یشک بسببه الناظر من بعید فی فاعله انه لیس فیها وان شک انه فیها ام لا ، فقلیل (درمختار) رواه الثلجی عن اصحابنا حلیة القول الثانی ان ما یعمل عادة بالیدین کثیروان عمل بواحدة کالتعمم وشد السراویل وما عمل بواحدة قلیل الخ واکثر الفروع اوجمیعها مفرع علی الا ولین والظاهر ان ثانیها لیس خارجا عن الا ول لان ما یقام بالیدین عادة یغلب ظن الناظرانه لیس فی الصلوٰة (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة الخ ج۱ ص ۵۸۳. ص ۵۸۴.ط.س.ج۱ص ۶۲۴)ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۷۸ .ط.س.ج۱ص ۶۱۹. ۱۲ ظفیر.(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۶۱۲ ط.س.ج۱ص ۶۵۴. ۱۲ ظفیر.

(۵) ردالمحتار ایضاً .ط.س.ج۱ص ۶۵۴. ۱۲ ظفیر.

اگر نمازی کا تہبند یا پاجامہ کھل جائے تو دونوں ہاتھ سے باندھنا درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۴۸۴) اگر مصلی کا تہبند یا ازار بند حالت نماز میں بوقت قیام کھل گیا تو مصلی اس کو دونوں ہاتھوں سے باندھ کر نماز پوری کر سکتا ہے یا از سر نو پڑھنی چاہئے۔ ایسے ہی گھنڈی یا بند یا ٹوپی اوڑھنی یہ جملہ افعال دونوں ہاتھوں کے ہیں ان سے نماز کا کیا حکم ہوگا۔

(جواب) کبیری شرح منیہ میں ہے ویکرہ ایضا فی الصلوٰۃ نزع القمیص والقلنسوۃ الخ وکذا یکرہ لبسھما اذا کان النزع واللبس بعمل یسیرلا نہ عمل اجنبی من الصلوٰۃ لا یحصل بہ تتمیم شئی من اعمالھا ولھذا کان مفسداً اذا حصل بعمل کثیر بان احتاج الی الیدین اوکان مما لورآہ الناظر ظنہ لیس فی الصلوٰۃ الخ۔(۱) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حالت نماز میں کرتہ اور ٹوپی کا نکالنا اور پہننا اگر عمل یسیر سے ہو یعنی ایک ہاتھ سے اور اس طور سے ہو کہ دیکھنے والا اس نمازی کو یہ خیال نہ کرے کہ یہ نماز میں نہیں ہے تو مکروہ ہے اور اگر عمل کثیر سے ہو تو مفسد صلوٰۃ ہے۔ اور ازار بند اور تہبند اور بند انگہ وغیرہ کے باندھنا بغیر دونوں ہاتھ کے بظاہر دشوار ہے۔ لہذا یہ عمل کثیر ہے۔ اور مفسد صلوٰۃ ہوگا۔(۲) فقط۔

ہرن کی دباغت دی ہوئی کھال کا مصلی بنانا درست ہے

(سوال ۱۴۸۵) ہرن کی ایسی کھال پر جس کے ساتھ چاروں کھر اور سینگ معلق ہوں مصلی بنا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے یا نہ ؟

(جواب) اس کھال پر نماز بلا کراہت کے درست ہے۔ وجہ کراہت کی کچھ نہیں ہے۔(۳) فقط۔

کھلی کہنی نماز مکروہ ہے

(سوال ۱۴۸۶) اگر کہنیاں کھلی ہوں تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں ؟

(جواب) نماز ہو جاتی ہے مگر یہ امر خلاف سنت ہے اور مکروہ ہے یعنی جب کہ کپڑا موجود ہو اور اگر نہ ہو تو کچھ کراہت نہیں ہے۔(۴) فقط۔

چوری والے کپڑے کی ٹوپی اوڑھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۴۸۷) اکثر لوگ ایسا کرتے ہیں کہ درزی سے کوئی کپڑا مانگ لیا یا کرتہ میں مثلاً گلا لگوایا تو درزی دوسروں کے کپڑے میں سے لگاتے ہیں ایسے کپڑے سے نماز جائز ہے یا نہ۔

---

(۱) غنیة المستملی مکروھات صلوٰۃ ص ۳۴۴ . ۱۲ ظفیر.

(۲) ویفسد ھا کل عمل کثیر لیس من اعمالھا ولا لا صلا حھا وفیہ اقوال خمسة اصحھا لا یشك بسببہ الناظر من بعید فی فاعلہ انہ لیس فیھا وان شك انہ فیھا ام لا فقلیل الخ (درمختار) القول الثانی ان ما یعمل عادةً بالیدین کثیرو ان عمل بواحدة کالتعمم وشدالسراویل وما عمل بواحدة قلیل وان عمل بھما کحل السراویل ولبس القلنسوۃ الخ (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا ج ۱ ص ۵۸۳ و ج ۱ ص ۵۸۴ .ط.س. ج۱ ص ۶۲۴) ظفیر.

(۳) شعر المیتة وعظمھا طاھر وکذا العصب والحافروالخف والظلف والقرن والصوف والو بروالریش والسن والمنقاروالمخلب الخ (عالمگیری کشوری باب المیاہ فصل ثانی ج ۱ ص ۲۳ .ط ماجدیہ ج۱ ص ۲۴) کل اھاب دبغ دباغة حقیقیة بالا دویة او حکمیة بالترتیب والتشمیس والا لقاء فی الریح فقد ظھرو جازت الصلوٰۃ فیہ (ایضاً). ط. ماجدیہ ج۱ ۲۵ ظفیر. (۴) ولو صلی رافعا کمیہ الی المرفقین کرہ کذا فی فتاویٰ قاضی خاں (عالمگیری کشوری . باب مایکرہ فی الصلوٰۃ ج۱ ص ۱۰۵ .ط. ماجدیہ ج۱ ص ۱۰۶) ظفیر.

(جواب) نماز ادا ہو جاتی ہے لیکن ایسا کرنا جائز نہیں ہے اور اگر گمان غالب یہ ہو کہ اس درزی نے چوری کا کپڑا لگایا ہے تو اس سے نماز بھی مکروہ ہوتی ہے اگرچہ ادا ہو جاتی ہے۔(۱)

نمازی پنکھا کرنے سے خوش ہو تو اس کی نماز میں کوئی کراہت نہیں

(سوال ۱۴۸۸) نمازی کو اگر کوئی شخص پنکھا کرے اور نمازی اس فعل سے خوش ہو تو نماز ہو گی یا نہیں۔

(جواب) نمازی کو اگر کوئی شخص پنکھا کرے لوجہ اللہ اور نمازی کو اس سے راحت ہو اور وہ باطمینان نماز پوری کرے تو اس سے نماز میں کچھ فساد اور خلل اور کراہت نہ ہو گی نماز پڑھنے والا اگر اس سے خوش ہو تب بھی اس کی نماز میں کچھ فساد اور کراہت نہ آوے گی اور مساجد میں جو پنکھے لگے ہوئے ہیں ان سے کسی کی نماز میں کچھ کراہت نہ ہو گی۔ البتہ نماز پڑھنے والے کو خود یہ حکم کسی کو نہ کرنا چاہئے کہ وہ اس کو پنکھا کرے نماز پڑھتے ہوئے کہ یہ امر خلاف ادب کے ہے۔ اگرچہ نماز میں اس سے بھی کچھ کراہت نہ آوے گی۔ فقط۔

نمازی کے آگے سے گذرنے کی حد کیا ہے

(سوال ۱۴۸۹) نمازی کی آگے کو گذرنا منع ہے اس کی کیا وجہ ہے۔ اگر کوئی شخص باہر فرش پر نماز پڑھ رہا ہے تو اندر مسجد کے اس کے آگے کو گذرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اس کی وجہ یہ ہے کہ بڑی مسجد میں جہاں نمازی کی نظر پہنچے جب کہ وہ اپنی نظر کو موضع سجود پر رکھے وہاں تک آگے کو نہ گذرے۔ پس اگر کوئی شخص باہر فرش پر نماز پڑھتا ہو تو اندر کے درجہ میں آگے کو گذر سکتا ہے۔(۲) فقط۔

نماز میں پیشانی کی مٹی جھاڑنا کیسا ہے

(سوال ۱۴۹۰) نماز پڑھنے میں اگر پیشانی پر مٹی لگ جاتی ہے اس کا پونچھنا کیسا ہے۔

(جواب) نماز میں نہ پونچھے بعد نماز کے اگر پونچھے تو کچھ حرج نہیں ہے۔ لیکن اچھا یہ ہے کہ نہ پونچھے۔(۳) فقط۔

فوجی ٹوپی پہن کر نماز جائز ہے

(سوال ۱۴۹۱) اگر کوئی شخص سر پر بجائے ٹوپی کے کلاہ فوجی بلا ضرورت رکھ کر نماز پڑھے یا پڑھاوے تو نماز جائز ہے یا نہیں۔ اور بغیر نماز پہننا کیسا ہے۔

(جواب) اس ٹوپی سے نماز ہو جاتی ہے لباس اور ٹوپی میں کوئی خاص طریق اور وضع مامور بہ نہیں ہے بلکہ جیسے جس ملک کی عادت اور رواج ہو اس کے موافق لباس اور ٹوپی وغیرہ پہننا درست ہے، حدیث شریف میں ہے کلو اما

(۱) وکذا تکره فی اما کن کفوق کعبة الخ وارض مغضوبة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصلوٰة قبیل باب الاذان ج ۱ ص ۳۵۴: ط.س. ج۱ص۴۰۳) ظفیر.
(۲) ومرورمار فی الصحراء وفی مسجد کبیر بموضع سجوده فی الا صح او مرور بین یدیه او حائط القبلة فی بیت ومسجد صغیر فانه کبقعة واحدة مطلقا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۹۳. ط.س. ج۱ص۶۳۴) (۳) ویکره للمصلی ان یمسح عرقه او یسمح التراب عن جبهته فی اثناء الصلوٰة الخ ولایکره بعد السلام (غنیة المستملی ص ۳۴۵) ظفیر.

شئتم و البسوا ما شئتم الحدیث (۱) یعنی جو چاہو کھاؤ اور جو چاہو پہنو مگر حرام سے بچو اور تکبر و اسراف نہ کرو۔ فقط۔

جیب میں رشوت کے پیسے رکھ کر نماز درست ہے یا نہیں اسی طرح رشوت کے پیسے سے خریدے ہوئے کپڑے پہن کر نماز صحیح ہے یا نہیں

(سوال ۱٤۹۲) اگر کسی شخص کی جیب میں رشوت کا روپیہ پڑا ہو تو اس کی نماز ہو گی یا نہیں اور رشوت کے روپیہ سے بنا ہو کپڑا اگر بدن پر ہو تو نماز ہو گی یا نہیں۔

(جواب) نماز ہو جاتی ہے اور نماز میں کراہت اس وجہ سے نہیں ہے کہ رشوت کا گناہ علیحدہ ہے اور اگر کپڑا بدن پر رشوت کے روپیہ سے بنا ہوا ہے تو اس سے نماز مکروہ ہے۔ (۲) فقط۔

نماز میں بچہ وغیرہ کا تصور اچھا نہیں

(سوال ۱٤۹۳) نماز میں پسر کا تصور کرنا جائز ہے یا نہیں۔ (۲) کسی دنیاوی چیز کا خیال کرنا کیسا ہے۔

قصداً لڑکے کا تصور کرنا کیسا ہے

(سوال ۱٤۹٤) تکبیر تحریمہ کے بعد قصداً پسر کا خیال کیا جائے یا نہیں۔

(جواب) (۱، ۲) نماز میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی تصور اور کسی کا خیال قصداً نہ کرنا چاہئے۔ (۳)

(۳) نہیں چاہئے۔ (٤) فقط۔

سلام کے بعد بغیر دعا کئے مقتدی جا سکتا ہے

(سوال ۱٤۹۵) مقتدی کو امام کی دعا کے ساتھ دینا چاہئے یا کہ وقت کا لحاظ رکھا جائے۔

(جواب) اگر مقتدی کو کچھ ضرورت ہے اور کوئی ضروری کام ہے تو سلام کے بعد فوراً چلے جانے میں کچھ گناہ نہیں ہے اور اس پر کچھ طعن نہ کرنا چاہئے اور اگر دعا کے ختم تک انتظار کرے اور امام کے ساتھ دعا میں شریک ہو تو اچھا ہے اور اس میں زیادہ ثواب ہے۔ (۵) فقط

غلط رخ نماز پڑھنے والے کی اصلاح کرنا جائز ہے

(سوال ۱٤۹٦) جو شخص بے رخ نماز پڑھ رہا ہے اس کو ہاتھ سے سیدھا کرنا چاہئے یا زبان سے۔

(جواب) ہاتھ سے بھی سیدھا کرنا درست ہے اور زبان سے بھی، اس سے نماز میں کچھ خلل نہ آوے گا۔ (٦) (یعنی اس نمازی کی نماز میں خلل نہ ہو گا اور سیدھا کرنے والا اگر خود نماز میں ہو تو اسے ایک ہاتھ کے اشارہ سے کرنا چاہئے زبان سے بولے گا تو نماز نہ ہو گی، اس لئے کہ نماز میں بولنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم۔ ظفیر۔)

---

(۱) ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث نہ مل سکی باقی نماز کے جائز ہونے میں قطعاً کوئی کلام نہیں۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔
(۲) جس طرح ارض مغصوبہ میں مکروہ ہے وکذا تکرہ فی اما کن کفوق کعبة الخ وارض مغصوبة (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۸٤ ط.س. ج۱ ص ٤۰۳) ظفیر۔ (۳) ان المساجد للہ فلا تد عو مع اللہ احدا (الجن . ۱) ظفیر۔ (٤) وفی الفتاویٰ ولو تفکر فی صلاة فتذکر حد یثا او شعرا او خطبة او مسئلة یکرہ ولا تفسد صلاته کذا فی السراج الو ہاج (عالمگیری مصری . باب ما یفسد الصلوٰة ج ۱ ص ۹٤ ط. ماجدیه ج۱ ۹۸) ظفیر۔
(۵) ویستحب ان یستغفر الخ وید عو ویختم بسبحان ربك (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب صفة الصلاة بعد الفصل ج ۱ ص ٤۹۵ ط.س. ج۱ ص ۵۳۰) ظفیر۔ (٦) ولو اعمیٰ فسواہ رجل بنی (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ٤۰۳ ط.س. ج۱ ص ٤۳٤) ظفیر۔

حالت نماز میں چادر یا رضائی اوڑھنا درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۴۹۷) حالت نماز میں چادر یا رضائی کو سر پر اوڑھنا چاہئے یا کاندھے پر اور اس کے بائیں جانب کے دونوں کونے لٹکے رہیں یا کندھے پر ڈال لیں۔ افضل کیا ہے۔

(جواب) دونوں طرح اوڑھنا درست ہے اور یہ بھی درست ہے کہ بائیں طرف کے دونوں کونے لٹکے رہیں کیونکہ جب داہنی طرف کا کنارہ بائیں مونڈھے پر اوڑھ لیا تو سدل جو کہ مکروہ ہے نہ رہا اور بہتر ہے کہ بائیں طرف کے کونے بھی مونڈھے پر ڈال لے۔(۱) فقط۔

زیر زبر کی غلطی پر لقمہ دینا درست ہے

(سوال ۱۴۹۸) اگر امام سے زیر زبر کی غلطی ہو جاوے کہ جس سے معنی میں کوئی فرق نہ ہو تو ایسی حالت میں لقمہ دینے سے کراہت ہو گی یا نہ۔

(جواب) اس صورت میں لقمہ دینے سے کچھ کراہت نہیں ہے۔ غلطی کی اصلاح ضروری ہے۔(۲) فقط۔

درمیان میں چھوٹی صورت چھوڑنا مکروہ ہے اور اس حالت میں نماز کا اعادہ مستحب ہے

(سوال ۱۴۹۹) امام نے مغرب میں پہلی رکعت میں سورہ کوثر اور دوسری میں سورہ نصر پڑھی، اول تو چھوٹی بڑی دوسرے خلاف ترتیب درمیان میں چھوٹی سورۃ چھوڑ دی گئی اس صورت میں اعادہ واجب تھا یا نہ، اگر اعادہ کر لیا تو گناہگار تو نہ ہو گا۔ ثواب ہو گا یا نہیں۔

(جواب) چھوٹی سورہ درمیان میں چھوڑنا مکروہ تنزیہی ہے لہذا اعادہ اس نماز کا واجب نہیں ہے لیکن اگر کسی نے اعادہ کیا تو گناہ نہیں ہے بلکہ بہتر ہے اور ثواب، جیسا کہ شامی میں فتح القدیر سے منقول ہے۔ **والحق التفصیل بین کون تلک الکراھة کراھة تحریم فتجب الا عادة او تنزیھیة فتستحب الخ** (۳) اور سورہ کوثر اور سورہ نصر میں بڑی چھوٹی ہونے کا اس قدر فرق نہیں ہے کہ کراہت لازم آوے۔(۴) فقط۔

بلا ضرورت سجدے میں جاتے ہوئے پاجامہ اوپر کرنا خلاف ادب ہے

(سوال ۱۵۰۰) سجدے میں جانے کے وقت پاجامہ اوپر کو کرنا کیسا ہے۔

(جواب) بلا ضرورت اچھا نہیں۔(۵) فقط۔

....

(۱) وکرہ الخ سدل ثوب ای ارسالہ بال لبس معتاد (درمختار) فعلی ھذا تکرہ الطیلسان الذی یجعل علی الراس وقد صرح بہ شرح الوقایة ا ہ اذا لم یدرہ علی عنقہ والا فسدل (ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا ج ۱ ص ۵۹۷ .ط.س. ج۱ ص ۶۳۹) ظفیر۔

(۲) بخلاف فتحہ علی امامہ فانہ لا یفسد مطلقا لفا تحہ واخذ بکل حال (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا ج ۱ ص ۵۸۲ .ط.س. ج۱ ص ۶۲۲) ظفیر۔

(۳) ردالمحتار .باب صفة الصلوٰۃ . واجبات الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۲۵ .ط.س. ج۱ ص ۴۵۵ . ۱۲ ظفیر۔

(۴) واطالة الثانیة علی الاولیٰ یکرہ تنزیھا اجماعا ان بثلاث ایات ان تقاربت طولا وقصر اوالا اعتبرا لحروف والکلمات واعتبر الحلبی فحش الطول لا عدد الایات واستثنی فی البحر ما وردت بہ السنة واستظھر فی النفل عدم الکراھة مطلقا (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰۃ فصل فی القرأ ۃ ج ۱ ص ۵۰۶ .ط.س. ج۱ ص ۵۴۱) ظفیر۔

(۵) وکرہ کفہ ای رفعہ ولو لتراب کمشمر کم او ذیل وعبثہ بہٖ ای ثبو بہ للنھی الا لحاجة (درمختار) وحاصلہ ان کل عمل ھو مفید للمصلی فلا باس بہ (ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا ج ۱ ص ۵۹۸ و ج۱ ص ۵۹۹) ظفیر۔

کب لقمہ دینا چاہئے

(سوال ۱۵۰۱) امام نے قراءۃ میں بھول کر دوسری سورۃ شروع کر دی، دو دفعہ لقمہ دیا مگر امام نے لقمہ نہ لیا۔ لقمہ کس وقت دینا چاہئے اور لقمہ دینے والے کی نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اگر امام بقدر تین آیۃ کے بعد سورہ فاتحہ کے پڑھ چکا ہے تو لقمہ دینے کا انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ فوراً رکوع کرنا چاہئے اور اگر تین سے پہلے بھول گیا تو بہتر یہ ہے کہ کسی دوسری جگہ سے پڑھنا شروع کرے اگر ایسا نہ کیا تو جب مقتدی پر ثابت ہو جائے کہ امام کو آگے یاد نہیں آتا تو لقمہ دے دیوے بدون مہلت کے فوراً ہی لقمہ دینا مکروہ ہے کما فی الشامی ص ۶۵۰ (۱) اور نماز بہر حال صحیح ہے۔ (۲) فقط۔

بغیر کلی کے کرتہ سے نماز جائز ہے

(سوال ۱۵۰۲) اگر کوئی شخص بغیر کلیوں کا کرتہ پہن کر نماز پڑھے تو نماز مکروہ ہوگی یا نہیں۔

(جواب) بغیر کلیوں کا کرتہ پہن کر نماز پڑھنا بلا کراہت جائز ہے کیونکہ مقصود ستر عورت ہے اور وہ اس صورت میں حاصل ہے۔ فقط۔

پڑھتے ہوئے سورہ بھول جائے تو دوسری شروع کر دے

(سوال ۱۵۰۳) اگر امام نے بعد الحمد شریف کے کوئی سورہ پارہ عم سے شروع کی اور بوجہ بھول جانے کے نہ پڑھ سکا تو امام کو یہ اختیار ہے کہ وہ پارہ تبارک الذی یا اور کسی پارہ سے کوئی رکوع پڑھ سکتا ہے۔

(جواب) اس صورت میں امام کو چاہئے کہ دوسری جگہ سے پڑھے۔ (۳) فقط۔

مسجد کے مغربی گوشہ میں دیوار کے باہر قبریں ہوں تو اس سے نقصان نہیں

(سوال ۱۵۰۴) ایک مسجد کے مغربی گوشہ کے سواء تمام اطراف میں قبریں بنی ہوئی ہیں تو مغربی گوشہ میں قبریں تیار ہو سکتی ہیں یا نہیں اور کیا مسجد کی دیوار جو حائل ہے کافی ہے یا نہیں۔

(جواب) اس گوشہ مغربی میں اگر قبور کی جائیں تو نماز میں کراہت نہ ہوگی، کیونکہ دیوار مغربی مسجد حائل کافی ہے قال فی شرح المنیة لاباس فی الصلوٰة فی المقبرة اذا کان فیها موضع اعد للصلوٰة ولیس فیه قبر و هذا لان الکراهة مطلقة بالتشبیة باهل الکتاب وهو منتف فیما کان علی الصفة المذکورة الخ۔ (۴) فقط

---

(۱) ویکره ان یفتح من ساعة کما یکره للامام ان یلجئه الیه بل ینتقل الی اية اخری لایلزم من وصلها ما یفسد الصلوٰة اوالی سورة اخری اویرکع اذا قرأ قدر الفرض کما جزم به الزیلعی وفی روایة قدر المستحب کما رجحه الکمال الخ (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۸۲ .ط.س. ج۱ص۶۲۲) ظفیر.

(۲) بخلاف فتحه علی امامه فانه لا یفسد مطلقا لفا تح واخذ بکل حال(الدرا لمختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة ویکره فیها ج ۱ ص ۵۸۲ .ط.س. ج۱ص۶۲۲) ظفیر.

(۳) یکره ان یفتح من ساعة کما یکره للامام ان یلجئه الیه بل ینتقل الی اية اخری لایلزم من و صلها مایفسد الصلوٰة اوالی سورة اخری (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۸۲ .ط.س. ج۱ص۶۲۲) ظفیر.

(۴) غنیة المستملی ص ۳۵۰. ۱۲ ظفیر.

ولایتی کپڑے میں نماز درست ہے

(سوال ۱۵۰۵) ولایتی کپڑے سے نماز جائز ہوگی یا نہیں۔

(جواب) نماز اس کپڑے سے درست ہے۔(۱) فقط۔

نمازی کے سامنے مسجد میں لیٹنا اور بات کرنا مکروہ ہے

(سوال ۱۵۰۶) جب کہ مسجد میں نمازی نماز پڑھتے ہوں ان کو درمیان لیٹنا اور بیٹھ کر گفتگو کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز پڑھنے والوں کے پاس اس طرح باتیں کرنا کہ ان کی نماز میں سہو اور نقصان آنے کا خوف ہو مکروہ ہے۔(۲) فقط۔

تمباکو کے ساتھ نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۰۷) اگر کوئی شخص پینے کا تمباکو ہمراہ لے کر نماز پڑھے تو نماز ہوتی ہے یا نہیں۔ تمباکو کے دھوئیں کو اکثر لوگ حرام کہتے ہیں تو تمباکو کا پینا بھی مکروہ ہوا۔

(جواب) تمباکو پینا حرام نہیں ہے اور نہ اس کا دھواں حرام ہے اور نہ نجس ہے پس اگر اس تمباکو میں کوئی نجس چیز نہیں ہے تو اس کے پاس رکھنے سے نماز ہو جاتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خود تمباکو ناپاک نہیں ہے لیکن اس میں جو شیرہ وغیرہ پڑتا ہے اگر وہ پاک ہو نجس نہ ہو تو پھر اس کو ساتھ رکھ کر نماز صحیح ہے اگرچہ اچھا نہیں ہے۔(۳) فقط۔

نماز میں بار بار پاجامہ اٹھانا اچھا نہیں

(سوال ۱۵۰۸) نماز میں بار بار پاجامہ کو اٹھانا کیسا ہے

سجدے میں پیروں کا سرکانا کیسا ہے

(سوال ۱۵۰۹/۲) سجدے میں جاتے وقت دونوں پیروں کا زمین سے اونچا ہونا یا آگے پیچھے سرکانا کیسا ہے اس سے نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱) بار بار اٹھانا اچھا نہیں مگر نماز صحیح ہے۔(۴)

(۲) اس میں بھی نماز صحیح ہے مگر حتی الوسع ایسا قصداً نہ کیا جاوے۔(۵) فقط۔

(۱) اس لئے کہ حکماً پاک ہے اور نماز کے لئے یہی شرط ہے ولو شك فی نجاسة ماء اوثوب الخ لم يعتبر (در مختار من شك فی انائه وثوبه فهو طاهر الخ وكذا ما يتخذه اهل الشرك والجهلة من المسلمين كالثمن والخبزو الا طعمة (ردالمحتار كتاب الطهارة مطلب ابحاث الغسل ج۱ ص .ط.س. ج۱ ص ۱۵۱) ظفير.

(۲) وصلاته الى وجه انسان ككراهة استقباله فالا ستقبال لومن المصلى فالكراهة عليه والا فعلى المستقبل ولو بعيد الخ ولا يكره الى ظهر قاعد او قائم ولو يتحدث الا اذا خيف الغلط بحديثه (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب مايفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ۱ ص ۶۰۲ و ج ۱ ص ۶۱۰ .ط.س. ج۱ ص ۶۴۴) ظفير.

(۳) قلت فيفهم منه حكم النبات الذى شاع فى زماننا المسمى بالتتن وقد كرهه شيخنا العمادى فى هديته الحاقا بالثوم والبصل بالاولى (درمختار) قوله فيفهم منه حكم النبات وهوالا باحة على المختار (ردالمحتار كتاب الا شربة ج ۵ ص ۴۰۷ .ط.س. ج۱ ص ۴۶۰).

(۴) ويكره للمصلى ان يعبث بثوبه وبجسده الخ (هدايه باب مايكره فى الصلوٰة ج ۱ ص ۱۲۴) ظفير.

(۵) ومنها السجود بجبهته وقدميه ووضع اصبع واحدة منها شرط (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۱۶ .ط.س. ج۱ ص ۴۴۷) ظفير.

درمیان سر کھول کر نماز پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۵۱۰) اگر سر پر عمامہ ہو اور ٹوپی نہ ہو بیچ سے سر کھلا ہوا ہو تو نماز میں کیسا ہے
(جواب) ایسا مکروہ ہے مگر نماز ہو جاتی ہے۔(۱) فقط

نماز میں کہنی کھلی رکھنی مناسب نہیں

(سوال ۱۵۱۱) نماز میں آستین مونڈھوں تک چڑھانا کیسا ہے نماز میں کچھ خلل تو نہیں آتا۔
(جواب) نماز ہو جاتی ہے مگر یہ فعل اچھا نہیں۔(۲) فقط۔

جالیدار ٹوپی کے ساتھ نماز مکروہ نہیں

(سوال ۱۵۱۲) جالی دار کپڑے کی ٹوپی سے نماز مکروہ ہوتی ہے یا نہیں، اور ہمیشہ استعمال کرنے کا کیا حکم ہے۔
(جواب) جو کپڑا مردوں کو پہننا مباح ہے اگر وہ جالی دار ہو تو اس کی ٹوپی سے نماز درست ہے اور استعمال اس کا اس طریقہ پر کہ کشف عورت نہ ہو، درست ہے۔ فقط۔

نماز میں آنکھیں بند کرنا کیسا ہے

(سوال ۱۵۱۳) آنکھیں بند کر کے نماز میں قراءۃ کرنا کیسا ہے
(جواب) آنکھیں بند کرنا نماز میں اچھا نہیں ہے یعنی مکروہ تنزیہی ہے اور خلاف اولیٰ ہے۔(۳) اور بغرض تحصیل خشوع و خضوع آنکھیں بند کرنا بلا کراہت درست ہے بلکہ بعض علمائے نے فرمایا ہے کہ خشوع حاصل کرنے کے لئے آنکھیں بند کر لینا اولیٰ ہے۔ شامی میں ہے بل قال بعض العلماء انه الاولیٰ فقط. (٤)

شک کی وجہ سے اعادہ کی ضرورت نہیں

(سوال ۱۵۱٤) اگر نماز کے سجدے میں ناواقفی سے دعا کی پس جب معلوم ہوا کہ یہ جائز نہیں اب اسے شک ہوا کہ یہ دعا کلام الناس تھی یا نہیں پس اعادہ واجب ہے یا نہیں۔
(جواب) شک میں اعادہ کی ضرورت نہیں اگر اعادہ کر لیوے تو اچھا ہے فقط۔

خلاف ترتیب قراءۃ مکروہ ہے

(سوال ۱۵۱۵) زید نے والضحیٰ کے بعد دوسری رکعت میں الشمس پڑھی تو نماز میں کیا نقص آیا، نماز ہوئی یا نہیں۔

---

(۱) ویکره اشتمال الصماء والا عتجار (درمختار) لنهی النبی صلی الله علیه وسلم عنه وهو شد الراس او تكوير عمامة على راسه ترك وسطه مكشوفا ج ١ ص ٦١٠، ٦١١ .ط.س.ج١ص٦٥٢ ظفير.
(۲) وكره كفه ای رفعه ولولتراب كمشمر كم او ذيل وعبثه به ای بثوبه (درمختار) قوله كمشمر كم الخ ای كما لو دخل فی الصلوٰة وهو مشمر كمه اوذيله الخ لكن قال فی القنية واختلف فيمن صلی وقد شمر كميه كعمل كان يعمله قبل الصلاة او هيته ذالك ومثله ما لو شمر للوضوء ثم عجل لادراك الركعة مع الا مام واذا دخل فی الصلوٰة كذالك وقلنا بالكراهة فهل الا فضل ارخاء كميه فيها بعمل قليل او تركها لم اره والا ظهر الا ول الخ وقيد الكراهة فی الخلاصة والمنية بان رافعا كميه الی المرفقين (ردالمحتار باب مايفسد الصلاة وما يكره فيها ج ١ ص ٥٩٨ .ط.س.ج١ص٦٤٠) ظفير.
(۳) وكره الخ تغميض عينه للنهی الا لكمال الخشوع (درمختار) ثم الظاهران الكراهة تنزيهة (ردالمحتار باب مايفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج١ ص ٦٠٥ .ط.س.ج١ص٦٤٥)
(٤) ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ١ ص ٦٠٤ .ط.س.ج١ص٦٤٦. ١٢ ظفير

(جواب) قصداً فرض میں ایسا کرنا مکروہ ہے اور سہواً ایسا ہو جاوے تو کچھ حرج نہیں ہے اور بہر حال نماز صحیح ہے۔ (۱) فقط۔

پہلی رکعت میں والضحیٰ اور دوسری میں والتین پڑھنے سے کراہت نہیں پیدا ہوتی

(سوال ۱۵۱۶) اول رکعت میں والضحیٰ پڑھے اور دوسری رکعت میں الم نشرح کو درمیان میں چھوڑ کر والتین پڑھی تو یہ مکروہ ہے یا نہیں۔

(جواب) چھوٹی سورتوں میں اس کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے یعنی یہ کہ ایک سورۃ درمیان میں چھوڑ کر تیسری سورۃ دوسری رکعت میں پڑھنا فرائض میں مکروہ ہے لیکن والضحیٰ اور الم نشرح اور والتین چھوٹی سورتوں میں سے نہیں ہیں بلکہ اوساط مفصل میں سے ہیں لہذا اس میں یہ صورت مکروہ نہیں ہے۔ (۲) فقط۔

طلائی یا ریشمی کپڑوں میں نماز درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۱۷) جس کلاہ یا ٹوپی پر سچے یا جھوٹے طلاء کا کام ہو اس کے ساتھ نماز پڑھنی یا پڑھانی یا کسی ٹسری اور ریشمی کپڑے کے ساتھ نماز پڑھنا کیسا ہے۔

(جواب) اگر چار انگشت سے زیادہ کام ہو تو استعمال اس کا ناجائز ہے اور نماز اس کے ساتھ پڑھنا مکروہ ہے۔ ایسا ہی حکم ہے ریشمی کپڑے کا۔ (۳) فقط۔

نمازی کی طرف منہ کر کے بیٹھنا مکروہ ہے

(سوال ۱۵۱۸) نمازی کے سامنے منہ کر کے بیٹھنا کیسا ہے، اگر پہلے سے کوئی بیٹھا ہوا ہے اور اس کے منہ کی طرف کوئی نماز پڑھنے لگے یا پہلے سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو اس کی طرف کوئی منہ کر کے بیٹھ جاوے تو ان دونوں صورتوں میں نماز مکروہ ہوگی یا ایک صورت میں اور کراہت دونوں صورتوں میں کس کی طرف راجع ہوگی۔

(جواب) درمختار میں ہے **وصلوٰته الی وجه انسان ککراهة استقباله فالا ستقبال لو من المصلی فالکراهة علیه والا فعلی المستقبل الخ۔** (۴) یعنی استقبال نمازی کی طرف سے ہے تو کراہت اس پر ہے اور اگر دوسرے کی طرف سے ہے تو کراہت اس پر ہے نمازی پر نہیں ہے۔

امام فرش پر ہو اور مقتدی مصلی پر تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی

(سوال ۱۵۱۹) زید کہتا ہے کہ جماعت میں امام کے نیچے جاء نماز یا مصلیٰ ہو اور مقتدیوں کے نیچے نہ ہو تو نماز نہیں ہوتی۔

(جواب) اگر امام کے نیچے جاء نماز اور مصلیٰ ہو اور مقتدیوں کے نیچے نہ ہو یا بر عکس تو نماز دونوں صورتوں میں صحیح

---

(۱) ویکرہ الفصل بسورة قصیرة وان یقرأ منکوسا الا اذا ختم القران (درمختار منکوسا بان یقرأ فی الثانیة سورة أعلی مما قرأفی الا ولی لان ترتیب السورفی القراء ة من واجبات الصلوٰة .(ردالمحتار فصل فی القراء ة ج ۱ ص ۵۱۰ .ط.س.ج۱ص۵۴۶) ظفیر. (۲) ویکرہ الفصل بسورة قصیرة (درمختار) اما بسورة طویلة بحیث یلزم منه اطالة الرکعة الثانیه اطالة کثیرة فلا یکرہ شرح المنیة (رد المحتار فصل فی القراء ة ج ۱ ص ۵۱۰ .ط.س.ج۱ص۵۴۶) ظفیر.
(۳) یحرم لبس الحریر الخ علی الرجل لا المراء ة الا قدر اربع اصابع (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الحظر والا باحة فصل فی اللبس ج ۵ ص ۳۰۸ .ط.س.ج۶ص۳۵۱) ظفیر. (۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکرہ فیها ج ۱ ص ۶۰۲ .ط.س.ج۱ص۶۴۵.۱۲

ہے۔(۱) فقط

ساڑی میں عورتوں کی نماز جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۲۰) عورتوں کو دھوتی باندھنا اور اس سے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) عورتوں کو دھوتی باندھنا اور دھوتی سے نماز پڑھنا درست ہے غرض یہ ہے کہ پردہ پورا ہونا چاہئے دھوتی ہو یا پاجامہ اس کی کچھ خصوصیت نہیں ہے۔(۲) فقط۔

ناکہ حیوان کی چربی کے ساتھ نماز درست ہے

(سوال ۱۵۲۱) اگر ناکہ حیوان بحری کی چربی کا تیل ہاتھوں پاؤں پر مالش کر کے بغیر دھوئے نماز پڑھی جاوے تو نماز درست ہو گی یا نہیں۔

(جواب) نماز اس صورت میں صحیح ہے۔(۳) فقط

فاسق کی تکبیر سے نماز میں خرابی نہیں آتی

(سوال ۱۵۲۲) جو شخص زانی ہو اور اپنے بیٹے کی زوجہ پر بد نیتی سے ہاتھ ڈالے اس کے تکبیر پڑھنے سے نماز میں کچھ نقصان آتا ہے یا نہیں۔

(جواب) اس شخص کے تکبیر پڑھنے سے نماز میں کچھ نقصان نہیں ہوتا۔(۴) فقط۔

نماز میں اگر تھوکنا ہو تو کیا کرے

(سوال ۱۵۲۳) نماز میں منہ بھر کر تھوک آیا تو کس طرف تھوکے یا نہیں۔

(جواب) اگر نگل نہ سکے تو کپڑے میں لے لے۔(۵) فقط۔

قطرہ کے خوف سے عضو خاص پر کپڑا لپیٹنے سے نماز میں نقصان نہیں ہوتا

(سوال ۱۵۲۴) قطرہ نکلنے کے خوف سے پیشاب گاہ پر کپڑا باندھ کر نماز پڑھنا صحیح ہے یا نہیں۔

(سوال ۱۵۲۵) ایک عالم شخص مرور بین الصفین کے جواز کے استدلال میں حدیث شریف حضرت عبداللہ بن عباسؓ پیش کرتے ہیں کیا یہ استدلال صحیح ...... اور امام صاحبؒ کے نزدیک مسئلہ کس طرح ہے۔

(جواب) یہ حنفیہ کا بھی مذہب ہے کہ امام کا سترہ مقتدیوں کے لئے کافی ہے۔ در مختار میں ہے وکفت سترة

---

(۱) اس لئے کہ اس سے کوئی خرابی پیدا نہیں ہوتی صرف جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے خواہ اس پر جانماز بھی ہو یا نہ ہو واللہ اعلم ظفیر.

(۲) والرابع ستر عورة ووجوبه عام ولو فی الخلوة علی الصحیح الخ وهی الخ للحرة ولو خنثیٰ جمیع بدنها حتیٰ شعرها النازل فی الا صح فلا الوجه والکفین الخ والقدمین (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰة ص ۳۷۴. ط.س.ج ۱ ص ۴۰۴) ستر عورت خواہ پاجامے سے ہو خواہ ساڑی دونوں برابر ہے۔ یہ سمجھنا صحیح نہیں ہے کہ ساری باندھنا ہندووانہ لباس ہے بلکہ ملک کے بعض حصوں میں مسلمان عورتوں کا بھی لباس ہے جس طرح پاجامہ پہننے والے علاقوں میں ہندو عورتیں بھی بکثرت پاجامہ پہنتی ہیں۔ یعنی ان کا بھی لباس یہی ہے اور مسلمان عورتوں کا بھی۔ واللہ اعلم ظفیر الدین غفرله.

(۳)

(۴) وکره اذا ان الجنب واقامة واقامته المحدث واذان المرأة والفاسق (کنز) واما الفاسق فلان قوله لا یوثق به ولا یقبل فی الا مور الدینیه الخ (البحر الرائق باب الا ذان ج ۱ ص ۲۷۷) اس میں فاسق کی اذان کو مکروہ لکھا ہے۔ مگر اس کی تکبیر کو مکروہ نہیں کہا واللہ اعلم ۱۲ ظفیر. (۵) قال النبی صلی اللہ علیه وسلم فلا یبزقن احد کم قبل قبلة ولکن عن یساره او تحت قدمه ثم اخذ طرف ردائه فبصق فیه ثم رد بعضه علی بعض فقال او یفعل هکذا رواه البخاری (مشکوٰة باب المساجد ص ۷۱) ظفیر.

الامام للکل۔(۱) اور حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ مرور بین یدی المصلی قاطع صلوٰۃ نہیں ہے اور یہی مذہب حنفیہ کا ہے۔(۲) اور علاوہ بریں وہ اس وقت تک بالغ نہ تھے وہ خود فرماتے ہیں کہ فاھزت البلوغ یعنی میں اس وقت قریب البلوغ تھا۔ پس اس سے حجت جواز مرور کی نہیں ہو سکتی۔(۳) فقط۔

سنی کی نماز شیعی مسجد میں درست ہے

(سوال ۱۵۲۶) سنی شیعہ کی مساجد میں اور شیعہ سنی کی مساجد میں نماز ادا کر سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) نماز ہو جاتی ہے۔(۴) فقط۔

ناک سے نماز میں آواز نکالنا کیسا ہے

(سوال ۱۵۲۷) ایک شخص کو زکام ہے وہ اگر مخارج حروف صحیح نکالنے کی وجہ سے سوسو کرتا یعنی ناک میں سے اوپر کی طرف دم کھینچ کر ناک کو درست کر لیتا ہے جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز میں ایسی آواز نکالنا نہ چاہئے باایں ہمہ اگر نکالی گئی بضرورت تصحیح مخارج حروف تو نماز صحیح ہے۔(۵) فقط

بھولے سے خلاف ترتیب قراءۃ کا کیا حکم ہے

(سوال ۱۵۲۸) امام نے پہلی رکعت میں سورہ الرحمٰن پڑھی اور دوسری میں للہ ما فی السموات تو نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) بھولے سے ایسا کرنے میں نماز بلا کراہت صحیح ہے۔(۶) فقط۔

مسجد کی چھت پر نماز مکروہ ہے

(سوال ۱۵۲۹) ایک پرانی مسجد جو ایک کھنی تھی اب اس کے آگے جدید بر آمدہ بنایا۔ جدید بر آمدہ کی چھت پر نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) مسجد کی چھت پر نماز پڑھنے کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے اور اس میں درجہ قدیم اور بر آمدہ جدید دونوں برابر ہیں۔(۷) فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا ج ۱ ص ۵۹۷ ط.س. ج۱ص۱۲.۶۳۸ ظفیر. (۲) ولا یفسد ھا الخ مرور بین یدیه ای حائط القبلة فی بیت و مسجد صغیر فانه کبقعة واحدة مطلقا ولو امرأة او کلباً (درمختار) بیان الا طلاق واشاربه الی الرد علی الظاھریة بقولھم یقطع الصلاة مرور المرأة والکلب والحمار وعلی احمد فی الکلب الا سود، والی ان ماروی فی ذالك منسوخ کما حققه فی الحلیة (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ ج ۱ ص ۵۹۳ ط.س. ج۱ص۶۳۴) ظفیر. (۳) وعن ابن عباس قال اقبلت راکبا علی اتان وانا یومئذ قد نا حضرت الا حتلام الخ (مشکوٰۃ باب السترة ص ۷۴) دوسری حدیث میں صراحت ہے قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لو یعلم المماربین یدی المصلی ما ذا علیه، لکان ان یقف اربعین خیر اله ان یمر بین یدیه متفق علیه . ایک روایت میں ہے فلیقا تله فانما هو شیطان رواه البخاری (دیکھئے مشکوٰۃ باب السترہ ص ۷۴) ظفیر. (۴) قال النبی صلی الله علیه وسلم وجعلت ای الا رض مسجد (مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین ص ۵۱۲) ظفیر. (۵) والتنحنح بحر فین بلا عذر اما به بان نشا من طبعه فلا او بلا غرض صحیح فلو لتحسین صحته الخ فلا فساد علی الصحیح (در مختار) لا نه یفعله لا صلاح القراء ة فیکون القراء ة معنی (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا ج ۱ ص ۵۷۸ ط.س. ج۱ص۶۱۸) ظفیر. (۶) ویکرہ الفصل بسورة قصیرة وان یقرأ منکوسا (در مختار) انما یکرہ اذا کان عن قصد فلو سهوا فلا کما فی شرح المنیة (ردالمحتار فصل فی القراء ة ج ۱ ص ۵۱۰ و ج۱ ص ۵۱۱ ط.س. ج۱ص۵۴۶) ظفیر. (۷) رأیت القهستانی نقل عن المفیده کراهة الصعود علی سطح المسجد ا ه ویلزمه کراهة الصلوٰۃ ایضاً فوقه (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا مطلب فی احکام المسجد ج ۱ ص ۶۱۴ ط.س. ج۱ص۶۵۶) ظفیر.

فرض میں تکرار آیات سے نقصان آتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۳۰) اگر فرض نماز میں کوئی شخص کسی آیۃ کو خدا کا خوف دل پر طاری ہو جانے کی وجہ سے یا بطور دعا کے مکرر سہ کرر پڑھے ایسا کرنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

(جواب) تکرار ایک آیۃ کا بعض احوال میں ثابت ہے۔ پس نماز میں اس سے کچھ خلل نہیں آتا مگر تکرار آیت جو ثابت ہے وہ نوافل میں ہے فرائض اور جماعت میں ایسا نہ کرنا چاہئے اگرچہ نماز ہو جاتی ہے۔(۱) فقط۔

اشارہ کرنے سے نماز میں خرابی نہیں آتی

(سوال ۱۵۳۱) زید وعمر نے ظہر میں بکر کی اقتداء کی۔ زید چونکہ نابینا ہے، رکعت سوم کو چہارم سمجھ کر بیٹھ گیا۔ عمر نے زید نابینا کو اشارہ کیا تو زید اور عمر کی نماز میں کچھ نقصان تو نہیں ہوا۔

(جواب) کچھ نقصان نہیں آیا۔ (۲) فقط۔

مسجد کا سائبان جو ناچ میں دے دیا گیا ہو اس میں نماز درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۳۲) ایک شخص نے مسجد کا سائبان ناچ میں دے دیا اب اس سائبان کے نیچے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ نمازیوں کو دھوپ کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہے۔

(جواب) اس سائبان کے نیچے نماز پڑھنا جائز ہے اس کو دھوپ وغیرہ کے وقت مسجد میں لگانا چاہئے اور آئندہ کسی محفل ناچ وغیرہ کے لئے نہ دیا جاوے۔ فقط۔

آنے والے کی رعایت سے قراءت کو طول دینا اچھا نہیں

(سوال ۱۵۳۳) امام کو نماز میں نمازیوں کے آنے کا علم ہوا کیا امام اس خیال سے قرأت یا رکوع و سجود کو لمبا کر دیوے یا کچھ خیال نہ کرے

(جواب) درمختار میں ہے کہ امام کو بخیال شامل ہونے آنے والے کے رکوع اور قراءت کو طویل کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ یعنی اگر اس کو پہچانتا ہو ورنہ مکروہ تنزیہی ہے۔(۳)

اشارہ مفسد صلوٰۃ نہیں

(سوال ۱۵۳۴) اگر کوئی نابینا یا بینا جماعت میں خلاف امام کے بیٹھا رہا جب کہ امام کھڑا ہو گیا ایسی حالت میں دوسرا مقتدی اس کو متنبہ کرے یا نہ، اگر کرے تو کیسے کرے سبحان اللہ کہے یا کچھ اور یا ہاتھ پاؤں کا اشارہ کرے ایسے خفیف طور پر کہ اپنی نماز فاسد نہ ہو۔ اگر مقتدی کے کہنے سے کھڑا ہو گیا۔ ان صورتوں میں نماز فاسد تو نہیں ہو گی۔

(جواب) مقتدی کے بیٹھے رہ جانے سے اس کو اشارہ سے متنبہ کرنے میں شامی وغیرہ کی تحقیق سے عدم فساد صلوٰۃ ظاہر ہوتا ہے اور ان سب صورتوں کا جو آپ نے لکھی ہیں ایک ہی حکم ہے یعنی نماز فاسد نہیں ہوتی۔ درمختار میں

---

(۱) واذا کرر اية واحدة مرار فان کا ن فی التطوع الذی یصلی وحده فذالك غیر مکروه وان کان فی الصلوٰة المفروضة فهو مکروه فی حالة الا ختیار واما فی حالة العذر والنسیان فلا باس هکذا فی المحیط (عالمگیری کشوری. فیما یکره فی الصلوٰة ج ۱ ص ۱۰۶ .ط.س. ج۱ص۱۰۷) (۲) لا باس بتکلیم المصلی واجابته براسه اواری درهما وقیل آجید فاومابنعم اولا، اوقیل کم صلیتم فاشار بیده انهم صلوار کعتین (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۶۰۳ .ط.س. ج۱ص ۶۴۴) ظفیر. (۳) وکره تحریما اطالة رکوع او قراءة لا دراك الجائی ای ان عرفه والا فلا باس به ولو ارادالتقرب الی الله تعالیٰ لم یکره اتفاقا لکنه نادر وتسمیه مسئله الریاء فینبغی التحرز عنها (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلاة مطلب فی اطالة الرکوع للجائی جلد اول ص ۴۶۲ .ط.س. ج۱ص۵۰۹) ظفیر.

ہے لا باس یتکلم المصلی واجابته برأسه كما لو طلب منه شئی اواری درهماً وقیل اجید فاومأ بنعم اولا اوقیل کم صلیتم فاشاربیده انهم صلوار کعتین . اما لو قیل له تقدم فتقدم او دخل احد الصف توسع له فوراً فسدت . ذکره الحلبی وغیره خلافاً لما مرعن البحر وردالمحتار قوله اما لو قیل) هو ما وعد به فیما تقدم قبیل قوله وفتحه علی امامه وقد منا هناك ضعفه عن الشرنبلا لیة۔(۱) فقط۔

وسوسے کی وجہ سے نیت توڑنا مناسب نہیں

(سوال ۱۵۳۵) زید کو نماز میں شک ہوا کہ میرا کپڑا پاک نہیں اسی وقت نماز چھوڑ کر از سر نو کپڑے بدل کر اور چونکہ بیمار تھا اس لئے از سر نو تیمّم کر کے نماز پڑھنا شروع کیا۔ پھر نماز میں اس کو اپنے تیمّم کی عدم درستگی یا تقاطر بول یا عدم طہارت کا شبہ یا وسوسہ پیدا ہوا حالانکہ اس کا مزاج شکی ہے اور اس کو اکثر وسوسہ اور شبہات ہوا کرتے ہیں کہ لیکن دوبارہ شبہ ہونے پر بوجہ ہنسنے لوگوں کے اس نے بلا قراءۃ و تکبیر و تسبیح والتحیات و درود کے نماز تمام کی اور قیام و قعود وغیرہ سے قیام صلوٰۃ و قعود صلوٰۃ کی نیت نہیں کی اور دو رکعت سنت کی جگہ پر بھی اسی طرح بلا نیت و بدون قرأت وغیرہ کے صرف قیام و قعود وغیرہ کر لیا بعد کو وہ اپنے اس فعل پر سخت نادم و پشیمان ہوا اور توبہ کی اور اس نماز کا اعادہ کر لیا تو وہ گنہگار ہو گیا یا نہ۔

(جواب) ایسے وساوس اور شکوک سے نماز میں کچھ خلل نہیں آتا۔ زید کو نماز پوری کر لینی چاہئے تھی یہ اسکے جہل اور ناواقفیت کی وجہ سے ہوا کہ قرأۃ وغیرہ چھوڑ کر نماز کو فاسد کیا۔ بہر حال جب اس نماز کا اعادہ کر لیا تو نماز ہو گئی اور چونکہ اس نے غلطی سے نماز کو فاسد کیا اور قرأت وغیرہ چھوڑی اور پھر نماز کا اعادہ کر دیا اس لئے جو کچھ گناہ ہوا تھا وہ معاف ہو گیا آئندہ ایسا نہ کرے۔ فقط۔

وسوسے کا علاج

(سوال ۱۵۳۶) اگر کسی شخص کے مزاج میں شکوک اور وساوس کثرت سے پیدا ہوں تو اس کے دفعیہ کی کون سی صورت ہے۔

(جواب) وساوس و شکوک و اوہام کے دفعیہ کی یہی صورت ہے کہ اس کو وسوسہ شیطانی سمجھ کر اس کی طرف التفات نہ کرے اور اس پر عمل نہ کرے اور نماز پوری کرے اور احادیث میں اس کا یہی علاج وارد ہوا ہے۔(۲) فقط۔

دو آدمی ایک جگہ علیٰحدہ علیٰحدہ نماز پڑھیں تو یہ جائز ہے

(سوال ۱۵۳۷) دو آدمی ایک جگہ علیٰحدہ علیحدی نماز فرض ادا کریں تو ہو جاتی ہے یا نہیں۔

عورت کے سامنے آنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی

(سوال ۱۵۳۸/۲) اگر نماز ادا کرتے وقت عورتیں سامنے آجاویں تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

---

(۱) ردالمحتار باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیها (ج ۱ ص ۶۰۳ ط س ج ۱ ص ۶۴۴) ظفیر۔
(۲) عن القاسم بن محمد ان رجلا ساله فقال انی اهم فی صلاتی فیکثر ذالك علی فقال له امض فی صلاتك فانه لن یذهب ذالك عنك حتی تنصرف وانت تقول ماا تممت صلاتی رواه مالك (مشکوٰۃ باب الوسوسه فصل ثالث ص ۱۹) ظفیر۔

(جواب)(۱) نماز ہر ایک کی اس صورت میں صحیح ہے۔(۱)

(۲) اور عورتوں کے سامنے آنے جانے سے نماز میں کچھ خلل نہیں ہوتا اور نماز فاسد نہیں ہوئی۔(۲) فقط۔

قراءۃ میں رکنے اور لوٹانے سے نماز فاسد نہیں ہوئی

(سوال ۱۵۳۹) مشہور ہے کہ اگر امام قراءۃ میں رک گیا اور تین بار لوٹایا اور صحیح نہ پڑھ سکا تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ یہ صحیح ہے یا غلط۔

(جواب) یہ بات غلط مشہور ہے۔ نماز نہیں ٹوٹتی۔(۳) فقط۔

لقمہ دینا درست ہے

(سوال ۱۵۴۰) ایک حافظ صاحب نے تراویح پڑھائیں اور ستائیسویں شب کو قرآن شریف ختم کر دیا بعض لوگ اسی محلّہ میں جس میں وہ مسجد تھی نماز پڑھتے تھے، ایک شب کسی وجہ سے شریک نہ ہو سکے بعد ختم قرآن شریف تراویح میں وہ پارہ سنا جس کو وہ نہ سن سکے تھے اس صورت میں اگر امام کوئی غلطی پڑھیں تو سامع کو غلطی بتلانا جائز ہے یا نہیں۔ اگر لقمہ دیا گیا اور انہوں نے لقمہ لے لیا تو نماز جائز ہوگی یا نہ۔

(جواب) سامع کو ان کی غلطی بتلانا اور لقمہ دینا اور ان کو لقمہ لینا درست ہے کسی کی نماز میں کچھ خلل نہیں آیا۔ در مختار میں ہے بخلاف فتحه على امامه فانه لا يفسد مطلقا لفاتح واخذ بكل حال الخ۔(۴) فقط۔

پاؤں کے ہٹانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی

(سوال ۱۵۴۱) نمازی شروع نماز میں جس جگہ کھڑا ہو حالت نماز میں ایک دفعہ یا چند مرتبہ عمداً یا سہواً داہنا پیر اگر اس جگہ سے ہٹ جائے تو اس سے نماز میں کچھ کراہت ہوتی ہے اور فساد ہوتا ہے یا نہیں۔

(جواب) داہنے یا بائیں پیر کا اپنی جگہ سے ہٹ جانا نہ مفسد صلوٰۃ ہے اور نہ مکروہ البتہ قصداً بلا ضرورت پیر کو آگے پیچھے کرنا مکروہ تنزیہی یعنی خلاف اولیٰ ہے۔(۵)

نماز میں سر ہلانا اور ادھر ادھر جھکنا منع ہے

(سوال ۱۵۴۲) اگر امام نماز میں سر ہلائے اور چھوٹی چھوٹی سورتوں میں بھی کبھی دائیں اور کبھی بائیں طرف بوجھ ڈال کر نماز پڑھے اور اپنے اعضاء کو بھی متحرک کرے بلکہ قراءۃ میں آوازیں ہا۔ ہو۔ رونے کی آواز نکالے تو ایسی نماز اور آواز کے حق میں کیا حکم ہے۔

....

(۱) ويؤيده ما في الظهيرية لو دخل جماعة المسجد بعد ما صلى فيه اهله يصلون وحدانا وهو ظاهر الرواية (ردالمحتار باب الامامة مطلب في تكرار الجماعة في المسجد ج ۱ ص ۵۱۷ ط.س. ج۱ ص۵۵۳) ظفير.

(۲) ولا يفسدها نظره الى مكتوب الخ ومرور مار فى الصحراء وفى مسجد كبير بموضع سجوده فى الاصح او مرور بين يديه الخ مطلقا ولو امرأة كلباً (در مختار) واشاربه اى الرد على الظاهرية (ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة ج ۱ ص ۵۹۳ ط.س. ج۱ ص۶۳۴) ظفير. (۳) يكره ان يفتح من ساعته كما يكره للامام ان يلجئه اليه بل ينتقل الى اية اخرى لا يلزم من وصلها ما يفسد الصلوٰة او الى سورة اخرى او يركع اذا قرأ قدر الفرض كما جزم به الزيلعى (ردالمحتار ما يفسد الصلوٰة ج۱ ص ۵۸۲ ط.س. ج۱ ص۶۲۲) ظفير. (۴) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها جلد اول ص ۵۸۲ ط.س. ج۱ ص۶۲۲. ۱۲ ظفير. (۵) وان من لوازمه (اى الخشوع) ظهور الذل وغض الطرف وخفض الصوت وسكون الاطراف (ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها مطلب فى الخشوع ج ۱ ص ۶۰۰ ط.س. ج۱ ص۶۴۱) ظفير.

(جواب)ایسی حرکتیں نماز میں نہ چاہئے کہ مبنی نماز کا خشوع و خضوع پر ہے۔(۱)فقط

پاک جوتے میں نماز جائز ہے

(سوال ۱۵۴۳)ایک شخص نمازی ہے وہ اپنے علم میں اپنے جوتے اور کپڑے کو اچھی طرح سے جانتا ہے کہ یہ پاک ہے اور استعمال میں روز مرّہ لاتا رہتا ہے اس جوتہ سے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں۔ایک جوتہ جس کو نجاست لگی تھی اور اس کو بالکل صاف کر دیا نجاست باقی نہ رہی اس سے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب)جوتہ اگر پاک ہو یعنی اس کو نجاست نہ لگی ہو یا لگی ہو تو پاک وصاف کر لیا گیا ہو تو دونوں صورتوں میں نماز اس کو پہن کر درست ہے لیکن چونکہ اس زمانہ میں مساجد میں فرش وغیرہ ہوتا ہے اور جوتہ پہن کر مسجد میں جانے سے فرش کے ملوث بالطین وغیرہ ہونے کا احتمال ہے اور نیز اس میں سوء ادبی بھی معلوم ہوتی ہے اس لئے مسجد میں جوتہ پہن کر نماز نہ پڑھے۔کما فی الشامی ولعل ذلك محمل ما فی عمد المفتی من ان دخول المسجد متنعلاً من سوء الا دب الخ(۲)

غیر نمازی کو لقمہ دینا درست نہیں

(سوال ۱۵۴۴)اگر امام کا وضو ٹوٹ جائے اور اس نے خلیفہ مقرر کر کے وضو جدید کرنا شروع کیا، اگر نائب امام بھول جاوے تو محدث امام اول اس کو کچھ بتاوے اور فتح دے تو یہ جائز ہے یا نہیں حالانکہ اس کا وضو بھی نہیں ہے اور جماعت سے خارج ہے۔

(جواب)اس صورت میں فتح دینا درست نہیں ہے اور اگر امام فتح لے لے گا تو اس کی نماز فاسد ہو جاوے گی وکذا الا خذ (درمختار) ای اخذ المصلی غیر الا مام بفتح من فتح علیه مفسد ایضاً کما فی البحر عن الخلاصة او اخذا لا مام بفتح من لیس فی صلاته کما فیه عن القنیه در مختار۔(۳)فقط۔

بلا عمامہ نماز مکروہ نہیں

(سوال ۱۵۴۵)آیا نماز بکلاہ بدون عمامہ مکروہ است یا نہ، فتاویٰ سعدیہ میں مکروہ لکھا ہے اور مولانا رشید احمد گنگوہی جائز بلا کراہت تحریر فرماتے ہیں۔

(جواب)اقول و بالله التوفیق۔شرح منیہ کبیری میں ہے والمستحب ان یصلی الرجل ثلثة اثواب ازار وقمیص وعمامة ولو صلی فی ثوب واحد متوشحاً به جمیع بدنه کما یفعله القصار فی المقصرة جاز من غیر کراهةمع تیسر وجود الطاهر الزاید ولکن فیه ترك الا ستحباب۔(۴)اس روایت سے معلوم ہوا کہ بلا عمامہ کے نماز مکروہ نہیں ہے۔البتہ عمامہ کا ہونا مستحب ہے اور عمامہ نہ ہونے کی صورت میں باوجود میسر

---

(۱)وان من لوازمه (ای الخشوع ظهور الذل وغض الطرف وخفض الصوت وسکون الاطراف (ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰة وما یکره فیها مطلب الخشوع ج ۱ ص ۶۰۰ .ط.س.ج۱ص ۶۴۱)

(۲)ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة ومایکره فیها مطلب فی احکام المسجد ج ۱ ص ۶۱۵.ط.س.ج۱ص۶۵۷. ۱۲ ظفیر.

(۳)ردالمحتار ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۸۱ و ج ۱ ص ۵۸۲.ط.س.ج۱ص۶۲۲ ۱۲ ظفیر. آگے مفتی علام نے لکھا ہے کہ لاحق حکماً نماز میں داخل ہے اس لئے اس کا لقمہ دینا درست ہے ۱۲ ظفیر.

(۴)غنیة المستملی ص ۳۳۷ .۱۲ ظفیر.

ہونے کے ترک استحباب ہے۔ پس حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ کی غرض یہی ہے کہ اگرچہ ترک عمامہ میں خلاف استحباب ہے لیکن جائز بلا کراہت ہے اور غیر مستحب کو کراہت لازم نہیں ہے **كما صرح به الشامي من انه لا يلزم من ترك المستحب ثبوت الكراهة اذ لا بدلها من دليل خاص** ۔(۱) پس صحیح یہی ہے جو حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ نے لکھا ہے اور فتاویٰ سعدیہ میں جو اس کو مکروہ لکھا ہے یہ اس قول کی بنا پر ہوگا جو کہتے ہیں کہ ترک مستحب خلاف اولیٰ ہے اور خلاف اولیٰ اور مکروہ تنزیہی کا مرجع واحد ہے تو مراد صاحب فتاویٰ سعدیہ کی مکروہ تنزیہی ہونا ہے لیکن شامی کی تحقیق سے معلوم ہوا کہ مکروہ تنزیہی بھی نہ کہنا چاہئے البتہ عمامہ کی وجہ سے زیادتی ثواب ہونا مسلم ہے جیسا کہ جملہ مستحبات کے ادا میں زیادتی ثواب ہے لیکن ان کے ترک میں کراہت نہیں جیسے صلوٰۃ ضحیٰ وغیرہ فقط۔

حالت نماز میں منہ سے کوئی چیز باہر آجائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی

(سوال ۱۰۴۶) اثنائے نماز میں بمقدار چنے کی یا کم و بیش کھانے کی چیز منہ میں سے نمازی کی زبان پر آئی اس کو کپڑے یا ہاتھ سے باہر نکال دینے سے نماز میں نقصان ہوگا یا نہیں۔

(جواب) اس سے نماز میں کچھ نقصان نہیں آئے گا۔(۲) فقط۔

صابون لگا کر نماز پڑھنا درست ہے

(سوال ۱۰۴۷) صابون انگریزی اور دیسی کو لگا کر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

نیا جوتہ اور کپڑا پہن کر نماز پڑھنا درست ہے

(سوال ۱۰۴۸/۲) جوتا نیا اور کپڑا نیا گاڑھے کا یا لٹھے ململ کا بغیر دھوئے پہن کر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) صابن انگریزی یا دیسی...... لگا کر نماز پڑھنا درست ہے۔(۳)

(۲) نیا جوتہ اور کپڑے سے نماز پڑھنا درست ہے۔(۴) فقط۔

امام کا اونچی جگہ اور محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے

(سوال ۱۰۴۹) مسجد کی محراب زمین سے ایک بالشت چار انگل اونچی ہے جس میں امام اکیلا کھڑے ہو کر نماز پڑھاتا ہے تو مقتدیوں کی نماز ہوگی یا نہیں اگر نماز ہو جاوے گی تو کس قدر اونچائی میں نہیں ہوگی اور محراب کے متعلق کیا مسئلہ ہے۔

(جواب) امام کا اونچی جگہ تنہا کھڑا ہونا اسی طرح محراب میں تنہا کھڑا ہونا مکروہ ہے اور مقتدیوں کی نماز صحیح ہے۔ اور

....

(۱) ردالمحتار بحث مستحباب وضو ج ۱ ص ۱۱۵. ۱۲ ظفیر.

(۲) لو كان معه حجر فرمى به الطائر او نحوه لا تفسد صلاته لانه عمل قليل ولكن قد اساء لاشتغاله بغير الصلاة (ردالمحتار باب ما يفسد الصلاة ج ۱ ص ۵۸۸) ظفیر. (۳) صابون پاک ہے...... محض شک کی وجہ سے ناپاکی کا حکم نہیں کیا جاسکتا۔ قاعدہ ہے اليقين لا يزول بالشك ۱۲ ظفیر. (۴) وصلاته فيهما افضل (درمختار) اى فى النعل والخف الطاهرين افضل مخالفة لليهود وفي الحديث صلوا فى نعالكم ولا تشبهوا باليهود رواه الطبرانى كما فى ابى الصغير رامزا لصحته واخذ منه جمع من الحنابلة انه سنته ولو كان يمشى بها فى الشوارع لا ن النبى صلى الله عليه وسلم وصحبه كانوا يمشون فى طرق المدينة ثم يصلون بها قلت لكن اذا خشى تلويث فرش المسجد بها ينبغى عدمه وان كانت طاهرة الخ ولعل المراد ما فى عمدة المفتى من ان دخول المسجد متنعلا من سوء الادب (ردالمحتار باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ج ۱ ص ۶۱۵) ظفیر.

اونچائی کے متعلق درمختار میں یہ تفصیل ہے وقدر الا رتفاع بذراع ولا باس بمادونه وقيل ما يقع به الامتياز وهو الا وجه ذكر الكمال وغيره وفى شامى هو ظاهر الرواية الا لى العمل بظاهر الروايةالخ.(۱)

کھلی کہنی نماز مکروہ ہے

(سوال ۱۵۵۰)خالی گنجی پہن کر جس کی نصف آستین ہوتی ہے نماز پڑھنا کیسا ہے۔

(جواب)نماز ہو جاتی ہے(لیکن اگر کہنی کھلی ہو تو یہ مکروہ ہے۔)(۲)فقط۔

عباء و جبہ کے اندر آستین میں بغیر ہاتھ ڈالے ہوئے نماز مکروہ ہے

(سوال ۱۵۵۱)در ملک خراسان مردمان در موسم سرما پوستین کلاں می پوشند کہ آستین دراز دارد و دست در آستین نمی کنند نماز خواندن بایں ہیئت چہ حکم وارد و بایں ہیئت سدل خواہد شد۔

(جواب)در کتب فقہیہ تصریح مذکور است کہ نماز خواندن بہ ہیئت کذائیہ مکروہ خواہد شد چہ اسم سدل بر آں ہم صادق آید۔ در کبیری شرح منیہ گفتہ است ولو صلى فى قباء الخ ينبغى ان يدخل يديه فى كميه الخ احترازاً عن السدل (۳) ص ۳۳۶ وفى الشامى والصحيح الذى قاضى خان والجمهور انه يكره لانه اذا لم يدخل يديه فى كميه صدق عليه اسم السدل الخ ج ۱ ص ۴۳۔ فقط۔

چارپائی پر نماز جائز ہے

(سوال ۱۵۵۲)اگر کوئی بحالت صحت نماز فرض یا نفل چارپائی پر پڑھے تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب)نماز صحیح ہے۔(۴)فقط۔

جس جوتے کا تلہ ناپاک ہو اسے پہن کر نماز درست نہیں

(سوال ۱۵۵۳)بوٹ کا وہ حصہ جو زمین سے لگتا ہے وہ پاک نہیں رہ سکتا لیکن تلوے کے اوپر کا حصہ جس پر پیروں کے تلوے لگ رہے ہیں وہ پاک ہے تو اس کو پہنے ہوئے نماز جائز ہے یا نہ۔

(جواب)جب کہ بوٹ کے نیچے کا حصہ جو زمین پر لگتا ہے پاک نہیں ہے تو اس پر مسح جائز نہیں ہے اور اس بوٹ کو پہن کر نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے۔(۵)فقط۔

---

(۱)ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة ويكره فيها ج ۱ ص ۶۰۵ .ط.س.ج۱ص۶۴۶ .۱۲ محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے الخ وقيام الا مام فى المحراب لا سجوده وقد ماه خارجه لان العبرة للقدم مطلقا (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ايضاً ج ۱ ص ۶۰۴ .ط.س.ج۱ص۶۴۵)ظفير.(۲)ولو صلى رافعا كميه الى المرفقين كره (عالمگيرى مصرى الباب السابع فيما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ۱ ص ۱۰۰ .ط.ماجديه ج۱ص۱۰۲) ظفير.(۳)ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ۱ ص ۵۹۸ ..ط.س.ج۱ص۶۴۰ .۱۲ ظفير.(۴)وان صح بشرط كونه على جبهته الخ وبشرط طهارة المكان وان يجد حجم الارض (در مختار) تفسيره ان الساجد لوبالغ لا يتسفل راسه ابلغ من ذالك فصح على طنفسه وحصير وحنطة وشعير و سريرو عجلة ان كانت على الارض الخ (ردالمحتار باب صفةالصلوٰة فصل تاليف الصلوٰة ج ۱ ص ۴۶۸ .ط.س.ج۱ص۵۰۰)ظفير.(۵)والشرط الخ شرعامايتوقف عليه الشئى ولا يدخل فيه هى ستة طهارة بدنه الخ من حدث بنوعيه الخ وخبث ما نع الخ وثوبه الخ اى موضع قدميه او احدٰ . هما ان رفع الا خرى الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰة ج۱ ص۳۷۳وج۱ص۳۷۴ .ط.س.ج۱ص۴۰۲)ويفسدهاالخ صلاته على مصلى مضرب نجس البطانة (ايضاًباب ما يفسد الصلاة ج ۱ ص ۵۸۵ .ط.س.ج۱ص۶۲۶) ظفير.

ناپاک جوتے میں نماز ناجائز اور پاک زمین پر پاک کپڑا بچھا کر نماز جائز ہونے کی وجہ

(سوال ۱۵۵۴) اگر ناپاک زمین یا فرش پر پاک کپڑا بچھا کر نماز پڑھنا جائز ہے تو ایسے ہی بوٹ کی صورت میں جائز ہے یا نہ۔ کیونکہ بوٹ میں بھی اوپر کا حصہ پاک ہے اور نیچے کا ناپاک ہے اس میں کیا فرق ہے۔

(جواب) ناپاک کپڑے پر اگر پاک کپڑا بچھا کر نماز پڑھیں تو صحیح ہے کیونکہ وہ دونوں کپڑے علٰحدہ علٰحدہ ہیں بخلاف جوتہ کے کہ جب اس کے نیچے کا حصہ ناپاک ہے تو اس کے ساتھ نماز صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ متصل ہو کر سلائی کی وجہ سے ایک ہو گیا ہے۔(۱) فقط۔

صحن مسجد میں نماز باجماعت درست ہے

(سوال ۱۵۵۵) مسجد کے صحن میں فرض نماز باجماعت بلا کراہت گرمی کی شدت کی وجہ سے پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔ زید کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی صحن مسجد میں نماز نہیں پڑھائی زید کا قول کہاں تک درست ہے۔

(جواب) زید کا یہ قول غلط ہے۔ مسجد کے دونوں حصے مسقّف اور غیر مسقّف میں جماعت جائز اور صحیح ہے اور فقہاء رحمہم اللہ نے مسجد صیفی اور مسجد شتوی دونوں کو مسجد کہا ہے اور دونوں میں جماعت بلا کراہت صحیح ہے اور یہ ہر دو نام خود دلیل ہے اس کی کہ ایک حصہ غیر مسقّف میں گرمیوں میں اور دوسرے حصہ مسقّف میں جاڑوں میں نماز ہوتی ہے۔(۲) فقط۔

ریاح روک کر نماز ادا کرنا کیسا ہے

(سوال ۱۵۵۶) زید نے نماز ظہر کی جماعت کرانی شروع کی ایک رکعت کے بعد اس کو ریح خارج ہونے لگی مگر اس نے روکے رکھا اور نماز کو تمام کیا۔ یہ نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہو گئی البتہ اس میں کراہت ہے پس اگر قلب اس کا اس سے زیادہ مشغول ہو تو کراہت تحریمی ہو گی ورنہ تنزیہی۔(۳) فقط۔

قوم نصاری کے مستعمل کپڑوں میں نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۵۷) کپڑے مستعملہ قوم نصاری سے نماز پڑھنا کیسا ہے۔

(جواب) جامہائے مستعملہ قوم نصاری وغیرہ سے فقہاء نے نماز پڑھنے کو جائز لکھا ہے۔ سوائے پاجامہ اور ازار کے

---

(۱) ویفسدها الخ صلاته علی مصلی مضرب نجس البطانة بخلاف غیر مضرب ومبسوط علی نجس ان لم یظهرلون اور یح (درمختار) قوله مصلی مضرب ای مخیط الخ ومفهومه ان الا صح فی غیر المضرب الجواز اتفاقا (ردالمحتار باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۸۵ .ط.س. ج۱ ص ۶۲۶) ظفیر.

(۲) ولو کان المسجد الصیفی بجنب الشتوی واملا المسجد یقوم الا مام فی جانب الحائط لیستوی القوم من جانبه (ردالمحتار باب الامامة مطلب فی کراهت قیام الا مام فی غیر المحراب ج ۱ ص ۵۳۱ .ط.س. ج۱ ص ۵۶۸) ظفیر.

(۳) ویباح قطعها لنحو قتل حیة الخ ویستحب لمدافعته الا خبثین (درمختار) کذا فی مواهب الرحمن ونور الا یضاح لکنه مخالف لما قدمناه عن الخزائن وشرح المنیة من انه ان کان ذالك یشغله ای یشغل قلبه عن الصلاة وخشوعها فاتمها یا ثم لادائها مع الکراهة التحریمیة ومقتضی هذا ان القطع واجب لا مستحب الخ (ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۶۱۲ .ط.س. ج۱ ص ۶۵۴) ظفیر.

کہ اس کا نجس ہونا بظن غالب ہے۔ وكذا في الشامي۔(۱) اور دھولینا ہر ایک کپڑے کا احوط ہے خصوصاً ازار و پاجامہ کا دھونا زیادہ ضروری ہے۔ فقط۔

ریشمی کپڑوں میں نماز پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۵۵۸) ریشمی کپڑا پہن کر یا بچھا کر اس پر نماز پڑھنے سے نماز ادا ہو جاتی ہے یا اعادہ واجب ہے۔ ایک اہل علم کا بیان ہے کہ نماز تو ہو جاتی ہے لیکن وہ شخص گنہگار ہے جیسے کوئی مرد طلائی یا زائد از مقدار شرعیہ نقرئی انگوٹھی یا اور کوئی زیور پہن کر نماز پڑھے گا تو نماز ادا ہو جائے گی لیکن اس ناجائز استعمال کا گناہ اس کے سر رہے گا اسی طرح اگر کوئی لباس یا پاجامہ وغیرہ ٹخنہ سے نیچے ہو تو ایسے شخص کی نماز ادا ہو گی یا نہیں۔ نیز ریشمی کپڑے والے یا دراز پاجامہ والے جیسے اہل عرب وغیرہ جبہ یا عبا وغیرہ اتنا دراز پہنتے ہیں کہ زمین سے لگتا ہے۔ یا زیور پوش یا داڑھی صفا کی امامت درست ہے یا نہیں۔ اور اس علم کے بعد مقتدیوں کو اپنی نماز لوٹانا ہو گی یا نہیں۔ خاص کر ایسی صورت میں نماز جمعہ و عیدین کی اعادہ کی کیا صورت ہو گی جب کہ بہت سے لوگ سلام کے بعد منتشر ہو جاتے ہیں۔

(جواب) ریشمی کپڑا پہننا حرام ہے۔ پس نماز جو ریشمی کپڑا پہن کر پڑھی جائے مکروہ واجب الاعادہ ہو گی۔(۲) اور اس پر نماز پڑھنا بچھا کر اس کو فقہاء نے جائز لکھا ہے۔ كما في ردالمحتار بخلاف الصلوٰة على السجادة منه اى من الحرير لان الحرام هو اللبس دون الا نتفاع الخ ۔(۳) پھر اس میں حموی سے روایت کراہت بھی نقل کی ہے اگرچہ اس کو مرجوع کہا ہے۔ بہر حال احتیاط ترک صلوٰۃ علی الحریر میں ہے لیکن اگر پڑھے تو اعادہ واجب نہ ہو گا۔ اور جس کا لباس خلاف شرع ہو یا داڑھی محلوق ہو تو امامت اس کی مکروہ ہے بوجہ فاسق ہونے امام کے اور در مختار میں ہے صلى خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعة الخ افادان الصلوٰة خلفهما اولى من الانفراد. الخ شامی(۴) اور نماز جمعہ و عیدین میں ترک واجب سے سجدہ سہو کا حکم نہ کرنا۔(۵) مقتضی اس کو ہے کہ اعادہ اس کا بصورت مذکورہ لازم نہیں ہے۔ فقط۔

ٹخنوں سے نیچا پاجامہ پہن کر نماز ادا کرنا کیسا ہے

(سوال ۱۵۵۹) نماز میں ٹخنوں سے نیچے پاجامہ پہننا کیسا ہے۔

(جواب) نماز میں ٹخنوں سے نیچے پائجامہ لٹکا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے، ثواب سے محروم رہے گا۔ نماز کے علاوہ بھی ٹخنوں سے اوپر رکھنا ضروری ہے۔ حدیث میں ایسے شخص کے لئے بہت وعید آئی ہے۔(۶) فقط۔

---

(۱) ثياب الفسقة واهل الذمة طاهرة (در مختار) قال فى الفتح وقال بعض المشائخ تكره الصلوٰة فى ثياب الفسقة لا نهم لا يتقون الخمور قال المصنف يعنى صاحب الهداية الا صح انه لايكره لا نه لايكره من ثياب اهل الذمة الا السرائيل مع استحلالهم الخمر فهذا ولى ا ه (ردالمحتار قبيل كتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۲۴ .ط.س.ج۱ص ۳۵۰)ظفير.
(۲) لان الصلوٰة فى الحرير مكروهة للرجال (شرح حموى على الا شباه والنظائر ص ۱۹۷) ظفير.
(۳)
(٤) ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۵ .ط.س.ج۱ص۵٦۲ ۱۲ ظفير.
(۵) والسهوفى صلوٰة العيد والجمعة والمكتوبة والتطوع سواء والمختار عند المتاخرين عدمه فى الا وليين (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۷۰۵ .ط.س.ج۲ص۹۲) ظفير.
(٦) عن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما اسفل من الكعبين من الا زار فى النار رواه البخارى (مشكوٰة كتاب اللباس) ظفير.

محراب میں نماز جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۶۰) محراب میں نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) جائز ہے۔(۱) فقط۔

نقش ونگار والے مصلی پر نماز جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۶۱) اگر کسی مصلی یا جانماز پر نقشہ کسی روضہ یا مسجد یا خانہ کعبہ یا مدینہ منورہ کا ہو اور ہر حالت میں پیش نظر رہے اس پر نماز پنجگانہ ادا کرنا کیسا ہے۔

(جواب) نماز ادا ہو جاتی ہے۔(۲) لیکن پیش نظر ہونا نقش ونگار کا اچھا نہیں۔(۳) فقط۔

کثیف کپڑے میں نماز درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۶۲) امام باوجود دیگر پارچہ موجود ہونے کے نہایت کثیف کپڑے استعمال کرتا ہے اس کے پیچھے نماز میں کوئی نقص تو نہیں ہے۔

(جواب) نماز اس کی صحیح ہے کپڑا پاک ہونا چاہئے۔(۴)

ورکشاب میں ممانعت کے نماز پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۵۶۳) ہم لوگ ریلوے ورکشاب میں ملازم ہیں ہم لوگ چوری سے نماز ظہر ادا کرتے ہیں لیکن افسر کا حکم یہ ہے کہ جس کو نماز پڑھنی ہو وہ آدھ گھنٹہ کی رخصت لے کر باہر نماز پڑھے ورکشاب میں نماز پڑھنے والا سزا کا مستوجب ہوگا۔ اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(جواب) جب کہ حاکم نے ورکشاب میں نماز پڑھنے کو منع کر رکھا ہے اور یہ کہا ہے کہ جس کو نماز پڑھنی ہو وہ آدھ گھنٹہ کی رخصت لے کر باہر نماز پڑھے تو رخصت لے کر باہر جا کر ہی نماز پڑھنی چاہئے کیونکہ ورکشاب جب کہ ان کا مملوک ہے تو ممانعت کے بعد اس میں نماز پڑھنا ایسا ہے جیسا کہ زمین مغصوبہ میں نماز پڑھنا اور وہ مکروہ ہوتی ہے۔(۵) لہذا کیوں اپنی نماز کو مکروہ کیا جاوے باہر جا کر ہی نماز پڑھی جاوے اور پھر اندیشہ سزا علاوہ بریں ہے۔ فقط۔

---

(۱) یعنی مقتدی منفرد کے لئے جائز ہے لیکن امام کے لئے مکروہ ہے۔ وکرہ الخ قیام الا مام فی المحراب (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ص ۶۰۴ .ط.س. ج۱ ص ۶۴۴.۶۴۵ ظفیر.

(۲) او لغیر ذی روح لا یکره لا نها لا تعبد (در مختار) لقول ابن عباس للسائل فان کنت لا بد فاعلا فاصنع الشجرو مالا نفس له رواه الشیخان (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۶۰۷.ط.س. ج۱ ص ۶۴۹) ظفیر.

(۳) ولاباس بنقش خلا محرابه فانه یکره لا نه یلهی المصلی (در مختار) فینحل بخشوعه من النظر الی موضع سجوده ونحوه ویکون منتهی بصره الی موضع سجوده الخ (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها مطلب احکام المسجد ج ۱ ص ۶۱۶.ط.س. ج۱ ص ۶۵۸) ظفیر.

(۴) الشرط لغة العلامة الخ وشرعا ما یتوقف علیه الشئی الخ هي الخ وثوبه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۳۷۳.ط.س. ج۱ ص ۴۰۲) لیکن فقہاء نے بوقت وسعت ایسے کپڑوں میں نماز کو مکروہ تنزیہی لکھا ہے کره کفه الخ وصلاته فی ثیاب بذلة یلبسها فی بیته ومهنته ای خدمته ان له غیرها والا ، لا (ایضاً باب ما یفسد الصلوٰة ج ۱ ص ۵۹۹.ط.س. ج۱ ص ۶۴۰) ظفیر.

(۵) وکذا تکره فی اماکن کفوق کعبة الخ وارض مغصوبة وللغیر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۵۴) ظفیر.

کثرت نمازی کی وجہ سے در میں کھڑا ہونا درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۶۴) رمضان المبارک میں بوجہ کثرت نمازیان اور فرش مسجد کو تاہ ہونے کی وجہ سے امام کو مسجد کے در میں کھڑا ہو کر نماز پڑھانا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) امام کے در میں کھڑے ہونے کو شامی میں مکروہ لکھا ہے اور امام اعظم کا یہ قول نقل کیا ہے اس لئے امام کو چاہئے کہ اگر ضرورت در میں کھڑے ہونے کی ہو بوجہ کثرت نمازیان وغیرہ تو قدم در سے باہر رکھے اور سجدہ اندر ہو جاوے اگر ایسا ہو جاوے تو بہتر ہے ورنہ بضرورت در میں کھڑا ہو کر نماز پڑھانے سے بھی نماز ہو جاتی ہے لیکن بچنا اس سے بہتر ہے۔(۱)

پرند کی تصویر پر دوسرا کپڑا بچھا کر نماز پڑھی تو نماز ہو گی یا نہیں

(سوال ۱۵۶۵) جس جائے نماز پر پرندہ کی تصویر ہو اس پر دوسرا کپڑا ڈال کر نماز جائز ہے یا نہ۔

(جواب) اس صورت میں نماز جائز ہے بلا کراہت۔(۲) فقط۔

جوتے پہن کر نماز جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۶۶) در مختار میں جوتوں میں نماز پڑھنے کے بارہ میں یہ لکھا ہے کہ اگر جوتے پاک ہوں تو ان میں نماز پڑھنا جائز بلکہ افضل ہے اور علامہ شامی نے اس پر یہ حدیث بھی نقل فرمائی ہے۔ **صلوا فی نعالم ولاتشبھوا بالیھود** ۔(۳) لیکن آخر میں عمدۃ المفتی سے یہ نقل کیا ہے **ان دخول المسجد متنعلا من سوء الادب** ۔(۴) یعنی مسجد میں جوتہ پہن کر جانا اس زمانہ میں اچھا نہیں ہے اور یہ ظاہر ہے اس لئے کہ اس زمانہ میں لوگ احتیاط نہیں کرتے ممکن ہے کہ جوتوں کو نجاست لگی ہوئی ہو اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہے۔ کما ہو مشاہد البتہ اگر یقیناً جوتے پاک ہوں جیسے نیا جوتہ تو اس زمانہ میں اس کو پہن کر نماز پڑھنے میں کچھ حرج نہیں ہے بلکہ بہتر ہے **کما صرح به الفقهاء وورد فی الحدیث** فقط۔

بعد نماز دعا اور اس میں دارک کا اضافہ

(سوال ۱۵۶۷) امام فرضوں کے بعد دعا اس طرح پڑھتا ہے **اللّٰھم انت السلام ومنك السلام الخ وادخلنا دارك السلام الخ** لفظ **دارك** کہنا اور پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) دراک کا لفظ ثابت نہیں ہے اس کو نہ کہنا چاہئے۔ صرف **وادخلنا دار السلام** کہنا چاہئے۔ فقط۔

---

(۱) وقیام الا مام فی المحراب لا سجوده فیه وقد ماه خارجه لان العبرة للقدم مطلقا (درمختار) وفی حاشیة البحر للرملی الذی یظهر من کلامهم انها کراهة تنزیهة (ردالمحتار باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها ج ۱ ص ٦٠٤ .ط.س.ج۱ص٦٤٥) ظفیر.

(۲) واختلف فیما اذا کان التمثال خلفه والا ظهر الکراهة ولا یکره لو کانت تحت قدمیه او محل جلوسه لا نها مها نته الخ او علی خاتمه بنقش غیر مستبین قال فی البحر و مفاده کراهة المستبین لا المستتربکیس او صرة او ثوب اخر (درمختار) بان کان فوق الثوب الذی فیه صورة ثوب ساتر له فلا تکره الصلاة فیه لا ستتار ها بالثوب (ردالمحتار باب ما یکره فی الصلوٰة ج ۱ ص٦٠٦ و ج ۱ ص٦٠٧ .ط.س.ج۱ص٦٤٨) ظفیر.

(۳) ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها مطلب احکام المسجد ج۱ ص ٦١٥ .ط.س.ج۱ص٦٥٧ .١٢ ظفیر.

(٤) ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها مطلب احکام المسجد ج ۱ ص ٦١٥ . ط.س.ج ۱. ص٦٥٤

ختم جماعت کے بعد کس طرح دعا مانگی جائے

(سوال ۱۵۶۸)بعد ادائے جماعت امام اور مقتدی مل کر دعا مانگیں یا علیٰحدہ علیٰحدہ اور بصورت اکٹھے دعا مانگنے کے صرف ایک دفعہ دعا مانگ کر منہ پر ہاتھ پھیرے یا تین بار۔

(جواب)امام جس وقت نماز سے فارغ ہو مع مقتدیوں کے سب اکٹھے دعا مانگیں پھر سنتیں و نفلیں پڑھ کر اپنے کاروبار میں چلے جاویں دوبارہ اور سہ بارہ دعا بکیفیت مذکورہ مانگنا ثابت نہیں ہے اور نمازیوں کو مقید رکھنا دوسری اور تیسری دعا تک جائز نہیں ہے۔ فقط۔

پان چائے کے بعد بلا کلی نماز پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۵۶۹)کوئی شخص چائے پینے اور پان کھانے کے بعد اس قدر توقف کرے کہ اثر پان اور چائے کا زائل ہو جاوے تو بلا مضمضہ نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں یا ضرورت مضمضہ کی ہے۔

(جواب)مضمضہ کرنا پھر بھی بہتر ہے اور نہ کرے تب بھی نماز ہو جاوے گی۔(۱) فقط۔

امام کے قتل کئے جانے کے وقت مقتدی نیت توڑ سکتے ہیں یا نہیں

(سوال ۱۵۷۰)اگر امام کو دشمن قتل کریں بحالت جماعت تو مقتدی نیت توڑ کر دشمن کو پکڑیں یا کریں۔

(جواب)فقہا حنفیہ نے لکھا ہے کہ احیاء نفس کے لئے نماز کو توڑنا واجب ہے شامی اور در مختار میں ہے ویجب القطع لا نجاء غریق او حریق الخ۔(۲) لہذا صورت مسئولہ میں مقتدیوں کو نماز قطع کر کے امام کو بچانا چاہئے۔ اور حضرت عمرؓ کی شہادت کا قصہ نماز میں معروف ہے اور کتب احادیث میں مذکور ہے کہ صحابہؓ مقتدیوں نے دوسرے صحابی کو امام کر کے نماز پوری کی اور بعض صحابہؓ نے نماز توڑ کر قاتل کو پکڑا۔ فقط۔

ٹخنے سے نیچے تہبند یا پاجامہ کے ساتھ نماز مکروہ ہے

(سوال ۱۵۷۱)جامہ کہ از شتالنگ فرومی رود از ان نماز مکروہ است یا نہ۔

(جواب)مکروہ است(۳) فقط۔

صرف لنگی میں نماز درست ہے

(سوال ۱۵۷۲)ایک شخص تونگر حاجی ہے اور گرمی کے موسم میں پانچ وقت کی نماز ایک لنگی سے جو گھٹنوں سے دو انگل نیچی ہے اور دوسری چادر سے نماز پڑھتا ہے۔ بعض وقت کی نماز صرف اسی لنگی سے پڑھ لیتا ہے تو اس کی نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

---

(۱)قال اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخبزولحم وھو فی المسجد فاکل واکلنا معہ ثم قام فصلی وصلینا معہ ولم نزد علی ان مسحنا ایدینا بالحصباء رواہ ابن ماجہ (مشکوٰۃ کتاب الا طعمہ ص ۳۶۶) بالحصباء ای بالحجارات الصغار استعجالا للصلوٰۃ او بیانا للجواز (مرقاہ ج ٤ ص ۳۷۹) ظفیر۔

(۲)الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب ادراک الفریضۃ ج ۱ ص ٦٦٦) ویجب (قطع الصلوٰۃ)لاغاثۃ ملھوف وغریق وحریق (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ الخ ج ۱ ص ٦۱۳.ط.س.ج۱ص٦٥٤) ظفیر۔

(۳)قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اسفل من الکعبین من الازارفی النار رواہ البخاری (مشکوٰۃ کتاب اللباس ص ۳۷۳) لا ن الصلوٰۃ فی الحریر مکروھۃ الرجال (الاشباہ والنظائر ص ۱۹۷)ظفیر۔

(جواب) صرف لنگی سے بھی نماز ہو جاتی ہے۔(۱) مگر بہتر یہ ہے کہ بصورت استطاعت لنگی و چادر یا کرتہ و پاجامہ و کلاہ یا عمامہ مع کلاہ کے ساتھ نماز پڑھے یہ افضل ہے(۲)۔ فقط۔

ریشمی ازاربند کے ساتھ نماز درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۷۳) ریشمی کپڑا مرد کو حرام ہے اور نماز اس سے مکروہ ہے۔ غایۃ الاوطار جلد اول ص ۱۹۰ لیکن فتاوی ہندیہ جلد چہارم میں لکھا ہے کہ اگر ریشم کے تکہ کے ساتھ نماز پڑھے تو جائز ہے مکروہ نہ ہو گی لیکن پہننے والا گناہ کا مرتکب ہو گا۔

(جواب) یہ تو ظاہر ہے کہ ریشمی کپڑا مرد کو پہننا حرام ہے اور اس کے ساتھ نماز بھی مکروہ ہو گی۔(۳) اور فتاوی ہندیہ میں غالباً جواز نماز بلا کراہت اس لئے لکھا ہے کہ تکہ ریشم کا عند البعض جائز ہے۔ کذا فی الدر المختار تکرہ التکۃ منہ ای من الدیباج ھو الصحیح وقیل لا بأس بہ الخ وفی الشامی عن التتارخانیۃ ولاتکرہ تکۃ الحریر لانھا لا تلبس وحد وفی شرح الجامع الصغیر لبعض المشائخ لابأس بتکۃ الحریر للرجال عند ابی حنیفۃ وذکر صدر الشھید انہ یکرہ عند ھما۔(۴) اس روایت سے ایک وجہ تطبیق بھی معلوم ہو گئی کہ صاحب غایۃ الاوطار نے صاحبین کے قول کو لیا ہو اور فتاوی ہندیہ میں امام صاحب کے قول کو اختیار کیا ہو۔ اس کے علاوہ غایۃ الاوطار میں ریشم کے کپڑے کو لکھا ہے تکہ سے بحث نہیں کی۔ تکہ کمر بند ہے اس کی کراہت میں اختلاف ہے کما مر۔ فقط۔

سرکاری کاغذ یا سرکاری بکس پر نماز

(سوال ۱۵۷۴) اگر کوئی شخص سرکاری دفتر سے کاغذ یا چوبی بکس بلا اجازت لے آوے اور اس پر جائے نماز بچھا کر نماز پڑھ لے تو نماز ہو جاوے گی یا نہیں۔

(جواب) نماز اس پر صحیح ہے مگر مکروہ ہے۔ کما فی الارض المغضوبۃ۔(۵) اور اعادہ واجب نہیں ہے۔ فقط۔

چارپائی نمازی کے سامنے ہو تو اس سے کوئی حرج نہیں ہوتا

(سوال ۱۵۷۵) کسی مکان یا دوکان کے اندر مصلی کے سامنے چارپائی خالی بچھی ہوئی ہے اور وہ اس چارپائی کے پاس قبلہ رخ نماز پڑھے تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) درست ہے۔ فقط۔

---

(۱) والرابع ستر عورتہ الخ وھی للرجل ما تحت سرتہ الی ما تحت رکبتیۃ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۷۴. ط.س. ج۱ ص ۴۰۴) ظفیر.

(۲) والمستحب ان یصلی الرجل فی ثلثہ اثواب ازار وقمیص وعما مۃ ولو صلی فی ثوب واحد متوشحابہ جمیع بدنہ کما یفعلہ القصار فی المقصرۃ جاز من غیر کراھۃ مع تیسر وجود الطاھر الزائد ولکن ترک الا ستحباب (غنیۃ المستملی ص ۳۳۷) ظفیر. (۳) لان الصلوٰۃ فی الحریر مکروھۃ للرجال بخلاف الصلوٰۃ فی الثوب النجس فانھا غیر صحیحۃ (الا شباہ والنظائر فن ثانی کتاب الصلوٰۃ ص ۱۹۷) ظفیر.

(۴) ردالمحتار کتاب الحظرو الا باحۃ فصل فی اللبس ج ۵ ص ۳۱۰. ط.س. ج۱ ص ۳۵۳. ۳۵۴. ۱۲ ظفیر.

(۵) وکذا تکرہ فی اماکن کفوق کعبۃ الخ وارض مغصوبتہ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۵۴. ط.س. ج۱ ص ۳۷۹. ۳۸۱) ظفیر.

چار آنے کے نقصان پر نماز توڑنا کیسا ہے

(سوال ۱۵۷۶) چار آنے کا نقصان ہوتا ہو تو نماز توڑنا بلا معصیت جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) در مختار میں ہے کہ ایک درہم کی مقدار کے نقصان ہونے پر نماز کو قطع کرنا درست ہے اور درہم قریب چار آنہ کے ہوتا ہے اور شامی نے بعض فقہاء سے اس سے کم پر بھی جواز قطع صلوٰۃ نقل کیا ہے مگر عام مشائخ اسی پر ہیں کہ چار آنے کے نقصان پر قطع کر سکتا ہے۔(۱) فقط۔

اندر جب جگہ نہ رہے تو دروں میں ملنا کیسا ہے

(سوال ۱۵۷۷) مسجد میں اندر کی صفیں پوری کر کے درازوں میں تین یا چار نمازی مل کر کھڑے ہو جاتے ہیں اس صورت میں جو دروں میں نمازی کھڑے ہوتے ہیں ان کی نماز بلا کراہت جائز ہے یا مکروہ۔

(جواب) فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ در میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنا مکروہ ہے لیکن اگر بوجہ اژدحام نمازیان جیسا کہ بروز جمعہ ہوتا ہے کئی کئی آدمی دروں میں جو کہ وسیع ہیں کھڑے ہو جاویں تو بضرورت اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور نماز میں خلل نہیں آتا۔(۲) فقط۔

سونے کا چھلہ پہن کر نماز مکروہ ہے

(سوال ۱۵۷۸) سونے کی انگوٹھی اور چھلہ پہننا مردوں کو حرام ہے کما فی الحدیث نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم خاتم الذهب (۳) الحدیث پس جب کہ سونے کا چھلہ پہننا ہر وقت مردوں کو حرام ہے نماز میں بھی حرام ہے۔ اور نماز بکراہت ادا ہو جاتی ہے یعنی نماز ہو جاتی ہے مگر مکروہ ہے۔(۴)

کچھ پڑھ کر امام بھول جائے تو کیا کرے

(سوال ۱۵۷۹) اگر کوئی شخص نماز جہریہ میں قدرے قراءۃ پڑھ کر بھول گیا۔ مقتدی نے بغرض یاد دہانی لقمہ دیا مگر امام نے لقمہ نہ لیا حتیٰ کہ مکرر سہ کرر پر بھی امام نے لقمہ نہ لیا بلکہ نماز فسخ کر کے از سر نو تحریمہ سے نماز پوری کی۔ امام کا یہ فعل جائز ہے یا نہیں۔

کیا اس صورت میں از سر نو نماز شروع کرے

(سوال ۲/ ۱۵۸۰) جس شخص کو ایسی صورت پیش آئے تو اس کو نماز فسخ کر کے از سر نو تحریمہ کرنا چاہئے یا انتقال الی آیۃ والی سورۃ اخریٰ کرنی چاہئے، یعنی در صورت عدم قراءۃ ما یجوز بہ الصلوٰۃ۔

---

(۱) ویباح قطعها لنحو قتل حية وندداية وفور قدر وضياع ما قيمته درهم له او لغيره (درمختار) قال في مجمع الروايات لان مادونه حقير فلا يقطع الصلاة لا جله لكن ذكر في المحيط في الكفالة ان الحبس بالدانق يجوز فقطع الصلاة اولىٰ هذا في مال الغيرا مافي ماله لا يقطع والاصح جوازه فيهما ا ه وتمامه في الا مداد والذى مشى عليه في فتح القدير التقبيد بالدر هم (ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ۱ ص ۶۱۲. ط.س. ج ۱ ص ۶۵۴) ظفير.

(۲) وقيام الامام في المحراب لا لسجوده فيه وقدماه خارجه لان العبرة للقدم مطلقا الخ وانفراد الامام على الدكان الخ وكره عكسه في الا صح وهذا كله عند عدم العذر لجمعة وعيد فلو قاموا على الرفوف والا مام على الارض او في المحراب لضيق المكان لم يكره (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ما يكره فيها ج ۱ ص ۶۰۴ و ج ۱ ص ۶۰۵. ط.س. ج ۱ ص ۶۴۵. ۶۴۶) (۳) عن على قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن لبس القسى والمعصفر وعن تختم للذهب الخ رواه مسلم (مشكوٰة باب الخاتم ص ۳۷۸) ظفير.

(۴) لان الصلوٰة في الحرير مكروهة للرجال (شرح حموى الا شباه والنظائر ص ۱۹۷) ظفير.

مندرجہ بالا صورت میں نماز توڑنے پر زور دینا غلط ہے

(سوال ۳/۱۵۸۱) اگر کوئی شخص صورت بالا میں نماز فسخ کر کے از سر نو تحریمہ پر زور دے اور انتقال الیٰ آیۃ وسورۃ اخری کو ناجائز کہے اور فتح نماز میں اس عبارت کو حجت پکڑے جو کہ صبح کی سنتوں کے متعلق ہے اذا خاف فوت الجماعۃ یترکھا صورت بالا میں اس عبارت کو فتح نماز کی دلیل بنانا صحیح ہے یا نہیں۔

یترکھا کے کیا معنی ہیں

(سوال ۴/۱۵۸۲) عبارت مذکورہ میں یترکھا کے یہ معنی ہیں کہ اگر کسی کو جماعت کے...... فوت ہو جانے کا خیال ہو اور اس نے سنتیں شروع نہ کی ہوں تو سنتوں کو چھوڑ کر جماعت میں مل جاوے یا یہ معنی بھی ہیں کہ اگر کسی نے بعد جماعت سنتیں شروع کیں اور بعد شروع خوف فوت جماعت ہوا تو سنتوں کو توڑ کر جماعت میں مل جاوے۔ لفظ یترکھا دونوں صورتوں کو شامل ہے یا کسی ایک صورت کو اور کون سی صورت کو۔ اگر ثانی صورت کو شامل ہے تو حدیث لا تبطلوا اعما لکم کا کیا مطلب ہے۔

(جواب) (۱، ۲) امام کو اس صورت میں لقمہ لے لینا چاہئے تھا یا دوسری آیت یا سورۃ کی طرف انتقال کرنا چاہئے تھا۔ اور اگر بقدر "مایجوزبہ الصلوٰۃ" یا قدر مستحب بقدر قراءت ہو چکی تھی تو رکوع کر دینا چاہئے تھا۔ توڑنا نماز کا ایسی حالت میں فقہاء نے نہیں لکھا۔ ردالمحتار تتمہ یکرہ ان یفتح من ساعۃ کما یکرہ للامام ان یلجئہ الیہ بل ینتقل الیٰ ایۃ اخریٰ لا یلزم من وصلھا ما یفسد الصلوٰۃ اوالی سورۃ اخری او یر کع اذا قرأ قدر الغرض کما جزم بہ الزیلعی وغیرہ فی روایتہ قدر المستحب کما رجحہ الکمال الخ وفی الدر المختار بخلاف فتحہ علی امامہ فانہ لا یفسد مطلقاً لفا تح واخذ بکل حال الخ وفی الشامی قولہ بکل حال ای سواء قرء الا مام ما تجوزبہ الصلوٰۃ ام لا انتقل الی ایۃ اخری ام لا تکرر الفتح ام لا ھو الاصح۔ (۱) پس جب کہ فقہاء نے اس قدر وسعت اس میں رکھی ہے تو پھر نماز کو فسخ کر دینا مناسب نہ تھا۔ اور بحکم لا تبطلوا اعمالکم اس حالت میں نماز کو توڑ دینا ممنوع تھا۔

(۳) یہ امر اوپر واضح ہوا کہ ایسی حالت میں فقہاء نے لقمہ لینے کو یا انتقال الیٰ آیۃ اخریٰ (و۴) یا الیٰ سورۃ اخری کو جائز رکھا ہے۔ پس اس کو ناجائز کہنا اور نماز کو توڑ کر دوبارہ تحریمہ باندھنے (و۵) پر زور دینا بوجہ جہل کے ہے۔ مسائل شرعیہ سے عالم وفقیہ ایسا نہیں کہہ سکتا، اور یہ احتیاط نہیں ہے، بلکہ وہم ہے اور خطاء ہے اور عبارت مذکورہ کو اس بارے میں دلیل لانا اور صریح روایات جواز وحکم فقہاء کو چھوڑنا دوسرا جہل ہے۔ اور یہ استدلال غلط ہے یترکھا کے یہ معنی ہیں کہ شروع نہ کرے نہ یہ کہ شروع کر کے قطع کر دے۔ شروع کر کے قطع کرنے کی ممانعت فقہاء نے صراحۃً لکھی ہے۔ والشارع فی النفل لا یقطع مطلقاً ویتمہ رکعتین و کذا سنۃ الظھر وسنۃ الجمعۃ اذا اقیمت او خطب الا مام یتمھا اربعاً علی القول الراجح لا نھا صلوٰۃ واحدۃ ولیس القطع للاکمال بل للابطال خلافاً کمارجحہ الکمال (در مختار) قولہ خلافاً لمارجحہ

---

(۱) ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا ج ۱ ص ۵۸۲ ط.س. ج۱ ص۶۲۲.۶۲۳. ۱۲ ظفیر۔

الکمال حیث قال وقیل یقطع علی راس الرکعتین وھو الراجح الخ شامی فقط۔(۱)

نمازیوں کے آگے سے کتنے فاصلہ سے گذرنا چاہئے

(سوال ۱۵۸۳) بروز جمعہ اکثر آدمی نمازیوں کے آگے سے گذر جاتے ہیں آیا کچھ فاصلہ بھی مقرر ہے کہ اس فاصلہ سے گذرنا جائز ہے۔

(جواب) بڑی مسجد میں اگر موضع سجود بالوضع بصر سے نمازی کے آگے کو کوئی شخص گذر جائے تو درست ہے اور چھوٹی مسجد میں جو چالیس ہاتھ سے کم ہو آگے سے گزرنا کسی جگہ بھی درست نہیں ہے۔ کذا فی الدر المختار۔ (۲) فقط

بعد نماز بلند آواز سے کلمہ پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۵۸٤) وعن عبداللہ بن زبیر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم من صلوٰته یقول بصوته الا علیٰ لا اله الا اللہ ، وحده لا شریك له له الملك وله الحمد وھو علیٰ کل شئی قدیر لا حول ولا قوة الا باللہ . لا اله الا اللہ . ولا نعبد الا ایاه له النعمة وله الفضل وله الثناء الحسن لا اله الا اللہ . مخلصین له الدین ولو کره الکافرون۔ رواہ مسلم مشکوٰۃ شریف۔ باب الذکر بعد الصلوٰۃ ایک شخص بعد نماز کے بموجب حدیث مندرجہ بالا حروف تین بار کلمہ شریف بلند آواز سے پڑھتا ہے اس کی نسبت کیا ہے۔

(جواب) علماء باآواز بلند کلمہ طیبہ کو بعد نماز کے بکیفیت خاص پڑھنے سے منع کرتے ہیں کیونکہ یہ شعار اہل بدعت کا ہو گیا ہے اور اصل ایسے اذکار میں چونکہ آہستہ پڑھنا ہے جیسا کہ وارد ہے۔ انکم لا تدعون اصم ولا غائباً اور آنحضرت ﷺ کا آواز سے پڑھنا بغرض تعلیم تھا اس لئے اوروں کو جہر مفرط کرنے سے ایسے موقع پر روکا جاتا ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ یہ تمام کلمہ آخر تک پڑھا جاوے اور زیادہ بلند آواز...... نہ کی جاوے جس میں دیگر مصلین اور ذاکرین کو اذیت ہو۔(۳)

تصویر والے کپڑوں میں نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۸۵) تصویر اگر کپڑے پر ہو تو اس کپڑے سے نماز ہو جائے گی یا نہیں

(جواب) اگر جاندار کی تصویر ہے تو نہیں ہونے کی اگر غیر جاندار کی ہو گی تو ہو جاوے گی۔(۴)

....

(۱) ردالمحتار باب ادراك الفریضه ج ۱ ص ٦٦٨ .ط.س.ج۲ص ۱۲.۵۳ ظفیر.

(۲) ولا یفسدها نظره الی مکتوب الخ ومرورمار فی الصحراء وفی مسجد کبیر بموضع سجوده فی الا صح او مرور بین یدیه ای حائط القبلة فی بیت ومسجد صغیر فانه کبقعة واحدة مطلقا الخ وان اثم المار لحدیث البزار ولو یعلم المار ماذا علیه من الوزر لوقف اربعین خریفا (در مختار) قوله مسجد صغیر وھو اقل من ستین ذراعا وقیل من اربعین وھو المختار کما اشار فی الجواھر قھستانی (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۹۳ .ط.س.ج۱ص ٦۳٤) ظفیر.

(۳) ویکره الا عطاء الخ ورفع صوت بذکر (در مختار) فتارة قال انه حرام وتارة قال انه جائز الخ لانه حیث خیف الریاء او تاذی المسلمین اوالنیام الخ (ردالمحتار مطلب رفع الصوت بالذکر ج ۱ ص ٦۱۸ .ط.س.ج۱ص ٦۵۹. ٦٦٠)ظفیر.

(٤) وکره الخ لبس ثوب فیه تماثیل ذی روح (مختار) ویاتی ان غیر ذی الروح لایکره (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ٦۰۵ .ط.س.ج۱ص ٦٤٤. ٦٤۷) قوله ولبس ثوب فیه تصاویر لانه یشبه حامل الصنم فیکره وفی الخلاصة وتکره التصاویر علی الثوب علیٰ فیه او لم یصل ا ه و هذه الکراهة تحریمیة (البحرالرائق باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۲ ص ۷۲) ظفیر.

شملہ زیادہ ہونے سے کیا نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے

(سوال ۱۵۸۶) عمامہ باندھنا کتنا سنت ہے اور اس کا شملہ پیچھے چھوڑنا کتنا مسنون ہے۔ اگر کوئی سرین تک چھوڑے تو نماز میں نقصان آتا ہے یا نہیں۔ ایک شخص کہتا ہے کہ اگر شملہ سوا بالشت سے زیادہ چھوڑے تو نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔ اس بارہ میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) در مختار میں ہے کہ عمامہ کا شملہ پیچھے چھوڑنا مستحب ہے اور وسط ظہر تک شملہ کا ہونا مستحب ہے۔ اور بعض نے کہا ایک بالشت ہوگا اور یہ کہنا اس شخص کا کہ اگر سوا بالشت سے زیادہ شملہ چھوڑے تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی غلط ہے وسط ظہر تک ہونا شملہ کا یا ایک بالشت ہونا یہ سب امور مستحبہ میں سے ہیں اس کا خلاف مکروہ تحریمی نہیں ہے اور نماز میں کچھ کراہت نہیں آئی۔ ایک قول شملہ کے بارہ میں در مختار میں یہ بھی ہے کہ موضع جلوس تک شملہ کا ہونا مستحب ہے(۱)۔ اس سے معلوم ہوا کہ کمر کی جڑ کت یعنی سرین کے شروع تک ہونا شملہ کا بھی مکروہ نہیں ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ جو کچھ اقوال ہیں دُبارہ استحباب ہیں، باقی گناہ کسی حال نہیں ہے۔ شملہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ اسی طرح عمامہ کے طول کی شرعاً کوئی حد خاص نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ کا عمامہ کبھی بارہ ہاتھ کا ہوا ہے اور کبھی سات ہاتھ کا اور دوسروں کو آپ نے کوئی خاص طول کا امر نہیں فرمایا۔ پس جس طرح عادت ہو اور جتنا باندھنے کی عادت ہو باندھ لے کچھ وہم نہ کرے۔(۲) فقط۔

ریشمی کپڑے میں پڑھی ہوئی نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۵۸۷) بلا ضرورت شرعی ریشمی کپڑا پہنے ہوئے مرد کو نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے یا مکروہ تنزیہی اور بر تقدیر اول اعادہ نماز کا واجب ہوگا یا نہیں۔

(جواب) بظاہر مکروہ تحریمی ہے اور اعادہ واجب ہے کما قالوا باعادة صلوٰة صليت فی ثوب فيه صورة قال فی ردالمحتار ویویده ماصر حوابه من وجوب الا عادة بالصلوٰة فی ثوب فيه صورة بمنزلة من يصلی وهو حامل صنم الخ ۔(۳) ص ۳۰۷ جلد اول فی بیان واجبات الصلوٰۃ۔ فقط۔

میلے کپڑوں میں نماز مکروہ ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۸۸) میلے کپڑے اور جڑاول سال گذشتہ کے ثیاب بذلہ میں داخل ہیں یا نہیں اور نماز ان میں جائز ہوگی یا مکروہ۔

(جواب) کپڑوں کے میلے ہو جانے کی وجہ سے وہ ثیاب بذلہ نہیں ہوئے۔ اسی طرح جڑاول سال گذشتہ ثیاب بذلہ

---

(۱) وندب لبس السواد وارسال ذنب العمامة بين كتفيه الى وسط الظهر وقيل لموضع الجلوس وقيل شبر (الدر المختار على هامش ردالمحتار مسائل شتى ج ٥ ص ٦٦٠ .ط.س. ج١ ص٧٥٥) ظفير.

(۲) ذكر فيه انه كان له صلى الله عليه وسلم عمامة قصيرة وعمامة طويلة وان القصيرة كانت سبعة اذرع والطويلة اثنى عشر ذراعا (مرقاة المفاتيح . كتاب اللباس ج ٤ ص ٤٢٧) ظفير.

(۳) ردالمحتار باب صفة الصلوٰة مطلب واجبات الصلاة ج ١ ص ٤٢٦ .ط.س. ج١ ص ٤٥٧ . شرح حموی میں ہے لان الصلوٰة فی الحرير مكروهة للرجال.

میں داخل نہیں لہذا نماز ان میں مکروہ نہ ہو گی۔(۱) فقط۔

بعد نماز بائیں طرف پھر کر دعا کرنا کیسا ہے

(سوال ۱۵۸۹) زید عصر کی نماز میں امام تھا بعد سلام کے دکھن کی طرف متوجہ ہو کر مناجات کی یہ جائز ہے یا کیا۔

(جواب) جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر و عصر ان میں امام کو اختیار ہے خواہ داہنی طرف منہ کر کے بیٹھے یا بائیں طرف اور حدیث شریف سے دونوں امر ثابت ہیں اور فقہاء حنفیہ نے بھی دونوں میں اختیار دیا ہے۔ پس طعن کرنا دکھن (جنوب) کی طرف منہ کرنے والے پر جہالت ہے مسائل دینیہ سے۔(۲) فقط۔

نماز میں رحمت عالم کا خیال آنا اور لانا کیسا ہے

(سوال ۱۵۹۰) نماز میں رسول اللہ ﷺ کا اگر خیال آجاوے تو نماز ہو جاوے گی یا نہ اگر نماز میں خیال لایا جاوے تو کیا حکم ہے۔

(جواب) جب نماز میں خود التحیات میں اور درود شریف میں آنحضرت ﷺ کا ذکر ہے تو خیال آنا ضروری ہو لا باقی نماز خالص عبادت اللہ کے لئے ہے غیر اللہ کا خیال **علی سبیل التعظیم و العبادۃ** نہ آنا چاہئے اور نماز ہر حال میں صحیح ہے۔ کیونکہ خیال پر باز پرس نہیں ہے۔(۳) فقط

محراب میں نمازی کی تنہا نماز درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۹۱) محراب مذکورہ میں اکیلے نمازی کی نماز درست ہے یا نہیں۔

محراب میں کھڑے ہو کر امامت کی تو نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۵۹۲/۲) محراب مذکورہ میں اگر امام کھڑا ہو کر نماز پڑھاوے تو نماز ہو جاوے گی یا نہیں۔

محراب میں مقتدی کی نماز ہو گی یا نہیں

(سوال ۱۵۹۳/۳) محراب مذکورہ میں نماز مقتدی کی ہو جاوے گی یا نہیں۔

امام کتنی اونچائی پر امامت کر سکتا ہے

(سوال ۱۵۹۴/۴) امام کس قدر بلندی پر کھڑا ہو کر امامت کرا سکتا ہے۔

امام کس قدر بلندی پر کھڑا ہو سکتا ہے

(سوال ۱۵۹۵/۵) عذر تنگی صحن یا جنگل وغیرہ کی زمین ناہموار ہونے کی وجہ سے امام کس قدر بلندی تک کھڑا

---

(۱) وصلاته فی ثیاب بذلة یلبسها فی بیته ومهنته ای خدمته ان له غیرها والالا (درمختار) وفسرها فی شرح الوقایة بما یلبسه فی بیته لا یذهب به الی الا کابر والظاهر ان الکراهة تنزیهیة (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ص ۵۹۹ .ط.س. ج۱ ص ۶۴۰) ظفیر. (۲) وخیر فی المنیة بین تحویله یمینا وشمالا واماما وخلفا وذها به لبیته واستقباله الناس بوجهه ولودون عشرة مالم یکن بحذائه متصل ولو بعید اعلیٰ المذهب (درمختار) لکن التخیر الذی فی المنیة هوانه ان کان فی صلاة تطوع بعدها فان شاء انحرف عن یمینه اویساره او ذهب الی حوائجه او استقبل الناس بوجه الخ (ردالمحتار باب صفة الصلاة ج ۱ ص ۴۹۶ .ط.س. ج۱ ص ۵۳۱)

(۳) عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله تجاوز عن امتی ما وسوست به صدرها مالم تعمل به او تتکلم متفق علیه (مشکوٰة باب فی الوسوسة ص ۱۸) ظفیر.

ہو کر نماز پڑھا سکتا ہے جو مکروہ نہ ہو ؟

دانستہ مکروہ کا ارتکاب نماز میں کیسا ہے

(سوال ۱۵۹۶/۶)اگر دانستہ نماز میں فعل مکروہ کا ارتکاب کیا جاوے تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں ؟اور گناہ ہوتا ہے یا نہیں ؟

ایک مولوی کا فتویٰ

(سوال ۱۵۹۷/۷)مولوی اشرف علی صاحب سلمہ نے تحریر فرمایا ہے کہ امام کو اتنا اونچا کھڑا ہونا مکروہ ہے جو دیکھنے والے کو اونچا معلوم ہو ؟

کتنی بلندی پر سجدہ کر سکتا ہے

(سوال ۱۵۹۸/۸)اگر مقتدی کی سطح کی برابر امام کھڑا ہو کر سجدہ بلندی پر کرے تو اس کے لئے کتنی بلندی کی اجازت ہے امام سے مقتدی کتنی بلندی پر کھڑے ہو سکتے ہیں ؟

مقتدی بلندی پر کھڑا ہو سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۹۹/۹)امام سے مقتدی کس قدر بلندی پر کھڑے ہو سکتے ہیں ؟

ایک بالشت اونچائی پر امام کھڑا ہو تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۶۰۰/۱۰)اگر مسجد کے دروازے کا چوکا یا کرسی یا چبوتری ایک بالشت سے کم ہو تو اس پر کھڑا ہو کر امام امامت کرا سکتا ہے یا نہیں ؟

تکبیرات وسلام امام کے ساتھ نہ کرے اور پہلے ختم کر لے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۶۰۱/۱۱)تکبیر تحریمہ یا دیگر تکبیریں یا ہر دو سلام ختم نماز یا سلام سجدہ سہو شروع تو کیا جاوے امام کے ساتھ یا امام کے بعد مگر ختم ہو جائے امام سے پہلے تو نماز مقتدی کی ہو جاوے گی یا نہ ؟

جو مقتدی امام سے پہلے رکوع سجدہ کرے اس کی نماز ہو گی یا نہیں

(سوال ۱۶۰۲/۱۲)امام سے پہلے اگر مقتدی رکوع یا سجدہ یا قومہ وغیرہ کرلے تو نماز مقتدی کی ہو جاوے گی یا نہیں ؟اور امام سے پہلے سجدہ کرنے والے مقتدی کا سر گدھے کا سا ہو جاوے گا یا نہیں ؟

غلبہ نیند میں امام کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۶۰۳/۱۳)امام کے پیچھے اگر نماز میں مقتدی رکوع سجدہ قومہ قیام قعدہ وغیرہ میں اونگتا رہتا ہے۔ان صورتوں میں نماز مقتدی کی ہو جاتی ہے یا نہ ؟

مقتدی نماز ختم ہونے سے پہلے سلام پھیر دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۶۰۴/۱۴)اگر مقتدی نماز ختم ہونے سے پہلے سلام پھیر دے اور فوراً یاد آنے پر بغیر کلام کئے نماز امام کے ساتھ پوری کرے تو نماز ہو جاوے گی یا نہیں ؟

غلبہ نوم میں نماز ادا کرے یا چھوڑ دے

(سوال ۱۵/۱۶۰۵)غلبہ نوم یا غنودگی میں نماز کا کیا حکم ہے ادا کرے یا چھوڑ دے ؟

نماز میں کھجلاہٹ ہو تو کیا کرے

(سوال ۱۶/۱۶۰۶)نماز میں خارش کو کتنی مرتبہ ہاتھ سے دفع کر سکتا، یا ناک سے کتنی مرتبہ چوہے نکال سکتا ہے ؟اور تین مرتبہ کھجلانا مفسد نماز تو نہیں ہے ؟

قومہ اگر اطمینان سے نہ کرے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۷/۱۶۰۷)نماز میں قومہ جلسہ اطمینان کے ساتھ اچھی طرح نہ کیا جاوے اس نماز کا کیا حکم ہے ؟

مہندی لگا کر نماز درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۸/۱۶۰۸)مردوں کو مہندی لگا کر بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں ؟

مٹھی باندھ کر نماز

(سوال ۱۹/۱۶۰۸)ہاتھوں کو مہندی لگا کر بند مٹھیوں نماز جائز ہے یا نہ ؟

(جواب)(۱)درست ہے۔

(۲)نماز ہو جاوے گی مگر امام کا یہ فعل مکروہ ہے اور نماز میں کراہت ہو گی۔

(۳)ہو جاوے گی۔مثل مقصورة دمشق التی هی فی وسط المسجد خارج الحائط القبلی یکون الصف الا ول بینهماما یلی الا مام فی داخلها وما اتصل به من طرفیها خارجا عنها من اول الجدار الی اخره فلا منقطع الصف بیناتها کما لا ینقطع بالمنبر الذی هو داخلها شامی ج ۱ ص ۵۹۵)جمیل الرحمن.

(۴)در مختار میں ہے انفرد الا مام علی الدکان للنهی وقدر الا رتفاع بذراع ولا بأس بما دونه وقیل مایقع به الا متیاز وهو الا وجه ذکره الکمال (درمختار) علامہ شامی نے اس پر لکھا قوله وقیل هو ظاهر الروایة قال فی البحر والحاصل ان التصحیح قد اختلفت والا ولی العمل بظاهر الروایة واطلاق لحدیث و کذا رجحه فی الحلیة۔(۱)حدیث نہی یہ ہے۔ قوله للنهی وهو ما اخرجه الحاکم انه صلی الله علیه وسلم نهی ان یقوم الا مام فوق ویبقی الناس خلفه الخ شامی ۔(۲)پس معلوم ہوا کہ ایک روایۃ میں ایک ہاتھ بلندی پر کھڑا ہونا امام کا مکروہ ہے اور ظاہر روایۃ یہ ہے کہ اس قدر اونچا ہونا جس سے امتیاز ہو اور دور سے دیکھنے والا اونچا سمجھے مکروہ ہے جیسا کہ مولانا اشرف علی صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔بحر میں فرمایا کہ اس پر عمل اولیٰ ہے کہ یہ ظاہر الروایت ہے اور حدیث کا مقتضی بھی یہ ہی ہے پھر آگے در مختار میں ہے وهذا کله عند عدم العذر کجمعة وعید فلو قاموا علی المرفوف والا مام علی الارض او فی المحراب لضیق المکان لم یکره ۔(۳)اس سے معلوم ہوا کہ اگر عذر ہو تو امام کا بلند جگہ پر کھڑا ہونا درست ہے اگرچہ بلندی ممتاز ہو یا بقدر ذراع

---

(۱)ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة ومایکره فیها ج ۱ ص ۶۰۴ و ج ۱ ص ۶۰۵ .ط.س.ج ۱ ص ۶۴۶ .۱۲ ظفیر.
(۲)دیکھئے ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۶۰۴ .ط.س.ج ۱ ص ۶۴۶ .۱۲ ظفیر.
(۳)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۶۰۵ .ط.س.ج ۱ ص ۶۴۶ .۱۲ ظفیر.

کے ہو لیکن عذر ازدحام مرومان اور تنگی مکان ہے دھوپ اور سایہ عذر نہیں ہے۔ اس تقریر اور عبارات مذکورہ سے آپ کے سوالات کا جواب حاصل ہو گیا۔

(۵) اس قدر اونچا نہ کھڑا ہو کہ امتیاز حاصل ہو جاوے اور مقدار اس کی ایک ذراع ہے عذر میں جس قدر بلند جگہ پر بھی امام کھڑا ہو کراہت مرتفع ہے

(۶) نماز ہو جاتی ہے مگر نقصان رہتا ہے اور قصداً ایسا کرنا گناہ کا سبب ہے۔

(۷) معلوم ہو گیا کہ یہ ظاہر الروایت ہے۔

(۸) اس میں کچھ قید نہیں جس بلندی تک سجدہ کا مفہوم باقی رہے اجازت ہے السجدة هی فریضة تتاوی بوضع الجبهة علی الارض او ما یتصل بهابشرط الا نخفاض الزائد علی نها یة الرکوع مع الحروج عن حد القیام لانه لا یعد ساجد الغة وعرفا لمادونه ویعد به الخ ذکر الزاهدی لو سجد المریض علی دکان صدر ه یجوز کا لصحیح الخ کبیری ص ۲۷۸ و ص ۲۸۱)جمیل الرحمن.

(۹) اگر امام کے ساتھ ہی کچھ مقتدی ہوں تب تو بعض مقتدیان چاہے جس قدر بلندی پر کھڑے ہو جاویں جائز ہے جیسے سقف وغیرہ اور اگر امام تنہا نیچے ہے اور سب مقتدی اونچی جگہ پر ہیں تو اس کی وہی حد ہے جو امام کے لئے ہے یعنی بقدر ایک ذراع یا بقدر ما یقع به الا متیاز اگر مقتدی اونچے ہوں گے نماز مکروہ ہوگی وانفراد الا مام علی الدکان الا قوله لم یکره کما لو کان معه بعض القوم۔

(۱۰) اس قدر اونچائی کی وجہ سے نماز مکروہ نہ ہوگی لیکن در میں کھڑا ہونا امام کو مکروہ ہے جیسا کہ اوپر معلوم ہوا۔

(۱۱) تکبیر کے بارہ میں درمختار میں ہے فلو قال الله مع الامام واکبر قبله لم یصح (ترجمہ) پس اگر اللہ امام کے ساتھ کہا اور اکبر امام سے پہلے، نماز نہ ہوگی۔ اور سلام کے بارہ میں درمختار میں ہے وتنقضی فدوة بالا ول قبل علیکم۔(۱) پس معلوم ہوا کہ سلام کی صورت میں نماز ہو جاوے گی۔

(۱۲، ۱۳) امام سے پہلے اگر رکوع وسجدہ میں گیا تو اگر امام بھی اس میں شامل ہو گیا تو وہ رکوع سجدہ ہو گیا ورنہ نہیں ہوا۔ اور وہ حدیث یہ ہے۔ اما یخشی الذی یرفع راسه قبل الا مام ان یحول الا مام راسه راس حمار (۲) متفق علیہ (ترجمہ) کیا نہیں ڈرتا وہ شخص جو امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے کہ اس کا سر حمار کا سا ہو جاوے۔ حاشیہ میں ہے ولعل المراد تحویله فی الاخرة لا فی الدنیا۔ اور ابن حجر سے بھی منقول ہے کہ دنیا میں بھی کسی کے لئے ہو جاوے تو مستبعد نہیں کما نقل عن البعض۔ (۱۴) ان سب صورتوں میں نماز ہو جاتی ہے۔

(۱۵) (الا السلام ساهیا للتحلیل ای للخروج من الصلوٰة قبل اتمامها علی ظن اکما لها فلا یفید) (درمختار) نماز ہو جاوے گی۔

(۱۶) نماز کو نہ چھوڑے جس طرح ہو نیند اور سستی کو دفع کر کے نماز پڑھے قضا نہ کرے۔

---

(۱) الدرالمختار علی هامش ردالمحتار . باب صفة الصلوٰة .واجبات الصلوٰة ج ۱ ص ٤٣٦ .ط.س.ج۱ص٤٦٨ .١٢ ظفیر .(۲) مشکوٰة.

(۱۷)خارش جتنی دفع بھی ہو کھجانا درست ہے مفسد نماز نہیں ہے ویفسد ها کل عمل کثیر ما لا یشك بسببه الناظرین بعید فی فاعله انه لیس فیها (در مختار بیان فسدت الصلوٰة) (درمختار کی اس تصحیح کے پیش نظر خارش اگر چہ بدفعات ہو عمل کثیر کی تعریف سے خارج ہے)

ناک سے میل نکالنا یہ برا ہے اگرچہ نماز اس سے فاسد نہیں ہوتی مگر یہ مکروہ ہے اور جس جگہ نماز کو فاسد لکھتے ہیں وہاں اعادہ لازم ہے۔

(۱۸)نماز مکروہ ہوتی ہے اور ایسی نماز واجب الاعادہ ہے۔ یعنی واجب ہے کہ اعادہ کرے بسبب ترک واجب کے۔ فی الدر المختار وکذا فی الرفع فیهما قال الشامی یجب التعدیل ایضا فی القومة من الرکوع والجلسة بین الجلستین . شامی ج ۱ ص ۴۸۲) جمیل الرحمن.

(۱۹)جائز نہیں(۱)

(۲۰)اس سے ترک سنن واجب آتا ہے اس لئے مکروہ ہے۔(۲)

مقبرہ میں نماز جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۶۱۰)مقبرہ میں نماز جائز ہے یا نہیں۔

(جواب)اگر مقبرہ میں کوئی جگہ صاف اور ستھری نماز کے لئے ہو اور اس میں نجاست اور قبر نہ ہو اور آگے نمازی کے بسوئے قبلہ کوئی قبر نہ ہو تو نماز جائز ہے بلا کراہت تحریمیہ اور اگر سامنے قبر ہو یا خود اس جگہ قبر ہو جہاں نماز پڑھتا ہے تو مکروہ تحریمی ہے۔ شامی میں ہے ولاباس بالصلوٰة فیها اذا کان فیها موضع اعد للصلوٰة ولیس فیه قبر ولا نجاسة کما فی الخانیة ولا قبلة الی قبر الخ .(۳)اور لفظ لاباس سے اس قدر ضرور معلوم ہوتا ہے کہ مقبرہ میں نماز پڑھنا اچھا نہیں ہے۔

ریاح روک کر نماز ادا کی تو ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۶۱۱)جس شخص کی بوجہ قبض ریاح جلدی جلدی خارج ہوتی ہے اگر وہ روک کر نماز ادا کرے تو کیا نماز صحیح ہو جاوے گی۔

(جواب)نماز صحیح ہے۔(۴)فقط۔

نماز کے سامنے پیپل کا درخت ہونے سے نماز مکروہ نہیں ہوتی

(سوال ۱۶۱۲)اگر پیپل کا درخت نمازی کے سامنے ہو تو نماز ہو جاوے گی یا نہیں۔

(جواب)نماز صحیح ہے، اس میں کچھ کراہت بھی نہیں۔

---

(۱)چونکہ قیام جو فرض ہے وہ بلا عذر ترک ہوا۔
(۲)چونکہ نماز کے ہر رکن میں مٹھی کا کھلا رہنا مسنون ہے۔ جمیل الرحمن۔
(۳)ردالمحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۵۳ .ط.س.ج۱ص ۳۸۰. ۱۲ ظفیر.
(۴)یجب رد عذره او تقلیله بقدر قدرته الخ ویرده لا یبقی ذا عذر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار احکام المعذور ج ۱ ص ۲۸۳ .ط.س.ج۱ص ۳۰۷)ظفیر.

پیشاب روک کر جماعت میں شرکت مکروہ ہے

(سوال ۱۶۱۳)ایک شخص کو قضاء حاجت بول کی ہوئی اس نے قضاء حاجت موقوف کر کے جماعت کے ساتھ نماز ادا کی اور قوت مثانہ سے بول کو روکتا رہا بعد کو قضاء حاجت کی اس حالت میں نماز کا کیا حکم ہے۔

(جواب)اس حالت میں نماز مکروہ تحریمی ہے لیکن یہ اس وقت ہے کہ پیشاب وپاخانہ کی ایسی حاجت ہو کہ اس کا دل اس میں مشغول ہو۔ کما فی الشامی قوله وصلوته مع مد افعته الا خبثین البول والغايط . قال فی الخزائن سواء كان بعد شروعه اوقبله فان شغله قطعه ان لم يخف فوت الوقت الخ ۔(۱)

جیب میں روپیہ ہو تو بھی نماز ہو جاتی ہے

(سوال ۱۶۱۴)روپیہ پیسہ اگر صدری کی جیب میں ہو اور نیت باندھنے کے وقت ہاتھ کے نیچے رہے تو کیا نماز ہو جاتی ہے۔

(جواب)نماز اس صورت میں بلا کراہت صحیح ہے۔(۲)

ریشم اور سونا پہن کر نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۶۱۵)اگر کوئی شخص بلا عذر ریشم اور سونا پہن کر نماز پڑھے تو اس کی نماز ہو گی یا نہیں۔ بعض احباب کا خیال ہے کہ سونا اور ریشم مردوں کو پہننا حرام ہے لیکن اگر پہن کر نماز پڑھی تو نماز ہو جائے گی یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب)ریشمی کپڑا اور سونا بے شک مردوں کے لئے حرام ہے اور نماز جو ان سے پڑھی گئی وہ صحیح ہے مگر ظاہر ہے کہ جب کہ استعمال ریشم اور سونے کا مردوں کو ہر وقت حرام ہے تو نماز میں بھی حرام ہے مگر چونکہ وہ دونوں نجس نہیں ہیں اس لئے نماز ہو گئی۔(۳) فقط۔

وہ نمازیں جو تعدیل ارکان سے خالی رہیں ان کا کیا حکم ہے

(سوال ۱۶۱۶)ایک شخص کی عمر بیس برس کی ہے اس عرصہ تک اس نے کوئی نماز درست نہیں پڑھی صرف دو ٹکر مار کر نماز ختم کر دیتا ہے یہ نمازیں ہوئیں یا نہیں اگر اعادہ کرے تو صرف فرض ہی ادا کرے یا سنت بھی۔

(جواب)جو نمازیں تعدیل ارکان کے ساتھ ادا نہیں ہوئیں اگرچہ وہ ہو گئی ہیں لیکن ان کا دہرالینا اچھا ہے۔ فرض اور وتر کا اعادہ کرے سنتوں کا اعادہ نہ کرے۔ فقط۔

محراب میں امام کا کھڑا ہونا

(سوال ۱۶۱۷)محراب مسجد میں کھڑا ہونا امام کا کیسا ہے فقہاء جو اس کو مکروہ لکھتے ہیں اس کی کیا دلیل ہے ؟

---

(۱)ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ۱ ص ۶۰۰ .ط.س.ج۱ص۶۷۲ ۱۲ ظفير.

(۲)ولا يكره لو كانت تحت قدميه او فی يده عبارة الشمنی بدنه لا نها مستورة بثيابه الخ ومفاده كراهة المستبين لا المستتر بكيس او صرة او ثوب اخر (در مختار) بان صلی ومعه صرة او كيس فيه دنا نير او در اهم فيها صور صغار فلا تكره لا ستتارها (ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة ويكره فيها ج ۱ ص ۶۰۶ .۶۰۷ .ط.س.ج۱ص۶۷۸) ظفير.

(۳)لان الصلوٰة فی الحرير مكروهة للرجال (شرح حموی علی الا شباه والنظائر ج ۱ ص ۱۹۷) ظفير.

مسجد کے دروں کو بھی کیا محراب کا حکم ہے ؟ اور اس کو محراب بنانا کس لئے ہے ؟ فقہاء نے کس کتاب میں کس جگہ اس کی تصریح کی ہے کہ در کو محراب کا حکم ہے ؟ اگر ایسی تصریح کوئی فقہاء نے کی ہو تو اس کو نقل فرمائی جاوے اور علامہ شامی کی دو عبارتوں میں تعارض معلوم ہوتا ہے در مختار میں ہے وقیام الا مام فی المحراب ای یکرہ لا سجودہ فیہ وقدماہ خارجہ الخ شامی میں ہے والا صح ماروی عن ابی حنیفةؒ انه قال اکرہ للامام ان یقوم بین ساریتین اوزاویة او ناحیة المسجد والی ساریة لانه بخلاف عمل الا مة اه وفیه ایضا ومقتضاہ ان الا مام لو ترك المحراب وقام فی غیرہ یکرہ ولو کان قیامه وسط الصف لانه خلاف عمل الا مة۔ ان دونوں عبارتوں میں بظاہر تخالف معلوم ہوتا ہے اس شبہ کا جواب تحریر فرمادیں۔

(جواب) در میں کھڑا ہونے کی کراہت کی وہی وجہ ہے جو محراب میں کھڑا ہونے کی ہے پس اگر قدم باہر در سے ہوں گے تو کراہت مرتفع ہو جاوے گی اور علامہ شامی کی دونوں عبارتوں میں کچھ تعارض نہیں ہے اول یہ کہا ہے ولو کان قیامه وسط الصف۔ وسط صف اور ہے اور وسط مسجد اور ہے پس مکروہ وسط مسجد کا چھوڑنا ہے یعنی بلا ضرورت اگرچہ مقتدیوں کی صف کے وسط میں ہو۔ اور در چونکہ مخاذی محراب کے ہے لہذا وہ وسط ہے اور مسجد میں اکثر دو درجہ ہوتے ہیں ایک مسقّف جو شتوی کہلاتا ہے اور غیر مسقّف جو صیفی کہلاتا ہے یعنی فرش پس جب کہ مسجد صیفی میں نمازی کھڑے ہوں گے تو ان کی محراب مسجد کا در درمیانی ہوگا فقط۔

نمازی کے آگے جو نماز پڑھ رہا ہے وہ آگے سے ہٹ سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۶۱۸) دو مصلی آگے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں آگے والا پہلے فارغ ہو گیا اب وہ داہنی جانب یا بائیں جانب سے اٹھ کر چلا جاوے یہ جائز ہے یا نہ ؟

(جواب) آگے والا فوراً دائیں بائیں کو جا سکتا ہے یہ جائز ہے۔

مسائل مسجد

مسجد کا دروازہ بند کر دینا کیسا ہے

(سوال ۱۶۱۹)زید ایک مسجد کا امام ہے وہ بعد نماز عشاء نو بجے مسجد کے کواڑ بند کر لیتا ہے اور جو نمازی کواڑ بند کرنے کے بعد آتا ہے تو زید کواڑ نہیں کھولتا۔ کیا کسی حدیث میں ہے کہ مسجد کے کواڑ بند کر کے پھر نہ کھولے جائیں۔

(جواب)در مختار میں ہے کہ دروازہ کا بند کرنا مکروہ ہے۔(۱) لیکن اگر اسباب مسجد کے گم ہو جانے کا اندیشہ ہے تو سوائے اوقات نماز کے دروازہ مسجد کا بند کرنا درست ہے اور شامی میں ہے کہ یہ امر اہل محلّہ کی رائے پر ہے۔ جس وقت وہ مناسب سمجھیں سوائے اوقات نماز کے دروازہ بند کرا دیا کریں صورت مذکورہ میں امام مسجد کا نمازیوں کے لئے دروازہ نہ کھولنا خلاف حکم شریعت ہے اور دروازہ بند کر کے پھر نہ کھولنا اگرچہ نمازیوں کی ضرورت سے ہو کہیں ثابت نہیں ہے۔

ایسی مسجد میں نماز درست ہے یا نہیں۔

(سوال ۱۶۲۰)نقشہ مسجد منسلکہ سوال کو ملاحظہ فرما کر تحریر فرمایئے کہ اس مسجد میں نماز درست ہے یا نہیں۔

(جواب)نقشہ کے ملاحظہ سے معلوم ہوا کہ کوئی قبر آگے کی طرف یعنی بجانب قبلہ نہیں ہے جو نمازی کے سامنے واقع ہوتی ۔ پس مسجد مذکور میں نماز پڑھنا بلا کراہت درست ہے کذا فی شرح المنیه والشامی۔(۲)وغیرہ۔ فقط۔

مسجد کی دوسری منزل میں نماز پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۶۲۱)اول ایک مسجد ایک منزلہ تھی پھر اس کو دو منزلہ بنایا گیا۔ اس طرح سے ایک سمت میں تو پہلی ہی بنیاد رہی اور تین سمت میں بنیادیں بھی بڑھائی گئیں اور پوری مسجد پر دوسری منزل بنادی گئی ہے صحن بالکل نہیں رہا۔ بعض علماء سے معلوم ہوا کہ مسقّف مسجد پر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اگر نیچے کی منزل میں نماز پڑھی جاوے تو موسم گرما میں سخت تکلیف ہوتی ہے ایسی حالت میں موسم گرما میں اوپر کی منزل میں نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب)شرح منیہ میں ہے وکل ما یکرہ فی المسجد یکرہ فوقه ایضاً الخ اور شامی میں ہے قوله الوطی فوقه ای الجماع خزائن اما الوطی فوقه بالقدم فغیره مکروه الا فی الکعبة بغیر عذر لقولهم بکراهیة الصلوٰة فوقها ثم رایت القهستانی نقل عن المفید کراهة الصعود الی سطح المسجد اه ویلزمه

---

(۱)وکره غلق باب المسجد الا لخوف علی متاعه به یفتی (در مختار) قال فی البحر وانما کره لا نه یشبه المنع من الصلوٰة قال الله تعالیٰ ومن اظلم ممن منع مساجد الله ان یذکر فیها اسمه الخ والتدبیر فی الغلق لا هل المحلة (ردالمحتار قبیل باب الوتر والنوا فل مطلب فی احکام المسجد ص ۶۱۴.ط.س.ج۱ص۶۵۶. ۱۲ ظفیر.

(۲)ولا باس بالصلوٰة اذا کان فیها مو ضع اعد للصلوٰة ولیس فیه قبرو لا نجاسة الخ ولا قبلة الی قبر (ردالمحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۵۳.ط.س.ج۱ص ۳۸۰) ظفیر.

كراهة الصلوٰة ايضاً فوقه فليتأ مل۔(۱) خلاصہ اور حاصل یہ ہے کہ بعض عبارات سے جواز نماز فوق مسجد معلوم ہوتا ہے اور بعض سے کراہت معلوم ہوتی ہے۔ اور صورت مسئولہ میں اوپر کے درجہ میں نماز مکروہ نہیں ہے کہ اولاً سطح مسجد پر نماز کی کراہت میں اختلاف ہے پھر درجہ بالائی کو مصداق اس کا کہنے میں تأمل ہے اور پھر عذر مذکور موجود ہے۔(۲) فقط۔

اگر پاس دو مسجدیں ہوں تو کس میں نماز پڑھے

(سوال **۱۶۲۲**) ایک شخص اس مسجد میں نماز پڑھتے ہیں جو ان کے مکان سے قریب ہے۔ اور ایک مسجد ان کے مکان سے کچھ فاصلہ پر ہے۔ کون سی مسجد میں نماز پڑھیں۔

(جواب) قریب کی مسجد میں نماز پڑھنا چاہئے کہ اس مسجد کا ان پر حق ہے اور ثواب بھی اس میں زیادہ ہے (**افضل المساجد مكة ثم المدينة ثم القدس ثم قباثم الا قدم ثم الاعظم ثم الا قرب. الدر المختار على هامش ردالمحتار ج ۱ ص ٦١٧. ظفير.**)

---

(۱) ردالمحتارباب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها مطلب فى احكام المسجد ج ۱ ص ٦١٤. ط.س. ج ۱ ص ٦٥٦ ۱۲ ظفير.

(۲) حضرت مفتی علامؒ نے دوسری منزل میں نماز کے سلسلہ میں عدم کراہت کا فیصلہ کیا ہے وہ بالکل فقہ کے مطابق ہے۔ دوسری منزل کو چھت کہنا اصطلاحاً ہرگز درست نہیں ہے۔ اصطلاح میں چھت اس حصہ کو کہتے ہیں جس کے اوپر مزید چھت نہ ہو اور وہ بارش و دھوپ کے لئے روک بنے۔ اور دوسری منزل نماز کے لئے ہی بنائی جاتی ہے، چھت کی غرض سے نہیں ہوتی۔ لہذا کسی طرح وہ چھت کے حکم میں نہیں ہے۔ جو لوگ اب تک دوسری تیسری منزل میں نماز مکروہ لکھتے ہیں خاکسار کے نزدیک درست نہیں ہے البتہ یہ افضل ضرور ہے کہ جماعت نیچے کی منزل میں ہوا کرے۔ ضرورت اور مجبوری کی حالت میں دوسری تیسری منزل کا ارادہ کیا جانا چاہئے۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

الباب الثامن فی الوتر و النوافل

فصل اول مسائل وتر

جس مقتدی نے رکوع نہیں کیا اس کی نماز نہیں ہوئی

(سوال ۱۶۲۳) اگر امام وتر کی رکعت ثالث پڑھ کر رکوع میں چلا گیا اور قنوت نہیں پڑھا اور آخر میں سجدہ سہو کر لیا تو جو مقتدی رکوع میں نہ گیا بوجہ اندھیرے یا کم دکھائی دینے کے بلکہ سجدہ میں چلا گیا تو اس مقتدی کی نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اس مقتدی کی نماز نہیں ہوئی جس نے رکوع نہیں کیا۔(۱) اگر بعد ختم نماز امام کے بھی وہ رکوع کر لیتا اور پھر سجدہ سہو کر لیتا تو نماز ہو جاتی۔ فقط۔

دعائے قنوت بھول گیا پھر یاد آنے پر پڑھا اور سجدہ سہو کیا، کیا حکم ہے

(سوال ۱۶۲۴) بکر قنوت وتر کو بھول کر رکوع میں چلا گیا، جب رکوع میں یاد آیا تو رکوع سے اٹھ کر دعا قنوت پڑھ کر سجدہ سہو کر کے نماز ختم کی، نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) بکر کو پھر رکوع سے اٹھ کر قنوت نہ پڑھنی چاہئے تھی لیکن اب جب کہ سجدہ سہو کر لیا تو نماز ہو گئی۔(۲)

وتر پڑھی مگر نیت سنت کی کی تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۶۲۵) بعد تراویح جب وتر پڑھنے کھڑے ہوئے تو ایک شخص نے بھول کر سنت کی نیت کر کے وتر پڑھے مگر دعا قنوت کے وقت اس کو وتر کا خیال آیا اس صورت میں وتر ہو گئے یا نہیں۔

(جواب) اس کے وتر ہو گئے۔(۳)

فرض جماعت سے نہیں پڑھے تو کیا وتر جماعت سے پڑھ سکتا ہے

(سوال ۱۶۲۶) رمضان میں زید نے عشاء کے فرض جماعت سے نہیں پڑھے تو وتر جماعت سے پڑھے یا تنہا۔

(جواب) جماعت وتر میں شریک ہو سکتا ہے۔ کذا صرح به فی الطحطاوی۔ اور علامہ شامی نے بے شک عدم جواز نقل کیا ہے لیکن طحطاوی کی عبارت میں جواز کی تصریح ہے اور قاعدہ بھی مقتضی جواز کو ہے اس لئے ہمارے اکابر اساتذہؒ وتر کی جماعت میں شرکت کے جواز کے قائل ہیں کیونکہ وجہ عدم جواز کی کچھ نہیں ہے۔ فقط۔

---

(۱) ومن فرائضها التی لا تصح بدونها التحريمة الخ ومنها الركوع بحيث لو مديديه نال ركبتيه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۱۱ و ج ۱ ص ۴۱۶ ط.س. ج۱ص ۴۴۲) ظفیر.

(۲) ولونسيه ای القنوت ثم تذكره فی الركوع لا يقنت فيه لفوات محله ولا يعود الی القيام فی الا صح لا نه فيه رفض الفرض للواجب فان عاداليه وقنت ولم يعد الركوع لم تفسد صلوٰته لكون ركوعه بعد قراء ة تامة وسجد للسهوقنت اولا لزواله عن محله (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوترو النوافل ج ۱ ص ۶۲۷ ط.س. ج۲ص۹) ظفیر.

(۳) ولا عبرة بنية متا خرة عنها علی المذهب وجوزه الكرخی ای الركوع وكفی مطلق نية الصلوٰة وان لم يقل لله لنفل وسنة راتبة الخ (الدر المختارعلی هامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰة مطلب فی النية ج ۱ص ۳۸۷و ج ۱ص ۳۸۸ ط.س. ج۱ص۴۱۷) ظفیر.

(۴) بقی الخ قضية التعليل فی المسئلة السابقة بقولهم لا نها تبع ان يصلی الوتر بجماعةفی هذه الصورة لانه ليس بتبع التراويح ولا للعشاء عند الامام (طحطاوی علی الدر المختار باب الوتر والنوافل مبحث التراويح ج ۱ ص ۲۹۷) ظفیر.

ملحق کی حاء کو زیر و زبر دونوں پڑھ سکتے ہیں

(سوال ۱۶۲۷)دعا قنوت میں جو لفظ ملحق ہے اس کی حاء کو زبر ہے یا زیر ہے۔

(جواب)دعا قنوت میں ملحق کی حاء کو کسرہ اور فتحہ دونوں پڑھا گیا ہے اور دونوں جائز ہیں اگر چہ معروف تر کسرہ ہے۔ شامی میں ہے قوله وملحق بمعنى لا حق .مبتداء وخبره هوبكسرالحاء .هذا هو المشهور ونص غير واحد على انه الا صح ويقال بفتحها ذكره ابن قتيبه وغيره ونص الجوهرى على انه صواب كذا فى الحلية قلت بل فى القاموس الفتح احسن الخ۔(۱) فقط۔

وتر میں رفع یدین کے سلسلہ میں ایک غلط شہرت

(سوال ۱۶۲۸)نماز وتر کب سے واجب ہوئی۔ وجہ رفع یدین فی الرکعۃ الثالثہ کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ معراج میں جب آنحضرت ﷺ تیسری رکعت پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو تعذیب والدین کو معائنہ کر کے رفع یدین کیا یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب)اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔(۲)

امام نے قنوت ختم کر کے رکوع کیا اور مقتدی کی دعائے قنوت پوری نہ ہوئی تو کیا کرے

(سوال ۱۶۲۹)جماعت وتر میں امام دعا قنوت ختم کر کے رکوع میں چلا گیا۔ مقتدی کی قنوت ختم نہیں ہوئی کیا وہ متابعت امام کی غرض سے بلا ختم قنوت رکوع میں چلا جائے۔

(جواب)اگر قلیل باقی ہے کہ پورا کر کے رکوع میں امام کے شریک ہو سکتا ہے تو پورا کر کے رکوع کرے ورنہ چھوڑ دے۔(۳) فقط۔

عشاء کی جماعت میں شریک نہ ہو سکا تو بھی وتر جماعت سے پڑھ سکتا ہے

(سوال ۱۶۳۰)ایک شخص نے عشاء کے فرض علیحدہ پڑھے۔ تراویح سب یا اکثر امام کے ساتھ اداء کی یا بالکل نہ پڑھی۔ ہر سہ صورت میں وتر کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے یا نہیں۔

اشتہار مدرسہ دیوبند ۴۲ھ میں ہے جس کو عشاء کے فرض یا جماعت نہیں ملے وہ وتر کو امام کے ساتھ باجماعت پڑھ سکتا ہے اور علامہ شامی ردالمحتار میں فرماتے ہیں اذا لم يصل الفرض معه لا يتبعه فى الوتر۔ دونوں تحریروں میں تطبیق کیونکر ہوگی۔

(جواب)ہر سہ صورت میں وتر کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے۔ تراویح امام کے ساتھ کل یا بعض نہ پڑھنے کی صورت میں جماعت وتر میں شریک ہونے کا جواز تو درمختار کی عبارت میں مذکور ہے ولو لم يصلها اى التراويح

---

(۱)ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۲۴ .ط.س.ج۲ص۷. ۱۲ ظفیر.

(۲)یہ تو صراحت نہیں مل سکی کہ وتر کی نماز آں حضرت نے کس سنہ سے شروع کی، البتہ حدیث سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ شروع سے برابر پڑھتے رہے اور تاکید فرمائی الوتر حق فمن لم يو تر فليس منا (ابو دائود) قنوت میں ہاتھ اس لئے اٹھاتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے یوں ہی ثابت ہے، اس کی وجہ غالباً یہ ہوگی کہ قرات پر قیام ختم ہو جاتا ہے اب چونکہ حالت قیام میں ہی دعا پڑھی جا رہی ہے اس لئے ہاتھ اٹھا کر اشارہ کیا جاتا ہے کہ قرات الگ چیز ہے اور دعا الگ چیز، سائل نے معراج کا حوالہ دیا ہے اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔ واللہ اعلم ۱۲ظفیر۔

(۳)للمقتدى يتا بع الا مام فى القنوت فلوركع الا مام فى الوتر قبل ان يفرغ المقتدى من القنوت فانه يتا بع الا مام الخ (عالمگیری مصری فی صلاۃ الوتر ج ۱ ص ۱۰۴) ظفیر.

بالا مام او صلاها مع غیره له ان یصلی الو ترمعه الخ ۔(۱)اور فرض عشاء جماعت سے نہ پڑھنے کی صورت میں وتر کی جماعت میں شریک ہونے کا جواز تعلیل علامہ طحطاویؒ سے معلوم ہوتا ہے۔حیث قال فی شرح قول صاحب الدر المختار بقی لو تر کہا الکل ہل یصلون الو تر بجماعۃٍ فلیر اجع (قولہ فلیراجع) قضیۃ التعلیل فی المسئلۃ السابقۃ بقولهم لا نها تبع ان یصلی الوتر بجماعۃ فی ہذہ الصورۃ لا نہ لیس تبع للتراویح و لا لعشاء عند الا مامؒ(۲) انتہی حلبی۔ طحطاوی۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ علامہ شامیؒ نے جو فرع قہستانی سے نقل کیا ہے۔ثم قال لکنہ اذا لم یصل الفرض معہ لا یتبعہ فی الوتر۔(۳) یہ ضعیف ہے صحیح نہیں ہے کیونکہ وتر مستقل نماز ہے نہ عشاء کے تابع ہے اور نہ تراویح کے علامہ شامی کی رائے فلیراجع کے جواب میں بھی یہی ہے کہ اس صورت میں بھی وتر جماعت کے ساتھ جائز نہ ہونا چاہئے اور علامہ طحطاویؒ کی رائے صاف حسب قواعد یہ ہے کہ اس صورت میں وتر جماعت جائز ہے اور شامی کی آخری عبارت لاکراہۃ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مراد قہستانی کی لایتبعہ فی الوتر سے کراہت ہے اصل جواز میں اختلاف نہیں ہے اور ظاہر تعلیل منقول عن العلامۃ الطحطاویؒ سے یہ ہے کہ کراہت بھی نہیں ہے کیونکہ عشاء اور وتر ہر ایک نماز مستقل ہے۔ فقط۔

بسلسلہ وتر ایک عبارت کا مطلب

(سوال ۱۶۳۱) در مختار باب الوتر والنوافل میں ہے ویسن الدعا المشہور ویصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وبہ یفتی ،تو حنفی مذہب میں کیا پڑھے۔

(جواب) دعا مشہور سے مراد دعا قنوت اللّٰہم انا نستعینک الخ اور دعا اللّٰہم اہدنی فیمن ہدیت الخ ہے۔اس دوسری دعا کے اخیر میں وصلی اللہ علی النبی بھی ہے۔ حنفیوں کو بھی یہ دونوں دعائیں پڑھنا اور جمع کرنا افضل ہے اور اگر صرف اللّٰہم انا نستعینک الخ پڑھے تو یہ بھی درست ہے۔(۴) فقط۔

وتر کی نیت

(سوال ۱۶۳۲) وتر کی نیت کا کیا حکم ہے ، کیونکہ در مختار میں ہے لذاینوی الوتر لا الو ترا لواجب کما فی العیدین للاختلاف اور شامی نے بھی یہی اختیار کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اگر واجب کی نیت نہ کرے تو نماز جائز نہیں ہے۔

(جواب) علامہ شامیؒ نے اس موقعہ میں یہ لکھا ہے۔ ای انہ لا یلزمہ تعیین الوجوب لامنعہ من ذلک۔(۵) پس معلوم ہوا کہ نیت وجوب منع نہیں ہے اور حنفی کا اعتقاد وجوب کا ہے لہٰذا اس کو نیت وجوب کرنے میں کچھ حرج

---

(۱) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار مبحث التراویح ج ۱ ص ۶۶۳ .ط.س ج۱ص۴۸. ۱۲ ظفیر.
(۲) الطحطاوی علی الدر المختار مبحث فی التراویح ج ۱ص ۲۹۷. ۱۲ ظفیر.
(۳) ردالمحتار مبحث فی التراویح ص ۶۶۳ .ط.س ج۲ص۴۸. ۱۲ ظفیر.
(۴) قولہ یسن الدعاء المشہور قدمنا فی بحث الواجبات التصریح بذالک عن النہر وذکر فی البحر عن الکرخی ان القنوت لیس فیہ دعاء مؤقت لا نہ روی عن الصحابۃ ادعیۃ مختلفۃ ولا ن الموقت من الدعاء یذہب برقۃ القلب وذکر الا سبیجابی انہ ظاہر الروایۃ وقال بعضهم المراد لیس فیہ دعاء مؤقت ما سوی اللہم انا نستعینک وقال بعضهم الا فضل التوقیت ورجحہ فی شرح المنیۃ تبر کابالما ثور ا ہ الخ (ردالمحتار باب الوتر ج ۱ ص ۶۲۳) ظفیر
(۵) ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۲۶ .ط.س ج ۲ص۶. ۱۲ ظفیر.

نہیں ہے۔اور اگر نیت مطلق وتر کی کرے تو بھی نماز میں کچھ خلل نہ ہوگا۔اور عبارت درمختار توسیع پر محمول ہے۔ یعنی مطلق وتر کی نیت بھی درست ہے۔

قنوت چھوڑ کر رکوع میں چلا جائے

(سوال ۱۶۳۳)اگر کوئی شخص نماز وتر میں دعا قنوت بھول کر رکوع میں چلا جاوے بعد میں خود یا دوسرے کے بتلانے سے رکوع سے اٹھ کر دعا قنوت پڑھے اور دوبارہ پھر رکوع کر کے اپنی نماز پوری کرے تو اس صورت میں اس کی نماز فاسد ہوگی یا سجدہ سہو کرنے سے نماز کامل ہوگی۔

(جواب)نماز صحیح ہے۔کذافی الدر المختار فان عادالیه وقنت و لم یعد الرکوع.

وتر میں رکوع سے پہلے رفع یدین اور دعا قنوت حدیث میں

(سوال ۱۶۳۴)ہمارے یہاں چند اشخاص مذبذب غیر مقلد ہیں،وتر کی وہ رکعت تو تین ہی پڑھتے ہیں مگر قنوت بعد رکوع پڑھتے ہیں۔ایک ان میں معمولی علم والا ہے وہ کہتا ہے کہ اگر حدیث سے یہ ثابت کردو کہ آنحضرت ﷺ قبل از رکوع ہاتھ اٹھا کر کانوں سے لگا کر پھر قنوت پڑھتے تھے تو ہم ماننے کو تیار ہیں حدیث سے یہ ثابت نہیں ہے۔ایک حدیث اس امر کے ثبوت میں تحریر فرمادیں۔

(جواب)اخرج ابو نعیم فی الحلیة عن عطاء بن مسلم ثنا العلاء بن المسیب عن حبیب بن ابی ثابت عن ابن عباس قال اوتر النبی صلی الله علیه وسلم بثلث قنت فیها قبل الرکوع . عن ابن عمر ان النبی، صلی الله علیه وسلم کان یوتر بثلث قنت فیها قبل الرکوع. عن ابن عمر النبی صلی الله علیه وسلم کان یوتر بثلث رکعات ویجعل القنوت قبل الرکوع. وقد روی عن ابن عمرؓ کان اذا فرغ من القراءة کبرو فی الذخیرة رفع یدیه حذآء اذنیه وهو مروی عن ابن مسعود ابن عمرو ابن عباس وابی عبیدة واسحق وقد تقدم . کبیری ، شرح منیه .(۱)ان روایات سے صراحۃً وتر کا تین ہونا اور قنوت وتر کا قبل رکوع ہونا اور حضرت عبداللہ بن مسعود و عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن عباس وغیرہ صحابہ کبار سے تکبیر قنوت کے وقت ہاتھ اٹھانا ثابت ہو گیا۔اور ظاہر ہے کہ ان صحابہ کبار نے قنوت قبل رکوع اور تکبیر مع رفع الیدین آنحضرت ﷺ کو دیکھ کر ہی کیا ہے لہذا یہ حجت کافی ہے۔اور اگر لامذہب لوگ اس کو نہ مانیں تو ان سے کہو کہ جو مذہب عبداللہ بن مسعود و عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن عباس وغیرہ صحابہ کا تھا وہی ہمارا ہے۔جس دلیل سے یہ حضرات رفع یدین فی تکبیرات القنوت کرتے تھے وہی ہماری دلیل ہے۔فقط

وتر ختم کر کے سبحان الملک القدوس کب پڑھے

(سوال ۱۶۳۵)بعد سلام وتر جو سبحان الملك القدوس ثلثاً وارد ہے،یہ سجدہ کر کے پھر پڑھے یا قعدہ میں اور عند الاحناف یہ جائز ہے یا نہیں۔

(۱)غنیة المستملی باب الوتر ص ۳۹۶.۱۲ ظفیر.

(جواب)وتر کا سلام جب پھیر کر بیٹھے اس وقت پڑھے اور یہ عند الاحناف بھی جائز و مستحب ہے۔(۱) فقط۔

وتر کی جماعت میں جب تیسری رکعت میں ملے تو دعائے قنوت کب پڑھے

(سوال ۱۶۳۶) رمضان میں وتر کی تیسری رکعت میں شامل ہوا تو دو رکعت جو باقی رہیں ان میں دعا قنوت پڑھی جائے گی یا نہیں۔

(جواب) دعا قنوت پڑھی جاوے گی۔(۲) فقط۔ (تفصیل حاشیہ میں پڑھیں۔ ظفیر)

سورۂ اخلاص دعائے قنوت کے قائم مقام ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۶۳۷) در وتر سورہ اخلاص سہ بار قائم مقام دعائے قنوت می شود یا نہ۔

(جواب) در شامی آوردہ ومن لا یحسن القنوت یقول ربنا اتنا فی الدنیا حسنة الآية . وقال ابو الليث يقول اللهم اغفر لی یکررها ثلاثا وقيل يقول يارب ثلاثا ذكر في الذخيرة الخ۔(۳) پس معلوم شد کہ سورہ اخلاص بجائے دعائے قنوت منقول نیست۔

وتر کی امامت فرض نماز کے امام کے علاوہ شخص کرا سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۶۳۸) کیا وتر کی نماز کا امام غیر امام فرض بن سکتا ہے۔

(جواب) وتر کی جماعت کا امام جماعت فرض کے امام کا غیر ہو سکتا ہے۔

وتر کی دو رکعت پڑھ کر قعود کرے گا یا نہیں

(سوال ۱۶۳۹) وتر کی دو رکعت پڑھ کر التحیات کے واسطے بیٹھنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) بیٹھنا چاہئے جیسا کہ کتب فقہ واحادیث سے ثابت ہے۔ درمختار میں ہے وهو ثلث ركعات كالمغرب قوله كا لمغرب افا دانه ان القعدة الا ولی واجبة الخ شامی باب (۴) الوتر والنوافل (معلوم ہوا کہ دو رکعت کے بعد بیٹھنا واجب ہے۔ ظفیر)۔

دعائے قنوت صرف وتر کے لئے ہے

(سوال ۱۶۴۰) سوائے نماز وتر اور فجر کے اور کسی نماز فرض میں بھی قنوت پڑھنا درست ہے یا نہیں اور قنوت کے بعد درود شریف پڑھنا کیسا ہے۔

---

(۱) عن ابی بن كعب قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا سلم فى الوتر قال سبحان الملك القدوس رواه ابو داؤد و النسائی وزاد ثلث مرات يطين وفى رواية للنسائى عن عبدالرحمن بن ابزى عن ابيه قال كان يقول اذا سلم سبحان الملك القدوس ثلثا ويرفع صوته بالثالثة (مشكوٰة باب الوتر فصل ثانی ص ۱۲) ظفير.

(۲) ولها واجبات لا تفسد ...... بتركها وتعاد وجو بافى العمدوالسهوالخ وهى على ما ذكره اربعه عشر قراء ة فاتحة الكتاب الخ اوقراء ت قنوت الوترو وهو مطلق الدعاء (الدرالمختار على هامش ردالمحتار باب صفة الصلاة مطلب واجبات الصلوٰة ج ۱ ص ۴۲۴ .ط.س.ج۱ص۴۵۶) اس سے معلوم ہوا کہ دعائے قنوت کا پڑھنا ضروری ہے مگر مسبوق کب پڑھے ؟ اس سلسلہ میں فقہاء لکھتے واما المسبوق فيقنت مع امامه فقط ويصير مدر كابادراك ركوع الثالثة (درمختار) فيقنت مع امامه فقط لانه اخر صلاته وما يقضيه او لها حكما فى حق القراء ة وما اشبهها وهو القنوت واذا وقع قنوته فى موضعه بيقين لا يكررو لان تكراره غير مشروع شرح المنية (ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج۱ ص ۶۲۸ .ط.س.ج۲ص۱۱) یعنی تیسری رکعت اگر اس نے پوری پالی ہے تو امام کے ساتھ قنوت پڑھے بعد میں پڑھنے کی ضرورت نہیں البتہ اگر تیسری رکعت میں اس وقت ملا جب امام قنوت سے فارغ ہو چکا تھا تو بعد میں پڑھے گا۔

(۳) ردالمحتار باب الوتر و النوافل ج ۱ ص ۶۲۴ .۱۲ (۴) ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۲۳ ظفير.

(جواب) حنفیہ کے نزدیک سوائے وتر کے اور کسی نماز میں دعائے قنوت پڑھنا درست نہیں ہے۔ صبح کی نماز میں آنحضرت ﷺ نے جو چند روز دعائے قنوت پڑھی ہے وہ حکم منسوخ ہو گیا۔(۱) البتہ اگر کوئی حادثہ پیش آوے تو صبح کی نماز میں قنوت پڑھنا درست ہے سوائے صبح کے اور نمازوں میں مختلف فیہ ہے۔(۲) اور دعائے قنوت کے بعد درود شریف پڑھنا بھی درست ہے۔ فقط۔

وتر کا قعدہ آنحضرت صلعم سے ثابت ہے

(سوال ۱۶۴۱) قعدۂ اولیٰ وتر کا نبی کریم ﷺ صحابہؓ سے ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) قاعدہ اولیٰ وتر کا آنحضرت ﷺ اور صحابہؓ سے ثابت ہے جیسا کہ روایت نسائی میں ہے عن سعد بن هشام ان عائشه رضى الله تعالىٰ عنها حدثته ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان لا يسلم فى ركعتى الوتر ۔(۳) اور صحیح مسلم میں ہے ويصلى تسع ركعات لا يجلس فيها الا فى الثانية۔(۴)

وتر کے لئے ایک رکعت کی نیت ہو گی یا تین رکعت کی

(سوال ۱۶۴۲) وتر کی ایک رکعت کی نیت کی جائے یا تین کی۔

(جواب) شریعت میں تین وتر ہیں اور امام ابو حنیفہؒ کا مذہب یہ ہے کہ صرف ایک رکعت پڑھنا جائز نہیں ہے۔ حضرت ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔(۵) واللہ اعلم۔

وتر کی تیسری رکعت میں ملنے والا جس نے قنوت امام کے ساتھ پڑھی اور رکوع میں ملنے والا جس نے قنوت نہیں پائی وہ کیا کرے

(سوال ۱۶۵۳) زید وتر کی آخری رکعت میں ملا اور امام کے ساتھ دعا قنوت پڑھی بعد میں جو دو رکعت پڑھے گا ان میں قنوت پڑھے یا نہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ امام کو اخیر رکوع میں پایا اور قنوت نہیں پڑھا باقی دو رکعت میں قنوت پڑھے یا نہیں۔

(جواب) پہلی صورت میں پھر قنوت نہ پڑھے۔ واما المسبوق فيقنت مع امامه(۶) اور دوسری صورت میں پچھلی رکعت میں قنوت پڑھے۔

وتر کی نیت میں واجب اللیل کہنا کیسا ہے

(سوال ۱۶۴۴) وتر کی نیت میں واجب اللیل کہنا کیسا ہے۔

(۱) ویاتی الما موم بقنوت الوتر الخ لا الفجر لانه منسوخ (الدر المختار على هامش رد المحتا ر باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۲۶. ط.س. ج۲ ص۸) ظفیر.
(۲) ولا يقنت لغيره الا لنازلة فيقنت الامام فى الجهرية وقيل فى الكل (درمختار) قوله لا يقنت لغيره اى غيرالوتر الخ قوله فيقنت الا مام فى الجهرية الخ لكن فى الا شباه عن الغاية قنت فى صلاة الفجر الخ قال الحافظ ابو جعفر الطحاوى انما لا يقنت عند نا فى صلوٰة الفجر من غير بلية الخ (ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فى القنوت للنازلة ج ۱ ص ۶۲۸. ط.س. ج۲ ص ۱۱) ظفیر. (۳) نسائی شریف. (۴) مسلم (ج ۱ ص ۲۲۶) ۱۲ ظفیر.
(۵) وهو اى الو تر ثلاث ركعات كالمغرب حتىٰ لونسى القعود لا يعود ولو عاد ينبغى الفساد (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۲۲. ط.س. ج۲ ص۵) ظفیر.
(۶) الدر المختارعلى هامش ردالمحتار باب الوتر ج ۱ ص ۶۲۸ ۱۲ ظفیر.

(جواب) وتر کی نیت میں یہ کہنا چاہئے کہ نیت کرتا ہوں میں نماز وتر کی، اور اگر واجب اللیل بھی کہہ دیوے تو کچھ حرج نہیں۔ (۱)

نصف سورۃ درمیان میں چھوڑنا کیسا ہے

(سوال ۱٦٤٥) وتر کی پہلی رکعت میں سورہ اذازل پڑھی اور دوسری میں آدھی والعادیات پڑھی اور تیسری میں آدھی القارعات پڑھی آیا وتر میں خرابی ہوئی یا نہیں۔

(جواب) ایسا کرنا اچھا نہیں ہے۔ پوری پوری سورۃ ہر ایک رکعت میں پڑھنا افضل اور بہتر ہے لیکن نماز وتر کی اس صورت میں بھی ہو گئی۔ (۲) فقط۔

وتر میں بھول سے دعا کے پہلے رکوع

(سوال ۱٦٤٦) نماز وتر میں رفع یدین اور دعائے قنوت بھول کر امام رکوع میں چلا گیا اور فوراً یاد آنے پر واپس کھڑا ہو کر رفع یدین اور دعائے قنوت پڑھ کر سجدہ سہو کر کے نماز سے فارغ ہوا۔ نماز ہوئی یا اعادہ کرے۔

مقتدی کا امام کو یاد دلانا کیسا ہے

(سوال ۱٦٤٧/۲) اگر امام کو مقتدی نے واپس آنے کو یاد دلایا اور امام نے واپس آکر رفع یدین کر کے اور دعائے قنوت پڑھ کر سجدہ سہو کر کے ختم کیا تو مقتدی کی نماز میں کچھ فساد تو نہیں ہوا۔

ایک سجدہ کر کے دوسرا سجدہ جب امام بھول جائے

(سوال ۱٦٤٨/۳) امام نے ایک رکعت پڑھ کر ایک سجدہ کیا اور تشہد پڑھنے کو بیٹھ گیا دوسرے سجدہ کو کس طور سے مقتدی کو یاد دلانا چاہئے۔ اگر مقتدی الله اکبر یا سبحان الله کہتا ہے تو امام کھڑا ہوتا ہے۔

(جواب) (۱) نماز صحیح ہوئی۔ **فان عاد الیه وقنت ولم یعد الرکوع لم تفسد صلوٰته الخ وسجد للسهو الخ**۔ (۳) در مختار۔

(۲) کچھ فساد نہیں ہوا۔ (۴)

(۳) یاد دلانے سے مطلب یہ ہوتا ہے کہ سبحان الله وغیرہ کہہ کر امام کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ کچھ کمی و بیشی نماز میں ہو گئی۔ اس پر وہ خود غور کر کے یاد کرے گا کہ کیا فعل رہا ہے نہ یہ کہ بعینہ وہ فعل بتلایا جاوے جو کہ فوت ہوا ہے۔ لہذا تنبیہ کے لئے سبحان الله کہہ دینا کافی ہے اگر اس کو یاد آ گیا فبہا ورنہ بعد نماز کے معلوم ہونے پر نماز کا اعادہ کیا جاوے گا۔ فقط۔

---

(۱) وکفی مطلق نیة الصلاة وان لم یقل لله لنفل وسنة راتبة وتراویح الخ ولا بد من التعیین عندالنیة الخ لفرض الخ وواجب انه وتر (در مختار) اشار الی انه لا ینوی فیه انه واجب للاختلاف فیه زیلعی ای لایلزمه تعیین الوجوب ولیس المراد منعه من ان ینوی وجوبه لا نه ان کان حنفیا ینبغی ان ینویه لیطابق اعتقاده الخ (ردالمحتار باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۳۸۹. ط.س. ج۱ ص ٤۱۷) ظفیر. (۲) مع انهم صرّحوا بان الا فضل فی کل رکعة الفاتحة وسورة تامة (ردالمحتار فصل فی القراء ة ج ۱ ص ٥٠٥. ط.س. ج۱ ص ٥٤۱) ظفیر. (۳) الدر المختار. باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ٦۲۷. ط.س. ج۲ ص۹. ۱۲ (٤) بخلاف فتحه علی امامه فانه لا یفسد مطلقا لفاتح وآخذ بکل حال (الدر المختار. باب ما یفسد الصلوٰة الخ ج ۱ ص ٥٨۲)

دعائے قنوت کے یادر ہتے ہوئے دوسری دعا پڑھ سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱٦٤۹)اگر دعا قنوت یاد ہو تو دوسری دعا مثلاً ربنا آتنا الخ پڑھ سکتا ہے یا نہ۔

(جواب)دعائے قنوت یاد ہو تو ربنا آتنا وغیرہ نہیں پڑھ سکتا۔ دعا قنوت ہی پڑھنا چاہئے۔(۱)

حدیث سے دعاء قنوت ثابت ہے یا نہیں

(سوال ۱٦٥۰)ایک شخص کہتا ہے کہ دعائے قنوت حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے وتر میں دعا قنوت نہیں پڑھی۔ یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب)اس شخص کا قول غلط ہے۔ دعائے قنوت مروجہ حدیث سے ثابت ہے اور وتر میں دعائے قنوت پڑھنا احادیث میں وارد ہے۔(۲)

دعائے قنوت سے پہلے ہاتھ اٹھانے کی کیا وجہ ہے

(سوال ۱٦٥۱)وتر کی نماز میں جب قنوت پڑھتے ہیں تو ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہنے کی کیا وجہ ہے۔

(جواب)وتر کی تیسری رکعت میں تکبیر کہہ کر ہاتھ اٹھنے کی یہ وجہ ہے کہ مصنف ابی بکر بن شیبہ میں ایسا ہی وارد ہوا ہے۔ **باب تکبیر القنوت ورفع الیدین حدثنا عبد السلام بن حرب عن لیث عن عبدالرحمن بن الا سودعن ابیه ان عبدالرحمن بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنه کا ن اذا فرغ من القراء ۃ کبر ثم قنت فاذا فرغ من القنوت کبرثم رکع ومثله عن البراء حدثنا عبدالرحمن بن محمد المحاربی عن لیث عن الا سود عن ابیه عبداللہ انه کان یرفع یدیه اذا قنت فی الوتر مصنف ابی بکر بن شیبه۔**

بوقت ادائیگی وتر کو واجب کہنا کیسا ہے

(سوال ۱٦٥۲)وتر ادا کرتے وقت وتر کو واجب کہنا چاہئے یا نہیں بعض مولوی منع کرتے ہیں یعنی واجب نہ کہنا چاہئے۔

(جواب)وتر کو واجب کہنا چاہئے۔ وتر امام اعظمؒ کے نزدیک واجب ہے۔ لہٰذا ادائے وتر کے وقت واجب کا لفظ کہنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ اور اگر نہ کہا جاوے تب بھی واجب ہے وتر ادا ہو جائے گی۔(۳)

دعا قنوت میں ملحق بکسر حاء

(سوال ۱٦٥۳)لفظ ملحق جو دعا قنوت میں ہے بکسر حاء بہتر ہے یا بفتح حاء۔

....

(۱)ومن لا یحسن القنوت یقول ربنا اتنا فی الدنیا حسنة الآیة(ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ٦٢٤.ط.س.ج۲ص۷) ظفیر.

(۲)وقنت فیه ویسن الدعاء المشهور ویصلی علی النبی صلی اللہ علیه وسلم به یفتی (در مختار) ومنه ما اخرجه الا ربعة وحسنه الترمذی انه علیه الصلاة والسلام کان یقول فی اخر وتره اللهم انی اعوذ برضاك الخ (ردالمحتار. باب الوتر ج۱ ص .ط.س.ج۲ص٦) ظفیر.

(۳)وکفی مطلق النیة لنفل وسنة راتبة وتراویح الخ ولا بد من التعیین عند النیه الخ لفرض الخ واجب انه وتر (در مختار) اشار الی انه لا ینوی فیه انه واجب للاختلاف فیه زیلعی ای لا یلزمه تعیین الواجب ولیس المراد منعه من ان ینوی وجوبه لا نه ان کان حنفیا ینبغی ان ینویه لیطابق اعتقاده وان کان غیره لا تضره تلك ذکره فی البحر فی باب الوتر (ردالمحتار. باب شروط الصلوٰۃ بحث النیة ج ۱ ص ۳۸۸ وج ۱ ص ۳۸۹.ط.س.ج۱ص٤۱۷) ظفیر.

(جواب) ملحق بکسر حاء بہتر ہے اور اکثر ہے اور بفتح حاء بھی درست ہے۔(۱) فقط۔

قبل قنوت رفع یدین کا ثبوت

(سوال ۱۶۵۴) رفع یدین قبل قنوت در رکعت ثالثۂ وتر از کجا آمدو سببش چیست۔

(جواب) از حدیث لا ترفعوا الا یدی الا فی سبع مواطن الخ ۔(۲) رفع یدین بوقت خواندن دعا قنوت ثابت است و تحقیق آں در کتب فقہ و حدیث مذکور است۔(۳) فقط۔

وتروں کے بعد سبحان الملک القدوس اور عید الضحیٰ میں جاتے ہوئے تکبیر بلند آواز سے نہ کہنے والے کا حکم

(سوال ۱۶۵۵) ایک شخص بعد وتروں کے بلند آواز سے سبحان الملك القدوس تین بار نہیں کہتا اور نہ عید الضحیٰ کی نماز کو جاتے ہوئے راستہ میں بلند آواز سے تکبیر کہتا ہے۔ یہ متبع سنت ہے یا نہیں۔

(جواب) وتر کے بعد بلند آواز سے سبحان الملك القدوس تین بار پڑھنا مستحب ہے۔ اور بعض روایات میں تیسری مرتبہ بلند آواز سے پڑھنا آیا ہے۔ پس اس سے تیسری مرتبہ سبحان الملك القدوس کو بلند آواز سے پڑھنا ثابت ہوتا ہے۔ بہر حال ایسا کرنا مستحب اور بہتر ہے اور تارک پر کچھ طعن و ملامت نہ کرنی چاہئے کیونکہ مستحب فعل کو اگر کوئی نہ کرے تو اس پر کچھ طعن نہیں ہے البتہ اتباع سنت کا مقتضی یہ ہے کہ جیسا آنحضرت ﷺ نے کیا ہے ویسا کرے۔ یعنی خواہ تینوں مرتبہ یا ایک مرتبہ اخیر میں سبحان الملك القدوس کو وتر کے بعد بلند آواز سے کہہ لیا کرے۔(۴) اسی طرح عید الضحیٰ میں تکبیر بالجہر راستہ میں مشروع و مسنون ہے اس کا ترک کرنا بھی خلاف سنت ہے۔(۵) فقط۔

دعائے قنوت یاد نہ ہو تو کیا پڑھے

(سوال ۱۶۵۶) جس شخص کو دعائے قنوت یاد نہ ہو اس کو بجائے دعائے قنوت کے سورہ اخلاص پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ اور نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) شامی میں ہے کہ جس کو دعائے قنوت نہ آتی ہو تو وہ ربنا اتنا فی الدنیا حسنة الآیة پڑھے اور فقیہ ابو اللیث فرماتے ہیں اللهم اغفرلی تین بار پڑھے۔ اور بعض علماء نے فرمایا کہ یارب تین بار کہے۔ کذا فی الذخیرۃ۔

---

(۱) وصح الملحق بالكسر بمعنى الحق ملحق بمعنى لا حق (در مختار) اى انه من الحق المزيد بمعنى لحق المجرد فى الشرنبلا لية ان المطرزى صح ان المراد ملحق الفساق بالكفاروالاول اولى الخ (ردالمحتار باب الوتر الخ ج ۱ ص ٦٢٤. ط.س. ج۲ ص۷) ظفير.

(۳،۲) ولا يسن مو كدا رفع يديه الا فى سبع مواطن كما وردبناء على ان الصفاوالمروة واحد نظر اللسعى ثلاثة فى الصلاة تكبيرة افتتاح وقنوت وعيد (د رمختار) والوارد هو قوله صلى الله عليه وسلم لا ترفع الا يدى الا فى سبع مواطن تكبيرة الافتتاح وتكبيرة القنوت الخ (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة فصل ج ۱ ص ٤٧٣. ط.س. ج۱ ص۵۰۷) ظفير.

(٤) عن ابى بن كعب قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا سلم فى الوتر قال سبحان الملك القدوس رواه ابو داؤد والنسائى وفى رواية للنسائى عن عبدالرحمن بن ابزى عن ابيه قال كان يقول اذا سلم سبحان الملك القدوس ثلثا وير فع صوته بالثالثة (مشكوٰة باب الوتر ص ١١٢) ظفير.

(٥) وقالا الجهربه سنة كالا ضحى الخ ويكبر جهر ا اتفاقاً فى الطريق قيل وفى المصلى وعليه عمل الناس اليوم لافى البيت (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب العيدين ج ١ ص ٧٧٨ و ج ١ ص ٩٧٨٤. ط.س. ج۲ ص ١٧٠ ظفير.

شامی۔(۱)اور چونکہ یہ محل دعا کا ہے لہذا سورہ اخلاص اس کے قائم مقام نہ ہو گی مگر نماز ہو جاتی ہے۔

تہجد گذار فرض کے ساتھ وتر ادا کر سکتے ہیں یا نہیں

(سوال ۱۶۵۷)جو نمازی تہجد گذار ہیں وہ تہجد کے وقت وتر ادا کرتے ہیں۔ اگر وتر پہلے ہی نماز عشاء کے وقت پڑھ لیں تو اس میں کچھ حرج ہے یا نہیں۔ اکثر آدمی کہتے ہیں کہ وتر کے بعد صبح تک کوئی نماز نہیں ہوتی۔

(جواب)اس میں کچھ حرج نہیں ہے، کہ جو لوگ تہجد گذار ہیں وہ بھی وتر کو بعد عشاء پڑھ لیویں۔ بلکہ یہ احوط ہے۔ پھر اگر اٹھیں تو تہجد پڑھ لیں۔ یہ بات غلط ہے کہ وتر کے بعد پھر نفلیں پڑھی جاویں۔(۲)

دعائے قنوت کے لئے تکبیر اور رفع یدین

(سوال ۱۶۵۸)رفع الیدین مع التکبیر عند القنوت سنت ہے یا نہیں۔

(جواب)شرح منیہ میں علامہ حلبی نے احادیث و آثار دربارہ تکبیر و رفع الیدین عند القنوت نقل کئے ہیں ان سے سنیت اس کی ثابت ہے من شاء التفصیل فلیرجع الیہ۔(۳)فقط۔

بغیر دعاء پڑھے رکوع میں چلا گیا یاد دلانے پر دعا پڑھی پھر دوبارہ رکوع کیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۶۵۹)امام وتر کی تیسری رکعت میں دعا قنوت سہواً چھوڑ کر رکوع میں چلا گیا اور مقتدی کے اللہ اکبر کہنے پر امام کھڑا ہوا اور دعا قنوت پڑھ کر دوبارہ رکوع کیا اور آخر نماز میں سجدہ سہو کیا تو وتر ہوئے یا نہیں۔

(جواب)اس صورت میں سجدہ سہو سے نماز ہو گئی۔ در مختار میں ہے فان عادالیہ وقنت ولم یعد الرکوع لم تفسد صلوٰتہ الخ وسجد السہو الخ۔(۴)فقط۔

وتر کی تین رکعتیں ایک سلام سے اور رمضان میں مع الجماعت کا جواز

(سوال ۱۶۶۰)زید کہتا ہے کہ بعد نماز عشاء تین رکعت نماز وتر ایک سلام سے کوئی چیز نہیں اور جماعت کے ساتھ شرع شریف میں ان کی کہیں اصل نہیں اور ان کے منکر اور تارک کو عند اللہ کچھ مواخذہ نہیں۔

(جواب)زید کا قول غلط ہے۔ وتر کی تین رکعت ایک سلام سے احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں اور جماعت وتر کی رمضان شریف میں مستحب ہے اور افضل ہے۔ شامی میں ہے رجح الکمال الجماعة بانه صلی الله علیه وسلم کان اوتوبهم ثم بین العذر فی تاخره مثل ما صنع فی التراویح فالو ترکا لتراویح فکما ان

---

(۱)ومن لا یحسن القنوت یقول ربنا اتنا فی الدنیا حسنة الآیة وقال ابو اللیث یقول اللهم اغفرلی یکررها ثلثا وقیل یقول یا رب ثلاثا ذکر ه فی الذخیرة (ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۲۴.ط.س.ج۲ص۷)ظفیر.

(۲)وتا خیر الوتر الی اخر اللیل لواثق بالا نتباه والا فقبل النوم فان افاق وصلی نوافل والحال انه صلی الوترا ول اللیل فانه الافضل (در مختار) ای اذا اوتر قبل النوم ثم استیقظ یصلی ما کتب له ولا کراهة فیه بل هو مندوب ولا یعید الوترالخ (ردالمحتار . کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۴۲.ط.س.ج۱ص۳۹۹) ظفیر غفرله .

(۳)ثم اذا ارادا القنوت کبرو رفع یدیه عند نا الخ قال احمد اذا قنت قبل الرکوع کبر قال ابن قدامه فی المغنی وقدروی ابن عمر انه کان اذا فرغ من القراء ة کبرو فی الذخیرة رفع یدیه حذاء اذنیه وهو مروی عن ابن مسعود و ابن عمر وابن عباس وابی عبیدة والحق وقد تقدم (غنیة المستملی ص ۳۹۷) واجبات صلوٰۃ میں مذکور ہے وقراء ة قنوت الوترالخ و کذا تکبیر قنوته (درمختار) ای الوترالخ وجزم الزیلعی بوجوب السجود بترکه وینبغی ترجیح عدم الوجوب لانه الا صلی ولا دلیل علیه (ردالمحتار. باب صفة الصوة واجبات الصلوٰة ج۱ ص ۴۳۷.ط.س.ج۱ص۴۷۱)ظفیر.

(۴)الد المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل جلد اول ص ۶۲۷. ۱۲ ظفیر.

الجماعة فیها سنة فکذا لك الو تر الخ(۱)۔ دیکھئے اس عبارت میں کس وضاحت سے سنیت جماعت وتر کی ثابت فرمائی۔ فویل للمنکر۔ فقط۔

جو شخص جماعت سے عشاء نہ پڑھے کیا وہ وتر کا امام بن سکتا ہے

(سوال ۱٦٤١) جس شخص نے فرض عشاء جماعت سے نہیں پڑھی وہ وتروں میں امام کے ساتھ شریک ہو سکتا ہے یا نہیں۔ روایات فقہیہ اس مسئلہ میں متعارض ہیں۔ بعض میں تو عدم جواز مصرح ہے۔ وان وجدهم فی الوتر وهو لم یصل العشاء فصلے الوتر معهم لا یجوز وتره فی قولهم . قاضی خان ص ۱۱۳ لکنه اذا لم یصل الفرض معه لا یتبعه فی الوتر کما فی المنیه جامع الرموز ص ۹۷ لکن فی التتارخانیة من التتمةانه سئل علی بن احمد عمن صلی الفرض والتراویح وحده او التراویح فقط هل یصلی الوتر مع الا مام فقال لا ثم رایت القهستانی ذکر تصحیح ما ذکره المصنف ره ثم قال لکنه اذا لم یصل الفرض معه لا یتبعه فی الوتر. ردالمحتار. اور بعض روایات میں جواز محرر ہے. واذا لم یصل الفرض مع الا مام قیل لا یتبعه فی التراویح ولا فی الوتر وکذا اذا لم یصل معه التراویح لا یتبعه فی الوتروالصحیح انه یجوز ان یتبعه فی ذلك کله. صغیری شرح منیة المصلی ص ۲۱۰۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ عند الاحناف مرجح کون سی روایت ہے اور علت ترجیح کیا ہے۔ اور اگر ان روایات میں تطبیق ہو سکتی ہے تو کس طور پر اور برائے تحصیل ثواب جماعت تو روایت جواز کو ترجیح معلوم ہوتی ہے اور جماعت وتر تابع جماعت تراویح ہے یا تابع جماعت عشاء۔ بنابر شق اول ترک جماعت عشاء سے وتروں کا امام کے ساتھ ادا نہ کرنا ظاہرا کوئی وجہ وجیہ نہیں رکھتا اور بنابر شق ثانی خصوصیت رمضان لغو۔ غیر رمضان میں بھی وتر جماعت سے ادا کرنے چاہئیں۔

(جواب) صحیح وراجح روایت صغیری معلوم ہوتی ہے۔ طحطاوی کی تحقیق سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ قوله لبقی الخ قضیة التعلیل فی المسئلة السابقة بقولهم لا نها تبع ان یصلی الوتر بجماعة فی هذه الصورة لانه لیس بتبع للتراویح ولا للعشاء عند الا مام رحمه الله . طحطاوی۔ اور شاید کہ روایت عدم جواز مبنی صاحبین رحمہما اللہ کی مذہب پر ہو کہ وہ وتر کو عشاء کے تابع فرماتے ہیں، بخلاف قول امام اعظم کے کہ ان کے نزدیک وتر تابع عشاء کے نہیں ہیں۔ پس امام صاحب کے قول پر جواز ظاہر ہے۔ فقط۔

وتر میں مسبوق کا امام کے ساتھ دعا پڑھ لینا کافی ہے

(سوال ۱٦٦٢) رمضان شریف میں جب وتر باجماعت پڑھے جاتے ہیں اگر کوئی شخص وتروں کی دوسری رکعت میں شامل ہوا تو یہ شخص دعائے قنوت امام کے ساتھ پڑھے یا جو رکعت اس کی جماعت سے رہی ہوئی ہے اس میں دعائے قنوت پڑھے، جس وقت امام دعائے قنوت کے واسطے ہاتھ اٹھادے یہ اس وقت دعائے قنوت ہی پڑھے یا اور کچھ پڑھے۔

(۱) ردالمحتار باب الوتر والنوافل قبیل باب ادراك الفریضة جلد اول ص ٦٦٤ .١٢ ظفیر.
(۲) طحطاوی علی الدر المختار باب الوتر والنوافل مبحث التراویح ج ۱ ص ۲۹۷ . ۱۲ ظفیر.

(جواب) مسبوق صرف امام کے ساتھ دعائے قنوت پڑھے پھر قضا رکعت اخیر کے وقت نہ پڑھے۔ واما لمسبوق فیقنت مع امامه. د رمختار. (۱) فقط.

وتر واجب ہے، مخالف وموافق دلائل

(سوال ۱۶۶۳) وتر واجب ہیں یا سنت۔

(جواب) (از جائے دیگر) وتر واجب نہیں بلکہ سنت ہیں۔ چنانچہ ترمذی اور نسائی شریف میں ہے عن علی بن ابی طالب قال لیس الو تر بحتم کهیئة المکتوبة ولکن سنة سنها رسول الله صلی الله علیه وسلم رواه الترمذی والنسائی وحسنه الحاکم. اور سبل السلام شرح بلوغ المرام میں ہے ذهب الجمهور الی انه لیس بواجب اور ابن ماجہ میں ہے ان الوتر لیس بحتم ولا کصلوٰتکم المکتوبة اور تفسیر خازن میں ہے عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها ان النبی صلی الله علیه وسلم قال ثلاث هن علی فریضة وهن سنة لکم الوتر والسواك وقیام اللیل۔ غرض یہ ہے کہ ان احادیث صحیح سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ وتر واجب نہیں چنانچہ یہی مذہب ہے امام ابو یوسفؒ و محمدؒ کا جو امام ابو حنیفہؒ کے بڑے شاگرد ہیں۔ اور اکثر سلف کا بھی یہی مذہب ہے۔ ان سب کے بر خلاف امام ابو حنیفہ کا مذہب قوی نہیں ہو سکتا کیونکہ جہاں صحیح حدیث ہو اس کے بر خلاف کسی مذہب پر چلنا سراسر غلطی اور محض تعصب ہے مجیب صاحب نے جو عقبہ ابن عامر کی حدیث سے وجوب کا استدلال کیا بالکل غلط ہے کیونکہ اس حدیث میں وجوب کا کہیں ذکر نہیں صرف حدیث مذکور سے فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ نہ وجوب، اگر فضیلت کی حدیث سے وجوب ثابت کرنا ہو تو صبح کی سنتوں کے بارہ میں حضرت ﷺ نے فرمایا، رکعتا الفجر خیر من الدنیا وما فیها رواه مسلم۔ ان کو بھی واجب کہنا چاہئے۔ حالانکہ کسی نے ان کو وجوب کا حکم نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ ایسی حدیثیں صرف فضائل کے واسطے ہیں نہ وجوب کے واسطے ایسی حدیثوں سے وجوب ثابت کرنا کم فہمی پر دال ہے اور ابو داؤد میں ہے ان رجلاً من بنی کنانة سمع رجلاً بالشام یدعی ابا محمد یقول ان الوتر واجب قال المخدمی خرجت الی عبادة بن الصامت فاخبر ته فقال عبادة کذب ابو محمد سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول خمس صلوٰت کتبهن الله علی العباد مختصراً۔ مجیب صاحب کی دوسری حدیث الوتر واجب علی کل مسلم کے یہ معنی ہیں کہ وتر واجب ہیں، کیونکہ واجب بمعنی ثابت ہے۔ دوسری حدیث اس کی تائید کی باب الغسل المسنون میں موجود ہے۔ غسل یوم الجمعة واجب علی کل محتلم۔ اگر ہر جگہ واجب کے معنی واجب کے ہوں تو غسل کی حدیث میں بھی واجب ہی کے معنی کرنے چاہئیں حالانکہ اس حدیث کے وجوب کے معنی کسی شارح نے نہیں کئے بلکہ ہر ایک نے اس حدیث کے معنی ثابت کے کئے ہیں کیونکہ غسل جمعہ کسی کے نزدیک واجب نہیں سب کے نزدیک سنت ہے حتیٰ کہ عند الاحناف بھی مسنون ہے۔ اسی طرح حدیث الوتر واجب کے معنی ثابت کے ٹھہرے نہ کہ واجب کے۔ جب واجب کے معنی نہ ہوئے اس سے استدلال کرنا غلط ٹھیرا اور وتر کا مسنون ہونا ثابت ہوا۔ چنانچہ سبل السلام میں ہے والا یجاب قد یطلق علی المسنون تاکیداً کما ذکر فی حدیث غسل الجمعة۔ طالب حق

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل قبیل مطلب فی القنوت للنازله جلد اول ص ۶۲۸. ۱۲ ظفیر.

کو اتنا کافی ہے ورنہ دلائل بہت ہیں اگر لکھے جاویں تو مستقل کتاب بن جاتی ہے۔ مفتی صاحب نے نمبر ۳ کی حدیث جو ایک وتر کی ممانعت میں پیش کی ہے وہ بالکل ضعیف ہے اور نہ صحاح ستہ میں موجود ہے۔ صحاح ستہ کی حدیث جو صحیح اور سب کے نزدیک مسلم ہیں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی کیونکہ جب صحیح حدیث موجود ہو تو اس سے استدلال کیا جاوے گا چنانچہ نسائی شریف میں ہے **عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الوتر رکعة من اخر اللیل** اور ابو داؤد میں ہے **عن ابن ایوب الا نصاری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الوتر حق علی کل مسلم فمن احب ان یو تر فلیفعل ومن احب ان یوتر بثلاث فلیفعل ومن احب ان یوتر بواحدة فلیفعل**۔ اس حدیث سے ان لوگوں کے مذہب کی تردید نکلی جو لوگ جزماً تین رکعت وتر کا حکم دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ہر طرح اجازت فرمائی تو تحدید کہاں سے نکالتے ہو خواہ مخواہ شریعت مطہرہ عام کو محدود کرنا کیسی نادانی ہے جب رسول مقبول ﷺ جن کے ہم تابعدار ہیں انہوں نے ایک وتر اور تین وتر اور پانچ وتر پڑھنے کی اجازت ورخصت مرحمت فرمائی ہے تو بھلا دوسروں کی بات کس طرح تسلیم کی جائے گی بلکہ اس رخصت کو محدود کرنا تعصب و مذہبی پابندی ہے۔ جس طرح رسول مقبول ﷺ نے رخصت فرمائی اس طرح کیوں نہ فتوے دیا جاوے، چاہے کوئی ایک پڑھے چاہے تین چاہے پانچ اور ابن ماجہ میں ہے **سال ابن عمر رجلاً کیف اوتر قال اوتربواحدة قال انی اخشی ان یقول الناس البتیراء فقال سنة اللہ ورسولہ یرید ھذہ سنة اللہ ورسولہ**۔ دیکھو اس حدیث میں صاف بیان ہے کہ اس شخص نے حضرت ابن عمر کو ایک وتر پڑھنے کا اعتراض کیا مگر حضرت ابن عمر نے اس شخص کی ایک نہ مانی بلکہ یہی کہا کہ نہیں ایک پڑھنا حضرت کی سنت ہے تو بھلا ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ تین سے کم یا زیادہ جائز نہیں۔ اور فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے **وصحہ عن جماعة من الصحابة انھم او تر بواحدة من غیر تقدم نفل قبلھا وفی کتاب محمد بن نصیر وغیرہ باسناد صحیح عن السائب بن یزید ان عثمان قرأ القران لیلة فی رکعة لم یصل غیرھا وفی المغازی ان سعداً او تر بر کعة وفی المناقب عن معاویة انہ اوتربر کعة وان ابن عباس استصوبہ**۔ ان سب اقوال واحادیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ ہر طرح رخصت ہے اور بہت دلائل ہیں مگر بسبب عدم گنجائش کے سمانہیں سکتے اتنے کو ہی کافی سمجھیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کے فرمانبردار ہو جاویں کیونکہ آپ کی فرمانبرداری نجات ہے۔ مفتی صاحب نے التحیات درمیانی کی ثبوت کے واسطے جو حدیث پیش کی ہے اس سے التحیات کا ثبوت ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ اس میں صرف یہی ہے کہ مثل نماز مغرب کے ہے اس میں التحیات کا کوئی ذکر نہیں مماثلت کے احتمال سے التحیات کا ثبوت نکالنے میں یہاں مماثلت سے مماثلت تامہ مراد نہیں جیسے کوئی شخص کہے زید مثل شیر کے ہے اب اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ زید شیر ہی ہو بلکہ صرف یہ مراد ہے کہ زید کی بہادری مثل شیر کے ہے چنانچہ اس حدیث میں بھی یہی ذکر ہے کہ مثل نماز مغرب کے ہے یعنی عدد میں نماز مغرب کی مثل ہے۔ اگر مماثلت تامہ سمجھتے ہو تو پھر وتروں کو بھی مغرب کی نماز کے مثل فرض عین سمجھنا چاہئے حالانکہ ان کو فرض عین کوئی نہیں قرار دیتا تو اس سے معلوم ہوا کہ یہاں مماثلت تامہ مراد نہیں۔ دوسرا یہ ہے کہ اس میں ذکر ہے کہ

نماز مغرب دن کی وتر ہیں اور یہ رات کی وتر ہیں اس سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ مماثلت صرف وتر ہونے میں ہے نہ مماثلت کل۔ ہم خدا کے فضل سے صحاح ستہ وغیرہ میں سے صحیح حدیثیں پیش کرتے ہیں جن میں صریح لفظ ہیں کہ درمیان میں التحیات نہ پڑھنا چاہئے عن ابی ھریرۃ مرفوعاً وموقوفاً لا توتروا بثلاث تشبھوا بصلوٰۃ المغرب وقد صححه الحاکم۔ اور دوسری حدیث عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا انه کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یوتر بثلاث لا یقعد الا فی اخر ھن وروی النسائی من حدیث ابی بن کعب نحوہ و لفظه یو تر بسبح اسم ربك الا علیٰ وقل یایھا الکفرون وقل ھو اللہ احد و لا یسلم الا فی اخر ھن۔ ان حدیثوں کے صریح لفظ ہیں کہ حضرت رسول اللہ ﷺ درمیان میں التحیات کو نہیں بیٹھتے تھے۔ احتمال والی حدیث بھلا کس طرح مقابلہ کر سکتی ہے۔ اصل وتر پڑھنے کی دو صورتیں ہیں ایک تو وہ جو مذکور ہوئی ہے بغیر التحیات کے اخیر میں سلام پھیرنا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے اور ایک رکعت علیٰحدہ پڑھے، یہ صورت بہت بہتر ہے اور اسی کو اکثر لوگوں نے پسند کیا ہے۔ مفتی صاحب نے جو قنوت کے بابت تحریر فرمایا ہے کہ قنوت بعد رکوع مکروہ ہے۔ اور پندرہ دن آنحضرت ﷺ نے ایک قوم پر لعنت کی اس میں قبل اور بعد کا ذکر نہیں۔ خبر نہیں مولوی صاحب نے فتویٰ دینے کے وقت صم بکم ہو کر فتویٰ لکھا ہے کیونکہ صریح حدیث میں لفظ بعد مذکور ہے اور مفتی صاحب نے قبل اور بعد دونوں کی نفی تحریر کر دی۔ حدیث متفق علیہ تحریر ہے عن أبی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اذا ارادان یدعو علی احد او یدعو لاحد قنت بعد الرکوع الحدیث ۔ در ابن ماجہ ۔ عن محمد قال سالت انس بن مالك عن القنوت فقال قنت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم بعد الرکوع .عون المعبود وقدروی محمد بن نصر عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کان یقنت بعد الرکعة وابوبکر وعمر حتی کان عثمان قنت قبل الرکعة قال المنذری .وفی روایة قال ھذا یقول فی وتر القنوت. ان حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ قنوت بعد رکوع پڑھنا چاہئے مکروہ لکھنا بالکل بلا دلیل اور ضد ہے۔ اگر کوئی قبل رکوع قنوت پڑھے تو ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ جائز نہیں۔ کیونکہ طرفین کی حدیثیں موجود ہیں۔ ہر دو جانب کی حدیثوں پر عمل کرنے کے واسطے کبھی قبل رکوع پڑھے اور کبھی بعد رکوع کیونکہ ایک حدیث پر عمل کرنا اور دوسری پر نہ کرنا امر ناگوار ہے۔ مناسب یہی ہے کہ ہر دو پر عمل کریں تاکہ دونوں میں تعارض نہ رہے۔

(الجواب)(از مولوی مشیت اللہ صاحب دیوبندی)

سب سے پہلے عرض کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس جواب میں غور و تنقیح کے بعد تین جزو نکلتے ہیں۔

(۱) وتر سنت ہیں۔ ان کے واجب ہونے پر کوئی دلیل نہیں اور جس نے عقبہ بن عامر کی حدیث سے استدلال کیا ہے بالکل غلط ہے کیونکہ اس میں وجوب کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ نیز الوتر واجب علی کل مسلم سے بھی وجوب پر استدلال کرنا باطل ہے کیونکہ یہاں واجب بمعنی ثابت ہے وجوب اصطلاحی نہیں اور واجب اس معنی میں

کثرت سے آتا ہے۔ کما فی باب الغسل المسنون . غسل یوم الجمعة واجب ۔ یہاں سب کے نزدیک واجب بمعنی ثابت ہے کیونکہ غسل یوم جمعہ کو کوئی واجب نہیں کہتا۔

(۲) تین رکعت کی تحدید وتر میں کرنا باطل ہے۔ وتر کا ایک رکعت ہونا بھی نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے ثابت ہے۔ چنانچہ نسائی میں ہے عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قال الوتر رکعة من اخر اللیل. اور ابو داؤد میں ہے عن ابی ایوب الا نصاریٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم الوتر حق علی کل مسلم فمن احب ان یوتر بخمس فلیفعل ومن احب ان یو تر بثلاث فلیفعل ومن احب ان یوتر بواحدة فلیفعل ان دونوں روایتوں سے ان لوگوں کے مذہب کی تردید نکلی جو جزماً وتر تین رکعت بتلاتے ہیں اس پر دلیل لانی چاہئے کہ تین رکعت کی تحدید کہاں سے کرتے ہو۔ نیز حضرت عائشہؓ کی روایت انه کان النبی صلی اللہ علیه وسلم یوتر بثلاث لا یقعد الا فی اخر ھن سے وتر کو تین رکعت مان کر قعدہ اولیٰ کی نفی ہوتی ہے پھر التحیات درمیانی کا ثبوت کس طرح ہو سکتا ہے۔

(۳) رسول اللہ ﷺ سے قنوت بعد الرکوع پڑھنا بھی ثابت ہے۔ بعد الرکوع اور قبل الرکوع دونوں طرح قنوت پڑھنا بلا کراہت جائز ہونا چاہئے۔ پھر بعد الرکوع قنوت پڑھنا مکروہ کس طرح ہوا۔ یہ تین امور ہیں جن کا مجیب صاحب نے التزام کیا ہے اور اپنی کم فہمی کی داد خود دیتے ہوئے لکھا ہے کہ سب روایتوں کے بر خلاف امام ابو حنیفہؒ کا مذہب قوی نہیں ہو سکتا، کیونکہ جہاں صحیح حدیث ہو اس کے بر خلاف کسی مذہب پر چلنا سراسر غلطی اور محض تعصب ہے۔

آپ کو انشاء اللہ تعالیٰ معلوم ہو جائے گا کہ امام ابو حنیفہؒ کا مذہب روایات صحیحہ سے کتنا قریب تر ہے۔ ابو حنیفہؒ ہی کا کمال فراست اور تفقہ فی الدین ہے جس نے صحیح روایات تو کجا ضعیف روایت کو بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ امام صاحب موصوف روایات سے تعامل اور قرائن دیکھ بھال لینے کے بعد ایسا پاکیزہ اور عمدہ محمل نکالتے ہیں جس کے باعث تمام روایات پر اگرچہ متعارض ہی کیوں نہ ہوں عمل کرنا سہل ہو جاتا ہے۔ غیر متعصب اس کا اندازہ کر سکتا ہے، متعصب معاند کے کبھی یہ بات خیال میں نہیں آسکتی مگر ۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم　　　چشمہ آفتاب را چہ گناہ

ہمیں اس سے مقصود کسی پر طعن و تشنیع نہیں نہ ہمارا یہ شیوہ ہے۔ نہ ہم ایسے بیباک ہیں کہ تعصب کے پردہ میں نمودار ہو کر جس امام کی چاہیں توہین کر ڈالیں، البتہ ہم سے اس جواب فتویٰ کا جواب مانگا گیا ہے اس لئے جو کچھ ہمارے نزدیک حق ہے اس کو نمبر دار تین جزوں پر تقسیم کرتے ہوئے جواب دیتے ہیں۔ واللہ الموفق للصواب۔

(۱) دربارہ وتر اگرچہ امام ابو حنیفہؒ سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ وتر سنت ہیں لیکن صاحب نہایہ جیسے محققین مذہب نے اصح اور راجح روایت وجوب کو قرار دیا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ صرف امام موصوف نے وتر کو واجب قرار دیا یا اور حضرات بھی وجوب کے قائل ہیں۔ جناب مجیب صاحب کی خوش فہمی ہے کہ وہ یہ سمجھ بیٹھے کہ امام ابو حنیفہؒ

اس میں منفرد ہیں۔ کاش کہ شیخ بدر الدین عینی کی اس عبارت سے واقف ہوتے وحکی ابن حزم ان مالکاً قال من ترکه ادب وکانت جرحة فی الشهادة الخ وفی المصنف عن مجاهد بسند صحیح هو واجب لم یکتب الخ وحکی ابن بطال وجوبه عن اهل القران عن ابن مسعود وحذیفة وابراهیم النخعی وعن یوسف بن خالد السمتی شیخ الشافعی وجوبه وحکاه ابن ابی شیبة ایضاً عن سعید بن المسیب وابی عبیدة بن عبدالله ابن مسعود والضحاك . انتهی(۱) پس معلوم ہوا کہ ابو حنیفہ ہی وجوب وتر کے قائل نہیں ہوئے بلکہ سلف میں سے ایک جماعت ابو حنیفہؒ کی طرح واجب کہتی ہے حتیٰ کہ امام مالک کا بھی رجحان خاطر یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس قسم کے زور دار الفاظ ترک واجب ہی کی نسبت کہے جاسکتے ہیں اور حافظ علیم الدین السخاوی تو معلوم ہوتا ہے کہ فرضیت وتر کے قائل ہوگئے ہیں۔ کما فی حاشیة بحر الرائق واختار الشیخ علیم الدین السخاوی انه فرض وعمل فیه جزءً وساق الا حادیث الدالة علی فرضیة ثم قال فلا یرتاب ذو فهم بعد هذا انها الحقت بالصلوٰت الخمس فی المحافظة . انتهیٰ(۲) اور عجب نہیں امام بخاری رحمۃ اللہ کا رجحان بھی وجوب کی طرف ہو کما اشار الیه الحافظ فی فتح الباری افراده بالترجمة عن ابواب التهجد والتطوع یقتضی انه غیر ملحق بها ثم قال الحافظ ولو لا انه اورد الحدیث الذی فیه ایقاعه علی الدابة الا المکتوبة لکان اشارةً الی انه یقول بوجوبه. انتهیٰ (۳)

حافظ کہنے کو تو کہہ گئے کہ بخاری کا صلوٰۃ وتر اور صلوٰۃ لیل کے لئے علیحٰدہ علیحٰدہ تراجم رکھنا اس کو مقتضی ہے کہ بخاری وتر کو صلوٰۃ لیل کے ساتھ لاحق نہیں کرتے لیکن یہ دیکھ کر بخاری ابواب وتر میں وہ حدیث بھی لائے ہیں جس میں رسول اللہ ﷺ نے وتر دابہ پر سوار ہونے کی حالت میں پڑھے ہیں۔ فرمانے لگے بے شک وشبہ یہ کہہ دیا جاتا کہ بخاری وجوب وتر کے قائل ہوگئے ہیں اگر بخاری اس قسم کی حدیث نہ لاتے جس میں رسول اللہ ﷺ کا دلبہ پر وتر پڑھنا ثابت ہے۔ میں کہتا ہوں بخاری یقیناً وجوب وتر کے قائل ہوگئے ہیں۔ اتنی بات تو حافظ بھی مانتے ہیں کہ بخاری کا صلوٰۃ لیل اور وتر کے لئے علیحٰدہ علیحٰدہ ترجمہ لانا اس کو مقتضی ہے کہ بخاری دونوں کو ایک مرتبہ میں رکھنا نہیں چاہتے لیکن یہ صلوٰۃ وتر کے وجوب کے قائل ہوگئے ہیں، بخاری کی اس روایت لانے سے جس میں رسول اللہ ﷺ کا دلبہ پر وتر پڑھنا ثابت ہے۔ اب یہ نسبت ان کی طرف نہیں کی جاسکتی۔ میں کہتا ہوں باوجود اسکے کہ بخاری اس قسم کی حدیث بھی لائے ہیں کہ جس سے نبی کریم ﷺ کا دلبہ پر وتر پڑھنا ثابت ہوتا ہے۔ تاہم یہ بخاری کے اس مقصد کے منافی نہیں جس کو ترجموں کے علیحٰدہ علیحٰدہ لانے میں اشارۃً ذکر کر چکے ہیں کیونکہ تم زیادہ سے زیادہ یہی کہو گے کہ جب بخاری وجوب وتر کے قائل ہو گئے تو ان کو وہ حدیث نہ نکالنی چاہئے تھی جس میں یہ ہے کہ سوار ہونے کی حالت میں دلبہ پر وتر پڑھے گئے ہیں کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ وتر واجب ہوں اور دلبہ پر سواری کی حالت میں ادا کئے گئے ہوں۔ اس کے بعد میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اس کی دلیل لائیے کہ بخاری کا بھی یہی

---

(۱) عمدة القاری ابواب الوتر ج ۳ ص ۴۱۲ . ۱۲ .
(۲) حاشیه بحر الرائق ج ۲ ص ۴۰ . ۱۲ ظفیر.
(۳) فتح الباری ابواب الوتر ج ۲ ص ۳۹۷ . ۱۲ ظفیر.

مسلک ہے کہ واجب خواہ حالت سفر ہی میں کیوں نہ ہوں دلبہ پر پڑھنا جائز نہیں۔ بخاری شان اجتہاد رکھتے ہیں۔ عجب نہیں کہ وجوب وتر کے قائل ہو کر دلبہ پر ادا کرنے کو جائز رکھتے ہوں اور بہتر بات یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ بخاری اس حدیث کو لا کر جس میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دلبہ پر سوار ہو کر وتر پڑھے ہیں اشارہ کر رہے ہیں کہ دلبہ پر وتر کا پڑھے جانا وجوب کے منافی نہیں کیونکہ یہ واقعہ حال لا عموم لہا کے طور پر ہے اور جب معتبر روایات سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت شریف تھی کہ وتر دلبہ سے اتر کر زمین پر پڑھا کرتے تھے۔ کمافی الطحاوی کی لا محالہ یہ وتر دلبہ کے اوپر کسی عذر شدید کی حالت میں پڑھے گئے ہوں گے اور عذر کی حالت میں واجب تو کیا فرض کا ادا کرنا بھی دلبہ پر متفق علیہ ہے۔ لہذا اس روایت میں وتر کا دلبہ پر پڑھا جانا وجوب وتر کے منافی نہیں واللہ اعلم۔ قائلین بسنیۃ الوتر میں سے ایک جماعت وتر کو بحق نبی کریم ﷺ بطور خصوصیت واجب کہتے ہیں اور پھر آپ کا دلبہ پر ادا کرنا انہوں نے مضر نہیں سمجھا۔ الغرض بخاری کی شان اور ان کی عادت پر نظر کرتے ہوئے بھی معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری بھی امام ابو حنیفہ کی طرح وجوب وتر کے قائل ہو گئے ہیں۔ امام ابو حنیفہ کی نسبت تو بعض معاندین اور متعصبین یہ بھی کہہ دیا کرتے ہیں کہ ان کو صحیح روایات کا ذخیرہ نہیں پہنچا۔ امام بخاری کی نسبت کیا کہو گے جو امیر المومنین فی الحدیث ہیں کہ وہ بھی وجوب کے قائل ہو گئے ہیں۔ اب اس قدر فہرست شمار کرنے کے بعد ہمارے مجیب مجتہد کو یہ حق نہیں رہا کہ وہ سبل السلام کی عبارت **ذهب الجمهور الى انه ليس بواجب** ہمارے سامنے پیش کر کے یہ دعویٰ کریں کہ ابو حنیفہؒ اس مسئلہ میں منفرد ہیں۔ صاحب سبل السلام اگر واقعی ہمارے مجیب صاحب کے ہم خیال ہیں تو ان کی یہ عبارت بلا شبہ مقام تحقیق میں نظر انداز کرنے کے قابل ہو گی۔ اور اگر ایسا نہیں بلکہ صاحب سبل السلام کی نفی واجب سے نفی فرضیت مراد ہے اور ہمارے مجیب صاحب کو ظاہری الفاظ سے دھوکہ لگا ہے۔ تب حنفیہ کے مقابلہ میں یہ عبارت ہرگز پیش کئے جانے کے قابل نہیں۔ حنفیہ کب فرضیت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ وجوب وتر کے دلائل متعدد ہیں۔ عمدۃ القاری میں شیخ بدر الدین عینی نے سب کو بالاستیعاب بیان کیا ہے۔ آپ کے اطمینان خاطر کے لئے مختصر طور پر زیادہ نہیں دو چار یہاں بھی ذکر کئے دیتا ہوں۔ **عن عبدالله بن عمر عن النبى صلى الله عليه وسلم قال اجعلوا آخر صلوٰتكم بالليل وتراً. رواه مسلم۔(۱) وعنه ان النبى صلى الله عليه وسلم قال بادروا الصبح بالوتر. رواه مسلم۔(۲) وعن ابى سعيد الخدرى ان النبى صلى الله عليه وسلم قال اوتروا قبل ان تصبحوا. رواه ابى عنه الا البخارى۔(۳)** یہ تین روایتیں ہیں جن میں وتر کی تعلیم بصیغہ امر مذکور ہے۔ اور اگرچہ بنابر مذہب اہل تحقیق امر وجوب کے لئے نہیں ہوتا لیکن یہاں امر بالضرور وجوب کے لئے ماننا پڑے گا۔ اس پر منجملہ قرائن متعددہ کے سب سے بڑا اور بہتر قرینہ یہ ہے کہ وتر دراصل وہ نماز ہے جو سورہ مزمل کے نازل ہونے کے وقت فرض کی گئی تھی اور طبقات ابن سعد کی روایت **ان الله ايد كم الليلة صلوٰة. الحديث** سے **والله سبحانه وتعالىٰ اعلم** ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ نماز

(۱) مشکوٰۃ باب الوتر ص ۱۱۱.
(۲) ایضاً.
(۳) ایضاً ۱۲.

پہلے سے شفعاً شفعاً فرض تھی ایتار بعد کو فرض کیا گیا۔ ذکرہ الخطابی فی معالمہ۔ غرض کہ اس میں شک نہیں کہ یہ نماز ایک وقت میں یقیناً فرض تھی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ بعد کو اس نماز کا وجوب ولزوم منسوخ ہوا ہے یا تطویل قرأۃ سوفاقرء واما تیسر من القران سے تطویل قراءۃ منسوخ ہوگئی ہے اس کا وجوب ولزوم منسوخ نہیں ہوا بد ستور باقی ہے۔ چنانچہ وجوب اور لزوم کے نسخ پر کوئی دلیل صریح موجود نہیں ہے ہاں نسخ فرضیت محتمل ہے لہذا ان تمام وجوہ کی رعایت کرتے ہوئے حنفیہ فرضیت کا دعویٰ نہیں کرتے وجوب اور لزوم کے مدعی ہیں۔ حتیٰ کہ ہماری اس تقریر سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ وتر کا وجوب سورہ مزمل کے وقت نزول سے اب تک چلا آرہا ہے منسوخ نہیں ہوا، اور کیونکر کوئی نسخ کا دعویٰ کر سکتا ہے جب کہ نسخ وجوب پر کوئی دلیل موجود نہیں۔ آپ کے پاس اگر کوئی دلیل ہو تو بسم اللہ، ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے، پیش کیجئے۔ ہاں شرط یہ ہے کہ انصاف ملحوظ رہے۔ اور اگر ان تمام روایات کے پیش کرنے سے آپ کی تسکین نہ ہو سکی اور یہ معنوی نظر کہ امر وجوب کے لئے ہے ہمارے مجیب مجتہد کے سمجھ میں نہ آئے تو اور سنئے۔ ابوداؤد میں ہے **عن عبداللہ بن بریدة عن ابیه قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول الوتر حق فمن لم یو تر فلیس منا. الوترحق فمن لم یوتر فلیس منا. الوترحق فمن لم یوترفلیس منا۔**(۱)**قال العینی وھذا حدیث صحیح وفیه ابو المنیب وثقه ابن معین وقال ابن ابی حاتم ھوصالح الحدیث وقال یحول۔**(۲)اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وتر کو سنتوں کی طرح نہیں رکھا بلکہ تارک کے حق میں وعید شدید فرما کر مادون الفرائض اور مافوق السنن اس کے لئے رتبہ مقرر فرمایا۔ **ولیس ھذا الا لوجوب** امام ابو حنیفہ اسی کو واجب کہتے ہیں۔ فرض اور واجب میں امام صاحب کے یہاں بین فرق ہے **کما فی البحر . وذکر حکایة فی البدایع ھی ان یوسف بن خالد السمتی کان من اعیان فقھاء البصرة . فسأل ابا حنیفة رحمة اللہ علیه .عنه فقال انه واجب فقال له کفرت یا ابا حنیفة ظناً منه انه یقول انه فریضة فقال ابو حنیفة رحمة اللہ علیه ایھولنی اکفارك ایا ی وانا اعرف الفرق بین الفرض والواجب کفرق ما بین السماء والارض ثم بین له الفرق بینھما فاعتذر الیه وجلس عنده للتعلم ا ھ ۔**(۳)باقی عمرو بن سعد اور عقبہ بن عامر کی روایت **ان اللہ زاد کم صلوٰة وھی خیرلکم من حمر النعم الحدیث** سے بھی وجوب پر استدلال کیا گیا ہے اور طریق استدلال یہ ہے کہ ان روایتوں میں مشروعیت وتر کی نسبت خدا تعالیٰ کی جانب کی گئی ہے۔ نیز چونکہ مزید علیہ کی جنس سے زیادتی ہونی چاہئے اور ظاہر ہے کہ فرائض کی جنس سے واجب ہے اس لئے ان روایتوں سے وجوب کی طرف اشارہ سمجھا گیا ہے چنانچہ تعیین اور تحدید اوقات بھی اس روایت میں اس پر دلالت کرتی ہے کہ وتر واجب ہیں یہاں پر پہنچ کر شاید کسی کو بار بار یہ خیال ستائے کہ ان روایات سے وجوب ثابت ہوتا ہے تو چاہئے کہ سنت فجر کو بھی واجب. کہہ دیا جائے کیونکہ سنت فجر کے متعلق بھی انہیں الفاظ کے ساتھ اس قسم کے روایت مروی ہے حالانکہ اس کے وجوب کا کوئی

---

(۱)مشکوۃ باب الوتر فصل ثانی ص ۱۱۳ .
(۲)عمدة القاری ابواب الوتر ج۳ص ۴۱۲. ۱۲.ظفیر
(۳) البحرالرائق باب الوتر والنوافل ج ۲ ص ۳۸ . ۱۲ ظفیر

قائل نہیں۔ بے شک شبہ کے درجہ میں اگر کوئی بات جاندار ہے تو یہ ہے لیکن بایں ہمہ ابو حنیفہؒ کی وسعت نظر دیکھئے کہ امام موصوف نے جب یہ دیکھا کہ سنت فجر اور وتر میں بالنسبۃ سائر سنن اور نوافل کے اگرچہ الفاظ زور دار استعمال کئے گئے ہیں مگر باوجود اس کے تعامل میں وتر کا سنت فجر سے زیادہ اہتمام کیا گیا ہے صحابہ میں سے کسی سے سفر و حضر میں احیاناً بھی ترک وتر ثابت نہیں۔ نیز رسول اللہ ﷺ سے باوجود مواظبۃ کے ترک وتر ثابت ہونا مشکل ہے اور جس درجہ آپ نے تارک وتر کے بارہ میں وعید شدید فرمائی ہے۔ تارک سنت فجر کے بارہ میں نہیں فرمائی اس بنا پر امام الائمہ نے دونوں میں یہ فرق کیا کہ وتر کو واجب اور سنت فجر کو سنت مؤکدہ قرار دیا۔ وجوب وتر کے دلائل اور بھی بہت ہیں مگر اس وقت اتنے ہی پر اکتفا کرتے ہوئے مجیب صاحب کی خدمت میں باادب عرض کرتا ہوں کہ حضرت بلا شبہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ الوتر واجب علی کل مسلم سے وجوب پر استدلال نہیں ہو سکتا کیونکہ بقول آپ کے یہاں واجب بمعنی ثابت ہے وجوب اصطلاحی مراد نہیں۔ یہ اصطلاح امر مستحدث ہے۔ حدیث میں کاہے کو ہونے لگی۔ یہ سب کچھ سہی مگر حضرت یہ تو فرمائیے کہ لیس الوتر بحتم کھیئة المکتوبته ولکن سنة سنهارسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم رواہ الترمذی۔(۱) سے وجوب کی نفی اور سنیت وتر پر کیسے استدلال قائم ہو سکتا ہے۔ یہاں آپ نے کس طرح سے پہچانا کہ سنت سے خاص سنت اصطلاحی مراد ہے جو واجب سے مغایر اور اس سے نیچے کا مرتبہ ہے یہاں یہ کیوں نہیں کہتے کہ سنت سے طریقہ مرضیہ مراد ہے جو واجب اور سنت سب کو شامل ہے چنانچہ سیاق اور سباق روایت بھی اسی امر کی تائید کرتا ہے اس میں اس وجوب کی نفی ہے جو فرض کی طرح ہو مطلق وجوب کی نفی نہیں۔ ہمیں دکھلایا جائے کہ اس کے کون سے لفظ سے وجوب کی نفی ہوتی ہے۔ یہ تو ہم بھی مانتے ہیں کہ حدیث میں فرضیت وتر کی نفی کی گئی ہے لیکن یہ کہ سنت سے خاص سنت اصطلاحی مراد ہے جو کہ واجب کو شامل نہیں اور حدیث سے وجوب کی نفی ہوتی ہے یہ کیونکر اور کس قاعدہ سے آپ نے سمجھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے مجیب مجتہد کو اپنی قرار داد قاعدہ (حدیث میں الفاظ اصطلاحی مراد لینا باطل ہے اصطلاحی امر مستحدث ہے) سے یہاں پہنچ کر ضرور غفلت ہوئی اس لئے مصداق ہوئے ؎ حفظت شیئاً و غابت عنك اشیاء۔ اور اگر ہمارے مجیب صاحب یہ فرماتے ہیں کہ حدیث میں الفاظ اصطلاحی ہونا ضروری تو نہیں مگر یہاں سیاق و سباق روایت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سنیت سے سنیت اصطلاحی مراد ہے۔ عام نہیں جو واجب کو بھی شامل ہے۔ جناب والا اولاً تو یہ سیاق و سباق سے نکلتا نہیں بلکہ برعکس یہ معلوم ہوتا ہے کہ وجوب اصطلاحی کی نفی مقصود نہیں ہے اور اگر ایسا ہی ہے جیسا آپ فرماتے ہیں تو میں بھی کہتا ہوں کہ الوتر واجب میں وجوب اصطلاحی مراد ہے۔ یہاں واجب سے مسنون مراد نہیں ہیں مانتا ہوں کہ الا یجاب قد یطلق علی المسنون تاکیداً مگر یہ کیا ضروری ہے کہ یہاں بھی واجب سے مسنون مراد ہو۔ اس کی آپ دلیل پیش کیجئے۔ ورنہ میں کہتا ہوں اگر آپ کا ویسا ہی سیاق و سباق ہے تو یہاں پر بھی سمجھئے کہ حدیث من لم یوتر فلیس

---

(۱) ترمذی شریف باب ماجاء ان الوتر لیس بحتم ج ۱ ص ۶۰ لیس الوتر بحتم نہیں ہے بلکہ الوتر لیس بحتم ہے۔ ۱۲ ظفیر۔

منا. رواہ احمد۔(۱) اس کو مقتضی ہے کہ الوتر واجب میں واجب سے مسنون مراد نہیں ہے بلکہ وہی مراد ہے جس کے ابو حنیفہؒ قائل ہوئے ہیں کیونکہ عرفاً وجوب بمعنی لزوم مستعمل ہوتا ہے۔ نیز یہ وعید شدید جو امام محمد کی روایت میں ہے ترک واجب ہی پر ہو سکتی ہے۔ غرض یہ کہ حدیث لیس الوتر بحتم کھئیۃ المکتوبۃ الحدیث سنیۃ وتر کے استدلال میں کسی طرح پیش کئے جانے کے لائق نہیں رہی ابن ماجہ اور خازن کی روایت سو ہمیں سخت تعجب ہے کہ آپ نے اپنے استدلال میں ایسی ضعیف روایتوں کو کیوں پیش کیا جس میں سے خازن کی روایت تو ساقط الاسناد ہے اور ابن ماجہ کی روایت صحیح طور پر یوں ہے ان الوتر لیس بحتم کصلوتکم المکتوبۃ۔ (۲) اور یہ حنفیہ کی کسی طرح معارض نہیں ہو سکتی کیونکہ حنفیہ ایسے وجوب کا انکار کرتے ہیں جو فرضیت کی طرح کا ہو۔ اور ابو داؤد کی وہ روایت جس میں یہ ہے ان رجلاً من بنی کنانۃ سمع رجلاً بالشام یدعی ابا محمد المخدجی یقول ان الوتر واجب قال المخدجی فرحت الی عبادۃ بن الصامت فاخبر تہ فقال عبادۃ کذب ابو محمد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول خمس صلوٰۃ کتبھن اللہ علی العباد. انتھیٰ مختصراً (۳) اس میں عبادہ نے فرضیت کی نفی کی ہے۔ واجب اصطلاحی کی نہیں کی۔ صحابہؓ کے عہد میں واجب کا اطلاق فرض پر کیا جاتا تھا یہی وجہ ہے کہ یوسف بن خالد سمتی نے محض واجب کہنے پر ابو حنیفہؒ کو کافر کہہ دیا جب ابو حنیفہ نے واجب کی حقیقت ان کے سامنے منکشف فرمائی واجب اور فرض میں فرق دکھلایا تب انہوں نے معذرت کی اور تعلیم کی غرض سے بیٹھ گئے۔ ٹھیک اسی طرح سے عبادہ بھی ابو محمد کے واجب کہنے سے یہ سمجھے کہ ابو محمد فرضیت وتر کا قائل ہو گیا ہے۔ چنانچہ یہ سن کر فرمانے لگے کہ ابو محمد نے جھوٹ بولا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ کل پانچ نمازیں فرض ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فرض کیا ہے (چھٹی کوئی نماز فرض نہیں) یہ تھی اصل حقیقت ہمارے مجیب صاحب اپنی خوش فہمی سے یہ سمجھ بیٹھے کہ عبادہ وجوب اصطلاحی کی نفی فرما رہے ہیں۔ جزو ثانی کو نہیں دیکھا کہ اس سے واجب بمعنی فرض کی نفی مقصود ہے مطلقاً واجب کی نفی مقصود نہیں۔ اس روایت اور مؤطا مالکؒ کی اس روایت سے جس میں یہ ہے کہ حضرت ابن عمرؓ سے پوچھا گیا کہ کیا وتر واجب ہیں تو انہوں نے فرمایا، اوتر النبی والمسلمون۔(۴) صاف یہ نہ فرمایا کہ واجب ہیں یا واجب نہیں ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ صحابہؓ کے قلوب میں یہ بات راسخ تھی کہ وتر اگرچہ فرض نہیں ہیں سنت بھی نہیں ہیں کیونکہ سنت سے اس مین زیادہ تاکید آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ابن عمر نے اوتر النبی والمسلمون جواب میں فرمایا یہ نہ فرمایا کہ مسنون ہیں۔ مسنون کہنے سے رک گئے ابو حنیفہؒ اس منشاء کو خوب سمجھے وجوب کے قائل ہو گئے۔ نہ وتر کو سنت قرار دیا نہ فرض۔ وذلک فضل اللہ یو تیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم.

(۲) اس جزو میں حنفیہ کے دو مسئلہ ہیں۔ (۱) وتر تین رکعت ہیں ایک رکعت ہر گز ہر گز وتر نہیں ہو سکتی (۲) اور یہ

---

(۱) مشکوٰۃ عن ابی دائود. باب الوتر ص ۱۱۳. ۱۲ ظفیر. (۲) یہ حدیث ترمذی میں انہیں الفاظ کے ساتھ حضرت علیؓ سے مروی ہے دیکھئے ترمذی باب ماجاء ان الوتر لیس بحتم ج ۱ ص ۶۰ لیکن ابن ماجہ میں ان الفاظ کے ساتھ ہے جو مجیب اول نے نقل کیا ہے۔ دیکھئے ابن ماجہ باب ماجاء فی الوتر ص ۸۳ ۱۲ ظفیر. (۳) ابو دائود باب من لم یوتر ج ۱ ص ۲۰۱.
(۴، ۵) مشکوٰۃ باب الوتر ص ۱۱۳ الفاظ یہ ہیں۔ اوتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واوتر المسلمون ۱۲.

تین رکعت وتر دو قعدوں اور ایک سلام سے ہیں، دو سلام یا ایک قعدہ سے نہیں ہیں۔ یہ دو مسئلہ ہیں جن کا مجیب مجتہد حنفیہ پر الزام رکھتے ہوئے انکار کرتے ہیں حالانکہ اقرب الی الروایات بلاشبہ حنفیہ کا مذہب ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بعض روایات ایسی بھی ہیں جن سے بادی النظر میں وتر کا ایک رکعت ہونا بھی ثابت ہے۔ چنانچہ ابن عمرؓ کی ایک روایت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الوتر رکعة من اخر اللیل رواہ النسائی۔(۱) اور ابو ایوب انصاری کی روایت الوترحق علی کل مسلم فمن احب ان یوتر بخمس فلیفعل ومن احب ان یوتر بثلاث فلیفعل ومن احب ان یوتر بواحدة فلیفعل۔(۲) اور ابن ماجہ کی روایت سئل ابن عمر رجل فقال کیف اوتر بواحدة قال انی اخشیٰ ان یقول الناس البتیراء فقال سنة اللہ ورسولہ یرید ھذہ سنة اللہ ورسولہ۔(۳) یہ تین روایتیں ہیں جن کو مجیب صاحب نے وتر کی کم از کم ایک رکعت ہونے کے استدلال میں پیش کیا ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ وتر کی ایک رکعت بھی ہو سکتے ہیں حالانکہ ان میں سے ابو ایوب انصاری کی روایت تو موقوف ہے کما صرح بہ الحافظ فی التخلیص وصحح ابو حاتم والزیلعی والدار قطنی فی العلل والبیھقی وغیر واحد . وھو الصواب۔ غرض کہ اس حدیث کا رفع معلول ہے موقوف ہونا صواب ہے۔ رہی ابن ماجہ اور نسائی کی روایت ان کا ہرگز مطلب یہ نہیں کہ ایک رکعت بالا تقدیم شفعہ کے وتر ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص صلوٰۃ لیل اور تہجد پڑھتا ہو اس کے حق میں وتر اخیر کی رکعت ہے کیونکہ اس ایک رکعت کے ملانے سے اس کا آخری شفعہ وتر بن گیا یہ نہیں ہوا کہ صرف ایک رکعت وتر بن گئی چنانچہ اس مقصد کی تائید ابن عمرؓ کی دوسری روایت سے جو بخاری میں ہے۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا اخشی احدکم الصبح صلی رکعة واحدة تو ترلہ ما قد صلی . انتھیٰ مختصراً(۴) ہوتی ہے اور خود حضرت ابن عمرؓ کا بھی یہ مذہب نہ تھا کہ صرف ایک رکعت وتر ہے بلکہ ان کے نزدیک تین رکعت وتر کو مفصولا بدو قعدہ وبدو سلام پڑھنا جائز تھا۔ چنانچہ طحاوی نے ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ وتر تین رکعت پڑھا کرتے تھے ان روایتوں کا تو یہ حال تھا، باقی بکثرت روایات صحیحہ ایسی ہیں جن سے وتر کا تین ہی رکعت ہونا ثابت ہے۔ وفی الطحاوی۔ روایات کثیرة تدل عن ان اجماع المسلمین علی ان الوتر ثلث۔ اور تراویح عہد عمر سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ آپ کے اطمینان کے لئے ایسی روایتیں ذکر کرتا ہوں جن سے بالتصریح وتر کا تین رکعت ہونا معلوم ہوتا ہے۔ صحیح بخاری میں ہے عن ابی سلمة عن عبدالرحمن انہ سئل عائشة کیف کانت صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان فقالت ماکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان وغیرہ علی احدی عشرة رکعة یصلی اربعاً فلا تسئل عن حسنھن وطولھن ثم یصلی اربعاً فلا تسئل عن حسنھن وطولھن ثم یصلی ثلاثاً قالت عائشة یا رسول اللہ اتنام قبل ان تو تر فقال یا عائشة ان عینی تنامان ولا ینام قلبی .(۵) اور صحیح مسلم میں ہے۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ

---

(۱) مشکوٰۃ عن مسلم باب الوتر ص ۱۱۱. ۱۲.(۲) مشکوٰۃ باب الوتر فصل ثانی ص ۱۱۲. ۱۲ ظفیر.
(۳) ابن ماجہ باب ماجاء فی الوتر برکعة ص ۸۳. ۱۲ ظفیر.(٤) مشکوٰۃ باب الوتر فصل اول ص ۱۱۱. ۱۲.
(۵) بخاری باب قیام النبی صلعم باللیل ج ۱ ص ۱۵٤. ۱۲ ظفیر.

انہ رقد عندرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاستیقظ وتسوك وتوضأ وھو یقول ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنهار لأیات لا ولی الالباب فقرأ ھؤلاء الایا ت حتی ختم السورة ثم قام فصلیٰ رکعتین فاطال فیھما القیام والرکوع والسجود ثم انصرف فنام حتی نفخ ثم فعل ذلك ثلث مرات ست رکعات کل ذلك یستاك ویتوضأ ویقرء ھؤلآء الا یات ثم او تر بثلاث۔(۱)اور ابو داؤد کے سوا سنن کی تمام کتابوں میں ہے عن سعید بن جبیر عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یو تر بسبح اسم ربك الا علیٰ وقل یا یھا الکافرون وقل ھو اللہ احد .ا سنادہ حسن۔(۲)اور ترمذی کی سوا سنن کے تمام کتابوں میں ہے۔ وعن ابی بن کعب قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یو تر بسبح اسم ربك الا علیٰ . وقل یا یھا الکفرون وقل ھو اللہ احد .اسنادہ صحیح ۔(۳)وعن عبدالرحمن بن ابزی انہ صلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم الو تر فقرأ فی الا ولیٰ بسبح ربك الا علی وفی الثانیة قل یایھا لکفرون وفی الثالثة قل ھو اللہ احد فلما فرغ قال سبحان الملك القدوس ثلثاً یمد صوته بالثالثة رواہ الطحاوی واحمد والنسائی واسنادہ . (۴) حسن کما صرح به الحافظ فی التلخیص.

ان روایات کے علاوہ اور بھی کثرت سے روایتیں ہیں جن کو بخوف تطویل ترک کرتا ہوں اگر ضرورت سمجھی گئی تو آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ ذکر کروں گا۔ اس کے بعد میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ ان روایات صحیحہ کے بر خلاف ابن ماجہ اور ابو ایوب انصاری کی روایت کو جو در اصل ان کا فتوی معلوم ہوتا ہے مرفوع روایت نہیں۔ معمول بہا ماننا اور جزماً یہ کہنا کہ ایک رکعت بھی وتر ہے کیا یہ تعجب نہیں ہے۔ روایات صحیح کو چھوڑ کر ایک موقوف روایت کے باعث جو در حقیقت ابو ایوب انصاری کا فتویٰ ہے کوئی جری ناعاقبت اندیش ہی ایسا کہہ سکتا ہے کہ ایک رکعت بھی وتر ہے۔ مجتہد کوئی کبھی ایسا نہیں کہہ سکتا۔

الحاصل وتر کے ایک رکعت نہ ہونے اور تین رکعت ہونے میں تو کچھ شبہ ہی نہیں اگر گنجائش ہے تو اس میں ہے کہ یہ تین رکعت وتر دو قعدوں اور دو سلام سے ہیں یا صرف ایک قعدہ اور ایک سلام سے۔ حنفیہ ان دونوں صورتوں کے سوا ایک تیسری صورت اختیار کرتے ہیں۔ دو قعدوں اور ایک سلام سے وتر پڑھنے کا حکم دیتے ہیں اور یہ نہیں کہ محض تعصب سے ایسا کیا جارہا ہے بلکہ ہمارے پاس اس پر دلائل موجود ہیں۔ صحیح مسلم ص ۲۵۶ میں ہے ولفظہ مختصراً۔ ویصلی تسع رکعات لا یجلس فیھا الا فی الثانیة فیذکر اللہ ویحمدہ ویدعوہ ثم ینھض ولا یسلم ثم یقول التاسعة ثم یقعد فیذکر اللہ ویحمدہ ویدعوہ ثم یسلم تسلیماً یسمعنا۔ الحدیث شیخ بدر الدین عینی فرماتے ہیں اگر چہ اس روایت سے یہ ایہام ہوتا ہے کہ نو رکعت دو قعدوں اور ایک سلام سے پڑھی گئی۔ شروع کی سات رکعت میں آپ نے کہیں قعدہ نہیں کیا مگر در حقیقت یہ بات نہیں۔ حضرت عائشہ

---

(۱)مشکوٰۃ باب صلوٰۃ اللیل ص ۱۰۶ . ۱۲ .
(۲)عمدۃ القاری . ابواب الوتر ج ۳ ص ۴۰۵ . ۱۲ ظفیر.
(۳)عمدۃ القاری ابواب الوتر ج ۳ ص ۴۰۵ . ۱۲.
(۴)نسائی شریف باب کیف الوتر بثلث ج ۱ ص ۲۴۸ و نصب الرایہ ج ۲ ص ۱۱۹ . ۱۲ ظفیر.

نے لیل کے قعدوں کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ وتر کے پہلے قعدہ کا ذکر فرماتے ہوئے تین رکعت وتر کا بدو قعدہ اور ایک سلام ثبوت دیتی ہیں۔ اتنا فرما کر شیخ بدرالدین عینی ساکت ہوگئے اس کا ثبوت نہیں دیا کہ فی الواقع حضرت عائشہؓ کا یہی مطلب ہے کہ نبی علیہ السلام نے وتر کی دوسری رکعت میں جو مجموعہ رکعاتَ کے اعتبار سے آٹھویں ہوتی ہے قعدہ کیا اور سلام نہ دینے پائے تھے کہ کھڑے ہوکر تیسری رکعت ملا کر قعدہ اخیرہ کے بعد سلام دیا اس کی دلیل نسائی میں ہے۔ یہی روایت متناً وسنداً آئے ہیں حدثنا سعید عن قتادہ عن زرارۃ بن او فی عن سعد بن ھشام ان عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا حدثتہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یسلم فی رکعتی الوتر۔ پس معلوم ہوا کہ حضرت عائشہؓ کا مطمح نظر یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر پڑھتے وقت دو رکعت پر قعدہ فرماتے تھے اور سلام تیسری رکعت پوری کرنے کے بعد دیتے تھے۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور حنفیہ کی حجت ہے لیکن حافظ مجدالدین ابوالبرکات ابن تیمیہ نے منتقی میں اسی روایت کے نقل کرنے کے بعد یہ لکھا ہے کہ امام احمد نے اس کی تضعیف کی ہے۔ حالانکہ تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ یہ روایت دوسندوں سے مروی ہے۔ امام موصوف جس سند کے ساتھ مسند احمد میں لائے ہیں بلا شبہ وہ سند ضعیف ہے امام احمد نے حدیث کی تضعیف نہیں کی سند کی کی ہے کیونکہ تخریج زیلعی میں جہر بالتسمیہ کے موقع میں خود امام احمدؒ سے رکعات وتر میں جواز وصل مروی ہے پس لا محالہ امام احمد نے مسئلہ احمد کے طریق کی تضعیف کی ہے کیونکہ اس میں یزید بن یعفر ہے۔ وھو ضعیف۔ غرض کہ نسائی کی روایت میں کوئی کلام نہیں۔ وہ صحیح الاسناد ہے۔ مستدرک حاکمؒ میں ایک روایت ہے جس کے لفظ یہ ہیں عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یو تر بثلاث لا یقعدالا فی اخر ھن۔(۱) حافظ نے اور تقلیداً ہمارے مجیب صاحب نے اس روایت سے قعدہ اولیٰ کی نفی کی ہے حالانکہ حافظ جمال الدین زیلعی نے تخریج میں تصریح کی ہے کہ مستدرک حاکم میں یہ روایت بایں الفاظ وارد ہے یو تر بثلث لا یسلم الا فی اخر ھن۔(۲) زیلعی اپنی نقل میں ثقہ ہیں۔ مستدرک کے نسخہ میں یہ لفظ ضرور ہوں گے اور مسند احمد کی روایت ضعیف ہی سہی مگر اس کے لفظ یہ نہیں یو تر بثلث لا یفصل بینھن۔ اور نسائی میں ہے عن ابی بن کعب نحوہ ولفظہ یو تر بسبح اسم ربك الا علیٰ. وقل یا یھا الکفرون وقل ھو اللہ احد ولا یسلم الا فی اخرھن۔(۳) یہ روایتیں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ کی روایت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یو تر بثلث لا یقعد الا فی اخر ھن(۴) کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم وتر تین رکعت پڑھتے تھے اور ایسا قعدہ جس میں سلام دیا جاوے اخیر میں کرتے تھے۔ اب تمہیں انصاف سے کہو کہ اس سے قعدہ اولیٰ کی نفی کس طرح نکلی۔ اس روایت کے سوا ایک اور روایت ہے کما فی الطحاویٰ ص ۱۷۲ وعن ابی ھریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا توتروابثلث واوتروابخمس او بسبع او بتسع ولا تشبھوا بصلوٰۃ المغرب۔ حافظ اس روایت سے قعدہ اولیٰ

---

(۱) عمدۃ القاری ابواب الوتر ج ۳ ص ۴۰۴. ۱۲ ظفیر.
(۲) ایضاً بحث. نسائی باب کیف الوتر بثلث ج ۱ ص ۲۴۸.
(۳) عمدۃ القاری ابواب الوتر ج ۳ ص ۴۰۵. ۱۲ ظفیر.
(۴) عمدۃ القاری ابواب الوتر ج ۳ ص ۴۰۴. ۱۲ ظفیر.

کی نفی پر استدلال کرتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ تین رکعت وتر ایسی طرح پڑھنے سے جس میں صلوٰۃ مغرب سے مشابہت ہو جائے۔ مثلاً دو قعدوں اور ایک سلام سے پڑھنے کی ممانعت کی گئی ہے ایک قعدہ اور ایک سلام سے یہ مشابہت نہیں رہتی، اس لئے حدیث سے قعدہ اولیٰ کی نفی اور قعدہ ثانیہ کا ثبوت ہوتا ہے ہمیں سخت تعجب ہے کہ قعدہ اولیٰ کی نفی پر ایسا ضعیف استدلال کیوں کیا گیا ہے۔ حدیث کے جملہ ثانیہ کو کیوں نہیں دیکھا جس سے بالتصریح معلوم ہوتا ہے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مجرد تین رکعت مت پڑھو جس سے صلوٰۃ مغرب سے مشابہت ہو جائے بلکہ پانچ یا سات یا نو رکعت پڑھا کرو اور وتر کے ساتھ شفع اس سے پہلے ملا لیا کرو تاکہ صلوٰۃ مغرب سے مشابہت نہ رہے ترمذی میں ہے عن ثابت البناني قال قال انس يا ابا محمد خذعني فاني اخذت هذا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم واخذ رسول الله صلعم عن ابيه ومن ياخذ عن احداوثق نبي قال ثم صلى بي العشاء ثم صلى ست ركعات يسلم بين الركعتين ثم او تربثلاث يسلم في اخر هن .رواه الترمذی سنداً وترك متنه وهذا لمتن بعينه بهذ اللفظ . في كنز العمال ص ۱۹۶ جلد رابع في الافعال لا في الا موال واحال على الروماني وابن عسا كر وقال رجاله ثقات۔ یہ روایت بھی حنفیہ کی حجت ہے اس سے صراحةً معلوم ہوتا ہے کہ وتر تین رکعت ہیں اور یہ تین رکعت دو قعدوں اور ایک سلام سے پڑھی جاتی تھی۔ روایت مرجوعہ اور بھی بہت ہیں جن سے تین رکعت ہونا وتر کا بدو قاعدہ اور ایک سلام معلوم ہوتا ہے۔ اس وقت اتنے ہی حصہ پر اکتفا کرتا ہوں اور آثار میں بکثرت ایسے ہیں جن سے وتر کا تین رکعت بدو سلام ثابت ہوتا ہے اور ایسے بھی جن سے وتر کا تین رکعت ہونا بدو قعدہ ایک سلام معلوم ہوتا ہے۔ حنفیہ کے یہاں روایات مذکورہ بالا کی بنا پر ثانی راجح ہے۔ اور ایک رکعت وتر ہونا سوائے سعد بن ابی وقاص و معاویہ بن سفیان اور ذی النورین کے اور کسی صحابی سے ثابت نہیں ہے۔ اگر حافظ اس کو جماعت قرار دیتے ہیں تو حافظ کا فرمانا وصح عن جماعة من الصحابة انهم او تروا بواحدة من غير تقدم نفل قبلها درست ہے تین پر جماعت کا اطلاق کیا جاسکتا ہے لیکن یہ حنفیہ کو مضر نہیں کیونکہ حنفیہ جس امر کے قائل ہیں اس کی تائید میں جم غفیر صحابہ سے آثار مروی ہیں۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے حدثنا حفص بن عمرو عن الحسن انہ قال اجمع المسلمون على ان الوتر ثلثة لا يسلم الا في اخر هن۔(۱) وفيه عمرو بن عبيد وهو معتزله۔ عینی میں ہے ولمن قال يو تر بثلث لا يفصل بينهن عمرو علي وابن مسعود وحذيفة وابی بن كعب وابن عباس وانس وابوامامة وعمر بن عبدالعزيز والفقهاء السبعة واهل الكوفة وقال الترمذی ذهب جماعة من الصحابة وغير هم اليه . آہ۔ جب ترمذی کی تصریح سے صحابہؓ کا ایک[ع] عدد حنفیہ کے موافق معلوم ہوتا ہے تو اب حافظ کی تصریح سے ہمارے مجیب صاحب کو خوش نہ ہونا چاہئے حافظ جس کو جماعت کہہ رہے اس سے دس گنا حنفیہ کی طرف صحابہؓ کا عدد موافق ہے اور طرفہ یہ ہے کہ اجلہ صحابہ حنفیہ کے موافق ہیں۔ قيل للحسن ان ابن عمر كان يسلم في

....

(۱) عمدة القاري ابواب الوتر ج ۳ ص ٤٠٤. ۱۲ ظفير.
ع: مراد ایک بڑی جماعت ہے ۱۲ ظفیر۔

الرکعتین من الوتر فقال کان عمر افقه منه و کان ینهض فی الثانیة بالتکبیر .(۱)ان اشیاء کی نگہداشت کے بعد کوئی متعصب مُعاند ہی کہہ سکتا ہے کہ ابو حنیفہ کا مذہب روایات کے خلاف ہے۔ غیر متعصب فہیم کبھی ایسا نہیں کہہ سکتا بلکہ جتنی تحقیق و تفتیش کی جائے ابو حنیفہؒ کا مذہب اقرب الی الروایات معلوم ہوتا ہے۔

(۳) یہ جزو مجمل رکھا گیا ہے۔ تشریح طلب ہے۔ معلوم نہیں قنوت سے کیا مراد لیا ہے اگر قنوت نازلہ ہے تو حنفیہ بھی کہتے ہیں کہ بعد الرکوع پڑھنا چاہئے اور اگر قنوت وتر مراد ہے تب یہ کہنا صحیح نہیں کہ بعد الرکوع نبی کریم ﷺ سے وتر میں قنوت پڑھنا ثابت ہے کیونکہ جن روایتوں میں قنوت بعد الرکوع پڑھنا ثابت ہوتا ہے ان کا صحیح محمل یہ ہے کہ وہ قنوت نازلہ کا حکم ہے۔ بحر الرائق ج ا ص ۴۰ میں ہے وقنت فی ثالثة قبل الرکوع ابداً لما اخرجه النسائی عن ابی بن کعب انه علیه السلام کان یقنت قبل الرکوع وما فی حدیث انس انه علیه السلام قنت بعد الرکوع فالمراد منه ان ذلك کان منه شهراً فقط بدلیل ما فی الصحیح عن عاصم الا حول سالت انساً عن القنوت فی الصلوٰة قال نعم قلت اکان قبل الرکوع او بعده قال قبله قلت فان فلاناً اخبر نی عنك انك قلت بعده قلا کذب انما قنت رسول الله صلی الله علیه وسلم بعد الرکوع شهراً۔

پس معلوم ہوا کہ وتر میں قنوت قبل الرکوع پڑھنا چاہئے باقی قنوت نازلہ اس میں قبل الرکوع اور بعد الرکوع دونوں طرح کے اقوال ہیں۔ ردالمحتار میں ہے وهو صرح فی ان القنوت النازلةعند نامختص بصلوٰة الفجر دون غیرها من الصلوٰة الجهریة والسریة وهل القنوت هنا قبل الرکوع او بعد ه لم اره والذی یظهرلی انه یقنت بعد الرکوع لاقبل بد لیل ان ما استدل به الشافعی علی قنوت الفجر فیه التصریح بالقنوت بعد الرکوع حمله علمائنا علی قنوت النازلة ثم رأیت شرنبلا لی فی مراقی الفلاح صرح بانه بعد ه واستظهر حموی انه قبله والا ظهر ما قلناه۔(۲)واللہ اعلم۔ اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے باوجود اس کے کہ قنوت نازلہ میں دو قول ہیں قبل الرکوع اور بعد الرکوع دونوں طرح پڑھنے کا مشائخ حنفیہ حکم لگاتے ہیں مگر راجح یہ ہے کہ قنوت نازلہ بعد الرکوع پڑھی جائے۔ فقط...... محمد مشیت اللہ الدیوبندی۔

---

(۱)نصب الرایه باب صلوٰة الوتر ج ۲ ص ۱۱۸.
(۲)ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ٦٢٨ .ط.س.ج۲ص ۱۱. ۱۲ ظفیر.

فصل ثانی

مسائل قنوت نازلہ

کیا قنوت نازلہ نماز فجر میں درست ہے

(سوال ۱۶۶٤) عند الاحناف نماز فجر میں کس وقت میں ہاتھ اٹھا کر دعائے قنوت یا اللهم انصر من نصر دین محمد ﷺ یا اور کوئی دعا پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ اگر کوئی حنفی جس کو فقہ کا علم نہ ہو یا ہو وہ امام شافعی یا امام احمد یا امام مالک رحمہم اللہ کو حقارت کی نگاہ سے دیکھے وہ حنفی پختہ ہو سکتا ہے یا نہ۔

(جواب) حنفیوں کے نزدیک بوقت نزول حادثہ کے صرف صبح کی نماز میں بعد رکوع کے دوسری رکعت میں بلا ہاتھ اٹھائے دعائے قنوت پڑھنا جائز ہے اور باقی نمازوں میں جائز نہیں اور بلا نزول حادثہ کے کسی نماز میں کسی وقت جائز نہیں۔ شامی میں ہے قال الحافظ ابو جعفر الطحاوی انما لا یقنت عند نا فی صلوٰۃ الفجر من غیر بلیة فان وقعت فتنة او بلیة فلا باس به فعله رسول الله صلی الله علیه وسلم ۔(۱) اور اس کے بعد شامی میں ہے۔ ان قنوت النازلة عند نا مختص بصلوٰۃ الفجر دون غیر ها من الصلوٰت الجهریة والسریة ۔(۲) اور پھر اسی میں ہے وانه یقنت بعد الرکوع لا قبله(۳) ائمہ اربعہ اپنے اپنے مذہب میں سب حق پر ہیں اور ان کا اختلاف از قبیلہ اختلاف امتی رحمۃ ہے اس واسطے کسی مقلد کو جائز نہیں کہ کسی امام کو بنظر حقارت دیکھے بلکہ مقلد کو چاہئے کہ وہ اپنے امام کے مذہب کو صواب محتمل خطاء سمجھے اور دوسرے امام کے مذہب کو غلط محتمل صواب سمجھے۔ درمختار میں ہے فیہا لوسئلنا عن مذهبنا ومذهب مخالفنا قلنا وجوباً مذهبنا صواب یحتمل الخطاء ومذهب مخالفنا خطاء یحتمل الصواب۔(۴) فقط۔

قنوت نازلہ

(سوال ۱/ ۱۶٦۵) قنوت در نماز فجر در موقعہ نوازل خواندہ میشود حوالہ مطلوب است۔

قنوت نازلہ میں ہاتھ باندھے یا نہیں

(سوال ۲/۱۶٦٦) در قنوت مذکورہ امام و مقتدی دست ارسال بکنند یا بند ند چنانچہ در وتر می بندند و آمین بجہر گویند یا خفیہ۔

(الجواب) قنوت در نوازل در صلوٰۃ فجر نزد حنفیہ ثابت و معمول بہ است قال فی الشامی وهو صریح فی ان قنوت النازلة عندنا مختص بصلوٰۃ الفجر الخ۔(۵)

(۲) امام و جماعت بظاہر درین موقعہ ارسال کنند چراکہ این قنوت بعد الرکوع است کما صرح به فی الشامی

(۱) ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ٦۲۸ .ط.س. ج۲ص ۱۱. ۱۲ ظفیر.
(۲) ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ٦۲۸ .ط.س. ج۲ص ۱۱. ۱۲ ظفیر.
(۳) ردالمحتار باب الوتر والنوافل.ط.س. ج۲ص. ۱۱ ۱۲ ظفیر.
(٤) الدر المختار علی هامش ردالمحتار مقدمه ج ۱ ص ٤۵ .ط.س. ج۲ص ۱۱. ۱۲ ظفیر.
(۵) ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی القنوت والنازلة ص ٦۲۸ .ط.س. ج۲ص ۱۱. ۱۲ ظفیر.

والذی یظهرلی ان المقتدی یتابع امامه الا اذا جهر فیؤمن وانه یقنت بعد الرکوع لا قبله الخ۔(۱)۔
وظاہر است کہ قومہ محل ارسال است نہ محل قبض یدین وقیاس بروتر نخواہد شد کہ دران قنوت قبل الرکوع است کہ آں محل قراءۃ و محل قبض یدین است و آمین خواہ بجہر بگویند یا باخفاء والثانی اولیٰ لا نه دعاء والا خفاء بالدعاء اولیٰ۔ فقط۔

عندالاحناف قنوت نازلہ رکوع کے بعد ہے اور صرف نماز فجر میں

(سوال ۱۶۶۷) قنوت نازلہ قبل رکوع پڑھنی چاہئے یا بعد رکوع اور کن کن نمازوں میں اور ہاتھ باندھ کر یا کھول کر یا اٹھا کر اور احناف کے یہاں قنوت وتر قبل رکوع پڑھی جاتی ہے کیا قنوت نازلہ کا حکم اس سے علیحٰدہ ہے کس دلیل سے۔ اور احناف کے یہاں جو یہ قاعدہ ہے کہ ہر ذکر طویل مسنونہ اس میں ہاتھ باندھنا اس کا کیا ماخذ ہے۔ جو ہاتھ باندھنا تکبیر تحریمہ کے بعد ثابت ہے وہ رکوع سے جاتے وقت ختم ہو جاتا ہے۔ اب بعد رکوع کھڑا ہونا جدید ہے اس میں ارسال اور اعتماد آنحضرت ﷺ یا آثار صحابہ سے ثابت ہے یا نہیں ۔ اور امام ابو یوسفؒ کا یہ فعل کہ وہ قنوت ہاتھ اٹھا کر پڑھتے تھے اور صاحب فتح القدیر نے جو ایک روایت بسند ابی ہریرہؓ بیان کی ہے کان النبی صلی اللہ علیه وسلم اذا رفع راسه من الرکوع من صلوٰۃ الصبح فی الرکعة الثانیة یرفع یدیه فیدعو بهذا لدعاء اللهم اهدنی فیمن هدیت الخ کیا اس حدیث کی وجہ سے ابو یوسف رحمۃ اللہ کے فعل کو قوت ہے یا نہیں۔ اور احناف کا مفتی بہ قول کیا ہے۔

(جواب) قنوت نازلہ بعد الرکوع ہے اور حنفیہ نے صرف نماز صبح میں اس کو اختیار کیا ہے اگرچہ بعض فقہاء نے جملہ صلوٰۃ جہریہ میں بھی جائز رکھا ہے۔(۲) اور کتب فقہ وحدیث سے واضح ہے قنوت صبح جس کو حنفیہ نے نوازل میں غیر منسوخ مانا ہے وہ بعد الرکوع تھا اور اس وقت ارسال اولیٰ معلوم ہوتا ہے۔(۳) کیونکہ رفع کا جواب صاحب فتح القدیر نے یہ دیا ہے امام ابو یوسفؒ کے استدلال کا کہ ہر دعا میں رفع ہونا یہ کلی نہیں ہے بلکہ مخصوص ہے اس دعا کے ساتھ جو خارج عن الصلوٰۃ ہو۔ ولکل وجهة هو مولیها۔ پس زیادہ بحث کی اس میں ضرورت نہیں ہے ہر ایک قول کی کچھ وجہ نکل سکتی ہے اور نقل روایات کی فرصت نہیں ہے۔(۴) فقط۔

....

(۱) ایضاً . ط.س. ج۲ ص ۱۱ . ۱۲ ظفیر.
(۲) قال الحافظ ابو جعفر الطحاوی انما لا یقنت عند نا فی صلوٰۃ الفجر من غیر بلیة فان وقعت فتنة او بلیة فلا باس به فعله رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم واما القنوت فی الصلوٰت کلهاللنوازل فلم یقل به الا الشافعی الخ وهو صریح ان القنوت النازلة عندنا مختص بصلاة الفجر دون غیرها من الصلوٰۃ الجهریة والسریة وفی شرح النقایة معزیا الی الغایة وان نزل بالمسلمین نازلة قنت الا مام فی صلاة الجهر (ردالمحتار باب الوتر والنوافل فی مطلب فی قنوت النازلة ج ۱ ص ۶۲۸ . ط.س. ج۲ ص ۱۱) وهو قول الثوری واحمد وقال جمهور اهل الحدیث القنوت عند النوازل مشروع فی الصلوٰۃ کلها ا ه (البحر الرائق باب الوتر والنوافل ج ۲ ص ٤٤) ظفیر.
(۳) وهل القنوت هنا قبل الرکوع ام بعده لم اره والذی یظهرلی ان المقتدی یتابع امامه الا اذا جهر فیؤمن وانه یقنت بعد الرکوع لا قبله بدلیل ان ما استدل به الشافعی علی قنوت الفجر وفیه التصریح بالقنوت بعد الرکوع حمله علمائنا علی القنوت للنازلة ثم رائت الشرنبلا لی فی مراقی انفلاح صرح بانه بعده واستظهر الحموی انه قبله والا ظهر ما قلناه واللہ اعلم (ردالمحتار باب الور والنوافل مطلب فی القنوت للنازلة ج ۱ ص ۶۲۸ . ط.س. ج۲ ص ۱۱) ظفیر.
(٤)

قنوت نازلہ پڑھتے وقت ہاتھ چھوڑے رکھے اور مقتدی آہستہ آمین کہیں

(سوال ۱۶۶۸) دار العلوم دیوبند سے جو دعائے قنوت مطبوعہ اس زمانہ میں پڑھنے کے واسطے شائع ہوئی ہے اس کی ترکیب میں دو امر قابل دریافت ہیں۔ اول یہ کہ دعا پڑھنے کے وقت ہاتھ لٹکائے رکھیں یا اٹھاویں جیسا کہ دعا کے واسطے اٹھائے جاتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ مقتدی آمین بالجہر کہیں یا بہ اخفاء۔

(جواب) صبح کی نماز میں بعد رکوع کے جو کہ اس زمانہ میں دعائے قنوت پڑھی جاتی ہے اس میں ہم لوگوں کا معمول یہ ہے کہ ہاتھ لٹکائے رہتے ہیں کیونکہ اس موقعہ پر ہاتھ کا باندھنا نہیں آیا ہے اور اٹھانا بھی حنفیہ کے قواعد سے چسپاں نہیں ہے اس لئے یہی احوط اور بہتر معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ چھوڑے رکھیں اور مقتدی آمین بہ اخفاء کہیں۔ (۱) فقط۔

قنوت نازلہ مغرب و عشاء میں درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۶۶۹) سنا ہے کہ دیوبند میں کوئی فتویٰ چھپا ہے جس میں عشاء کی اخیر رکعت میں دعاء پڑھنا لکھا ہے۔

(جواب) یہاں جو قنوت چھپا ہے اس میں صبح کی نماز میں دعائے قنوت پڑھنے کو لکھا ہے اور بعض نے عشاء اور مغرب میں بھی جائز لکھا ہے۔ (۲) فقط۔

فرض نماز میں دفع وبا کے لئے دعا

(سوال ۱۶۷۰) مرض وبا کے دنوں میں فرائض کی جماعت یا خاص مغرب اور فجر کی جماعت میں اخیر رکعت میں رکوع کے بعد امام چند دعائیں رفع وبا کے لئے پڑھتا ہے اور جملہ مقتدی بآواز بلند آمین کہتے ہیں۔ ایسا عمل کرنا فرض جماعت میں شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) شامی میں ہے کہ کسی حادثہ کے وقت صبح کی نماز میں رکوع سے اٹھ کر امام کو دعا قنوت پڑھنا درست ہے سوائے صبح کے اور نمازوں میں حنفیہ کا مذہب نہیں ہے۔ یہ امام شافعی رحمۃ اللہ کا مذہب ہے اور یہ بھی شامی میں ہے **ولا شك ان الطاعون من اشد النوازل** ۔ (۳) اس لئے طاعون کے وقت بھی دعا قنوت صبح کی نماز میں رکوع کی بعد پڑھنا درست ہے۔ (۴)

قنوت نازلہ برائے جنگ طرابلس

(سوال ۱۶۷۱) کیا ارشاد ہے علمائے دین کا اس مسئلہ میں کہ موجودہ جنگ طرابلس کے متعلق جو مسلمان اور نصاریٰ میں قائم ہے اگر مسلمانوں کی نصرت اور نصاریٰ کی ہزیمت کے لئے ہندوستان یا برہما میں دعائے قنوت

---

(۱) ان المقتدی یتابع امامه الا اذاجهر فیئومن (ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۲۸ .ط.س.ج۲ص ۱۱) ظفیر.

(۲) ولا يقنت لغيره الا لنازلة فيقنت الا مام فى الجهرية وقيل فى الكل (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۲۸ .ط.س.ج۲ص ۱۱)ظفیر.

(۳) ردالمحتار باب الوتر مطلب فى القنوت للنازلة ج ۱ ص ۶۲۸ .ط.س.ج۲ص ۱۱.۱۲ ظفير.

(٤) ولا يقنت لغيره الا لنازلة فيقنت الا مام فى الجهرية وقيل فى الكل (در مختار) قال فى الصحاح النازلة الشديدة من شدائد الدهر ولا شك ان الطاعون من اشد النوازل الخ وهو صريح فى ان قنوت النازلة عندنامختص بصلاةالفجر دون غيرها من الصلوات الجهرية اوالسرية (ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فى القنوت للنازلة ج ۱ص ۶۲۸ .ط.س.ج۲ص ۱۱) محمد ظفير الدين غفرله.

پڑھی جاوے تو حنفی مذہب میں مکروہ ہے یا نہیں ؟ اگر مقتدیوں کی ناواقفیت کی وجہ سے امام قنوت کو کسی قدر جہر سے ہاتھ اٹھا کر پڑھے اور حنفی مقتدی خفیہ آمین کہیں تو یہ حنفی مذہب میں مکروہ ہے یا نہیں ؟ کیا نازلہ جنگ وغیرہ میں جو دعا قنوت پڑھی جاتی اس کے لئے شرط ہے کہ خاص خلیفہ یا سلطان پڑھے یا جہاں جنگ قائم ہو وہیں پڑھی جاوے اور دور دور مقامات میں دیگر ائمہ نہ پڑھیں حاشیہ شامی. بحر الرائق، کبیری و فتح القدیر ملاحظہ فرما کے اس کا جواب تحریر فرمایا جائے۔ فقط۔

(جواب) قنوت نازلہ عند الحنفیہ جائز ہے مکروہ نہیں ہے۔ اور شامی میں ہے کہ امام اگر جہراً قنوت پڑھے تو مقتدی آمین کہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مقتدی امام کا اتباع کرے باقی امام اگر حنفی ہے تو اپنے قاعدہ کے موافق مخفی پڑھے لیکن اگر امام نے بسبب مقتدیوں کی ناواقفیت کے جہر کیا اور مقتدیوں نے آمین کہی تو کراہت نہیں ہے۔ خلیفہ یا سلطان کا قنوت پڑھنا نازلہ کے وقت شرط نہیں ہے۔ **هذا كله فى الدر المختار والشامى**۔(۱) دستخط معہ مہر۔

جنگ اٹلی کے موقع سے قنوت نازلہ

(**سوال ۱٦٧٢**) فی الحال نصاریٰ واٹلی اور مسلمانوں میں جو جنگ ہو رہی ہے اس موقعہ پر قنوت نازلہ کا پانچوں نمازوں میں بعد رکوع رکعت اخیرہ عند الاحناف پڑھنے کا کیا حکم ہے ؟

(جواب) کلام فقہائے عظام رحمہم اللہ اس بارہ میں مختلف ہے **ولا يقنت لغيره الا لنازلة فيقنت الامام فى الجهرية وقيل فى الكل**۔ شامی میں ہے **واما القنوت فى الصلوٰة كلها للنوازل فلم يقل به الا الشافعى وفيه تحت قوله فى الكل الخ قد علمت ان هذا لم يقل به الا الشافعى رحمة الله وعزافى البحرالى جمهور اهل الحديث فكان ينبغى عزوه اليهم لئلا يوهم انه قول فى المذهب وفيه ايضا اذا وقعت نازلة قنت الا مام فى الصلوٰة الجهرية لكن فى الاشباه عن الغاية قنت فى صلوٰة الفجر ويؤيده مافى شرح المنية الخ شامى ج ١ ص ٦٢٨**.

پس معلوم ہوا کہ عند الحنفیہ صرف صلوٰۃ فجر میں نازلہ کے وقت قنوت پڑھے۔ لا غیر فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن۔

کس امام کے یہاں قنوت نازلہ فجر میں ہے

(**سوال ۱٦٧٣**) آج کل فجر کی نماز میں دعا قنوت پڑھنا کس امام کا مذہب ہے۔

(جواب) ایسے حوادث کے وقت دعائے قنوت صبح کی نماز میں حنفیہ نے بھی جائز لکھی ہے۔(۳) فقط۔ (**لماروا**ہ

....

(۱) دیکھئے ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فى القنوت للنازلة ج ١ ص ٦٢٨ .ط.س. ج٢ص ١١. ١٢ ظفير.

(۲) وقدصرح به الشامي حيث قال وهو صريح فى ان قنوت النازلة عندنا مختص بصلاة الفجر دون غيرها من الصلوات الجهرية والسرية الخ قنوت نازلہ بعد رکوع پڑھے قبل رکوع نہ پڑھے. قال فى الشامى وانه يقنت بعد الركوع لا قبل بدليل ان ما استدل به الشافعى على قنوت الفجر وفيه التصريح بالقنوت بعد الركوع حمله علماء نا على القنوت للنازلة الخ (شامى باب الوتر ج ١ ص ٦٢٨ .ط.س. ج٢ص ١١ . (٣) ولايقنت لغيره الا لنازلة فيقنت الا مام في الجهرية وقيل فى الكل (در مختار) وهو صريح عند نا ان قنوت النازلة عندنا مختص بصلاة الفجر دون غيرها من الصلوٰة الجهرية والسرية (ردالمحتارباب الوتر ج ١ ص ٦٢٨ .ط.س. ج٢ص ١١) ظفير.

الامام ابو حنیفه عن ابن مسعود رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم لم یقنت فی الفجر قط الا شهر اواحد الم یرقبل ذالك ولا بعده وانما قنت شهرا یدعو علی قوم من العرب ثم ترکه (البحر الرائق . باب الوتر ج ۲ ص ٤٤ . ظفیر)

قنوت نازلہ جمعہ میں درست ہے یا نہیں

(سوال ۱٦٧٤) قنوت نازلہ کا جمعہ میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) بعض روایات کے موافق جن میں تمام جہری نمازوں میں قنوت نازلہ پڑھنے کو جائز لکھا ہے جمعہ کی نماز میں بھی درست ہے۔(۱)

قنوت نازلہ جائز ہے یا نہیں اور جائز ہے تو کیوں

(سوال ۱٦٧٥) اس زمانہ میں جو دعا نازلہ پڑھی جاتی ہے یہ دعا نماز فجر میں احناف کے نزدیک جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز ہے تو لیس لك من الا مر شئی کا کیا جواب ہے۔ اور اس دعا نازلہ میں اور قنوت میں جو کہ نبی کریم ﷺ پڑھا کرتے تھے۔ جب کسی قبیلہ یا قوم کو بددعا کرنا چاہتے تھے فرق ہے یا نہیں۔

(جواب) بوقت نازلہ دعا قنوت وغیرہ نماز فجر میں باتفاق حنفیہ جائز ہے۔ در مختار میں ہے۔ ولا یقنت لغیره الا لنازلة الخ(۲) وفی الشامی وهو صریح فی ان قنوت النازلة عندنا مختص بصلوٰة الفجر الخ(۳) وفیه عن شرح المنیة فتکون شرعیته ای شرعیة القنوت فی النوازل مستمرة وهو محمل من قنت من الصحابة بعد وفاته علیه الصلوٰة والسلام وهو مذهبنا وعلیه الجمهور۔(۴) پس جب کہ معلوم ہوا کہ مذہب جمہور ائمہ یہی ہے اور صحابہؓ نے آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد قنوت نازلہ پڑھا ہے تو اب کسی شبہ کی گنجائش نہیں ہے اور اس کے جواب کی ضرورت نہیں ہے۔ اور آیۃً لیس لك من الا مر شئی کے شان نزول میں اختلاف کثیر ہے۔ قنوت نازلہ میں نزول اس کا متعین نہیں ہے۔ کما صرح به فی المعالم۔ تاکہ جواب کی ضرورت ہو اور امام طحاویؒ کا قول خود شامی میں یہ منقول ہے قال الحافظ ابو جعفر الطحاوی انما لا یقنت عند نا فی صلوٰة الفجر من غیر بلیة فان وقعت فتنة اوبلیة فلا باس به فعله رسول الله صلی الله علیه وسلم. الخ(۵) فقط۔

قنوت نازلہ تمام جہری نمازوں میں ہے یا صرف فجر میں

(سوال ۱٦٧٦) حنفیہ کے صحیح مذہب اور ارجح اقوال کے اعتبار سے قنوت نازلہ صرف فجر کی نماز میں پڑھنی چاہئے یا تمام جہری نمازوں میں پڑھنا ضروری ہے۔ اگر کوئی امام صرف فجر کی نماز میں قنوت پڑھے اور دوسری جہری نمازوں میں نہ پڑھے تو اس سے جبراً باقی نمازوں میں پڑھوایا جاوے گا یا نہ۔ قنوت نازلہ علاوہ فجر کے دیگر نمازوں میں

---

(۱) فیقنت الامام فی الجهریة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ٦٢٨ . ط.س. ج۲ ص ۱۱) ظفیر. (۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی القنوت للنازلة ج۱ ص ٦٢٨ . ط.س. ج۲ ص ۱۱ ظفیر. (۳) ردالمحتار باب ایضاً . ط.س. ج۲ ص ۱۱ . ۱۲ ظفیر. (٤) ایضاً . ط.س. ج۲ ص ۱۱ . ۱۲ ظفیر. (٥) ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی القنوت للنازلة ج ۱ ص ٦٢٨ . ط.س. ج۲ ص ۱۱ . ۱۲ ظفیر.

منسوخ ہے یا نہیں اور آنحضرت ﷺ نے قنوت نازلہ کس وقت تک پڑھا ہے جب تک وہ کام پورا ہوا یا پہلے ہی ترک کر دیا۔

(جواب) راجح عند الحنفیہ یہ ہے کہ قنوت نازلہ صرف فجر کی نماز میں ہے تمام جہری نمازوں میں اگرچہ بعض کتب سے اس کی بھی اجازت معلوم ہوتی ہے۔ بہر حال اگر کوئی امام صرف فجر کی نماز میں دعا قنوت نازلہ پڑھے اور دیگر جہری نمازوں میں نہ پڑھے تو اس پر جبر کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ تمام جہری نمازوں میں پڑھے کیونکہ یہ عند الحنفیہ مختلف فیہ ہے۔ پس احوط اور معمول اکابرؒ کا صرف نماز فجر ہے۔ **کما فی الشامی بعد نقل کلام الا مام الطحاویؒ . وھو صریح فی ان قنوت النازلة عند نا مختصة بصلوٰۃالفجر دون غیرھا من الصلوات الجھریه او السریة الخ۔**(۱) اور اس کی کچھ تحدید منقول نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یا آپ ﷺ کے بعد صحابہ کرامؓ نے جو قنوت بوقت نوازل پڑھا وہ کس وقت تک پڑھا۔ ظاہر یہ ہے کہ رفع نازلہ تک پڑھا ہوگا جو کہ وجہ اس کی مشروعیت کی ہے۔ چنانچہ فقہاء نے بھی اس کی کچھ تحدید نہ کی اور یہ فرمایا **ولا یقنت لغیرہ الا لنازلة الخ**(۲) در مختار ظاہر الفظ **الا لنازلة** سے معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت تک وہ نازلہ موجود ہو دعا مذکور مشروع ہے اور حدیث انسؓ میں ہے **ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قنت شهراً ثم ترکه رواہ ابو داؤد والنسائی۔**(۳) ایک ماہ کے بعد ترک فرمانا یہ آپ کا یا اس وجہ سے ہو کہ مقصد پورا ہو گیا اور دعا مقبول ہو گئی اور آثار بد دعا ظاہر ہونے لگے یا آپ کو حکم ہو گیا کہ اب ترک کر دیجئے اب ضرورت نہیں رہی۔ بہر حال اب مشروعیت اس کی تا بقاء نازلہ عند الفقہاء مسلم ہے۔ فقط۔

قنوت نازلہ کا جواز اور اس کا ثبوت

(سوال ۱٦۷۷) قنوت نازلہ جو تقریباً سال بھر سے پڑھی جا رہی ہے اس پر بعض مسلمان یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس کا پڑھنا جائز نہیں ہے اور حدیث انسؓ سے اس کا پڑھنا موقوف ہو چکا ہے **وعن انس ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قنت شهراً ثم ترکه رواہ ابو داؤد۔** ثم ترک سے اس کا چھوڑنا فرض کہتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارے مذہب میں کسی پر لعنت ملامت کرنا یا بد دعا کرنا بھی جائز نہیں ہے، حدیث اور قول امام اعظمؒ سے اس کا ثبوت مانگتے ہیں کہ ثم ترکہ کے بعد آنحضرت ﷺ نے پڑھنے کے لئے ارشاد فرمایا ہو۔

(جواب) در مختار میں ہے **ولا یقنت لغیرہ الا لنازلة فیقنت امام فی الجهریة وقیل فی الکل الخ** اور رد المحتار معروف بہ شامی میں ہے **(قوله فی الجهریة) یوافقه ما فی البحر والشرنبلالیة عن شرح النقایه عن الغایة وان نزل بالمسلمین نازلة قنت الا مام فی صلوٰۃ الجهریة وهو قول الثوری واحمد اه وکذا مافی شرح الشیخ اسمعیل عن البنایه اذا وقعت نازلة قنت الا مام فی صلوٰۃ الجهریة لکن فی الا شباه عن الغایة قنت فی صلوٰۃ الفجر ویؤیده ما فی شرح المنیه حیث قال بعد کلام فتکون شرعیة ای شرعیة**

---

(۱) ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی القنوت للنازلة ج ۱ ص ٦۲۸ .ط.س. ج۲ص ۱۱: ۱۲ ظفیر.
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ایضاً ج ۱ ص ٦۲۸ .ط.س. ج۲ص ۱۱. ۱۲ ظفیر.
(۳) مشکوٰۃ باب القنوت فصل ثانی ص ۱۱٤ .ط.س. ج۲ص ۱۱. ۱۲ ظفیر.

القنوت فی النوازل مستمرۃ وھو محل قونت من قنت من الصحابۃ رضی اللہ عنھم بعد وفاتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وھو مذھبنا وعلیہ الجمھور قال الحافظ ابو جعفر الطحاوی انما لا یقنت عند نا فی صلوٰۃ الفجر من غیر بلیۃ فان وقعت فتنۃ او بلیۃ فلا باس بہ فعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ الی ان قال وھو صریح فی ان قنوت النازلۃ عندنا مختص بصلوٰۃ الفجر دون غیرھا من الصلوات الجھریۃ والسریۃ الخ ۔(۱)ان عبارات سے واضح ہو گیا کہ عند الحنفیہ بلکہ عند الجمہور قنوت نازلہ بعد وفات آنحضرت ﷺ بھی مشروع ہے پس جو شخص اس کا انکار کرے وہ جملہ ائمہ اہل حق کا مخالف ہے اور کتب دینیہ سے ناواقف ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ اگر قنوت نازلہ منسوخ ہو جاتا تو آپ کی وفات کے بعد صحابہؓ اس کو معمول بہ کیوں بناتے و کفی بھم قدوۃ اور حدیث انسؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قنت شھراً ثم ترکہ سے منسوب سمجھنا قنوت نازلہ کا صحیح نہیں ہے کیونکہ ثم ترکہ کے یہ معنی ہیں کہ مہینہ بھر کے بعد آپ نے اس کو چھوڑ دیا کیونکہ مثلاً ضرورت باقی نہ رہی اور جو غرض تھی وہ حاصل ہو گئی وغیرہ۔ اور لعنت کفار پر آیات واحادیث سے برابر ثابت ہے۔ قال اللہ تعالیٰ لعنۃ اللہ علی الکافرین۔(۲) ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والھدیٰ من بعد ما بیّنٰہ للناس فی الکتاب اولئك یلعنھم اللہ ویلعنھم اللّٰعنون۔(۳) اسی طرح بکثرت آیات واحادیث سے لعنت بر کفار ثابت ہے انکار اس کا سوائے جاہل معاند کے اور کون کر سکتا ہے۔ الغرض حنفیہ کو اپنے ائمہ کے اقوال اور کتب فقہ کی تفصیل و تشریح کو دیکھ کر اس پر عمل کرنا چاہیے۔ منکرین ائمہ یعنی فرقہ غیر مقلدین کی بات سننا نہ چاہیے۔

قنوت نازلہ تمام نمازوں میں اور دعا ہاتھ اٹھا کر

(سوال ۱۶۷۸)ایک مولوی صاحب اہل حدیث نماز پنجگانہ فرائض کی رکعت اخیرہ میں بعد رکوع ہاتھ اٹھا کر امام دعا پڑھتا ہے اور مقتدی بھی ہاتھ اٹھا کر بطریق دعا آمین کہتے ہیں کیا یہ دعا اس طریق سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں (جواب)ایسا بھی ثابت ہے لہذا اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور حنفیہ نے بھی اس کی اجازت دی ہے۔(۴) اگرچہ زیادہ تر روایات صبح کی نماز میں ہیں۔(۵) فقط۔

---

(۱)ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی القنوت للنازلۃ ج ۱ ص ۶۲۸ .ط.س.ج۲ص ۱۱. ۱۲ ظفیر.
(۲)سورۃ البقر رکوع ۱۱. ۱۲ ظفیر.
(۳)سورۃ البقر .رکوع ۱۹. ۱۲ ظفیر.
(٤)ولا یقنت لغیرہ الا لنازلۃ فیقنت الا مام فی الجھریۃ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الوتر ج ۱ ص ۶۲۸ .ط.س.ج۲ص ۱۱) ظفیر.
(۵)وھو صریح فی ان القنوت النازلۃ عندنا مختص بصلاۃ الفجر دون غیرھا من الصلوات الجھریۃ او السریۃ . (ردالمحتار باب الوتر ج ۱ ص ۶۲۸ .ط.س.ج۲ص ۱۱) ظفیر.

فصل ثالث سنن مؤکدہ و غیر مؤکدہ

مسائل سنن مؤکدہ

فجر کی جماعت کے وقت سنت کہاں پڑھی جائے

(سوال ۱۶۷۹) صبح کی سنتوں کو امام کی قراءۃ سے اس قدر دور پڑھنا چاہئے کہ امام کی آواز نہ آئے حالانکہ مساجد بکثرت چھوٹی ہیں سنت پڑھنے والا کہاں تک نہ سننے کی احتیاط کرے، اس کے لئے کیا حکم ہے۔

(جواب) آواز آنے نہ آنے کی قید نہیں ہے صرف مکان علیٰحدہ ہونا چاہئے۔(۱) فقط۔

نماز فجر کی صفوں میں سنت کی اجازت نہیں

(سوال ۱۶۸۰) فجر کی نماز قائم ہونے کے بعد سنت فجر صف اول یا ثانی میں پڑھنے کا کیا حکم ہے۔ اگر جائز نہ ہو تو علت عدم جواز تحریر فرمائیے۔

(جواب) علت عدم جواز صورۃً مخالفت جماعت اور حدیث اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا صلوٰۃ الا المکتوبۃ ہے۔(۲) اور در مختار میں ہے۔ بل یصلیھا عند باب المسجد وان وجد مکاناً والا ترکھا لان ترک المکروہ مقدم علی فعل السنۃ الخ۔(۳) اور شامی میں ہے فان کان عند باب المسجد مکان صلاھا فیہ والا صلاھا فی الشتوی او الصیفی ان کان للمسجد موضعان۔(۴) فقط۔

سنت و فرض کے درمیان دنیاوی باتیں اور اس کا حکم

(سوال ۱۶۸۱) زید سنت فجر اور سنت ظہر اور فرضوں کے درمیان کلام دنیاوی کرتا ہے تو سنتوں کا اعادہ ہوگا یا نہیں۔

(جواب) اس میں ثواب کم ہو جاتا ہے۔ سنتوں کے اعادہ کی ضرورت نہیں و فیہ اختلاف۔(۵)

مسجد کے اندرونی حصہ میں جماعت کی حالت میں باہر سنت کی گنجائش کی دلیل

(سوال ۱۶۸۲) مسجد کے اندر کے درجہ میں جماعت فجر کی ہوتی ہو تو سنتیں باہر کے درجہ میں کس دلیل سے درست ہوں گی جب کہ قراءۃ کی آواز سنائی دیتی ہو توفاستمعوا پر کس طرح عمل ہوگا۔

(جواب) آثار صحابہؓ سے ایسا ثابت ہے کہ فرض صبح کی قراءۃ کی آواز آتی تھی اور وہ ایک طرف ہو کر صبح کی سنتیں پڑھتے تھے اس لئے امام صاحب نے ایسا حکم دیا کہ علیٰحدہ ہو کر صبح کی سنتیں پڑھ لے پھر شریک جماعت

---

(۱) واذا خاف فوت رکعتی الفجر لا شتغالہ بسنتھا ترکھا لکون الجماعۃ اکمل والا بان رجا ادراک رکعۃ الخ لایترکھا بل یصلیھا عند باب المسجد ان وجد مکانا والا ترکھا، لان ترک المکروہ مقدم علی فعل السنۃ (در مختار) عند باب المسجد ای خارج المسجد کما صرح القھستانی وقال فی العنایۃ لا نہ لو صلاھا فی المسجد کان متنفلا فیہ عند اشتغال الامام بالفریضۃ وھو مکروہ فان لم یکن علی باب المسجد موضع للصلاۃ یصلیھا فی المسجد خلف ساریۃ من سواری المسجد، واشدھا کراھۃ ان یصلیھا مخالطا للصف مخالفا للجماعۃ والذی یلی ذالک خلف الصف من غیر حائل اھ (ردالمحتار باب ادراک الفریضۃ ج ۱ ص ۶۷۰ و ج ۱ ص ۶۷۱ ط.س. ج۲ ص ۵۷) ظفیر۔ (۲) مشکوٰۃ المصابیح، باب الجماعۃ وفضلھا فصل اول ص ۶۶ عن ابی ھریرۃ ۱۲ ظفیر۔ (۳) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار۔ باب ادراک الفریضۃ ج ۱ ص ۶۷۱ ط.س. ج۲ ص ۵۷ ۱۲ ظفیر۔ (۴) ردالمحتار باب ادراک الفریضۃ ج ۱ ص ۶۷۱ ط.س. ج۲ ص ۵۷ ۱۲ ظفیر۔

(۵) ولو تکلم بین السنۃ والفرض لا یسقطھا ولکن ینقص ثوابھا وقیل یسقط (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۳۶ ط.س. ج۲ ص ۱۹.

ہو جاوے تاکہ دونوں فضیلتیں حاصل ہو جائیں۔(۱)

اگر کسی نے چار رکعت کی نیت توڑ دی تو پھر اس پر کے رکعت واجب ہوں گی

(سوال ۱۶۸۳)سنت مؤکدہ مثل ظہر چار رکعت کی نیت توڑ دی تو اس کو دو رکعت واجب ہیں یا چار۔

(جواب)چار۔(۲)فقط۔

ظہر کی سنت جو فرض کی وجہ سے دو رکعت پر ختم کر دی گئیں بعد فرض چار پڑھی جائیں گی

(سوال ۱۶۸۴)زید ظہر کی سنت پڑھ رہا تھا ابھی ایک رکعت پڑھی تھی کہ جماعت کھڑی ہو گئی اس نے دو رکعت پوری پڑھ کر سلام پھیر دیا تو اس کو فرضوں کے بعد دو رکعت پڑھنی چاہیے یا چار۔

(جواب)اس کو بعد فرض کے چار رکعت سنت ظہر پڑھنی چاہیے(۳)۔فقط۔

ظہر کی جماعت کے وقت آنے والا پہلی سنت کب پڑھے گا۔

(سوال ۱۶۸۵)اگر کوئی شخص ظہر کی نماز کو ایسے وقت آیا کہ جماعت ہو رہی تھی، بغیر سنت پڑھے ہوئے جماعت میں شریک ہوا تو چار سنت کس وقت پڑھے اور کیا نیت کرے قضاء یا ادا؟

(جواب)بعد فرض کے چار سنت پڑھے دو سنت سے پہلے یا پیچھے اور نیت سنت ظہر کی کرے۔(۳)فقط۔

فجر کی سنت رہ جائے تو کہاں پڑھی جائے

(سوال ۱۶۸۶)فجر کی نماز کی سنت فرضوں میں شامل ہونے کی وجہ سے فوت ہو جاویں تو ان کو کس وقت ادا کریں؟

(جواب)در مختار میں ہے **ولا یقضیھا الا بطریق التبعیة الخ** (۴)یعنی فجر کی سنتوں کی قضا نہیں ہے مگر جب کہ فرض کے ساتھ ہو اس صورت میں زوال سے پہلے پہلے قضا کرے اور اگر تنہا سنت فوت ہوں تو اس کی قضا نہیں، امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ تو کسی وقت بھی قضا کے قائل نہیں۔نہ قبل طلوع شمس نہ بعد طلوع شمس۔اور امام محمدؒ

....

(۱)وانما خالفناه فی سنة الفجر لشدة تاکد ها علی ما مر علی انها لا تقضی والحدیث المذکور قداوقفه ابن عینیه وحما دبن زید وحماد بن سلمه عن ابی هریرة ولماروی الطحاوی وغیره عن ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه انه دخل المسجد وقد اقیمت الصلوٰة فصلی رکعتی الفجر فی المسجد الی اسطوانته وذالك بمحضر حذیفة وابی موسیٰ وقد مرتما مه فی اوقاة المکرهة فکانت سنة الفجر مستثناة بادلة اخری عارضت حدیث ابی هریرة ورجحت علیه (غنیة المستمیٰ ص ۳۷۹ و ص ۳۸۰ . ظفیر.

(۲)وسن مؤکدا اربع قبل الظهر واربع قبل الجمعة واربع بعدها بتسلیمة فلو بتسلیمتین لم تنب عن السنة ولذا لونذرها لا یخرج عنه بتسلیمتین (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتروالنوافل ص ۶۳۰.ط.س.ج۲ص۱۳) ولا یصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم فی القعدة الاولیٰ فی الا ربع قبل الظهر والجمعة الخ (درمختار) اقول قال فی البحر فی باب صفة الصلاة ان ما ذکر مسلم فیما قبل الظهر لما صرحوابه من انه لا تبطل شفعة الشفیع بالانتقال الی الشفع الثانی منها ولو افسدها قضی اربعا (ردالمحتار . باب ایضاً ج ۱ ص ۶۳۳.ط.س.ج۲ص۱۶) ظفیر.

(۳)بخلاف سنة الظهر وکذا الجمعة فانه ان خاف فوت رکعة یترکها ویقتدی ثم یا تی بها علی انها سنة فی وقته ای الظهر قبل شفعة عند محمد وبه یفتی (درمختار) اقول وعلیه المتون لکن رجح فی الفتح تقدیم الرکعتین قال فی الا مداد وفی فتاوی العتابی انه المختار وفی مبسوط شیخ الا سلام انه الا صح لحدیث عائشة انه علیه الصلوٰة والسلام کان اذا فاتته الا ربع قبل الظهر یصلیهن بعد الرکعتین وهو قول ابی حنیفة وکذا فی جامع قاضی خان ا ه والحدیث قال الترمذی حسن غریب فتح (ردالمحتار باب ادرك الفریضة ج ۱ ص ۶۷۳.ط.س.ج۲ص۵۸)ظفیر غفرله .

(۴)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب السن والنوافل ج ۱ ص ۶۷۲.ط.س.ج۲ص۵۶. ۱۲ظفیر.

فرماتے ہیں کہ بعد طلوع شمس زوال سے پہلے پہلے پڑھنا بہتر ہے۔(۱) فقط۔

جمعہ کے پہلے کی سنت بعد جمعہ

(سوال ۱۶۸۷) جو سنتیں جمعہ کے اول پڑھی جاتی ہیں وہ رہ جائیں تو قضا کرے یا نہیں؟

(جواب) جو سنتیں جمعہ کے اول پڑھی جاتی ہیں اگر ان کو نہ پڑھ سکا تو بعد جمعہ کے پڑھے۔ کما قال فی الدر المختار۔ بخلاف سنة الظهر و كذا الجمعة الخ ثم ياتي بها على انه سنة فی وقته الخ۔(۲) واللہ اعلم۔

فجر کی سنت کب تک پڑھ سکتے ہیں

(سوال ۱۶۸۸) سنت فجر کس وقت تک پڑھنا چاہئے ان کی قضا کا کیا حکم ہے۔

(جواب) اگر صبح کی جماعت ہو رہی ہے تو اگر ایک رکعت کے ملنے کی امید ہے تو سنتیں صبح کی علیحدہ ہو کر پڑھ لے پھر جماعت میں شریک ہو جاوے۔(۳) اور اگر پہلے نہ پڑھے تو پھر بعد فرضوں کے قبل طلوع آفتاب نہ پڑھے۔ اگر پڑھے تو بعد آفتاب نکلنے کے پڑھے۔(۴) فقط۔

ظہر، مغرب اور عشاء کے بعد نوافل

(سوال ۱۶۸۹) نفل پڑھنا بعد ظہر و مغرب و عشاء سنت سے ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) سنت سے ثابت ہے۔(۵) فقط۔

فجر کی سنت بعد فرض قبل طلوع آفتاب پڑھنا جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۶۹۰) صبح کی سنت قبل طلوع آفتاب بعد جماعت کے پڑھنا کیسا ہے۔ اگر ناجائز ہے تو ظہر کی سنت قبلیہ بھی نہ پڑھنی چاہئے۔

(جواب) بعد فرض صبح کے قبل طلوع آفتاب سنتیں پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس کی ممانعت حدیث شریف میں آگئی ہے۔ بخاری و مسلم میں بروایت حضرت ابو سعید خدریؓ مروی ہے قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا صلوٰة بعد الصبح حتى ترتفع الشمس ولا صلوٰة بعد العصر حتى تغيب الشمس(۶) اس

---

(۱) واذا فاتته ركعتا الفجر لا يقضيها قبل طلوع الشمس لانه يبقى نفلا مطلقا وهو مكروه بعد الصبح ولو بعد ارتفاعها عن ابی حنيفة وابی يوسف وقال محمد احب الى ان يقضيها الى وقت الزوال (هدايه باب ادراك الفريضة ج ۱ ص ۱۳۶) ظفير.

(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ادراك الفريضة ج ۱ ص ۶۷۲ .ط.س. ج۲ص۵۸. ۱۲ ظفير.

(۳) واذا خاف فوت ركعتي الفجر لا شتغاله بسنتها تركها لكون الجماعة اكمل والا بان رجا ادراك ركعة لا يدركها ، بل يصليها عند باب المسجدان وجد مكانا (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ادراك الفريضة ج ۱ ص ۶۷۰ و ج ۱ ص ۶۷۱ .ط.س. ج۲ص۵۶ .

(۴) ولا يقضيها الا بطريق التبعية لقضاء فرضها قبل الزوال لا بعده فی الا صح (در مختار) واما اذا فاتت وحدها فلا تقضى قبل طلوع الشمس بالاجماع لكراهة النفل بعد الصبح واما طلوع الشمس فكذا لك عندهما وقال محمد احب الى ان يقضيها الى الزوال (ردالمحتار باب ادراك الفريضة ج ۱ ص ۶۷۲ .ط.س. ج۲ص۵۷) ظفير.

(۵) عن ام حبيبة قالت قال رسول الله صلى الله عليه من صلى فی يوم وليلة ثنتى عشرة ركعة بنى له بيتا فی الجنة اربعا قبل الظهر وركعتين بعد المغرب وركعتين بعد العشاء وركعتين قبل صلوٰة الفجر رواه الترمذی (مشكوٰة باب السنن وفضائلها ج ۱ ص ۱۰۳ ويستحب اربع قبل العصر وقبل العشاء وبعدها بتسليمة وان شاء ركعتين وكذا بعد الظهر لحديث الترمذی من حافظ اربع ركعات قبل الظهر اواربع بعدها حرمه الله على النار وست بعد المغرب ليكتب من الا وابين بتسليمة او ثنتين (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی السنن ج ۱ ص ۶۳۰ .ط.س. ج۲ص۱۳) ظفير.

(۶) مشكوٰة المصابيح . باب اوقات النهی ص ۹۴. ۱۲ ظفير.

حدیث سے بعد الصبح اور بعد عصر نوافل و سنن کی ممانعت معلوم ہوئی اور ظہر کے بعد ممانعت نہیں آئی لہذا ظہر کی سنتیں پہلے اگر رہ جائیں تو بعد فرضوں کے ان کو پڑھ لیوے اور فقہاء حنفیہ لکھتے ہیں ولا یقضیھا الا بطریق التبعیة لقضاء فرضھا قبل الزوال لا بعده بخلاف سنة الظھر. در مختار اور شامی میں ہے واما اذا فاتت وحدھا فلا تقضی قبل طلوع الشمس بالا جماع لکراھة النفل بعد الصبح واما بعد طلوع الشمس فکذلک عندھما وقال محمدؒ احب الی ان یقضیھا الی الزوال الخ۔(۱) فقط۔

ایک رکعت ملنے کی امید پر جماعت فجر کے وقت سنت فجر درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۶۹۱) شرح وقایہ میں لکھا ہے کہ اگر فجر کے فرض کی ایک رکعت امام کے ساتھ مل جانے کی امید ہو تو سنتیں ترک نہ کرے یہ صحیح ہے یا نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ جب امام قرات شروع کر دیتا ہے تو سنت فجر کا پڑھنا حرام ہے۔ جہاں تک امام کی آواز جاتی ہے۔ یہ صحیح ہے یا نہ۔

(جواب) یہ صحیح ہے کہ اگر فرض باجماعت فجر کی ایک رکعت بلکہ عند المحققین تشہد بھی مل سکے تو علیحدہ ہو کر سنتیں ادا کر کے پھر شامل جماعت ہو جاوے وکذا فی الدر المختار والشامی (۲) اور جو لوگ ایسا کہتے ہیں کہ فجر کے فرضوں کی جماعت شروع ہونے کے بعد مطلقاً سنتیں صبح کی پڑھنی حرام ہیں وہ حنفی نہیں ہیں اور ان کو مذہب حنفی کی خبر نہیں ہے۔ حنفیہ کا یہی مذہب ہے کہ سنتیں پڑھ کر شامل جماعت ہو مگر حتی الوسع جماعت سے علیحدہ ہو کر پڑھے والتفصیل فی کتب الفقہ۔

سنتوں کی نیت میں سنت رسول اللہ کہنا کیسا ہے

(سوال ۱۶۹۲) سنن میں سنت رسول اللہ کہنا کیسا ہے۔

(جواب) وکفی مطلق نیة الصلاة وان لم یقل للہ لنفل وسنة راتبة الخ در مختار (۳)۔ یعنی سنت و نفل میں مطلق نیت نماز کی بھی کافی ہے اور یقین کرنا کہ سنت فجر ہے یا ظہر احوط ہے۔ اگر سنت رسول اللہ کہے تب بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سنت مؤکدہ کا ترک درست نہیں

(سوال ۱۶۹۳) سنت مؤکدہ کو بعض علماء کہتے ہیں کہ اگر فرصت ہے تو پڑھ لی جاویں اگر فرصت نہ ہو تو نہ پڑھے کچھ حرج نہیں ہے۔ یہ صحیح ہے یا نہ۔

(جواب) سنن مؤکدہ کو ترک نہ کرنا چاہئے۔ حتی الوسع پڑھنا چاہئے۔ (۴) البتہ اگر وقت تنگ ہو گیا ہو کہ صرف

---

(۱) ردالمحتار باب ادراك الفريضة ج ۱ ص ۶۷۲. ط.س. ج ۲ ص ۵۷ ظفير.

(۲) واذا خاف فوت ركعتي الفجر لا شتغاله بسنتها تركها لكون الجماعة اكمل والا بان رجا ادراك ركعة في ظاهر الرواية وقيل التشهد واعتمده المصنف والشر نبلا لي تبعاللبحر لكن ضعفه في النهر لا يتركها بل يصليها عندباب المسجدان وجد مكانا والا تركها (الدر المختار علي هامش ردالمحتارباب ادراك الفريضة ج ۱ ص ۶۷۰ و ج ۱ ص ۶۷۲. ط.س. ج ۲ ص ۵۶) صرف کی توقع پر رکعت نہ چھوڑے۔ ظفر۔ (۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۳۸۸. ط.س. ج ۲ ص ۵۱۷. ۱۲ ظفير. (۴) ولهذا كانت السنة المؤكدة قريبة من الواجب في لحوق الا ثم كما في البحر ويستوجب تاركها التضليل واللوم كما في التحرير اى على سبيل الا صرار بلا عذر (ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب في السنن والنوافل ج ۱ ص ۶۳۰. ط.س. ج ۲ ص ۱۲) ظفير.

فرض پڑھنے کی مقدار وقت باقی ہو تو اس وقت سنتوں کو چھوڑ دے۔ فقط۔

سنتیں مکان پر پڑھنا

(سوال ۱۶۹۴) سنتیں مکان پر پڑھنے کی فضیلت ہے۔ یہ سنت قبلیہ اور بعد یہ دونوں کے لئے ہے یا کیا۔

بعد مغرب سنتیں

(سوال ۱۶۹۵/۲) بعد مغرب جو چھ رکعت کی ترغیب دی ہے اس کی دو رکعت ادا کرے تو ہو سکتی ہے یا نہ۔

فرائض کے بعد کی سنتیں فوراً پڑھنا چاہئے یا دیر بھی کر سکتا ہے

(سوال ۱۶۹۶/۳) فرضوں کے بعد جو نفل ہیں فرضوں کے بعد فوراً پڑھے یا جب تک وقت باقی ہے پڑھ سکتا ہے۔

(جواب) (۱) یہ حکم ہر دو سنن کے لئے ہے۔ لیکن اگر بعد فرض کے مکان پر جانے میں راستہ میں یا مکان میں جا کر کچھ حرج واقع ہونے کا احتمال ہے اور امور دنیاوی میں مشغول ہو جانے کا اندیشہ ہے تو پھر مسجد ہی میں سنتیں پڑھ لیوے کیونکہ ایسا بھی ثابت ہے۔(۱)

(۲) یہ چھ رکعت جن کی فضیلت بعد مغرب کے آئی ہے علاوہ مغرب کی دو سنت مؤکدہ کے ہیں اور بعض نے فرمایا کہ دو سنت مؤکدہ بھی اس میں داخل ہیں اور اگر مغرب کی دو سنت کے بعد صرف دو رکعت نفل پڑھ لیوے تو اس میں بھی ثواب ہے۔(۲)

(۳) جب تک وقت اس نماز کا ہے ان نوافل کا وقت ہے۔(۳) فقط (مگر متصلاً پڑھنا اولیٰ ہے ظفیر)

ظہر کی چار سنتوں کی حیثیت بعد ادائیگی فرض

(سوال ۱۶۹۷) ظہر کے فرض پہلے پڑھ لئے تو اب چار سنت قبلیہ نفل ہو گئی یا سنت مؤکدہ ہی رہی۔

(جواب) جب تک وقت باقی ہے ادا کرنا چار رکعات قبل ظہر کا سنت مؤکدہ ہے۔ اگر قبل از فرض ظہر چار رکعت سنت قبل ظہر والی ادا نہ کی تو بعد فرض کے ادا کرنی چاہئے۔(۴) فقط۔

اگر بھول سے سنت کی نیت میں فرض کا نام لے لے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۶۹۸) اگر کوئی شخص بوقت ظہر یا فجر بھول کر بجائے سنت مؤکدہ کی نیت کے فرضوں کی نیت باندھ

---

(۱) الا فضل فی النفل غیر التراویح المنزل الا لخوف شغل منها والا صح افضلیة ماکان اخشع واخلص (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل). ط.س. ج۲ ص۲۲ ظفیر. (۲) ویستحب الخ وست بعد المغرب لیکتب من الا وابین بتسلیمة او ثنتین او ثلاث والا ول ادوم واشق وهل تحسب المؤكدة من المستحب ویودی الکل بستلیمة واحدة اختار الکمال نعم (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۳۱. ط.س. ج۲ ص۱۳) ظفیر. (۳) مگر اچھا یہ ہے کہ متصلاً پڑھ لے۔ کیونکہ فقہاء لکھتے ہیں ویکره تاخیر السنة الا بقدر اللهم انت السلام الخ قال الحلوانی لا باس بالفصل بالاوراد واختاره الکمال. قال الحلبی ان ارید بالکراهة التنزیهیة ارتفع الخلاف وفی حفظی حمله علی القلیلة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۹۴. ط.س. ج۲ ص۵۳۰) ظفیر. (۴) بخلاف سنة الظهر وكذا لجمعة ان خاف فوت رکعة یترکها ویقتدی ثم یأتی بها علی انها سنة فی وقته ای الظهر (در مختار) علی انها سنة ای اتفاقا وما فی الخانیة وغیرها من انها نفل عنده سنة عندهما فهو من تصرف المصنفین لان المذکور فی المسئلة الاختلاف فی تقدیمها او تاخرها والا تفاق علی قضائها وهو اتفاق علی وقوعها سنة کما حققه فی الفتح وتبعه فی البحر والنهر وشرح المنیة (ردالمحتار. باب ادراك الفریضة ج ۱ ص ۶۷۲ و ج ۱ ص ۶۷۳. ط.س. ج۲ ص۵۸) ظفیر.

لے تو سنتیں کیونکر ادا کرے۔ نیت توڑ کر پھر سنتوں کی نیت باندھے یا دل ہی دل میں نیت کرے اور فرض بعد کو پڑھے یا کیا کرے۔

(جواب) نیت توڑ کر پھر سے نیت سنتوں کی باندھے اور دوبارہ تکبیر بہ نیت سنت کہے۔(۱)

سنت گھر پر پڑھنا ہی افضل ہے

(سوال ۱۶۹۹) میں سنت فجر گھر پر پڑھ لیتا ہوں اور مطابق روایت در مختار وغیر ہما اسی کو افضل سمجھتا ہوں۔ مولوی اشرف علی کے جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ جمیع سنن مؤکدہ کا مسجد میں پڑھنا افضل ہے تاکہ ایہام یا تشبہ اہل بدعت سے نہ ہو چونکہ اس دیار میں تارکین سنت نہیں ہیں تو کیا یہاں بھی تشبہ اہل بدعت سے ہو گا یا نہ۔

(جواب) احادیث میں سنن و نوافل کے مکان میں ادا کرنے کی جو کچھ فضیلت وارد ہوئی ہے وہ مشہور و معروف ہے اور فقہاء نے بھی سوائے تراویح کے دیگر سنن و نوافل کے مکان میں پڑھنے کو افضل فرمایا ہے۔(۲) اور حضرات اکابر حنفیہؒ مثل حضرت محدث فقیہ گنگوہیؒ کا عمل اسی پر دیکھا گیا اور آپ کے اطراف میں جب کہ کوئی فرقہ اہل بدعت کا ایسا بھی نہیں ہے جو تارک سنن ہو تو پھر اس فضیلت میں کوئی اشکال باقی نہیں رہتا۔ فقط۔

فرض کے بعد اور سنت مؤکدہ سے پہلے تسبیح

(سوال ۱۷۰۰) ایک شخص بعد نماز فرائض قبل سنت تسبیح و آیۃ الکرسی پڑھتا ہے اور سنت مؤکدہ اس کے بعد ادا کرتا ہے۔ اور میں نے سنا ہے کہ آنحضرت ﷺ ان نماز فرائض کے بعد دعا سلام پڑھتے تھے اور سنت مؤکدہ بہت جلد ادا کرتے تھے کیونکہ فرشتہ فرض اور سنت دونوں کو بدرگاہ الٰہی لے جا کر پیش کرتے ہیں۔

(جواب) آیۃ الکرسی و تسبیحات کا پڑھنا قبل سنن بھی جائز ہے اور معمول بہ اکابر کا ہے۔ اور احادیث سے دونوں امر ثابت ہیں۔(۳) فقط۔

ظہر کے بعد چار رکعت کا معمول کیسا ہے

(سوال ۱۷۰۱) ایک شخص فرض ظہر سے پہلے چار رکعت سنت ظہر پڑھتا ہے اس کے بعد فرض ظہر ادا کرتا ہے۔ جماعت سے فرض ظہر ادا کرنے کے بعد دو رکعت سنت نہیں پڑھتا بلکہ بجائے دو کے چار رکعت سنت اکٹھی پڑھتا ہے اور ہمیشہ ایسا ہی کرتا ہے۔ اس میں کچھ حرج ہے یا نہیں۔

(جواب) قال ابن الهمام وصرح جماعة من المشائخ انه يستحب اربع بعد الظهر لحديث رووه وهو

---

(۱) رجل افتتح المكتوبة فظن انها تطوع فصلى على نية التطوع حتى فرغ فالصلوٰة هى المكتوبة ولو كان الا مربالعكس فالجواب بالعكس الخ والنية بدون التكبير ليس بمخرج (عالمگيرى كشورى الفصل الرابع فى النية ج ۱ ص ٦٤ و ج ۱ ص ٦٥ .ط.س.ج۲ص٦٦) ظفير. (۲) والا فضل فى النفل غير التراويح المنزل الا لخوف شغل منها والا صح افضلية ما كان اخشع واخلص (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ٦٣٨ .ط.س.ج۲ص۲۲) ظفير.

(۳) وعن المغيرة بن شعبة ان النبى صلى الله عليه وسلم كان يقول فى دبر كل صلوٰة مكتوبة لا اله الا الله وحده لا شريك له الخ متفق عليه (مشكوٰة باب الذكر بعد الصلوٰة ص ۸۸) وعن على قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم على اعواد هذ المنبر يقول من قرأ اية الكرسى فى دبر كل صلوٰة لم يمنعه من دخول الجنة الا الموت الخ قال اسناده ضعيف (ايضاً ص ۸۹) قال الحلوانى لا باس بالفصل بالا ورادواختاره المكال (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ٤٩٤ .ط.س.ج۲ص ٥٣٠) ظفير.

انه صلی الله علیه وسلم قال من صلّی اربعاً قبل الظهر واربعاً بعدها حرمه الله علی النار .رواه ابو داؤد والترمذی والنسائی ثم اختلف اهل هذا العصر فی انها تغیر غیر رکعتی الراتبة او بهما وعلی التقدیر الثانی قیل تودی بهما بتسلیمة واحدة اولا فقال جماعة لا لانه ان نوی عند التحریمة السنة لم یصدق فی الشفع الثانی اوالمستحب لم یصدق فی السنة ووقع عندی انه اذا صلی اربعاً بعد الظهر بتسلیمة اوثنتین وقع عن السنة و المندوب سواء احسبه الراتبة اولا .فتح القدیر ص ۳۸۶ مصری

پس معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص استحباب پر عمل کرے فرض ظہر کے بعد صرف چار رکعت پڑھ لیا کرے دو رکعت سنت علیحدہ نہ پڑھے۔ بنابر تحقیق شیخ ابن ہمام کوئی حرج نہیں۔

ان چار رکعت میں دو رکعت سنت ہی محسوب ہو جائیں گی خواہ ان کی نیت کرے یا نہ کرے البتہ مختار یہ ہے کہ چار رکعت کو بعد فرض ظہر دو سلام سے پڑھ لیا کرے تا کہ کسی کا خلاف ہی نہ رہے اور اس حدیث پر بھی عمل ہو جائے جس میں یہ ہے عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها کان النبی صلی الله علیه وسلم یصلی قبل الظهر اربعاً و بعدها رکعتین۔(۱) الحدیث۔ رواہ مسلم و ابو داؤد۔ اس روایت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی عادت مستمرہ یہ تھی کہ دو رکعت سنت بعد فرض ظہر کے پڑھا کرتے تھے اس لئے کمال اتباع سرور کائنات ﷺ، اس میں ہے کہ دو رکعت سنت فرض ظہر کے بعد علیحدہ پڑھنے کا اہتمام کرے چار رکعت پر دوام کرنا دو رکعت سنت علیحدہ نہ پڑھنا حضرت عائشہؓ کی حدیث پر عمل کرنے سے مانع ہے۔ آئندہ اس کا خیال رکھنا چاہئے۔ فقط۔

بعد فرض سنت میں تاخیر کس حد تک درست ہے

(سوال ۱۷۰۲) بعد فرضوں کے سنتوں کی تاخیر کس مقدار تک مستحب ہے اور کس مقدار سے زاید مکروہ ہے۔ حنفیہ کا مفتی بہ قول مع دلائل بیان فرمائیے۔

(جواب) در مختار میں ہے ویکره تاخیر السنة الا بقدر اللهم انت السلام الخ ۔(۲) لیکن مطلب اس کا یہ ہے کہ یہ تقریبی امر ہے اگر کچھ اس سے زیادہ بھی دعا وغیرہ ہو تو کچھ حرج نہیں ہے اور صحیح یہ ہے کہ فصل بالاوارد میں کچھ مضائقہ نہیں ۔ کما هو معمول مشائخنا قال الحلوانی لاباس بالفصل بالا ورادواختاره الکمال۔(۳) فقط۔

بعد فرض سنت گھر میں پڑھے یا مسجد میں

(سوال ۱۷۰۳) فرضوں کے سنتیں اپنے اپنے گھروں میں جا کر پڑھنی چاہئے یا مسجد میں۔

(جواب) فی الشامی . لا تفاق کلمة المشایخ علی ان الا فضل فی السنن حق سنة المغرب المنزل ای فلا یکره الفصل بمسافة الطریق۔(۴) شامی اور دوسرے موقعہ میں مذکور ہے والا فضل فی النفل غیر

---

(۱) دیکھئے مشکوٰۃ باب السنن ص ۱۰۴ . ۱۲ ظفیر. (۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلاة ج ۱ ص ۴۹۴ .ط.س. ج۲ص ۱۲.۵۳۰ ظفیر. (۳) ایضاً .ط.س.ج۲ص ۱۲.۵۳۰ ظفیر. (۴) ردالمحتار باب صفة الصلاة تحت قول ویکره تاخیر السنة الا بقدر اللهم انت السلام الخ ج۱ص ۴۹۵ .ط.س.ج۲ص ۱۲.۵۳۰ ظفیر.

التراویح ا لمنزل الا لخوف شغل عنها والا صح افضلیة ماکان اخشع واخلص۔(۱) اس اخیر عبارت سے واضح ہوا کہ جو اخشع واخلص ہو وہی افضل ہے۔ اگر مسجد میں پڑھنے میں خشوع زیادہ ہے اور اخلاص زیادہ ہے اور گھر جاکر پڑھنے میں خوف تاخیر وغیرہ ہے تو پھر مسجد میں پڑھنا ہی افضل ہے۔ فقط۔

بعد سنن ونوافل دعا انفراداً ہے اجتماعاً ثابت نہیں

(سوال ۱۷۰٤) بعد سنن ونوافل کے بھی دعا کرنا چاہئے یا نہیں یا سلام پھیرتے ہی اٹھ کر چلا جانا چاہئے۔ اگر کوئی عالم شخص بعد سنن ونوافل کے دعا نہ کرے اور یوں ہی چلا جایا کرے تو قابل ملامت ہے یا نہیں۔ جو خود بھی دعا نہ کرے اور دوسرے دعا کرنے والوں کو بھی برا بھلا کہے اور دعا سے منع کرے تو وہ قابل ملامت ہے یا نہ۔

(جواب) فرائض کے بعد دعا کر کے متفرق ہو جانا چاہئے۔ سنن ونوافل کے بعد اجتماعاً دعا کا پابند مقتدیوں کو نہ کرنا چاہئے۔ فرائض کے بعد کوئی شخص مثلاً گھر جاکر سنتیں پڑھنا چاہتا ہے تو اس کو کیوں پابند کیا جاوے۔ الغرض جو ایسا کرے وہ لائق ملامت کے نہیں ہے اور یہ رسم کہ بعد سنن ونوافل کے بطور خود ہر ایک شخص جس وقت فارغ ہو دعا کر کے چلا جاوے یا فرائض کے بعد گھر جاکر سنتیں پڑھے اس میں کوئی تنگی نہ ہونی چاہئے فقط۔

دو شفعہ والی سنتوں میں قرات

(سوال ۱۷۰۵) سنن مؤکدہ ذی شفعین کے ہر شفعہ میں قرأۃ واجب ہے یا ہر شفعہ اولیٰ میں۔

(جواب) چاروں رکعت میں قرأۃ واجب ہے۔(۲) فقط۔

امام کے محراب سے ہٹ کر سنت پڑھنے کی وجہ کیا ہے

(سوال ۱۷۰٦) امام کا مصلی جماعت سے علیحدہ ہو کر سنت ونوافل ادا کرنے کی اصل علت کیا ہے۔ اگر اس مصلی پر سنت ونوافل ادا کرے تو کیسا ہے۔

(جواب) اب اصل علت ارتفاع اشتباہ ہے اور یہ بہتر ہے کہ بصورت اشتباہ علیحدہ ہو کر سنن ونوافل پڑھے۔(۳) لیکن اگر اس مصلی پر پڑھے تو یہ بھی درست ہے لان بالسلام یحصل الفصل اور جو اصلی علت احادیث میں مذکور ہے کہ خلط فرائض بالنوافل و احتمال گمان زیادة فریضة۔ وہ اب باقی نہیں ہے۔

سنت قبل الجمعہ نہ پڑھ سکے تو کیا کرے

(سوال ۱۷۰۷) چار رکعت سنت قبل جمعہ اگر رہ جائیں تو بعد جمعہ ان کو پڑھے یا نہیں۔

....

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج۱ ص ٦۳۸. ط.س. ج۲ ص ۲۲. ۱۲ ظفیر.

(۲) وتفرض القراءة عملاً فی رکعتی الفرض الخ وکل النفل للمنفرد ولا ن کل شفع صلاة الخ وکل الوتر احتیاطا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ٦٤٤. ط.س. ج۲ ص۲۸) ظفیر.

(۳) ویکره للامام التنفل فی مکانه لا للموتم وقیل یستحب کسر الصفوف وفی الخانیة یستحب للامام التحول لیمین القبلة یعنی یسارا لمصلی لتنفل اوورد وخیره فی المنیّة بین تحویله یمینا وشمالا واماما وخلفا وذهابه لبیته الخ (در مختار) قوله ویکره الخ بل یتحول الخ وکذا یکره مکثه قاعد ا فی مکانه مستقبل القبلة فی صلاة لا تطوع بعدها والکراهة تنزیهیة کمادلت علیه عبارة الخانیة وقال لان المقصود من الا نحراف وهوزوال الا شتباه ای اشتباه انه فی الصلوٰة (ردالمحتار قبیل فصل فی القراءة ج ۱ ص ٤۹٥ وج ۱ ص ٤۹٦. ط.س. ج۲ ص۵۳۱) ظفیر.

(جواب) بعد ادائے جمعہ سنت قبل جمعہ کو ادا کرنا چاہئے۔(۱)

سنت و فرض کے درمیان دنیاوی باتیں موجب نقص ثواب ہے

(سوال ۱۷۰۸)هل الكلام الدنيوى بين السنة التى قبل الظهر والتى قبل الفجر وبين فرضيهما مفسد للسنة ام موجب لا نحطاط ثواب السنة ؟ وايضا الا كل والشرب ؟

(جواب)موجب لنقص الثواب لا مفسدلها. قال فى الدر المختار ولو تكلم بين السنة والفرض لا يقسطها ولكن ينقص ثوابها۔(۲)فقط۔

فجر کی سنت جورہ گئی بعد فرض کب پڑھے

(سوال ۱۷۰۹)جس نے صبح کی سنت نہیں پڑھی اور فرضوں میں شریک ہو گیا اب وہ سنت کس وقت پڑھے ؟

(جواب)اب وہ سنتیں بعد نماز فرض کے قضانہ کی جاویں گی اگر پڑھے تو بعد آفتاب نکلنے کے۔ یہ نفل ہو جاویں گی۔(۳)فقط۔

فجر و مغرب کی سنتوں میں سورہ کافرون اور اخلاص پر مداومت اور اس کا حکم

(سوال ۱۷۱۹)کیا جناب رسول مقبول ﷺ ہمیشہ نماز فجر و مغرب میں یعنی سنتوں میں رکعت اولیٰ میں قل یاایُّها الکفرون اور رکعت ثانیہ میں قل ھواللہ پڑھا کرتے تھے اگر کوئی اس پر مداومت کرے تو نماز مکروہ ہو گی یا نہیں۔

(جواب)ہمیشہ ایسا نہیں ہوا کیونکہ حدیث شریف میں یہ آیا ہے کہ سنتوں میں کبھی آپ نے سورہ کافرون اور قل ھو اللہ احد پڑھی ہے اور کبھی قولوا امنا باللہ الآیۃ اور قل یا ھل الکتاب تعالوا الآیۃ پڑھی ہے۔ كما وردفى الحصن الحصين اور اگر کوئی شخص یہی دونوں سورتیں صبح کی سنتوں میں مستحب سمجھ کر پڑھے تو کراہت نہیں ہے لیکن بہتر ہے کہ کبھی اور کوئی سورۃ یا قولوا امنا الآیۃ وغیرہ پڑھ لیا کرے۔(۴)فقط۔

اگر سنت فجر بعد فرض پڑھ لے تو کیا حرج ہے

(سوال ۱۷۱۱)سنت فجر اگر جماعت ترک ہونے کی وجہ سے نہ پڑھ سکا تو قبل طلوع آفتاب بعد جماعت کے

---

(۱)ولا يقضيها الا بطريق التبعية لقضاء فرضها قبل الزوال لا بعده بخلاف سنة الظهر وكذا الجمعة فانه ان خاف فوت ركعة يتركها ويقتدى ثم ياتي بها على انها سنته في وقته قبل شفعه عند محمد وبه يفتى (الدر المختار على هامش ردالمحتار ج ١ ص ٦٧٢ باب ادراك الفريضة .ط.س.ج٢ص٥٧) ظفير.

(۲)الدر المختار باب الوتر والنوافل ج ١ ص ٩٥ .ط.س.ج٢ص١٩. ١٢ظفير.

(۳)واذا خاف فوت ركعتي الفجر لا شتغاله بسنتها تركها والا، لا ولا يقضيها الا بطريق التبعية بقضاء فرضها قبل الزوال لا بعده (درمختار) اما اذافاتت احدها فلا تقضى قبل طلوع الشمس بالا جماع لكراهة النفل بعد الصبح اما بعد طلوع الشمس فكذالك عندهما وقال محمد احب الى ان يقضيها الى الزوال الخ وقالا لا يقضى وان قضا فلا باس الخ وقال الخلاف فى انه لو قضى كان نقلا مبتدأ او سنة كذافى العنايه يعنى مثلا عندهما سنة عنده كما ذكره فى الكافى اسمعيل (ردالمحتار باب ادراك الفريضة ج ١ص ٦٧٠ و ج ١ ص ٦٧٢ .ط.س.ج٢ص٥٦)

(٤)وكره عند نا وعندمالك تعيين سورة اى غير الفاتحة لصلاة من الصلوات الخ وقيد الطحاوى والا سيبجا بى الكراهة فيما اعتقدان الصلوٰة لا تجوز بغير ها واما اذ لم يعتقد ذالك ولازمها بسهو لتها عليه او تبر كا بقراء ة النبى صلى الله عليه وسلم اياها كقراء ة سبح اسم وقل يايها الكفرون والا خلاص فى الوترو قرأة الكافرون والا خلاص فى سنة الفجر والمغرب الخ فلا يكره بل يكون حسنا فتركه مطلقا غير مستحسن الخ (شرح نقايه فصل فى القراء ج ١ ص ٨٣) ظفير.

پڑھنا کیسا ہے بعض لوگ بعد طلوع پڑھنے کو بہتر بتلاتے ہیں۔

(جواب) فرض پڑھنے کے بعد سنن فجر کا طلوع شمس سے پہلے پڑھنا مکروہ ہے اگر قضاء ہی کرنی ہے تو طلوع شمس کے بعد کرنی چاہئے ورنہ ضرورت تو اس کی بھی نہیں ہے کیونکہ مستقلاً سنتوں کی قضا نہیں ہے البتہ اگر فرض بھی قضا ہو گئے ہیں تو پھر ان کے ساتھ زوال سے پہلے پہلے سنتوں کی بھی قضا کرے۔ شامی قول در مختار۔ **ولا یقضیها الا بطریق التبعیة** کے تحت میں لکھا ہے **ای لا یقضی سنة الفجر الا اذا فاتت مع الفجر فیقضیها تبعاً لقضائه لو قبل الزوال واما اذا فاتت احد هما فلا تقضی قبل طلوع الشمس بالا جماع الکراهة النفل بعد الصبح واما بعد طلوع الشمس فکذالك عندهما وقال محمدؒ احب الی ان یقضیها الی الزوال کما فی الدر المختار الخ** ۔(۱) فقط۔

نفل بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے یا کھڑے ہو کر

(سوال ۱۷۱۲) جن نماز پنجگانہ کے بعد جو نفلیں پڑھی جاتی ہیں آیا ان کو بالالتزام بیٹھ کر پڑھنا چاہئے یا کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے۔

کیا مسجد پہنچ کر پہلے بیٹھے پھر سنت پڑھے

(سوال ۱۷۱۳/۲) یہاں علی العموم لوگوں کا اعتقاد ہے کہ جب نماز کے لئے مسجد میں جائے تو وضو کر کے پہلے قدرے بیٹھ جائے پھر اٹھ کر نیت نماز کی کرے اور اس کو مثل فرض واجب کے سمجھتے ہیں۔ یہ احادیث سے ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱) نوافل کو بیٹھ کر پڑھنا اگر کسی عذر کی وجہ سے پایا جاوے تو جائز ہے اور متنفل قائم کے ساتھ فضیلت میں بھی برابر ہوگا۔ **کما فی جامع الرموز نقلاً عن النهایة ان اجر صلوٰة القاعد بعذر یساوی صلوٰة القائم بالا جماع الخ** ۔(۲) اگرچہ بعض کا قول یہ بھی ہے کہ صورت مذکورہ میں صرف ازالہ ماثم میں صاحب عذر اور سالم برابر ہیں لیکن اول اشہر ہے اور اگر بلا عذر نوافل کو باستثناء شفعہ بعد الوتر کے) قاعداً پڑھنا ہے تو اس صورت میں مع الجواز ثواب میں ضرور تنصیف ہوگی۔ **قال فی الهدایه ویصلی النا فلة قاعداً مع القدرة علی القیام لقوله صلی الله علیه وسلم صلوٰة القاعد علی النصف من صلوٰة القائم** (۳) یہ جواز اس صورت میں ہوگا بیٹھ کر پڑھنے میں کوئی ایسا التزام نہ ہو جس سے دیکھنے والوں کو بیٹھ کر پڑھنے کی سنیت یا وجوب کا گمان ہو جاوے جیسا کہ بعض مقامات میں ظہر اور مغرب کے بعد لوگوں میں دو رکعتوں کا بیٹھ کر پڑھنا رائج ہو گیا ہے اور وہاں کے عوام اس قعود کو شرعاً لازم سمجھتے ہیں ایسے مقامات میں یہ قعود بے شک مکروہ ہے **کما فی الخیریة ج ۱ ص ۳۲۳ کل مباح یودی الی زعم الجهال سنیة امر او وجوبه فهو مکروه ۱۵، نقلاً عن القنیة**۔ پس زید کا اصرار اس قاعدہ میں داخل ہوگا اور اس عادت کے مٹانے کی کوشش ضروری ہے۔

---

(۱) ردالمحتار باب ادراك الفریضة ج ۱ ص ۶۷۲ .ط.س.ج۲ص۵۷.۱۲ ظفیر.
(۲) جامع الرموز .(۳) هدایه باب النوافل ج ۱ ص ۱۳۳.۱۲ ظفیر.

نفل بعد الوتر اس سے مستثنٰی ہے۔ اس لئے کہ وہ بحدیث قاعداً ثابت ہے۔ فقط۔

(۲) سنت یہی ہے کہ مسجد میں جاتے ہی بدون بیٹھ جانے کے تحیہ مسجد کی دو رکعتیں ادا کرے اور اگر پہلے بیٹھ گیا تو یہ ترک اولیٰ ہوگا۔ حدیث صحیحین کو فقہاء نے ترک اولیٰ ہی پر حمل کیا ہے لیکن بیٹھ کر ادا کرنے کو ضروری سمجھنا دو طرح خلاف مشروع ہے۔ ایک یہ کہ حدیث صحیحین کے خلاف ہے اذا دخل احدکم المسجد فلا یجلس حتیٰ یصلی رکعتین۔ دوم قاعدہ مذکور کی رو سے بھی یہ طرز اور یہ طریقہ مکروہ ہوگا۔ کما فی الخیریہ ج ۲ ص ۳۳۳ کل مباح یودی الی زعم الجهال سنية امر او وجوبه فهو مکروه ۱ ه نقلاً عن القنية.

نوافل بیٹھ کر پڑھنے سے ثواب ملتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۷۱۳) نوافل بیٹھ کر پڑھنے سے ثواب ملتا ہے یا نہ؟ بعد وتر کے نفل کا کیا حکم ہے۔

(جواب) نوافل اگر بیٹھ کر پڑھے گا بروئے احادیث نصف ثواب ہو جاوے گا۔(۱)

صلوٰۃ الاوابین

(سوال ۱۷۱٤) صلوٰۃ اوابین بیس رکعت پڑھنی چاہئے یا چھ رکعت؟ صحیح کیا بات ہے۔

(جواب) صلوٰۃ اوابین میں دونوں امر صحیح ہیں چھ رکعت بھی آئی ہیں اور بیس بھی۔ جو کچھ کرے بہتر ہے مگر اکثر علماء کا مذہب چھ رکعت پر ہے۔(۲) فقط۔

نفل بعد الوتر بیٹھ کر پڑھے یا کھڑے ہو کر

(سوال ۱۷۱۵) وتر کے بعد بیٹھ کر نوافل پڑھنا افضل ہے یا کھڑے ہو کر؟ اور ان نوافل کو بیٹھ کر پڑھنے میں ثواب اتنا ہی ہوتا ہے جتنا کھڑے ہو کر پڑھنے میں ہوتا ہے؟

(جواب) بیٹھ کر نوافل پڑھنے کا ثواب آدھا ہوتا ہے۔ یہ عموماً اور مطلقاً ہے اور آنحضرت ﷺ اس حکم سے مستثنٰی ہیں۔ آپ کو پورا ہی ثواب ملتا تھا۔ پس وتر کے بعد نوافل بیٹھ کر پڑھنے میں موافق قاعدہ مذکورہ کے آدھا ثواب ہوگا۔ البتہ بعض علماء یہ فرماتے ہیں کہ وتر کے بعد بیٹھ کر دو نوافل پڑھنا مستحب ہے جیسا کہ قاضی ثناء اللہ صاحب نے بھی اسی کو اختیار فرمایا ہے[ع] کیونکہ آنحضرت ﷺ سے ایسا ہی ثابت ہے حضرت مولانا گنگوہیؒ نوافل بعد الوتر

(۱) ويتنفل مع قدرته على القيام قاعدا ابتداء وبناء (الى قوله) وفيه اجر غير النبى صلى الله عليه وسلم على النصف الا بعذر (در مختار) ففى صحيح مسلم عن عبدالله بن عمر و قلت حدثت رسول الله انك قلت صلاة الرجل قاعدا على نصف الصلوٰة وانت تصلى قاعدا قال اجل ولكنى لست كاحد منكم (الى قوله) حديث البخارى من صلى قائما فهو افضل ومن صلى قاعدا فله نصف اجر القائم الخ (ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۷٦٥٢)

(۲) وان تطوع بعد المغرب بست ركعات كتب من الا وابين الخ غنية المستلى ص ۳٦۹ وبعد مغرب دو رکعت سنت وبعد از ان شش رکعت دیگر مستحب است آن را صلوٰۃ الاوابین گویند و بروایتی بعد مغرب بست رکعت آمدہ (مالا بد منه ص ٦۷) عن عائشة رضى الله تعالىٰ عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى بعد المغرب عشرين ركعة بنى الله له بيتا فى الجنة رواه الترمذى (مشكوٰة باب السنن ص ۱۰٤) ظفير.

[ع] وبعد وتر دو رکعت نشستہ خواندن مستحب است۔ در رکعت اولیٰ اذا زلزلت الارض زلزالها و در رکعت ثانیہ قل يايها الكفرون خواند (مالا بدمنه ص ٦۷) محمد ظفير الدين غفرله.

میں بھی اگر بیٹھ کر پڑھے نصف ثواب فرماتے ہیں اور یہی راجح معلوم ہوتا ہے۔(۱)

وتر کے پہلے اور بعد نوافل

(سوال ۱۷۱۶) نماز عشاء میں جو چار نفل قبل و بعد وتر ہیں ان میں ترجیح کس کو ہے۔

(جواب) نماز عشاء میں بعد فرض عشاء کے دو سنت مؤکدہ ہیں اس کے بعد چار رکعت یا دو رکعت نفل و مستحب ہیں۔ اس کے بعد وتر پڑھے پھر وتر کے بعد نفل نہیں۔ یعنی جیسا کہ رواج ہے کہ بعد وتر کے دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے ہیں اس کا حکم نہیں ہے۔ فقط۔

اقامت کے بعد فجر کی سنت کب تک پڑھ سکتا ہے

(سوال ۱۷۱۷) امامت کے بعد سنتیں فجر کی کب تک پڑھ سکتا ہے ؟ اگر سنت نہ پڑھی اور شریک جماعت ہو گیا تو پھر کس وقت سنت پڑھنا چاہئے اور بعد اقامت کے کس جگہ سنت پڑھے ؟

(جواب) صبح کے فرضوں کی تکبیر ہونے کے بعد بھی سنتیں صبح کی پڑھنی چاہئیں لیکن اس جگہ نہ پڑھے جس جگہ فرض ہو رہے ہیں بلکہ اگر جماعت اندر مسجد کے ہے تو باہر فرش پر بلکہ علیٰحدہ فرش سے اگر کوئی جگہ ہو تو وہاں سنتیں پڑھ کر شامل جماعت فرض میں ہو جاوے۔ اگر ایک رکعت فرض کے ملنے کی بھی امید ہے تب بھی سنتیں پڑھ لے۔ اور بعض نے فرمایا ہے کہ التحیات مل جاوے تب بھی پڑھے۔(۲) بہر حال چونکہ تاکید صبح کی سنتوں کی زیادہ ہے اس لئے ان کو نہ چھوڑے لیکن اسی جگہ نہ پڑھے جس جگہ جماعت فرض کی ہو رہی ہے۔(۳) اور اس بارہ میں آثار صحابہؓ موجود ہیں اور تحقیق اس کی شرح منیہ میں ہے اور اگر سنتیں نہ پڑھی اور امام کے ساتھ شریک ہو گیا تو بعد فرض کے قبل طلوع شمس سنتیں نہ پڑھے بعد آفتاب نکلنے اور بلند ہونے کے اگر پڑھے اختیار ہے۔ کیونکہ اب وہ نفل ہے چاہے پڑھے چاہے نہ پڑھے۔(۴) فقط۔

....

(۱) یتنفل مع قدرته علی القیام قاعد الا مضطجعا الا بعذر ابتداء وكذا بناءً ا بعد الشروع بلا كراهة فی الا صح كعكسه بحرو فیه اجر غیر النبی صلی الله علیه وسلم علی النصف الا بعذر (درمختار) اما النبی صلی الله علیه وسلم فمن خصائصه ان نا فلته قاعد امع القدرة علی القیام كنا فلته قائما نتنی صحیح مسلم عن عبدالله بن عمر وقلت حدثت یارسول الله انك قلت صلوٰة الرجل قاعد اعلی نصف الصلاة وانت تصلی قاعدا قال اجل ولكنی لست كا حد منكم بحر ملخصا (ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۵۲ .ط.س. ج۲ص۳۶).

(۲) واذاخاف فوت ركعتی الفجر لا شتغاله بسنتها تركها (الی قوله) والا بان رجاادراك ركعة فی ظاهر المذهب وقیل التشهدواعتمده المصنف والشر نبلا لی تبعا للبحر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ص ۶۷۰ .ط.س. ج۲ص۵۶)ظفیر.

(۳) لا یتركها بل یصلیها عند باب المسجد ان وجد مكانا والا تركها لان ترك المكروه مقدم علی فعل السنة (درمختار) قوله باب المسجد ای خارج المسجد (الی قوله) فاذا لم یكن علی باب المسجد موضع للصلاة یصلیها فی المسجد خلف سارية من سواری المسجد واشدها كر اهة ان یصلیها مخالطا للصف مخالفا للجما عة (ردالمحتار ج۱ ص ۶۷۱ .ط.س. ج۲ص۵۶).

(۴) واما لو فاتت وحد ها فلا تقضی قبل طلوع الشمس (الی قوله) قوله احب الی دلیل علی انه لو لم یفعل لا لوم علیه الخ وقال الخلاف فی انه لو قضی كان نفلا مبتداء او سنة (ایضا ج ۱ ص ۶۷۲ .ط.س. ج۲ص۵۶)ظفیر.

مسائل سنن غیر مؤکدہ

وتر کے بعد نوافل درست ہیں

(سوال ۱۷۱۸) بعض لوگ کہتے ہیں کہ وتر کے بعد کوئی سجدہ نہیں اور نفل جو وتر کے بعد پڑھی جاتی ہے پڑھنا جائز نہیں۔ یہ کہاں تک درست ہے۔

(جواب) وتر کے بعد نوافل کا پڑھنا جائز ہے۔ چنانچہ بعض صحابہؓ جو عشاء کے بعد وتر پڑھ لیتے تھے وہ آخر رات میں تہجد پڑھتے تھے تو معلوم ہوا کہ وتر کے بعد نوافل ممنوع نہیں ہیں۔ نیز آنحضرت ﷺ نے بعد وتر کے دو رکعت نفل پڑھی ہیں۔ البتہ وتر کے بعد یا کسی نماز کے بعد بلا وجہ تنہا سجدہ کرنا ممنوع ہے۔ جیسا کہ در مختار میں ہے لکنہا تکرہ بعد الصلوٰۃ الخ(۱) فقط۔

رمضان میں تہجد کی جماعت

(سوال ۱۷۱۹) نماز تہجد باجماعت رمضان شریف میں پڑھنا اور اس میں قرآن شریف سننا چاہئے یا نہیں۔

دوسرے نوافل کی جماعت

(سوال ۲/ ۱۷۲۰) علاوہ تراویح و تہجد کے نوافل باجماعت پڑھنا اور اس میں قرآن مجید کا پڑھنا اور سننا جائز ہے یا نہیں۔

رمضان کے بعد تہجد و نوافل کی جماعت

(سوال ۳/ ۱۷۲۱) علاوہ رمضان شریف کے نوافل و تہجد باجماعت جائز ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱) اقول وُ باللہ التوفیق۔ نماز تہجد جماعت کے ساتھ پڑھنا بتداعی مکروہ ہے اور آنحضرت ﷺ نے جو رمضان کی تین راتوں میں بجماعت نماز پڑھی ہے وہ تراویح کی نماز تھی۔ علامہ شامی کی تحقیق سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ اور حضرت مولانا حجۃ الواصلین قدوۃ العارفین عمدۃ الفقہاء والمحدثین مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ، گنگوہیؒ نے اپنے رسالہ تراویح میں بھی تحقیق فرمایا ہے چنانچہ بعد نقل حدیث مذکور فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر دو صلوٰۃ جداگانہ ہیں اور رسول اللہ ﷺ تہجد کو ہمیشہ منفرداً پڑھتے تھے کبھی بتداعی جماعت نہیں فرمائی الخ۔

اور رسالہ مذکورہ میں دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں۔ اور جناب رسول اللہ ﷺ کے فعل سے صراحۃً ثابت نہیں ہوا کہ جب آپ نے تین روز تراویح پڑھی تو اخیر وقت میں تہجد پڑھایا نہیں۔ واللہ اعلم۔ مگر فعل بعض صحابہؓ سے اس کا نشان ملتا ہے الخ اور پھر تحریر فرماتے ہیں۔ لہذا اگر رسول اللہ ﷺ نے تمام رات تراویح پڑھی تو تہجد کا بھی اس میں تداخل ہو گیا الخ الغرض حضرت مولانا قدس سرہ نے یہی تحقیق فرمایا ہے کہ جو نماز باجماعت آنحضرت ﷺ نے رمضان شریف میں تین دن ادا فرمائی۔ وہ تراویح کی نماز تھی اور تہجد کی نماز علیحدہ پڑھی یا

---

(۱) الدر المختار علی ھا مش ردالمحتار باب سجود التلاوۃ مطلب فی سجدۃ الشکر ج ۱ ص ۷۳۱. ط.س. ج۲ ص ۱۲۰

(۲) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل بعد مبحث التراویح ج۱ ص ۶۶۳ .ط.س. ج۲ ص۴۸. ۱۲

تداخل ہو گیا اور یہ کہ تہجد کی نماز میں جماعت نہیں ہے اور یہی اکثر احادیث سے ثابت ہوتا ہے اور علماء و فقہاء حنفیہ نے یہی تحقیق فرمایا ہے۔ اور در مختار میں ہے ولا يصلى الو تر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان اى يكره ذلك لو على سبيل التداعى بان يقتدى اربعة بواحدٍ الخ۔ در مختار اور اس روایت سے جو رمضان شریف میں تطوع بجماعت پڑھنا مفہوم ہوا، مراد اس سے تراویح کی نماز ہے۔ چنانچہ علامہ شامی نے اس موقعہ پر تحریر فرمایا ہے ويؤيده ايضاً ما فى البدايع من قوله ان الجماعة فى التطوع ليست بسنة الا فى قيام رمضان . (۱) ۱ھ شامی۔ اور نیز فرمایا والنفل بالجماعة غير مستحب لانه لم تفعله الصحابة فى غير رمضان الخ شامی۔ (۲) اور ظاہر ہے کہ صحابہؓ نے جو جماعت رمضان شریف کی کی ہے وہ تراویح کی جماعت تھی جیسا کہ فعل حضرت عمرؓ و دیگر صحابہؓ سے ظاہر ہے اور قیام رمضان کا اطلاق بھی اس پر کیا گیا ہے۔ فقط۔

رمضان میں بتداعی جماعت نوافل کا حکم

(سوال ۱۷۲۲) ماہ رمضان میں بجماعت تداعی کے ساتھ کون تطوع بلا کراہت جائز ہے۔

تداعی اور کراہت کی تفصیل

(سوال ۱۷۲۳/۲) کتب فقہ کی عبارات میں تداعی سے کیا مراد ہے اور مکروہ سے کیا مراد ہے تحریمی یا تنزیہی۔

رمضان کے علاوہ مہینوں میں کیا وتر کی جماعت درست ہے

(سوال ۱۷۲٤/۳) فتح القدیر کتاب الصلوٰۃ ہدایہ کی اس قول ولا يصلى الوتر بجماعة فى غير شهر رمضان عليه اجماع المسلمين کے تحت میں ہے لا نه نفل من وجه والجماعة فى النفل فى غير رمضان مكروهة۔ پس رمضان کے سوا وتر اگر بجماعت پڑھے جائیں تو کراہت تحریمی ہوگی یا تنزیہی اس میں تداعی اور غیر تداعی میں فرق ہوگا یا نہ۔

رمضان میں تہجد جماعت سے

(سوال ۱۷۲۵/٤) علیٰ ہذا۔ رمضان میں تہجد بجماعت پڑھنے کا کیا حکم ہے

رمضان میں تہجد میں اگر دو چار آدمی مل جائیں

(سوال ۱۷۲٦/٥) اگر کوئی شخص رمضان میں تہجد شروع کرے اور اس کے ساتھ صرف دو یا چار مسلمان آکر اقتداء کریں تو کیا حکم ہے۔

(جواب) (۱، ۲) قال فى الدر المختار ولا يصلى الو تر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان اى يكره ذلك لو على سبيل التداعى بان يقتدى اربعة بواحدٍ الخ (۳) ماہ رمضان المبارک میں تداعی کے ساتھ جماعت وتر اور تراویح جائز اور مشروع و مسنون ہے۔ اور باقی نوافل سوائے تراویح کے رمضان شریف میں بھی تداعی کے ساتھ مکروہ ہے اور معنی تداعی کے صاحب در مختار نے بیان فرمائے ہیں بان يقتدى اربعة بواحد ہے۔

---

(۱) ردالمحتار باب الوتر و النوافل ج ۱ ص ٦٦٤. ط.س. ج۲ ص٤٨. ۱۲ ظفیر.
(۲) ایضاً. ط.س. ج۲ ص٤٩. ۱۲ ظفیر. (۳) ایضاً ص ٦٦٣. ط.س. ج۲ ص٤٨. ۱۲ ظفیر.

(۳) اتفاقاً کبھی ہو تو کراہت تنزیہی ہے اور اگر مواظبت اس پر کی جاوے تو کراہت تحریمی ہے۔ تداعی کے ساتھ ہو یا بلا تداعی ثم ان کان ذلك احیاناً کما فعل عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه کان مباحاً غیر مکروہ . ای تحریمی. وان کان علی سبیل المواظبة کان بدعة مکروهة لا نه خلاف المتوارث شامی۔(۱) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں تداعی اور غیر تداعی برابر ہے۔ لفظ بدعۃ کراہت تحریمہ پر دال ہے کما لا یخفی۔

(۴) بغیر تداعی کے جائز ہے اور تداعی کے ساتھ مکروہ تحریمی ہے۔(۲)

(۵) ایک یا دو کی اقتداء بلا کراہت جائز ہے اور تین میں خلاف ہے اور اس سے زائد مکروہ ہے (قوله اربعة بواحد) اما اقتداء واحد بواحد اواثنین بواحد فلا یکرہ وثلاثة بواحد فیه خلاف بحر عن الکا فی وهل یحصل بهذ الا قتداء فضیلة الجماعة ظاهر ما قد مناه من ان الجماعة فی التطوع لیست بسنة یفید عدمه تامل بقی لو اقتدی به واحد اواثنان ثم جاء ت جماعة اقتدوا به قال الرضی ینبغی ان تکون الکراهة علی المتا خرین شامی.(۳) اس سے معلوم ہوا کہ اگر شہرت ہو جانے پر جماعت زیادہ ہونے لگے تو تداعی ثابت ہو گئی اور لازم آ گئی امام کو چاہئے کہ منع کر دے۔ فقط۔

شب قدر اور شب برات و معراج میں نوافل

(سوال ۱۷۲۸) شب قدر۔ شب معراج، شب برات وغیرہ جیسی راتوں میں مسجدوں میں جمع ہو کر نوافل اور وظائف پڑھنا کیسا ہے۔

(جواب) احیاء ان لیالی کا مستحب ہے۔ یہ راتیں عند اللہ بہت متبرک ہیں، ان میں جتنی عبادت کی جائے بہت زیادہ باعث اجر ہے لیکن نوافل باجماعت نہ پڑھنی چاہئیں کیونکہ یہ بدعت و مکروہ ہے۔(۴) بلکہ اپنے اپنے طور سے تلاوت قرآن مجید و نوافل وغیرہ پڑھنی چاہئیں۔ کسی خاص اجتماع کی ضرورت نہیں۔ فقط۔

رات کو آٹھ رکعت نفل ایک سلام سے اور اس کا طریقہ

(سوال ۱۷۲۹) میں نے ایک کتاب رکن دین میں دیکھا ہے کہ شب کو آٹھ رکعت نفل ایک سلام سے پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن قعدہ کی نسبت کچھ نہیں لکھا آیا دو رکعت کے بعد قعدہ کرنا اور اس میں درود و دعا پڑھنا چاہئے یا نہیں۔

....

(۱) ردالمحتار باب الوتر والنوافل بعد مبحث التراویح ج ۱ ص ۶۶۳ .ط.س.ج۲ص۴۸. ۱۲ .

(۲) دلیل وہی ہے جو پہلے مسئلہ کی نقل کی گئی لیکن شیخ الاسلام حضرت مدنی رمضان میں تہجد بجماعت پڑھا کرتے تھے اور دلیل میں فتح الباری وغیرہ کی عبارت جہاں نقل فرماتے تھے وہاں شامی کی یہ عبارت بھی نقل کرتے تھے۔ والنفل بالجماعة غیر مستحب لا نه لم تفعله فی غیر رمضان (ایضاً) اور فرمایا کرتے تھے تہجد بھی نوافل رمضان ہی میں داخل ہے مفتی علام نے بدعت کے لفظ کی وجہ سے مکروہ تحریمی لکھ دیا جیسا کہ پہلے مسئلہ میں انہوں نے بحث کی ہے لیکن علامہ شامی نے بدائع وغیرہ کی جو عبارت نقل کی ہے اس سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ طریقہ سنت و استحباب کے خلاف ہے چنانچہ اخیر میں وہ خود لکھتے ہیں وهو کا لصریح فی انها کرا هة تنزیهه لیکن اگر تہجد کو نوافل رمضان میں شمار کیا جائے اور یقیناً وہ نوافل ہی ہیں اور رمضان جماعت کر لی تو کراہت بھی نہیں واللہ اعلم۔ ظفیر۔

(۳) ردالمحتار. باب ایضاً ج ۱ ص ۶۶۴ .ط.س.ج۲ص۴۹. ۱۲ ظفیر

(۴) واعلم ان النفل بالجماعة علی سبیل التداعی مکروہ علی ما تقدم الخ فعلم ان کلا من صلاة الرغائب لیلة اول جمعة من رجب وصلوٰة البراء ة لیلة النصف من شعبان وصلوٰة القدر لیلة السابع والعشرین من رمضان بالجماعة بدعة مکروهةالخ (غنیة المستملی النوافل ج ۱ ص ۴۱۱) ظفیر.

(جواب) قعدہ ہر دو رکعت کے بعد کرنا چاہئے اور درود شریف اور دعا قعدہ اخیرہ میں پڑھنی چاہئے۔(۱) فقط۔

نفل لازم کرنے سے لازم نہیں ہوتا

(سوال ۱۷۲۹) کوئی شخص گناہ کرے اور پھر اپنے ذمہ یہ واجب کرلے کہ نماز کے بعد جو نوافل پڑھی جاتی ہیں میں ان کو ضرور پڑھا کروں گا تاکہ نفس گناہ کا ارادہ نہ کرے تو نفل کا پڑھنا اس کے ذمہ واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) واجب نہیں، واجب یہ ہے کہ توبہ واستغفار کرے۔ فقط۔

نوافل بہ نیت جبر نقصان فرائض

(سوال ۱۷۳۰) ایک شخص نوافل اس نیت سے پڑھتا ہے کہ اس سے فرائض کا جبر نقصان ہو جائے۔ لہذا یہ نیت اس کی صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ مضمون حدیث شریف میں ہے کہ نوافل سے فرائض کا جبر نقصان ہوتا ہے لہذا یہ نیت اس کی صحیح ہے۔(۲) فقط۔

سکینہ کی مراد

(سوال ۱۷۳۱) حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص تہجد کی نماز میں سورہ کہف پڑھ رہا تھا اس کا گھوڑا متصل بندھا ہوا تھا کہ آسمان سے روشنی نیچے کو اترنے لگی الحدیث۔ حضور سے جب ذکر کیا تو فرمایا کہ وہ سکینہ تھی۔ سکینہ کی شرح عند المحققین کیا ہے اور کثرت نوافل سے نزول اس کا ہو نا فی زمانہ ممکن ہے یا نہیں۔

(جواب) قال فی اللمعات فی شرح الحدیث المذکور قوله السكينة هى الطما نينة وهى تجئى بمعنى الرحمة وبمعنى التانى والوقار وقيل هى ما يحصل به السكون وصفاء القلب وذهاب الظلمة النفسانية ونزول الرحمانية والحضور والذوق۔(۳) فقط (پس سکینہ کی مراد طمانیت، رحمت اور وہ چیز ہے جس سے سکون و صفائی قلب حاصل ہو اور ظلمت نفسانیہ دور ہو اور جو باعث نزول رحمت ہو حضور قلب سے نمازیں ادا کی جائیں تو اس زمانہ میں بھی یہ چیز حاصل ہو سکتی ہے جسے سکینت کہتے ہیں۔ ظفیر)

آٹھ سے زیادہ نفل کی نیت مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی عیدگاہ میں نفل نماز کا حکم اور مسجد کا اندر و باہر

(سوال ۱۷۳۲) آٹھ رکعت نفل کی نیت باندھنا یا اس سے زیادہ مکروہ تنزیہی ہے یا تحریمی۔ عیدگاہ کے فرش پر کیوں اور نماز مکروہ ہے۔ مسجد کی فضیلت اندر باہر کی ایک ہے یا کم و زیادہ۔

(جواب) کتب فقہ میں نوافل کے بارے میں یہ ہے کہ دن کی نفلوں میں چار سے زیادہ اور رات کی نفلوں میں

---

(۱) وتكره الزيادة على اربع فى نفل النهار وعلى ثمان ليلا بتسليمة لا نه لم يرد والا فضل فيهما الرباع بتسليمة وقالا فى الليل المثنى افضل قيل وبه يفتى الخ لان كل شفع صلاة (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۳۲. ط.س. ج۲ ص ۱۵) ظفیر.

(۲) وياتى بالسنة مطلقا الخ لكونها مكملات واما فى حقه عليه الصلاة والسلام فلزيادة الدر جات (باب ادراك الفريضة ج ۱ ص . ط.س. ج۲ ص ۶۰) ظفیر. (۳) دیکھئے حاشیہ مشکوٰۃ باب فضائل القرآن ص ۱۸۴. ۱۲ ظفیر.

آٹھ سے زیادہ ایک نیت سے مکروہ ہے۔ پس معلوم ہوا کہ رات کو آٹھ رکعت ایک نیت سے پڑھنا بلا کراہت درست ہے البتہ اس سے زیادہ مکروہ ہے اور اس مکروہ سے مراد مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ شامی میں کہا کہ بعض مشائخ اس کو مکروہ نہیں کہتے پس معلوم ہوا کہ مختلف فیہ ہے اور یہ علامت کراہت تنزیہی کی ہے۔(۱) اور عید گاہ کے فرش پر سب نمازیں بلا کراہت جائز ہیں۔ اور مسجد کی فضیلت اندر باہر سے برابر ہے۔(۲) فقط۔

سنن ونوافل گھر میں افضل ہیں اور عذر کی وجہ سے مسجد میں بھی

(سوال ۱۷۳۳) بعد فرض کے سنن اپنے اپنے گھروں میں جاکر پڑھنی چاہئے یا مسجد ہی میں کیونکہ مسجد سے کسی مصلی کا مکان پچاس گز۔ کسی کا سو گز اور کسی کا نصف فرلانگ اور ایک فرلانگ دور ہے اور ظاہر ہے کہ برما و گجرات وغیرہ میں ہر قوم کی عورتیں بے پردہ پھرا کرتی ہیں (سوائے مسلمان عورتوں کے) مسجد سے فرض پڑھ کر گھر کو جاتے ہوئے کسی دوست مسلمان یا مشرک سے ملیں گے۔ کچھ نہ کچھ دنیا کی باتیں کریں گے۔ غرض کہ مسجد سے گھر تک پہنچتے پہنچتے کئی ایک فساد ہیں کیا اس صورت میں سنن کا گھروں میں جاکر پڑھنا افضل ہے یا مسجد ہی میں۔

(جواب) قال فی الدر المختار والا فضل فی النفل غیر التراویح المنزل الا لخوف شغل عنها الخ اور شامی میں ہے ۔ وحیث کان هذا افضل یرا عی مالم یلزم منه خوف شغل عنها لوذهب لبیته او کان فی بیته ما یشغل باله ویقلل خشوعه فیصلیها حینئذٍ فی المسجد لان اعتبار الخشوع ارجح الخ۔(۳) ان عبارات سے معلوم ہوا کہ سنن ونوافل کے لئے گھر افضل ہے لیکن اگر راستہ میں یا گھر میں یہ خوف ہو کہ دل پریشان ہو جاوے گا اور خشوع حاصل نہ ہوگا یا تکلم بکلام غیر ضروری کی وجہ سے نقصان ثواب میں ہوگا تو ایسی صورت میں مسجد میں پڑھنا افضل ہے اس لئے کہ زیادہ تر لحاظ خشوع و خضوع کا ہے جس جگہ یہ حاصل ہو وہ افضل ہے۔ فقط۔

صلوٰۃ الاوابین اور تہجد کی رکعتیں اور تراویح کی نماز

(سوال ۱۷۳۴) صلوٰۃ الاوابین کی کم از کم کے رکعت ہیں اور تہجد کی کے۔ اور تراویح کی جماعت مسجد میں افضل ہے یا مکان پر اور کسی مسجد میں تراویح کی دوسری جماعت افضل ہے یا مکان پر۔

(جواب) صلوٰۃ الاوابین کی چھ رکعت ہیں علاوہ دو سنت مؤکدہ مغرب کے(۴) اور تہجد کی نماز آٹھ رکعت ہیں زیادہ

---

(۱) وتکره الزیادة علی اربع فی نفل النهارو علی ثمان لیلا بتسلیمة لانه لم یر دوالا فضل فیهما الرباع بتسلیمة (درمختار) نعم وقع الا ختلاف بین المشائخ المتاخرین فی الزیادة علی الثمانیة لیلا فقال بعضهم لا یکره والیه ذهب شمس الا ئمة السرخسی الخ (ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی لفظة ثمان ج۱ ص ۶۳۲ و ج ۱ ص ۶۳۳.ط.س.ج۲ص۱۵) ظفیر .

(۲) اما المتخذة لصلاة جنازة او عید فهو مسجد فی حق جواز الا قتداء وان انفصل الصفوف رفقا للناس (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلاة الخ مطلب فی احکام المسجد ج ۱ ص ۶۱۵.ط.س.ج۲ص۶۵۷) اس سے معلوم ہو کہ یوں نماز پڑھنے کی بدرجہ اولیٰ اجازت ہے ۱۲ ظفیر.

(۳) ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۳۸.ط.س.ج۲ص۲۲.۱۲ ظفیر.

(۴) وست بعد المغرب لیکتب من الا وابین بتسلیمة اوثنتین اوثلاث والاول ادوم واشق (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر و النوافل مطلب فی السنن والنوافل ج ۱ ص ۶۳۱.ط.س.ج۲ص۱۳) ظفیر.

بارہ تک ہیں اور کم دو رکعت تک۔ (۱) نماز تراویح کی جماعت مسجد میں افضل ہے۔ (۲) دوسری جماعت تراویح کی مسجد میں نہ ہونی چاہئے۔

نفل باجماعت جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۷۳۵) نفل باجماعت جائز ہے یا نہیں۔ میں نے ایک کتاب میں یہ عبارت پڑھی ہے۔ از مخدوم جہانیاں در جامع العلوم است کہ ایشاں بعد از چہار رکعت نماز باامامت نمودند سلطان فیروز شاہ وعلماء دراں بودند۔ علمایان گفتند نماز نفل باجماعت نزد امام ابو حنیفہؒ مکروہ است۔ می آورد کہ ایشاں روی مبارک بر بادشاہ آوردند وفرمودند کہ در کتاب کافی است یجوز للمومنین ان یعمل فی العبادات علی مذهب غیره وفی المعاملات لا یجوز والتطوع بالجماعة یجوز عند الشافعي علمایاں بقول ایشاں اعتراف نمودند۔ بینوا توجروا۔

(جواب) نفل باجماعت نہ پڑھنی چاہئے کہ صحیح یہی ہے کہ جماعت نفل بتداعی مکروہ ہے اور تفسیر تداعی کی یہ ہے کہ چار مقتدی جماعت میں ہوں یہ باتفاق مکروہ ہے اور تین مقتدی ہوں تو اس میں خلاف ہے اور ایک یا دو مقتدی ہوں تو کراہت نہیں۔ کذا فی الشامی۔ (۳) الحاصل چھوڑنا اس جماعت نفل کا جو بعد عید ہوتی تھی ضروری ہے اور اب جب کہ چھوٹ گئی ہے ہرگز پھر جاری کرنی نہ چاہئے ورنہ بدعت کے جاری کرنے کا گناہ ہوگا۔ کما جاء فی الحدیث۔ اور جو عبارت جامع العلوم کی مخدوم جہانیاں کے حوالہ سے نقل کی ہے وہ حجت نہیں ہے اس سے استدلال کرنا نہ چاہئے۔ فقط۔

نفل کی جماعت بعد تراویح

(سوال ۱۷۳۶) آیا تین آدمی نفل بعد تراویح جماعت سے ادا کر کے ثواب حاصل کر سکتے ہیں یا نماز نفل بعد تراویح باجماعت مطلقاً درست نہیں خواہ تعداد میں ادا کرنے والے تین ہوں یا زائد۔

(جواب) نفل کی جماعت سوائے تراویح کے سنت اور مستحب نہیں ہے بلکہ بعض صورتوں میں مکروہ اور بعض میں مباح ہے اس لئے فضیلت جماعت کی اور ثواب جماعت کا اس میں حاصل نہیں ہے۔ دو تین مقتدی ہوں تو جماعت کی اجازت ہے مگر جماعت نہ کرنا ہی اولیٰ ہے لہذا مطلقاً نفل کی جماعت نہ کرنی چاہئے۔ درمختار میں ہے ولا یصلی الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان ای یکره ذلك لوعلی سبیل التداعی بان یقتدی اربعة بواحد کما فی الدرر . ویؤیده ایضاً ما فی البدایع من قوله ان الجماعة فی التطوع لیست بسنة الافی

....

(۱) وصلاة اللیل واقلها علی مافی الجوهره ثمان (در مختار) قید بقوله علی ما فی الجوهره لانه فی الحاوی القدسی قال یصلی ما سهل علیه ولو رکعتین والسنة فیها ثمان رکعات باربع تسلیمات (ردالمحتار مطلب فی صلاة اللیل ج ۱ ص ٦٤٠ و ج ۱ ص ٦٤١ .ط.س. ج۲ ص ۲٤) ظفیر.

(۲) والجماعة فیها سنة علی الکفایة الخ فالمسجد فیها افضل قاله الحلبی (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار مبحث فی التراویح ج ۱ص ٦٦١ .ط.س. ج۲ص ٤٥) وظاهر کلامهم هنا ان المسنون کفایة اقامتها بالجماعة فی المسجد حتی لواقاموها جماعة فی بیوتهم ولم تقم فی المسجد اثم الکل (ردالمحتار ایضاً) .ط.س. ج۲ص ٤٥ ظفیر.

(۳) ولا یصلی الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان ای یکره ذالك لوعلی سبیل التداعی بان یقتدی اربعة بواحد (درمختار) قوله اربعة بواحد اما اقتداء واحد بواحد اواثنین بواحد فلا یکره وثلاثة بواحد فیه خلاف الخ (ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ٦٦٣ و ج ۱ ص ٦٦٤ .ط.س. ج۲ص ٤٨) ظفیر.

قیام رمضان الخ۔(۱) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ سوائے تراویح کے اور کوئی نفل جماعت سے نہ پڑھی جاوے۔

(سوال ۱۷۳۷) نماز نفل میں انگلیوں پر شمار کرنا جائز ہے یا نہ۔

(جواب) اگر ایسے شمار یاد نہ رہے تو انگلیوں پر اشارہ سے شمار کرنا درست ہے(۲)

فرض جہاں پڑھے وہاں سے الگ ہو کر نفل پڑھنا چاہئے

(سوال ۱۷۳۸) احادیث سے فرضوں کے بعد جگہ بدل کر سنت نفل پڑھنا مسجد میں ثابت ہوتا ہے یا نہ بعد فرضوں کے جگہ بدل کر سنت نفل پڑھنا جو مسنون ہے۔ یہ صرف مسجد کے لئے ہے یا گھر میں نماز پڑھنے والوں کے لئے بھی مسنون ہے۔

(جواب) قال فی الدر المختار وفی الجوهره. ویکره للامام التنفل فی مکانه لا الموتم وقیل یستحب کسر الصفوف وفی الخانیة یستحب للامام التحول لیمین القبلة یعنی یسار المصلی الخ وفی ردالمحتار قوله لا للموتم ومثله المنفرد لما فی المنیة وشرحها اما المقتدی والمنفرد فانهما ان لبثا اوقام الیٰ التطوع فی مکانهما الذی صلیا فیه المکتوبة جاز والا حسن ان یتطوعا فی مکان اخر الخ قوله وقیل یستحب کسر الصفوف) لیزول الا شتباه عن الداخل المعاین للکل فی الصلوٰة البعید عن الامام وذکره فی البدایع والذخیرة عن محمد ونص فی المحیط علی انه السنة کما فی الحلیة الخ شامی۔(۳) ان عبارات سے واضح ہے کہ عند الحنفیہ بھی کسر صفوف اور آگے پیچھے ہٹ کر سنت و نفل پڑھنا مستحب ہے اور شامی کی عبارت سے جو منفرد کے بارہ میں ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مکان میں نماز پڑھنے والے کے لئے بھی تطوع فی مکان آخر بہتر ہے۔ فقط۔

عشاء کی بعد والی سنت کے بعد نفل

(سوال ۱۷۳۹) بعد نماز عشاء یعنی بعد فرض دو سنت کے جو دو نفل پڑھتے ہیں یہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں یا نہیں۔

(جواب) دو سنت مؤکدہ عشاء کے بعد دو یا چار نفل پڑھنا قبل الوتر مستحب ہیں جیسا کہ حضرت عائشہ کی حدیث میں ہے قالت ماصلی رسول الله صلی الله علیه وسلم العشاء قط فد خل علی الا صلی اربع رکعات اوست رکعات رواہ ابو داؤد۔(۴)

عصر و عشاء کے فرض سے پہلے والی سنتوں کے قعدہ اولیٰ میں درود و دعا پڑھے یا صرف التحیات

(سوال ۱۷۴۰) عصر و عشاء کے قبل کی چار سنتوں میں بیچ کے قعدہ میں صرف التحیات پڑھ کر کھڑا ہونا چاہئے

---

(۱) الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۶۳ .ط.س. ج۲ص۴۸. ۱۲ ظفیر.

(۲) وکره تنزیها عدالای والسور فی الیدفی الصلوٰةمطلقا ولو نفلا (درمختار) قوله ولو نفلا بیان الا طلاق وهذا باتفاق اصحابنا فی ظاهر الروایة وعن الصاحبین فی غیر ظاهر الروایة عنهما انه لاباس به وقیل الخلاف فی الفرائض والاکراهة فی النوافل اتفاقاوقیل فی النوافل ولاخلاف فی الکراهة فی الفرائض نهر (ردالمحتار باب ما یکره فی الصلاة ج ۱ ص ۶۰۸ .ط.س.ج۲ص۶۵۰) ظفیر.(۳) ردالمحتار. باب صفة الصلاة قبیل فصل القراءة ج ۱ ص ۴۹۵. ط.س.ج۲ص۵۳۰ (۴) مشکوٰة باب السنن ص ۱۰۴ فصل ثانی ۱۲ ظفیر.

یادرود شریف بھی پڑھے۔

(۲) اگر چار رکعت نفل کی نیت کی جاوے تو ایسی حالت میں اس کے بیچ کے قعدہ میں صرف التحیات پڑھ کر باقی رکعات پوری کرے یادرود دعا بھی پڑھے۔

(جواب) (۱،۲) درمختار میں ہے کہ سوائے سنت ظہر و جمعہ کے باقی سنن و نوافل ذات اربع رکعات میں قعدہ اولیٰ میں درود شریف اور تیسری رکعت میں ثناء و تعوذ پڑھے وفی البواقی من ذوات الا ربع یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویستفتح ویتعوذ .الخ (۱)

وتر کے بعد نفل کس طرح پڑھے

(سوال ۱۷۴۱) وتروں کے بعد دو نفل بیٹھ کر پڑھے یا کھڑے ہو کر اور آپ ﷺ سے کس طرح ثابت ہیں۔

(جواب) دونوں طرح درست ہے مگر کھڑے ہو کر پڑھنے میں دو چند ثواب ہے بہ نسبت بیٹھ کر پڑھنے کے اور آنحضرت ﷺ نے ان کو بیٹھ کر پڑھا ہے لیکن آپ کو بیٹھ کر پڑھنے میں پورا ثواب تھا اور دوسروں کو نصف ثواب ملتا ہے احادیث سے یہ ثابت ہے۔(۲)

جمعہ کے دن دوپہر میں پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۷۴۲) نماز نفل ٹھیک دوپہر میں خصوصاً جمعہ کے دن پڑھنا امام ابو یوسف کے قول سے ثابت ہوتا ہے۔ درمختار میں لکھا ہے کرہ تحریما الخ استواء الا نفل یوم الجمعة علی قول الثانی المصحح المعتمد کذا فی الا شباہ ونقل الحاوی عن الحلبی ان علیہ الفتویٰ۔ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے وعن ابی یوسف قال یجوز التطوع عند انتصاف یوم الجمعة چونکہ علامہ شامی نے ردالمحتار میں بہت کچھ اختلاف کیا ہے اس وجہ سے بعض منع فرماتے ہیں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) منع کرنا ہی احوط ہے جیسا کہ شامی میں مذکور ہے۔(۳)

نماز عشق

(سوال ۱۷۴۳) کوئی دو رکعت نماز عشق اس طرح پڑھے کہ قیام میں بیس دفعہ اللہ کا ذکر قلب پر جیسا کہ خارج میں کرتے ہیں کرلے اس کے بعد رکوع میں دس دفعہ اور قومہ میں دس دفعہ اور سجدہ میں دس دفعہ پھر جلسہ میں دس دفعہ نماز کے بعد درود اللھم صلِّ وسلم وبارك علی من اسمه سیدنا محمد عد د ما فی علم اللہ صلوٰةً وائمةً بدوام ملك اللہ کثرت سے پڑھے اس کے بعد دعا مانگے اللھم اجعلنی محبوس محبتك ومسبحون عشقك ومفتون شوقك ومجنون لقائك واعطنی داء محبتك یا اهل المشتاقین وارزقنی

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۳۳ .ط.س. ج۲ص۱۶. ۱۲ ظفیر.

(۲) ویتنفل مع قدرته علی القیام قاعدا لا مضطجعا الا بعذر ابتداء وكذا بناء بعد الشروع بلا كراهة فی الا صح كعكسه وفيه اجر غير النبی صلی الله عليه وسلم علي النصف الا بعذر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۵۳ .ط.س. ج۲ص۳۶) ظفیر. (۳) لكن شراح الهداية انتصرو القول الا مام واجابو اعن الحديث المذكوربا حاديث النهی عن الصلوٰة وقت الا ستواء فانها محرمة (ردالمحتار كتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۴۵ .ط.س. ج۲ص۳۷۳) ظفیر.

داء محبتك یا ارحم الراحمین قلب پر ذکر جیسا کہ بیرون نماز کیا جاتا ہے نماز میں جائز ہے یا نہیں ؟اس طرح کی نماز پڑھنا طریقت اور شریعت میں جائز ہے یا کوئی اور حکم ہے ذرا تحقیق ہو جاوے تو بہت عمدہ ہے۔ نیز نماز میں تصور شیخ کرنا جائز ہے یا نہیں ؟اس جگہ بعض علماء ایسے تصور کرنے والوں کو کافر کہنے لگے ہیں جو کوئی ایسا کرتا ہے کافر ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز عشق جو آپ نے لکھی ہے بقاعدہ شریعت اس کی کچھ اصل نہیں معلوم ہوتی اور طریقت میں بھی وہی عبادت معتبر ہے جو شریعت میں ثابت ہو اور شرعاً جائز ہو شرعاً بطریق مذکور شریعت میں ایسی نماز نہیں ہے لیکن اس میں کوئی امر کفر و معصیت کا بھی نہیں ہے البتہ خلاف طریق سنت ہے اور چونکہ سوائے ذکر قلبی کے اور کوئی امر زائد اس میں اوراد صلوٰۃ سے نہیں ہے اس لئے کفر کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ البتہ تصور شیخ نماز میں اس طرح عمداً کرے کہ شیخ کی صورت بالقصد پیش نظر کرے تو یہ ناجائز ہے اگرچہ کفر نہیں مگر ایسا کرنا نہیں چاہئے۔ کیونکہ مشائخ رحمہم اللہ جو تصور شیخ کی اجازت دیتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے شیخ سے ایسی محبت ہو جائے کہ بلا ارادہ شیخ کا خیال دل میں رہے اور تعلق قلبی حاصل ہو جائے۔ نہ یہ کہ بالقصد صورت شیخ کو پیش نظر کرے بلکہ مثال تصور شیخ کی جو جائز ہے ایسی ہونی چاہئے۔ جیسے محبّ عاشق کو اپنے محبوب کا تصور بلا ارادہ رہتا ہے اس میں کوئی اختیار نہیں ہوتا اور یہی ہے وہ ایک خاص (مرتبہ) یعنی فنافی الشیخ۔

پس ضروری ہے کہ نماز میں تصور مذکور سے پرہیز کرے۔ باقی بے اختیار حالت پر کوئی حکم نہیں ہو سکتا وہ مجبور و معذور ہے۔ نماز عشق میں جو آپ نے لکھی ہے اگر تصور شیخ (بالا ختیار) اور غیر اللہ کی طرف اس میں توجہ نہ ہو تو صرف ذکر قلبی بطریق مذکور علاوہ قراءۃ و تسبیح وغیرہ ضروریات فرائض و سنن و آداب نماز کے ہوں تو اس میں صرف اتنا ہی تامل ہے قیام میں فاتحہ و سورۃ پڑھنے کے بعد ذکر قلبی کے لئے مزید کھڑا رہنا ہے، رکوع کی طرف جانے میں تاخیر کرنا قواعد شرعیہ کے خلاف ہے حکم یہ ہے کہ قراءۃ فاتحہ و سورۃ کے بعد فوراً رکوع کرے اور (اسی طرح) رکوع میں تسبیح سے فارغ ہو کر فوراً قومہ کرے۔ اسی طرح تمام نماز میں حکم ہے پس یہ تاخیر جو ہر جگہ ذکر قلبی کے واسطے ہو گی نماز شرع کے خلاف ہے۔ لہٰذا بندہ کے خیال میں احوط یہ ہے کہ ایسا نہ کرے اور قواعد شرعیہ کے موافق نماز پڑھے۔ نماز سے خارج بہت وقت ایسا ہے کہ اس میں حسب دل خواہ جس قدر چاہے ذکر کرے اور کسی بزرگ نے کسی مرید سے علاجاً یہ فعل کرایا ہے تو ضروری نہیں کہ اس کو ہمیشہ کیا کرے۔ فقط والسلام مع الاکرام، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

نفل پڑھنے والا کسی دوسرے کے قرآن بآواز بلند پڑھنے کی وجہ سے نماز ترک نہ کرے گا

(سوال ۱۷۴۴) ایک شخص مسجد میں نفل پڑھ رہا ہے۔ دوسرا شخص بلند آواز سے دعا مانگنے لگا اور آیات قرآن شریف پڑھنے لگا تو نفل پڑھنے والا نماز توڑ کر آیتیں سنیں یا نفل پڑھتا رہے اور جس نے نفل کی پرواہ نہ کی اس کے لئے کیا حکم ہے۔

(جواب) نفل نماز پڑھنے والا نماز نہ توڑے اور جس نے بلند آواز سے دعا مانگنی شروع کی اس نے بیجا کیا اسی کو آہستہ

مانگنی چاہئے اور قرآن شریف آہستہ پڑھنا چاہئے نفل نماز پڑھنے والے کو قرآن شریف سننے کی وجہ سے نماز توڑنا نہ چاہئے اور اس میں وہ گنہگار نہ ہوگا۔ گنہگار وہ ہوگا جو ایسے موقعہ پر بلند آواز سے پڑھتا ہے۔(۱) فقط

نوافل میں لمبی قرأۃ

(سوال ۱۷۴۵) نوافل بقرأۃ طویل پڑھنا بہتر ہے یا تلاوت قرآن مجید بہتر ہے۔

(جواب) نوافل بقراءۃ طویلہ افضل ہیں۔(۲) فقط۔

نفل نماز شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے اگر شروع صحیح ہو

(سوال ۱۷۴۶) اگر کسی نے نفل نماز شروع کی جب ایک رکعت پڑھ لی تو معلوم ہوا کہ کپڑا ناپاک ہے۔ نماز شروع کرنے کے بعد توڑ دی۔ کیا اس نماز کا اعادہ واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) مسئلہ یہ ہے کہ نفل شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے۔ پس جب کہ کسی نے نفل نماز شروع کرنے کے بعد کسی وجہ سے نماز توڑ دی تو اس پر اعادہ اس نماز کا واجب ہے۔ ہکذا فی کتب الفقہ۔ لیکن در مختار میں ہے کہ اگر شروع ہی صحیح نہ ہو تو اعادہ واجب نہیں ہوتا۔ عبارتہ۔ ولزم نفل شرع فیہ الخ شروعاً صحیحاً الخ(۳) چونکہ اس صورت میں شروع ہی صحیح نہیں ہوا اس لئے کہ مصلی کے کپڑے اول ہی سے ناپاک تھے۔ لہٰذا اعادہ اس نماز کا واجب ہوگا۔ فقط۔

عشاء کے پہلے چار سنتیں

(سوال ۱۷۴۷) عشاء سے پہلے چار سنتیں پڑھنے کا کیا حکم ہے۔

(جواب) عشاء سے پہلے چار سنت پڑھنا مستحب اور افضل ہے۔ سنت مؤکدہ نہیں ہے۔(۴) کیونکہ سنن مؤکدہ دن رات میں بارہ ہیں چار رکعت قبل ظہر اور دو رکعت بعد ظہر اور دو رکعت بعد مغرب اور دو رکعت بعد عشاء اور دو رکعت قبل فرض صبح۔ یہ کل بارہ ۱۲ رکعت سنت مؤکدہ (۵) ہیں۔ اور قبل عصر چار رکعت یا دو رکعت اور قبل عشاء چار رکعت یا دو رکعت یہ مستحب ہیں۔ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام . بین کل اذا نین صلوٰۃ (۶) الحدیث۔ فقط۔

....

(۱) الا انه يجب على القارى احترامه بان لا يقرأ في الا سواق ومواضع الا شتغال فاذا قرأ فيها كان هو المضيع لحرمة فيكون الا ثم عليه دون اهل الا شتغال دفعا للحرج فى الزامهم ترك اسبابهم المحتاج اليها وكذا لو قراء عند من يشتغل بالتدريس او بتكرار الفقه لا نه اذا ابيح ترك الا ستماع الضرورة المعاش الدنيوى فلان يباح لضرورة الا مرا لديني اولى فيكون الا ثم على القارى هذا اذا سبق الدرس على القراء ة (غنية المستملى فصل في احكام زلة القارى فوائد ص ٤٦٥) ظفير.

(۲) وكثرة الركوع والسجود احب من طول القيام كما فى المجتبى ورجحه فى البحر لكن نظر فيه فى النهر من ثلاثة او جه ونقل عن المعراج ان هذا قول محمد وان مذهب الا مام افضلية القيام وصححه فى البدايع قلت وهكذارأيته بنسختى المجتبى معزيا لمحمد فقط فتنبه (در مختار) واقوى دليلا ايضا على افضلية قول القيام انه صلى الله على وسلم كان يقوم اليل الا قليلا وكان لا يزيد على احد عشرةركعة الخ (ردالمحتار باب الوتر و النوافل ج ۱ ص ٦٣٤) ظفير.

(۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ٦٤٥ ۱۲ ظفير.

(٤) ويستحب اربع قبل العصر وقبل العشاء وبعدها بتسليمة (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ٦٣٠. ط.س. ج۲ ص۱۳) ظفير.

(٥) وسن مؤكدا اربع قبل الظهر واربع قبل الجمعة واربع بعد ها بتسليمة الخ وركعتان قبل الصبح وبعد الظهر والمغرب والعشاء (ايضاً). ط.س. ج۲ ص۱۲ ظفير.

(٦) مشكوٰة المصابيح باب فضل الا ذان فصل اول ص ٦٥. ۱۲ ظفير

تحیۃ المسجد داخل ہوتے وقت پڑھے یا بیٹھنے کے بعد

(سوال ۱۷۴۸)زید جس وقت مسجد میں آتا ہے۔ تو جلسہ کر کے کھڑا ہو کر تحیۃ الوضوو نوافل وغیرہ پڑھتا ہے۔ خالد کہتا ہے کہ اکثر رسول اللہ ﷺ مسجد نبوی میں تشریف لایا کرتے تھے اور اکثر صحابہ جس وقت مسجد میں داخل ہوتے تھے تو دو رکعت نماز تحیۃ الوضو پڑھ کر جلسہ کرتے تھے۔ اس صورت میں کس کے قول کو ترجیح ہے۔

(جواب)اولیٰ و مستحب یہ ہے کہ مسجد میں داخل ہونے کے وقت اگر وضو ہے اور وقت میں گنجائش ہے تو پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے پھر بیٹھے۔ (۱)اور یہ جو مروج ہو گیا ہے کہ مسجد میں داخل ہو کر پہلے بیٹھ کر پھر تحیۃ المسجد وغیرہ پڑھتے ہیں اس کی کچھ اصل نہیں ہے فقط۔

صلوٰۃ الاوابین اور اس کی تحقیق

(سوال ۱۷۴۹)مشارق الانوار میں صلوٰۃ اوابین کی نسبت لکھا ہے کہ اواب لغت میں اس وقت کو کہتے ہیں کہ جس وقت اونٹ کے بچے کے پیر گرمی سے جلنے لگیں اور وہ وقت گیارہ ساڑھے گیارہ بجے کا ہوتا ہے۔ تو در حقیقت صلوٰۃ اوابین کا وقت بعد مغرب ہے یا یہ وقت ہے۔ یا دونوں وقت ہیں۔ بر تقدیر ثانی اولویت کس کو ہے۔

(جواب)اوابین کی معنی رجوع الی اللہ کرنے والوں کے ہیں۔ پس اس اعتبار سے جملہ نمازوں کو اوابین کہہ سکتے ہیں۔ لیکن احادیث سے دو وقت کی نوافل پر اطلاق صلوٰۃ اوابین کا آیا ہے ایک صلوٰۃ ضحیٰ پر جیسا کہ سوال میں درج ہے اور دوسرے نوافل بعد المغرب پر جیسا کہ کبیری شرح منیہ میں منقول ہے **وان تطوع بعد المغرب بست رکعات فھو افضل لحدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ علیہ السلام قال من صلی بعد المغرب ست رکعات کتب من الا وابین وتلا انہ کان للاوابین غفوراً۔**(۲)الآیۃ۔ پس اس حدیث ثانی کی وجہ سے صلوٰۃ اوابین کا اطلاق اکثر نوافل بعد المغرب پر کیا جاتا ہے **قال فی الدر المختار . وست بعد المغرب لیکتب من الاوابین الخ۔**(۳)اور اس کا انکار نہیں ہے کہ صلوٰۃ ضحیٰ بھی صلوٰۃ اوابین ہے بلکہ اس کو بھی صلوٰۃ اوابین کہہ سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

عشاء سے پہلے چار سنتیں اور اس کا ثبوت

(سوال ۱۷۵۰)زید کا دعویٰ ہے کہ نماز عشاء سے پہلے چار رکعت سنت کا ثبوت کسی صحیح حدیث سے نہیں ملتا آیا حدیث سے ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب)در مختار میں ہے **ویستحب اربع قبل العصر وقبل العشاء وبعدھا بتسلیمۃ وان شاء رکعتین**

....

(۱)ویسن تحیۃ رب المسجد وھی رکعتان واداء الفرض وغیرہ وکذا دخولہ بنیۃ فرض او اقتداء یتوب عنھا بلا نیۃ وتکفیہ لکل یوم مرۃ ولا تسقط بالجلوس عند نا (در مختار) والحاصل ان المطلوب من داخل المسجد ان یصلی فیہ لیکون ذالک تحیۃ لربہ الخ والا لزم فعلھا بعد الجلوس وھو خلاف الا ولی الخ اما حدیث الصحیحین اذا دخل احد کم المسجد فلا یجلس حتی یصلی رکعتین فھو بیان للاولی (رد المحتا ر باب الوتر والنوافل مطلب فی تحیۃ المسجد ج ۱ ص ۶۳۵و ج ۱ ص ۶۳۶ .ط.س. ج۲ص ۱۸) ظفیر.

(۲)غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی النوافل ص ۳۶۹. ۱۲ ظفیر.

(۳)الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۳۱ .ط.س. ج۲ص ۱۲. ۱۲ ظفیر.

الخ ۔(۱) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ قبل العصر و قبل العشاء دو یا چار رکعت پڑھنے میں اختیار ہے اور یہ سنن مؤکدہ نہیں ہیں مستحب ہیں چاہے پڑھے چاہے نہ پڑھے مگر پڑھنے میں ثواب ہے اور حدیث بین کل اذانین صلوٰۃ الحدیث (۲) سے استحباب نوافل قبل العشاء بھی ثابت ہیں۔ (البتہ مغرب کے پہلے کوئی نفل عندالاحناف نہیں ہے اور اس کی تائید بریدۃ الاسلمی کی حدیث سے ہوتی ہے۔ ظفیر)

بعد نماز دعائے مروجہ میں شرکت خلاف سنت ہے

(سوال ۱۷۵۱) ادھر یہ قاعدہ ہے کہ امام فرض مغرب پڑھ کر اور سنت یا مزید دو رکعت اور نفل پڑھ کر تین بار دعا کرتا ہے اب زید کو نفل اوابین پڑھنی ہیں کیا وہ سنت کے متصل نفل پڑھنے میں مشغول ہو یا امام کے ساتھ دعا کرے۔ اگر نفل پڑھنی بہتر ہیں تو کس جگہ پڑھے جب کہ امام دعا کر رہا ہے۔

(جواب) وہ شخص جو نوافل اوابین پڑھنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ وہ انتظار دعا مرسوم امام کا نہ کرے کیونکہ یہ طریقہ دعا کا خود خلاف سنت ہے اور نوافل جہاں موقعہ دیکھے پڑھ لے۔ فقط۔

سنت مؤکدہ اور فرض کے درمیان نوافل

(سوال ۱۷۵۲) سنت مؤکدہ اور فرض کے درمیان نوافل پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔ جماعت میں دیر ہو تو نوافل میں مشغول ہونا کیسا ہے۔

(جواب) سنن مؤکدہ پڑھنے کے بعد اگر جماعت میں دیر ہو تو نوافل پڑھنے میں کچھ حرج نہیں۔ سوائے سنت فجر کے اس کے بعد نوافل تا طلوع وارتفاع آفتاب درست نہیں ہیں۔ درمختار میں ہے وکذا الحکم من کراھة نفل الخ بعد طلوع فجر سوی سنته۔ (۳) پس دیگر اوقات میں مثلاً ظہر کی نماز میں سنن مؤکدہ پڑھنے کے بعد اگر بوجہ تاخیر جماعت کوئی شخص نوافل مین مشغول ہو جاوے تو کچھ حرج نہیں ہے کیونکہ وہ وقت نوافل کی کراہت کا نہیں ہے۔

عصر کے پہلے چار مستحب

(سوال ۱۷۵۳) عصر کے چار مستحب ہمیشہ چار رکعت سنت مؤکدہ کی طرح پڑھا کرتے تھے۔ ایک صاحب بزرگ فرماتے ہیں کہ خاص کر عصر کے چار مستحب اور نفلوں میں بیچ کے تشہد کے بعد درود شریف اور دعا ضرور پڑھ کر اٹھ کر دو رکعت باقی پڑھے۔

(جواب) درمختار میں ہے کہ سوائے چار سنت قبل ظہر و قبل جمعہ باقی سنن ونوافل درمیان کے تشہد کے بعد درود شریف پڑھے اور شفعہ ثانیہ میں ثناء اور اعوذ بھی پڑھے اس کو شامی نے راجح واقوی کہا ہے۔ اور دوسرا قول درمختار میں یہ لکھا ہے کہ درمیان کے قعدہ میں درود شریف وغیرہ نہ پڑھے۔ مگر اس کو شامی نے ضعیف کہا ہے مگر صاحب تنبیہ نے اس کی تصحیح فرمائی ہے۔ پس اس بنا پر بے شک عصر کے قبل چار سنتوں میں درمیان کے تشہد کے

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۳۰ ط.س. ج۲ص۱۳ . ۱۲ ظفیر.
(۲) دیکھئے مشکوٰۃ المصابیح عن البخاری و مسلم باب فضل الاذان ص ۶۵ . ۱۲ ظفیر.
(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ۳۴۹. ط.س. ج۲ص ۳۷۵ . ۱۲ ظفیر.

بعد درود شریف اور شفعہ ثانیہ میں ثناء وغیرہ پڑھنا چاہئے۔ باقی اگر کوئی نہ پڑھے تو کچھ حرج نہیں ہے کہ یہ بھی ایک قول ہے وقیل لایاتی فی الکل و صححه فی القنیة . درمختار ۔(۱) فقط۔

قضا شدہ فرائض اگر ذمہ ہوں تو کیا سنت و نوافل اس کے لئے درست ہیں

(سوال ۱۷۵۴) جس کے ذمہ دو تین سال کی فرض نمازیں قضا ہوں اس کے لئے سنن و نوافل جائز ہے یا نہیں۔ اگر سنن و نوافل پڑھے تو ثواب ملے گا یا نہیں۔

(جواب) سنن و نوافل پڑھنا اس کو درست ہے اور ثواب ملے گا کیونکہ کوئی عمل صالح کسی عمل کرنے والے کا ضائع نہیں ہوتا۔(۲) فقط۔

سنتوں میں قرات جہری بہتر ہے یا سری

(سوال ۱۷۵۵) نوافل و سنن خاموشی سے پڑھنا بہتر ہے یا گنگنا کر، تاکہ خیالات سے نجات ملے۔

(جواب) دن کی نفلوں اور سنتوں میں آہستہ پڑھنا چاہئے جہر نہ کرے اور نہ گنگناوے۔ البتہ رات کی نفلوں میں اختیار ہے کہ خواہ جہر کرے یا آہستہ پڑھے درمختار میں ہے **كمتنفل بالنهار فانه يسر ويخير المنفرد فى الجهران ادى. كمتنفل بالليل منفرداً . الخ** درمختار۔(۳) فقط۔

ظہر و مغرب اور عشاء کے بعد کے نوافل پابندی سے پڑھنا ضروری ہے یا کبھی کبھی ترک بھی کرے

(سوال ۱۷۵۶) ظہر، مغرب اور عشاء میں دو رکعت سنت کے بعد دو رکعت نفل پڑھتے ہیں۔ یہ نوافل ہمیشہ پڑھنا اور کبھی نہ ترک کرنا اچھا ہے یا کبھی کبھی ترک کرنا مناسب ہے۔

(جواب) نوافل میں اختیار ہے خواہ کبھی ترک کردے یا ہمیشہ نفل سمجھ کر پڑھتا رہے کہ اس میں یہ اندیشہ نہیں ہے کہ ان کو کوئی فرض سمجھ لے گا۔ اور پھر بھی بہتر ہے کہ گاہ گاہ ترک کردے۔(۴)

---

(۱)ولا يصلى على النبى صلى الله عليه وسلم فى القعدة الا ولىٰ فى الا ربع قبل الظهر والجمعة وبعدها ولو صلى نا سيا فعليه السهووقيل لا، ولا يستفتح اذا قام الى الثالثة منها لا نها لتا كدها اشبهت الفريضة وفى البواقى من ذوات الا ربع يصلى على النبى صلى الله عليه وسلم ويستفتح ويتعوذ ولو نذر الا ن كل شفع صلاة وقيل لا ياتى فى الكل وصححه القنية (درمختار) قوله لان كل شفع صلاة قدمنا بيان ذالك فى اول بحث الواجبات والمراد من بعض الا وجه قوله قيل لا الخ قال فى البحر ولا يخفى ما فيه والظاهر الا ول زاد فى المنح ومن ثم اولنا عليه وحكينا ما فى القنية بقيل (ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۳۳ .ط.س. ج۲ص۱۶) ظفير.

(۲)وسن موكدا اربع قبل الظهر واربع قبل الجمعة واربع بعد ها بتسليمة الخ شرعت البعدية لجبر النقصان والقبلية لقطع طمع الشيطان ويستحب اربع قبل العصر وقبل العشاء الخ (در مختار) قوله سن مؤكدا اى استنا نا مؤكده الخ ولهذا كانت السنة المئوكدة قريبةمن الواجب فى لحوق الا ثم كما فى البحر ويستو جب تاركها التضليل واللوم كما فى التحرير (ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۳۰ .ط.س. ج۲ص۱۲)ظفير.

(۳)الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صفة الصلٰوة فصل فى القراءة ج ۱ ص ۴۹۸ .ط.س.ج۲ص۴۵۳. ۱۲

(۴)ويستحب اربع قبل العصر وقبل العشاء وبعدها بتسليمة وان شاء ركعتين وكذا بعد الظهر (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۳۰ .ط.س. ج۲ ص۱۳) وبه يظهر ان كون ترك المستحب راجعا الى خلاف الاولى ولا يلزم عنه ان يكون مكروها (ردالمحتار .باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ۱ ص ۶۱۱ .ط.س. ج۲ص۶۵۵) ظفير.

فصل رابع
مسائل تراویح

رکعات تراویح

(سوال ۱۷۵۷) حوالہ اخبار البرید مؤرخہ ۲۵ جون ۱۸ء مطابق ۱۵ ارمضان المبارک از کانپور (تراویح کا بیان) بعد نماز عشاء یعنی فرض وسنت کے بعد بیس رکعتیں تراویح پڑھنا مسنون ہے۔ جو لوگ آٹھ یا گیارہ مع وتر بتاتے ہیں غلط ہے۔ اگر آٹھ رکعت تراویح غلط ہے تو اس کے کیا معنی ہیں جو شیخ ابن الہمام حنفی فتح القدیر میں لکھتے ہیں **فحصل من هذا كله ان قيام رمضان سنة احدى عشر ركعة بالوترفى جماعة فعله عليه السلام ثم تركه لعذر وكونها عشرين سنة الخلفاء الراشدين** افسوس کہ اگر آپ جواز کا فتوی نہ دیتے تو غلط بھی نہ کہتے۔ کیونکہ کسی بات کو بغیر تحقیق غلط کہہ دینا انسانیت سے بعید ہے۔ اب فدوی آں جناب سے ملتمس ہے کہ اگر واقعی آٹھ رکعت ثابت نہ ہوں تو مع دلیل تحریر فرمادیں اور ماسوا اس کے بیس رکعت کا ثبوت کسی صحیح حدیث سے ہم کو بتائیں تاکہ اس کے ثواب سے ہم بھی محروم نہ رہیں اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ بیس رکعت تراویح حضرت عمرؓ سے ثابت ہے تو اس کا ثبوت صحیح روایت سے پیش کریں۔

(جواب) جمہور حنفیہ تمام بیس رکعات تراویح کو سنت مؤکدہ فرماتے ہیں اور یہی محقق وراجح ہے لہذا اس بارہ میں علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ کا قول بمقابلہ جمہور حنفیہ کے قابل تسلیم نہیں ہے۔(۱) اور البرید کے حوالہ سے جو آپ نے یہ نقل کیا ہے کہ جو لوگ آٹھ یا گیارہ مع وتر الخ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ محض آٹھ رکعت تراویح پڑھتے ہیں اور لوگوں کو اسی کا حکم کرتے ہیں اور اس سے زیادہ کو بدعت جانتے ہیں اور اس سے منع کرتے ہیں یہ غلط ہے تو اس میں امام ابن ہمام رحمۃ اللہ کی تغلیط نہیں ہے بلکہ غیر مقلدوں کی تغلیط مقصود ہے جو بیس رکعت کی بدعت عمری بتلاتے ہیں۔ والعیاذ باللہ . **قال عليه الصلوٰة والسلام ابتعوا سنتى وسنة الخلفاء الراشدين المهدين فكيف تكون سنة الخلفاء بدعة**۔ فقط۔

---

(۱) وهى عشرون ركعة الخ بعشر تسليمات (در مختار) وهو قول الجمهور وعليه عمل الناس شرقا وغربا وعن مالك ست وثلا ثون وذكر فى الفتح ان مقتضى الدليل كون المسنون منها ثمانية والباقى مستحبا وتمامه فى البحر وذكرت جوابه فيما علقته عليه (ردالمحتار مبحث التراويح ص ٦٦٠ .ط.س.ج۲ص ٤٥) وذكر فى الا ختيار ان ابا يوسف سأل ابا حنيفة عنها وما فعله عمر فقال التراويح سنة مؤكدة ولم يتخرجه عمر من تلقاء نفسه ولم يكن فيه مبتدعا ولم يا مربه الا عن اصل لديه وعهد من رسول الله صلى الله عليه وسلم (البحر الرائق باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ٦٦) ماحصل یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے بیس رکعت صحابہ کے اجماع سے تراویح رائج کیں۔ سوچنا یہ ہے کہ بغیر کسی اصل کے ایسا حکم آپ کیسے کر سکتے تھے۔ پھر مصنف ابن شیبہ طبرانی اور بیہقی میں یہ حدیث موجود ہے جس کے راوی حضرت عبداللہ بن عباس ہیں "رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى فى رمضان عشرين ركعة سوى الوتر" ایک راوی کی وجہ سے جو یقیناً عہد صحابہؓ کے بعد کے ہیں اسے ضعیف قرار دے کر بیس رکعت کا انکار کسی طرح درست نہیں۔ حضرت عائشہؓ کی حدیث جو رمضان وغیر رمضان دونوں سے متعلق ہے اس سے استدلال کسی طرح درست نہیں اس لئے کہ تراویح صرف دو تین رات پڑھی گئی پھر اس بیس رکعت والی حدیث کے ساتھ اجماع صحابہ ہے اور یہ مسلم ہے کہ آٹھ رکعت تراویح کی بدعت صرف سو سال سے غیر مقلدوں نے جاری کی ہے اس سے پہلے تراویح آٹھ رکعت کہیں جماعت کے ساتھ پڑھنا ثابت نہیں۔ پھر حدیث عائشہ میں چار چار رکعت ایک سلام سے مذکور ہے اور غیر مقلدین دو دو رکعت ایک سلام سے پڑھتے ہیں اس کے لئے آپ حضرت الاستاذ شیخ الحدیث مولانا حبیب الرحمن اعظمی مدظلہ کا رسالہ "رکعات تراویح" ذیل پڑھیں جو مدرسہ مفتاح العلوم مئو ضلع اعظم گڈھ سے شائع ہوا ہے رکعات تراویح پر اس سے بہتر کتاب اب تک دیکھنے میں نہیں آئی ۱۲ ظفیر۔

جامع مسجد میں تراویح کے باوجود بغل والی مسجد میں بھی تراویح درست ہے

(سوال ۱۷۵۸) جب کہ جامع مسجد شہر میں ہمیشہ سے جماعت تراویح ہوتی چلی آئی ہو تو ایک دوسری مسجد میں جو جامع مسجد کے قریب ہے، جماعت تراویح قائم کرنا کیسا ہے کیا اس دوسری مسجد کو ضرار کا حکم ہو گا یا نہیں۔

(جواب) اس دوسری مسجد میں جو کہ جامع مسجد سے قریب ہے جماعت تراویح قائم کرنا طریق سنت کے موافق ہے۔ جماعت تراویح ہر ایک مسجد میں ہونا عمدہ ہے۔ موجب ثواب ہے۔ پس مسجد ضرار کا حکم دینا اس دوسری مسجد کو فتویٰ دینے والے کی جہالت اور عدم واقفیت ہے حکم شریعت سے۔(۱) فقط۔

محلّہ کے لوگوں سے کہنا کہ اپنی مسجد میں تراویح پڑھا کرو کیسا ہے

(سوال ۱۷۵۹) جواب استفتاء پہنچا اس میں بڑی طوالت ہو گئی ہے اور مقدمہ عدالت میں دائر ہے اور لوگوں نے دوسری طرف سے ایک شہادت اس قسم کی دی ہے کہ میں نے اس سے کہا ہے کہ وہ جامع مسجد کی جماعت میں تراویح کے لئے شریک نہ ہو بلکہ یہ محلّہ کی مسجد ہے اس میں جماعت تراویح ہوتی ہی نہیں، قرآن پاک سنے۔ اگرچہ میں نے یہ الفاظ نہیں کہے لیکن جب کہ حلفی شہادت ہو گئی ہے تو اس کو تسلیم کرتے ہوئے بھی مجھے ایک سوال کرنے کی ضرورت ہے کہ کسی شخص سے باستحقاق اہل محلّہ ایسا کہنے سے مسجد کے لئے ضرار کا حکم ہونا چاہئے۔

(جواب) در مختار میں ہے ومسجد حية افضل من الجامع الخ۔(۲) اس کلام کا حاصل یہ ہے کہ مسجد محلّہ اہل محلّہ کے حق میں جامع مسجد سے افضل ہے اور شامی نے لکھا ہے لان له حقاً عليه فيوديه(۳) یعنی محلّہ والے پر مسجد محلّہ کا حق ہے اور اس کو ادا کرنا چاہئے پس اگر ایک محلّہ والے نے دوسری محلے والے کو ایسا بھی کہا ہو کہ جامع مسجد کی جماعت تراویح میں شریک نہ ہو محلّہ کی مسجد میں جماعت تراویح ہوتی ہے اس میں شریک ہو اور قرآن شریف کو سنو تو یہ بات بے موقع نہیں ہے بلکہ ایسا کہنا اچھا ہے اور ایسا ہی کہنے کا اور کرنے کا شریعت میں حکم ہے کہ محلّہ کی مسجد کو آباد کرنا چاہئے اور جماعت پنجگانہ اور جماعت تراویح وہاں قائم کرنا چاہئے اور دوسرے اہل محلّہ کو بھی اس کی ترغیب دینی چاہئے۔ پس مسجد ضرار کا حکم دینا مسجد مذکور کو بوجہ مذکور بالکل غلط ہے اور ایسا فتویٰ دینے والے کی جہالت اور عدم علم پر دال ہے ایسا کلمہ مسجد کی نسبت کوئی جاہل بھی نہیں کہہ سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہدایت فرمادے اور مسلمانوں کو توفیق خیر واتفاق واصلاح فرماوے۔ آمین ان اريد الا الا صلاح وما توفيقي الا بالله۔ فقط۔

رکعات تراویح اور ابن ہمام

(سوال ۱۷۶۰) حضرت آپ نے اس فتویٰ میں تحریر فرمایا ہے کہ علامہ ابن ہمام کا یہ قول بمقابلہ جمہور حنفیہ کے قابل تسلیم نہیں (بہت خوب) ہم پوچھتے ہیں کہ علامہ ابن ہمامؒ کے اس قول کی تردید جمہور حنفیہ کس دلیل سے کرتے ہیں اتبعو اسنتي وسنة الخلفاء الراشدين والی حدیث پر ہمارا بھی صاد ہے مگر سوال یہ ہے کہ کسی صحیح

(۱) وهل المراد انها سنة كفاية لا هل كل مسجد من البلدة او مسجد واحد منها او من المحله ظاهر كلام الشارح الاول واستظهرط الثانى ويظهرلى الثالث الخ (ردالمحتار باب الوتر والنوافل مبحث صلوٰة التراويح ج ۱ ص ۶۶۰ ط.س. ج۲ص ۴۵) ظفير. (۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها مطلب فى احكام المسجد جلد اول ص ۶۱۷ ط.س. ج۲ص ۴۵۹ . ۱۲ ظفير.
(۳) ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة الخ مطلب فى احكام المسجد جلد اول ص ۶۱۷ ط.س. ج۲ص ۶۵۹ . ۱۲ ظفير.

حدیث یا روایت سے ثابت بھی ہے یا یوں ہی زبانی خرچ ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے ہم آٹھ رکعت کا ثبوت ایسا دیں گے کہ آپ کو انکار کی گنجائش نہ ہوگی بشرطیکہ بنظر انصاف ملاحظہ فرمائیں۔ لیجئے سر دست ایک حدیث عاجز نقل کرتا ہے۔ پہلی حدیث صحیح بخاری میں ہے **قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل فی رمضان وغیرہ عن ابی سلمة بن عبدالرحمن انه سال عائشة کیف کانت صلوٰة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان فقالت ماکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرة رکعةً یصلی اربعاً فلا تسئل عن حسنهن وطولهن ثم یصلی اربعاً فلاتسئل عن حسنهن وطولهن ثم یصلی ثلثاً قالت عائشة فقلت یا رسول اللہ اتنام قبل ان تو تر فقال یا عائشة ان عینی تنامان ولا ینام قلبی** (بخاری . کتاب التهجد پارہ پانچ) ہاں یہ تو فرمائیں کہ غیر مقلدوں کی تغلیط کیونکر ہوئی۔ ابھی آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ بمقابلہ جمہور حنفیہ کے علاوہ ابن ہمام کا قول قابل تسلیم نہیں۔ اور پھر لکھتے ہیں کہ اس سے تغلیط غیر مقلدین کی ہوئی نہ کہ ابن ہمام کی۔ مولانا ارشاد خداوندی پر بھی تو عمل کیا کریں۔ جب بولا کرو انصاف سے۔

(جواب) **قال فی شرح المنیة تنبیه علم من هذه المسئلة ان التراویح عندنا عشرون رکعة بعشر تسلیمات وهو مذهب الجمهور وعند مالك ست وثلثون رکعة احتجاجاً بعمل اهل المدینة وللجمهور مارواہ البیهقی باسناد صحیح عن السائب بن یزید قال کانوا یقومون علی عهد عمر بعشرین رکعة وعلی عهد عثمان وعلی مثله الخ۔**(۱) اس سے خلفائے راشدین کا طریقہ معلوم ہوگیا اور جمہور حنفیہ کا مذہب بھی معلوم ہوگیا۔ اور حدیث بخاری کا جواب یہ ہے کہ وہ تہجد کی نماز کا بیان ہے تراویح کا نہیں ہے جیسا کہ لفظ ولا فی غیرہ اس پر دال ہے۔ کیونکہ غیر رمضان میں تراویح نہیں لہذا اس سے ایسی نماز مراد لے جاوے گی جو رمضان اور غیر رمضان دونوں میں ہو سو وہ نماز تہجد ہے۔ **وفی الدر المختار التراویح سنة مؤکدة لمواظبة الخلفاء الراشدین الخ وهی عشرون رکعةً قال فی ردالمحتار قوله وهی عشرون رکعة هو قول الجمهور وعلیه عمل الناس شرقًا وغرباً (۲) الخ وقبیله وکیف لا وقد ثبت عنه صلی اللہ علیه وسلم علیکم بسنتی و سنةالخفاء الراشدین المهدیین عضوا علیها بالنواجذ کمارواہ ابوداؤد۔** (۳) فقط۔

تراویح کے بعد بآواز بلند درود و سلام کا ثبوت نہیں

(سوال ۱۷۶۱) بعد ادائے چار رکعت نماز تراویح کے جلسہ کر کے اٹھتے وقت بعض دیار میں تسبیح آہستہ پڑھ کر درود بر خواجہ عالم کے بعد بآواز بلند صلوٰۃ بر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نعرہ بلند کرتے ہیں اس کی اصل کسی کتاب میں شرعاً پائی جاتی ہے۔ یا نہیں۔

(جواب) اس کی اصل بہ ہیئت کذائیہ شریعت میں کچھ نہیں ہے۔ فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ ہر ترویحہ تراویح میں یعنی

---

(۱) غنیة المستملی ص ۳۸۸ .ط.س.ج۲ص۴۰۵ . ۱۲ ظفیر.
(۲) ردالمحتار باب الوتر والنوافل مبحث التراویح جلد اول ص ۶۶۰ ۱۲ ظفیر.
(۳) ردالمحتار باب الوتر والنوافل مبحث التراویح ج۱ص۶۵۹ .ط.س.ج۲ص ۴۴ .۱۲ظفیر۔

چار رکعت کے بعد اختیار ہے کہ تسبیح پڑھے یا قرآن شریف پڑھے یا رکعات نفل پڑھے یا کچھ نہ کرے اور شامی میں ہے کہ قہستانی میں ہے کہ بعد ہر ترویحہ کے سبحان ذی الملك والملکوت الخ۔(١) تین بار پڑھے۔ احقر کہتا ہے کہ کلمہ سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اکبر کی بہت فضیلت احادیث صحیحہ میں وارد ہے اس لئے تکرار اس کا افضل ہے اور یہی معمول و مختار تھا حضرت محدث و فقیہ گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا۔ فقط۔

تراویح کی بیس رکعتیں

(سوال ١٧٦٢) رمضان میں تراویح کے رکعت پڑھنی چاہئے۔

(جواب) بیس رکعت تراویح پڑھنی چاہئے۔(٢) فقط۔

معاوضہ کی نیت ہو اور زبان سے نہ کہے تو کیا اس صورت میں بھی لین دین ناجائز ہے

(سوال ١٧٦٣) قیام رمضان میں ختم قرآن شریف کے غرض سے حافظ قاری کو لینے دینے کی نیت سے قرآن شریف سننا سنانا اور بعد میں لینا دینا کیسا ہے۔ نیت دونوں کی لینے دینے کی ہوتی ہے بغیر اس کے کوئی سنتا سناتا نہیں۔ اگر کسی مسجد میں قرآن شریف نہ سنا جاوے اور محض تراویح پڑھنے پر اکتفاء کیا جاوے تو وہ لوگ فضیلت قیام رمضان سے محروم ہوں گے یا نہیں۔

(جواب) اجرت پر قرآن شریف پڑھنا درست نہیں ہے اور اس میں ثواب نہیں ہے اور بحکم المعروف کالمشروط جن کی نیت لینے دینے کی ہے وہ بھی اجرت کے حکم میں ہے اور ناجائز ہے۔(٣) اس حالت میں صرف تراویح پڑھنا اور اجرت کا قرآن شریف نہ سننا بہتر ہے اور صرف تراویح ادا کر لینے سے قیام رمضان کی فضیلت حاصل ہو جاوے گی۔

کس عمر کا لڑکا تراویح پڑھا سکتا ہے

(سوال ١٧٦٤) کتنی عمر کا لڑکا قرآن شریف تراویح میں سنا سکتا ہے۔ ایک لڑکے کی عمر تقریباً سولہ سال ختم ہونے آئی وہ کلام اللہ تراویح میں سنا سکتا ہے یا نہیں۔ اس لڑکے کے مونچھ داڑھی وغیرہ کچھ نہیں اور ایسا لڑکا جو پندرہ سولہ برس کا ہو وہ اگلی صف میں بڑے آدمیوں کے ساتھ کھڑا ہو کر دوسرے کا سن سکتا ہے یا نہ۔ اور اگر تیرہ چودہ سال کا ہو وہ بھی اگلی صف میں کھڑا ہو کر سن سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر دوسری علامت بلوغ کی مثل احتلام وغیرہ کے لڑکے میں موجود نہ ہو تو شرعاً پندرہ برس کی عمر پوری ہونے پر بلوغ کا حکم دیا جاتا ہے۔(٤) پس جس لڑکے کو سولہواں سال شروع ہو گیا ہے اس کے پیچھے تراویح اور فرض نماز سب درست ہے۔ اگرچہ بے ریش ہو اور ایسی عمر کا لڑکا اگلی صف میں بھی کھڑا ہو سکتا ہے۔ اور تیرہ یا چودہ

....

(١) ردالمحتار مبحث التراویح ج ١ ص ٦٦١ . ط.س. ج٢ص٤٦ . ١٢ ظفیر.

(٢) وهي عشرون ركعة (الدر المختار على هامش ردالمحتار مبحث التراويح باب الوتر والنوافل ج ١ ص ٦٦٠ .ط.س. ج٢ص٤٥) ظفير.

(٣) وان القراءة بشئى من الدنيا لا تجوز والا خذو المعطى اثمان لان ذالك يشبه الا ستيجار على القراءة ونفس الا ستيجار عليها لا يجوز (الدر المختار باب قضاء الفوائت مطلب فى بطلان الوصية ج ١ ص ٦٨٧ .ط.س. ج٢ص٧٣) ظفير.

(٤) بلوغ الغلام بالا حتلام والا حبال والا نزال الخ فان لم يو جدفيها شئى فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتى لقصر اعمار اهل زماننا (الدر المختار كتاب الحجر فصل بلوغ الغلام ج٥ ص ١٣٢ .ط.س. ج٢ص١٥٣) ظفير.

برس کا امام نہیں ہو سکتا۔(۱) لیکن تراویح میں بتلانے کی وجہ سے اس کو اگلی صف میں کھڑا کر سکتے ہیں۔

تراویح میں ختم قرآن سنت ہے

(سوال ۱۷۶۵) حافظ کو تراویح میں قرآن سنانا واجب ہے یا مستحب۔ در صورت وجوب اگر کوئی شخص پڑھتے وقت ریاء و نمود سے بچنے کی اپنے میں قوت نہ رکھتا ہو تو اس کو سنانا جائز ہے یا نہ۔ در صورت غیر جواز نہ سنانے سے قرآن شریف کا کوئی حق یا مواخذہ اس کے ذمہ باقی رہے گا یا نہیں۔ اگر رہے گا تو چھٹکارہ کی کیا صورت ہے۔

(جواب) تراویح میں قرآن شریف سننا اور سنانا سنت اور مستحب ہے اور خوف ریاء عجب کی وجہ سے چھوڑا نہ جاوے اور حتی الوسع کوشش حصول اخلاص کی کی جاوے اور لوجہ اللہ بلا معاوضہ سنایا جاوے۔ یہ بڑے اجر و ثواب کا کام ہے اور اس میں فضیلت ہے۔(۲) باقی اگر کسی عذر سے تراویح میں کسی حافظ نے قران شریف نہ پڑھا اور ویسے تلاوت کرتا رہتا تو مواخذہ سے بری ہے۔ قال اللہ تعالیٰ لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا۔ فقط۔

ترویحہ میں مناجات درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۷۶۶) مولانا کرامت علی جونپوری نے صلوٰۃ تراویح میں بعد ہر ترویحہ کے ایک مناجات لکھی ہے وہ معتبر دلیل سے ثابت ہے یا نہیں۔ اس کو چھوڑ کر دوسری مناجات بھی پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) ہر ترویحہ میں تسبیح و تہلیل اور درود شریف و استغفار وغیرہ درست ہے، کوئی خاص مناجات ضروری نہیں ہے۔ سبحان ذی الملک والملکوت الخ کو شامی وغیرہ میں نقل کیا ہے اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے اور کلمہ سبحان اللہ والحمد للہ الخ کا تکرار کرنا زیادہ اچھا ہے۔(۳) فقط۔

تراویح میں قرآن سننے سے قرآن کا ثوب ملتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۷۶۷) زید کہتا ہے کہ تراویح کے اندر دو چیزیں ہیں۔ اور قراۃ جو فرض ہے دو سنت مؤکدہ۔ جب تراویح کے اندر قرآن شریف پڑھا گیا تو دونوں چیزوں میں سے صرف ایک چیز کا ثواب حاصل ہوا یعنی اگر سنت مؤکدہ کا ثواب حاصل کیا تو قراءۃ کے ثواب سے محروم رہا۔ بعد نماز تراویح اسی وقت کسی سے قرآن پڑھوا کر سن لیا جائے تاکہ دونوں کا ثواب حاصل ہو جاوے۔ زید اسی قسم کے مسائل پر عمل کرنے کی تاکید کرتا ہے آیا یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ قول اس کا غلط ہے۔ تراویح میں قرآن شریف پڑھنے سے قرآن شریف کا بھی ثواب تالی و سامعین کو ہوتا ہے۔ اور جو شخص ایسے مسائل بیان کرتا ہے اور ان پر مصر ہے وہ لائق امام بنانے کے نہیں ہے۔ فقط۔

---

(۱) لا یصح اقتداء رجل بامرأۃ وخنثی وصبی مطلقا ولو فی جنازۃ ونفل علی الا صح (در مختار) قال فی الھدایۃ وفی التراویح والسنن المطلقۃ الخ والمختار انہ لا یجوز فی الصلوات کلھا (ردالمحتارباب الا مامۃ ج ۱ ص ۵۳۹. ط.س. ج۲ ص۵۷۶) ظفیر. (۲) والختم مرۃ سنۃ ومرتین فضیلۃ وثلاثا افضل ولا یترك الختم لکسل القوم (درمختار ای قرأۃ الختم فی صلاۃ التراویح سنۃ (ردالمحتار مبحث التراویح ج ۱ ص ۶۶۲. ط.س. ج۲ ص۴۶) ظفیر.

(۳) ویجلس ندبا بین فی اربعۃ بقدر ھا و کذا بین الخامسۃ والوترو یخیرون بین تسبیح وقراء ۃ. وسکوت، وصلاۃ فرادی (درمختار) قال القھستانی فیقال ثلاث مراۃ سبحان ذی الملك و الملکوت، سبحان ذی العزت والعظمۃ والقدرۃ والکبریاء والجبروت سبحان الملك الحی الذی لا یموت سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح لا الہ الا اللہ نستغفر اللہ نسألك الجنۃ ونعوذ بك من النار (ردالمحتار مبحث التراویح ج ۱ ص ۶۶۱. ط.س. ج۲ ص۴۶) ظفیر.

کیا شیعہ حافظ جماعت میں مل کر لقمہ دے سکتا ہے

(سوال ۱۷۶۸) اگر تراویح میں امام غلطیاں کرتا ہے اور سامع بھی چوک جاتا ہے اور شیعہ حافظ موجود ہے اگر وہ نیت کر کے اقتداء میں آکر بتائے تو عند الحنفیہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر شیعہ ایسا ہے کہ نہ تبرا گو ہے اور نہ منکر صحبت حضرت صدیقؓ ہے اور نہ قائل قذف حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا ہے تو اس صورت میں لقمہ دینا جائز ہے اس کے بتلانے سے لقمہ لینے والے کی نماز اور اس کے مقتدیوں کی نماز صحیح ہے۔(۱) اور اگر وہ شیعہ غالی ہے جس میں امور مذکورہ موجود ہوں یعنی تبرائی ہو اور منکر صحبت حضرت خلیفہ اول ہو اور حضرت صدیقہ کے افک کا قائل ہو تو چونکہ ایسا رافضی مرتد و کافر ہے اس لئے اس کے بتلانے سے اور امام کے لقمہ لینے سے نماز امام کی اور اس کے مقتدیوں کی باطل ہو جاوے گی۔(۲) فقط۔

کیا تراویح میں سورہ والضحیٰ کے بعد ہر سورہ کے ختم پر اللہ اکبر کہنا سنت ہے

(سوال ۱۷۶۹) چوں ختم کلام اللہ شریف در تراویح کردہ شود بعض حفاظ بعد سورۃ الضحیٰ تا آخر قرآن بر اختتام ہر سورہ اللہ اکبر می خوانند کہ علاوہ از تکبیر رکوع می باشد و گمان می کنند کہ سنت است۔

(جواب) فقہاء رحمہم اللہ ایں قسم اذکار و ادعیہ را بر خارج از صلوٰۃ یا بر صلوٰۃ نافلہ کہ منفرداً ادا کردہ شود محمول فرمودہ اند فرائض و ہمچنیں در نوافل و سنن کہ با جماعت ادا کردہ شد مکروہ فرمودہ اند، پس قول مانعین دریں بارہ صواب است و قول مجوزین خطا۔ قال فی الدر المختار بل یستمع وینصت الخ وان قرأ الا مام اية ترغيب و ترهيب و كذا الا مام لا يشتغل بغير القران وما ورد حمل على النفل منفرداً الخ (در مختار) قوله حمل على النفل منفرداً افاد ان كلا من الا مام والمقتدى فى الفرض والنفل سواء اما الا مام فى الفرائض فلما ذكرنا من انه صلى الله عليه وسلم لم يفعله فيها وكذا الا ئمة من بعده الى يومنا هذا فكان من المحدثات ولا نه تثقيل على القوم فيكره وما فى التطوع فان كان فى التراويح فكذلك الخ شامی(۳) ج ۱ ص ۳۶۶۔ فقط۔

گھر کے اندر تراویح میں محرم و غیر محرم عورتوں کی اقتداء درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۷۷۰) شخصے فرض نماز عشاء بجماعت در مسجد در ماہ رمضان ادا نمودہ تراویح و وتر در خانہ خود می خواند و در تراویح ختم قرآن میخواند بعض زنان محرمات وے و بعض زنان غیر محرمات در آں خانہ آمدہ زیر اقتدائے آں حافظ تراویح و وتر ادا می نمایند ایں اقتداء جائز است یا نہ۔

---

(۱) وفتحه على غير امامه الخ بخلاف فتحه على امامه فانه لا يفسد مطلقا لفا تح واخذ بكل حال الا اذا سمعه الموتم من غير مصلى ففتح به تفسد صلاة الكل (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ۱ ص ۵۸۱. ط.س. ج۱ ص ۶۲۲) ظفير.

(۲) کیونکہ ایسا شیعہ کافر ہے لہذا اس کا لقمہ خارج کا لقمہ ہوا جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ ويفسد ها الخ فتحه على غير امامه (ایضاً. ط.س. ج۱ ص ۶۲۲) ایسے شیعوں کے کافر ہونے کی صراحت ہے وبهذا ظهر ان الرافضى ان كان ممن يعتقد الا الوهية فى على او ان جبرئيل غلط فى الوحى او كان ينكر صحبة الصديق او يقذف السيدة الصديقة فهو كافر الخ (ردالمحتار فصل فى المحرمات ج ۲ ص ۳۹۸. ط.س. ج۳ ص ۴۶) ظفير.

(۳) ردالمحتار فصل فى القراءة ص ۵۰۸ و ص ۵۰۹. ط.س. ج۱ ص ۵۴۶. ۱۲ ظفير.

(جواب) بوجود زنان محرم کراہت مرتفع می شود۔ کما یظہر من عبارۃ الدر المختار۔(۱) وفی رد المحتار۔ وافادان المراد بالمحرم ما کان من الرحم الخ۔(۲) فقط۔

کیا تراویح اس طرح پڑھی جائے کہ پہلی رکعت میں کوئی سورہ ہو اور دوسری میں صرف سورہ اخلاص

(سوال ۱۷۷۱) تراویح کی نماز اس طرح پڑھنا جائز ہے کہ نہیں۔ مثلاً اول رکعت میں سوہ تکاثر دوسری میں سورہ اخلاص یا پہلی میں سورۃ العصر دوسری میں سورہ اخلاص۔

(جواب) تراویح کی نماز اس طرح بھی ہو جاتی ہے مگر اس کو لازم نہ سمجھا جاوے اور پابندی اس کی نہ کی جاوے۔ بالترتیب اگر ہر ایک رکعت میں سورۃ پڑھ دی جاوے تو یہ اچھا ہے۔(۳)

گھر میں تراویح باجماعت ادا کرے اور مسجد نہ جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۷۷۲) تراویح کی نماز گھر میں باجماعت ادا کرنا اور مسجد میں نہ جانا کیسا ہے۔

(جواب) اس صورت میں یہ حکم ہے کہ مسجد میں ادا کریں۔ وظاهر كلامهم هنا ان المسنون كفاية اقامتها بالجماعة فى المسجدحتى لو اقاموها جماعة فى بيوتهم ولم تقم فى المسجد اثم الكل كذافى الشامي(۴) ص ۵۲۱ (لیکن اگر کوئی جماعت سے اس طرح پڑھے کہ مسجد کی جماعت بند نہ ہو تو یہ درست ہے مگر یہ لوگ مسجد کی فضیلت سے محروم رہیں گے۔ ردالمحتار ج ۱ ص ۶۶۰ میں ہے وان صلى احد فى البيت بالجماعةلم ينا لو افضل جماعة المسجد. ظفير)

چھٹی ہوئی تراویح کی رکعتیں کب پڑھے

(سوال ۱۷۷۳) ایک آدمی مسجد میں اس وقت داخل ہوا کہ نماز عشاء کے فرض ہو چکے تھے اور تراویح میں سے دو چار رکعت ہونے کے بعد شامل ہوا تو اب بقیہ تراویح کس طرح پوری کرے آیا جب امام ہر چہار رکعت پر بیٹھے اس وقت موقع پا کر یا جب امام بیسوں رکعت پوری کر چکے۔ دریں حالت وتر باجماعت پڑھے یا بقیہ تراویح پوری کرنے کے بعد۔

(جواب) اگر درمیان میں موقع ملے امام کے ترویحہ میں بیٹھنے کے وقت اس وقت پڑھ لے ورنہ امام کے ساتھ وتر باجماعت پڑھ کر پیچھے پوری کر لے۔(۵) فقط۔

نابالغ کے پیچھے تراویح درست نہیں

(سوال ۱۷۷۴) تراویح میں اگر نابالغ امام ہو تو بالغین و نابالغین کو اس کی اقتداء جائز ہے یا نہیں۔

....

(۱) كما تكره امامة رجل لهن فى بيت ليس معهن رجل غيره ولا محرم منه كاخته او زوجته اوامته، اماااذا كان معهن واحد ممن ذكر او امهن فى المسجد لا يكره (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الامامت ج ۱ ص ۵۲۹ .ط.س. ج۱ ص ۵٦٦) ظفير. (۲) ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۹ .ط.س. ج۱ ص ۵٦٦. ۱۲ ظفير.

(۳) ثم بعضهم اختار واقل هوالله احد فى كل ركعة وبعضهم اختار واقراء ة سورة الفيل الى اخر القران وهذا احسن القولين لا نه لا يشتبه عليه عد د كركعات ولا يشتغل قلبه بحفظها كذا فى التجنيس (عالمگیری کشوری فصل فى التراويح ج ۱ ص ۱۱۷ ط.ماجديه ج۱ ص ۱۱۸) ظفير. (٤) ردالمحتار مبحث فى التراويح ج ۱ ص ٦٦۰ .ط.س. ج۲ ص ٤٥. ۱۲ ظفير.

(۵) واذا فاتته ترويحة او ترويحتان فلو اشتغل بها يفوته الوتر بالجماعة يشتغل بالوترثم يصلى ما فاته من التراويح وبه كان يفتى الشيخ الامام الا ستاذ ظهير الدين كذا فى الخلاصه (عالمگیری کشوری باب التراويح ج۱ ص ۱۱۹ .ط.ماجديه ص ۱۲۰) ظفير.

(جواب) نابالغ کے پیچھے تراویح پڑھنے میں اختلاف ہے مگر اصح یہ ہے کہ جائز نہیں۔(۱) **فی المنیة وذکر فی بعض الفتاویٰ انه لا یجوز (ان یئوم البالغین فی التراویح)**(۲) فقط۔

نابالغ کی امامت تراویح میں درست نہیں

(**سوال ۱۷۷۵**) عمر نے بعمر سیزدہ سالہ قرآن حفظ کر کے بہ صحت الفاظی مسجد میں بجماعت مقتدیان تراویح پڑھائی اور فرض ووتر اس کے استاد نے پڑھائے۔ زید کہتا ہے کہ بسبب نابالغی عمر تراویح مقتدیان ناقص ہیں آیا اس صورت میں تراویح صحیح ہوئی یا بقول زید ناقص رہی۔

(**جواب**) صحیح یہ ہے کہ نابالغ سیزدہ سالہ لڑکے کے پیچھے نہ فرائض وواجب صحیح ہیں اور نہ نوافل وتراویح۔ پس قول زید صحیح ہے کہ مقتدیوں کی تراویح نہیں ہوئی۔(۳) فقط

نماز تراویح اور وتر کے بعد دعا ثابت ہے یا نہیں

(**سوال ۱۷۷۶**) بعد نماز تراویح دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں۔ اور رمضان شریف میں وتر پڑھ کر دعا مانگنا ثابت ہے یا نہیں۔

(**جواب**) بعد ختم تراویح دعا مانگنا درست ہے اور مستحب ہے اور معمول سلف و خلف ہے۔ پھر وتر کے بعد دعا ضروری نہیں ہے ایک بار کافی ہے۔ یعنی ختم تراویح کے بعد کافی ہے۔ فقط۔

تہجد وتراویح آنحضرت صلعم سے ثابت ہے

(**سوال ۱۷۷۷**) تہجد اور تراویح کا پڑھنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے یا نہیں۔ اگر ثابت ہے تو کے رکعت۔

(**جواب**) تہجد کی نسبت آیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ رمضان شریف اور غیر رمضان شریف میں گیارہ رکعت تہجد مع الوتر سے زیادہ نہ پڑھتے تھے یعنی اکثر یہ عادت مبارکہ تھی۔(۴) اور تراویح آپ نے تین رات پڑھی ہیں پھر صحابہؓ نے آپ کے بعد اس پر مواظبت فرمائی لہذا تراویح باجماعت سنت ہو گئی۔(۵) **والتفصیل فی المطولات** فقط۔

---

(۱) ولا یصح اقتداء رجل بامرأة وخنثى وصبی مطلقا ولو فی جنازة ونفل علی الاصح .در مختار) قوله ونفل علی الا صح قال فی الهدایة فی التراویح الله ان المطاقه جوزه مشائخ بلخ ولم یجوزه مشائخنا ومنهم من یحقق الخلاف فی النفل المطلق بین ابی یوسف ومحمد والمختار انه لا یجوز فی الصلوات کلها ا ه (ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۳۹ و ج ۱ ص ۵٤۰.ط.س.ج ۱ ص ۵۷٦) ظفیر.

(۲) غنیة المستملی بحث تراویح ص ۳۹۰. ۱۲ ظفیر.

(۳) والمختار انه لا یجوز فی الصلوات کلها ا ه (ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵٤۱.ط.س.ج ۱ ص ۵۸۸) ظفیر.

(٤) عن ابی سلمة بن عبد الرحمن انه اخبره انه سال عائشه ام المومنین کیف کانت صلوٰة رسول الله صلى الله علیه وسلم فی رمضان قالت ماکان رسول الله صلى الله علیه وسلم یزید فی رمضان ولا غیره علی احدی عشرة رکعة یصلی اربعا فلا تسئل عن حسنهن وطو لهن ثم یصلی اربعا فلا تسئل عن حسنهن وطو لهن ثم یصلی ثلثا الخ (نسائی شریف باب کیف الوتر بثلث ج ۱ ص ۱۹۱) ظفیر.

(۵) عن ابی ذر قال صمنا مع رسول الله صلى الله علیه وسلم فلو یقم بنا شیئا من الشهر حتیٰ بقی سبع فقام بنا حتی ذهب ثلث اللیل فلما کانت السادسة لم یقم بنا فلما کانت الخمسة قام بنا حتی ذهب شطر اللیل الخ رواه ابو دٰؤد وغیره (مشکوٰة باب قیام اللیل) التراویح سنة مؤکده لمواظبة الخلفاء الراشدین للرجال والنساء اجماعا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار مبحث صلاة التراویح ج ۱ ص ٦۵۹.ط.س.ج ۲ ص ٤۳) ظفیر.

ترویحہ تراویح میں وعظ کا رواج درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۷۷۸) عام طور پر مساجد میں نماز تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد تسبیح پڑھی جاتی ہے مگر ایک مسجد میں اس کے بر خلاف اس قلیل عرصہ میں وعظ کہا جاتا ہے۔ آیا دونوں امر جائز ہیں۔

(جواب) ہر چار رکعت تراویح کے بعد مشروع و مستحب یہ ہے کہ تسبیح و تہلیل درود شریف وغیرہ پڑھیں اگر ضروری وعظ بھی کبھی ہو جاوے جس کی ضرورت ہو تو کچھ مضائقہ نہیں مگر التزام اس کا ہر ترویحہ میں وعظ ضرور کہا جاوے اچھا نہیں ہے کما قال فی الدر المختار، ویخیرون بین تسبیح وقراء ت وسکوت وصلوٰۃ فرادی(۱) الخ در مختار۔ فقط۔

تراویح کے متعلق چند سوالات

(سوال ۱۷۷۹) رمضان شریف میں کلام مجید بلا سامع کے پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ پانی پت ضلع کرنال میں رواج ہے کہ دو حافظ کلام مجید پڑھتے ہیں دس رکعت میں ایک حافظ اور دس رکعت میں ایک حافظ اس طرح جائز ہے یا نہیں اگر تراویح میں حافظ غلطی سے تیسری رکعت کے واسطے کھڑا ہو گیا اور تیسری رکعت میں یاد آنے کے بعد چوتھی رکعت بھی ادا کی تو یہ چار رکعتیں مانی جاویں گی یا دو۔ اگر دو مانی جاویں گی جیسا کہ اشتہار میں ہے تو آخری دو رکعت میں جو کلام مجید پڑھا ہے اس کو لوٹانے کی ضرورت ہے یا نہیں اگر حافظ نے کلام مجید شروع کیا اور کسی وجہ سے درمیان میں ایک دو روز نہ پڑھا۔ مثلاً دس پارے تک پڑھا بعد اس کے دوسرے حافظ نے پندرہ پارہ تک پڑھا تو اب حافظ سابق جو شروع کرے تو گیارہویں پارہ سے یا سولہویں پارہ سے شروع کرے۔

(جواب) اگر قرآن شریف خوب یاد ہو بلا سامع کے بھی پڑھنا درست ہے۔ اگر کہیں بھولا یا شبہ ہوا تو بعد سلام کے دیکھ لیوے اور اگر غلطی ہو تو لوٹا لیوے مگر بہتر یہ ہے کہ سامع ہو تا کہ اطمینان رہے۔ اور پانی پت میں جیسا رواج ہے یہاں بھی بعض مساجد میں ایسا ہوتا ہے یہ بھی جائز ہے۔(۲) اور بصورت چار رکعت پڑھنے کے جو قرآن شریف آخر کی دو رکعت میں ہوا اس کو اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔(۳) اور جب پہلے حافظ نے دس پارے پڑھے پھر دوسرے نے پندرہ تک پڑھے تو پہلا حافظ جب آوے تو اختیار ہے خواہ سولہویں سے پڑھے یا گیارہویں سے لیکن اپنا قرآن پورا کرنے کے لئے بہتر ہے کہ گیارہویں سے شروع کرے۔ فقط۔

تراویح کے تارک کا حکم

(سوال ۱۷۸۰) جو لوگ تراویح نہیں پڑھتے ان کے لئے کیا حکم ہے۔

(جواب) تراویح عند الحنفیہ سنت مؤکدہ ہیں اور جماعت بھی تراویح میں سنت ہے، تارک اس کے مسئی اور آثم

....

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار مبحث صلاة التراويح ج۱ ص ٦٦١. ط.س. ج۲ ص ٤٦. ۱۲ ظفير.

(۲) والا فضل ان يصلی التراويح بامام واحد فان صلوها با مامين فالمستحب ان يكون انصراف كلو احد علی كمال الترويحة فان انصرف علی تسليمة لا يستحب ذالك فی الصحيح (عالمگيری كشوری فصل فی التراويح ج ۱ ص ۱۱۵ .ط. ماجديه ج۱ ص ۱۱٦) ظفير. (۳) وعن ابی بكر الاسكاف انه سئل عن الر جل قام الی الثالثة فی التراويح ولم يعقد فی الثانية فان تذكر فی القيام ينبغی ان يعود ويقعدو يسلم وان تذكر بعد ما سجد للثالثة فان اضاف اليها ركعة اخری كانت هذه الا ربعة عن تسليمة واحدة (ايضاً ص ۱۱۷)) واذا فسد الشفع وقد قراء فيه لا يعتد بما قرأ فيه ويعيد القراء ة ليحصل له الختم فی الصلوٰة الجائزة (ايضاً ج۱ ص ۱۱٦) ظفير.

ہیں۔(۱) فقط۔

شبینہ جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۷۸۱) ایک شب میں چند حفاظ کا قرآن شریف شبینہ ختم کرنا درست ہے یا نہ۔

(جواب) قرآن شریف کو ایسی جلدی پڑھنا کہ حروف سمجھ میں نہ آویں اور مخارج سے ادا نہ ہوں ناجائز ہے۔ پس اگر شبینہ میں ایسی جلدی ہوگی تو وہ بھی ناجائز ہے۔ کما فی الدر المختار ویجتنب المنکرات ھذر مۃ القراءۃ الخ ۔(۲) فقط۔

سورۃ اخلاص تراویح کی ہر رکعت میں پڑھنا درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۷۸۲) بعض لوگ تراویح میں یہ مقرر کر لیتے ہیں کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ مع سورہ اخلاص پڑھتے ہیں یہ کراہت سے خالی ہے یا نہ۔

(جواب) شامی نے لکھا ہے کہ واختار بعضھم سورۃ الا خلاص فی کل رکعۃ الخ۔(۳) اس سے معلوم ہوا کہ اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط

حافظ کو تنگ کرنے کے لئے تراویح کے وقت شوروغل جائز نہیں

(سوال ۱۷۸۳) بعض حافظوں کی عادت ہوتی ہے کہ جو لڑکا نیا محراب سنانے والا ہوتا ہے اس کے سنانے کے وقت جا کر اس کو گھبرانے اور بھلانے کے لئے زور سے پاؤں پیٹتے اور کھنکارتے اور کھانستے ہیں ایسے حافظوں کے لئے کیا حکم ہے۔

(جواب) ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اغلوطات سے منع فرمایا ہے یعنی جو امور کسی مسلمان کو غلطی میں ڈالیں ان سے احتراز لازم ہے۔(۴) فقط۔

قرآن اس قدر تیز پڑھنا مناسب نہیں کہ سمجھ میں نہ آوے

(سوال ۱۷۸۴) بعض حافظ تراویح میں ایسا جلدی قرآن شریف پڑھتے ہیں کہ سوائے یعلمون اور تعلمون کے اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا اور بعض مقتدی بھی ایسا پڑھنے کو بوجہ جلدی ختم ہو جانے تراویح کے پسند کرتے ہیں۔ ان دونوں کا کیا حکم ہے۔

(جواب) درمختار میں ہے ویجتنب المنکرات ھذلفہ القراء ۃ وترک تعوذ وتسمیۃ وطما نیۃ الخ۔(۵) یعنی ختم قرآن میں منکرات سے احتراز کرے یعنی جلدی پڑھنے سے اور اعوذ و بسم اللہ اور اطمینان کے چھوڑنے سے اس سے معلوم ہوا کہ ایسا پڑھنا امر منکر ہے۔ جو بجائے ثواب کے سبب معصیت ہو جاتا ہے۔ فقط۔

---

(۱) ونفس التراویح سنۃ علی الا عیان عندنا الخ والجماعۃ فیھا سنۃ علی الکفایۃ الخ وان تخلف واحد من الناس وصلھا فی بیتہ فقد ترك الفضیلۃ (عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۱۱۵) قولہ والجماعۃ فیھا سنۃ علی الکفایۃ الخ افادان اصل التراویح سنۃ عین فلو ترکھا واحد کرہ (ردالمحتار مبحث صلاۃ التراویح ج ۱ ص ۶۶۰ .ط.س.ج۲ص۴۵) ظفیر.

(۲) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار مبحث صلاۃ التراویح ج ۱ ص ۶۶۳ .ط.س.ج۲ص۴۷.۱۲ ظفیر.

(۳) ردالمحتار مبحث صلاۃ التراویح ج ۱ ص ۶۶۲ .ط.س.ج۲ص۴۷.۱۲ ظفیر.

(۴) عن معاویۃ قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن الا غلوطات رواہ ابو داؤد (مشکوٰۃ کتاب العلم ص ۹۳۵ ظفیر.

(۵) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار مبحث التراویح ج ۱ ص ۶۶۳ .ط.س.ج۲ص۴۷. ۱۲ ظفیر.

بھول جانے کی وجہ سے خاموش ہو کر سوچنا کیسا ہے

(سوال ۱۷۸۵) بعض حافظ پڑھتے پڑھتے بھول جاتے ہیں تو کبھی حالت قیام میں چپ کھڑے ہو کر سوچنے لگتے ہیں اور کبھی قعدہ میں قبل تشہد یا بعد تشہد سوچنے لگتے ہیں اس کا کیا حکم ہے۔

بھولتے وقت اُدھر اُدھر سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں ؟

(سوال ۲ / ۱۷۸۶) بعض حافظ پڑھتے پڑھتے بھول کر خاموش تو نہیں ہوتے مگر کبھی اس سورۃ میں اور کبھی اس سورۃ میں ادھر ادھر پڑھتے رہتے ہیں اگر یاد آگیا تو پھر سیدھے پڑھنے لگتے ہیں اور نہ یاد آیا تو کچھ دیر تک پریشان رہ کر رکوع کر کے نماز ختم کر دیتے ہیں۔ مگر یاد آنے اور نہ آنے دونوں صورت میں وہ سجدہ سہو کرتے ہیں آیا سجدہ سہو کرنا چاہئے یا نہیں۔

(جواب)(۱، ۲) ان دونوں صورتوں میں سجدہ سہو کر لینا چاہئے۔ والحاصل انه اختلف فی التفکر الموجب السهو فقیل ما لزم منه تاخیر الواجب اوالرکن عن محله بان قطع الا شتغال بالرکن او الواجب قدر اداء رکن وهو الا صح وقیل مجرد التفکر الشاغل للقلب وان لم یقطع الموالات الخ(۱) فقط۔

تراویح میں غلط لقمہ دے کر پریشان کرنا

(سوال ۱۷۸۷) بعض پرانے حافظ نئے حافظ کو تراویح میں لقمہ غلط دے کر پریشان کرتے ہیں اس کا کیا حکم ہے۔

(جواب) یہ بھی انہی اغلوطات میں سے ہے جن کی ممانعت حدیث شریف میں آئی ہے۔(۲) فقط

نیت باندھ کر لقمہ دے پھر نیت توڑے یہ کیسا ہے

(سوال ۱۷۸۸) بعض حافظ دوسرے حافظ کا پڑھنا نماز سے خارج بیٹھے سنا کرتے ہیں جب وہ بھول جاتا ہے تو یہ جلدی سے صف میں یا قریب صف کے نیت باندھ کر اس کو بتا دیتے ہیں اور پھر فوراً نیت توڑ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ بعض ناخدا ترس اسی صورت میں کبھی ایسا بھی کرتے ہیں کہ بغیر وضو کے یا پانی پر قدرت ہوتے ہوئے تیمّم کر کے نیت باندھ کر بتا دیتے ہیں۔ ان دونوں صورتوں میں لقمہ دینے والے اور لقمہ لینے والے کا کیا حکم ہے۔

(جواب) اگر نیت باندھ کر بتلا دیں گے تو قاری کی نماز میں کچھ خلل نہ آوے گا مگر اس کو نیت توڑنے کا گناہ ہوگا اور قضا لازم ہوگی اور جو بے وضو بتلایا، یا باوجود پانی کے تیمّم کر کے بتلایا اور قاری نے لے لیا تو اس کی نماز فاسد ہوئی اور مقتدیوں کی بھی نماز فاسد ہوئی۔(۳) فقط

لیٹے لیٹے تراویح کے وقت گفتگو کرنا

(سوال ۱۷۸۹) بعض مقتدی ایسا کرتے ہیں کہ جب حافظ تراویح میں دو تین یا اور زیادہ پارے پڑھتا ہے تو یہ صف سے دور نماز سے باہر خاموش بیٹھے یا لیٹے رہتے ہیں یا چپکے چپکے گپ شپ کیا کرتے ہیں مگر خاموشی کی حالت

---

(۱) رد المحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۷۰۶ تحت قوله واعلم انه اذا شغله الخ ۱۲ ظفیر۔
(۲) عن معاویة قال ان النبی صلی الله علیه وسلم نهی عن الا غلوطات رواه ابو داؤد (مشکوٰة کتاب العلم ص ۳۵) ظفیر۔
(۳) وان فتح علی اما مه لم تفسد (عالگمیری کشوری باب سابع ما یفسد الصلوٰة ج ۱ ص ۹۰) ظفیر۔

میں بھی قرآن شریف سننا ان کا مقصود ہرگز نہیں ہوتا پس ان کو سننے کا ثواب ملے گا یا کیا اور اس فعل کا شریعت میں کیا حکم ہے۔

(جواب) ظاہر ہے کہ بات چیت کرنا ایسے وقت گناہ ہے اور مبطل ثواب ہے اور چپ لیٹے لیٹے رہنا اگرچہ بہ نیت سننے کے نہ ہو مگر کان میں آواز آتی ہے تو سننے کا ثواب مل جاوے گا۔(۱) فقط۔

ایک حافظ کا دو مسجدوں میں تراویح پڑھانا

(سوال ۱۷۹۰) بعض حافظ ایسا کرتے ہیں کہ مسجد میں تراویح پڑھا کر آتے ہیں پھر اسی وقت دوسری مسجد میں بھی پڑھا دیتے ہیں اس کا کیا حکم ہے۔

(جواب) اس کو مکروہ لکھا ہے اگرچہ تراویح ہو جاتی ہیں۔(۲) (عالمگیری میں ناجائز لکھا ہے اور اسی پر فتوی ہے۔ ظفیر)

ختم قرآن پر الم مفلحون تک پڑھنا مستحب ہے

(سوال ۱۷۹۱) مولانا عبدالحی نے تراویح میں ہم المفلحون تک ختم کرنے کو جائز لکھا ہے یعنی جب قرآن شریف ختم کرے تو اخیر رکعت میں الف لام میم سے مفلحون تک پڑھے اور فتاوی عالمگیری میں بھی ترتیب ختم کی ہم المفلحون تک لکھی ہے صحیح اس بارہ میں کیا ہے اور ایک آیۃ سے دوسری آیت کی طرف منتقل ہونے کیا حکم ہے۔ بعض لوگوں نے مفلحون تک پڑھنے کو مکروہ کہا ہے۔

(جواب) جو کچھ مولانا عبدالحی صاحبؒ نے اس بارہ میں لکھا ہے وہی صحیح ہے فقہاء حنفیہ نے بھی ختم قرآن میں صرف اسی کو مستحب لکھا ہے کہ سورۃ بقرہ کی شروع کی آیات پر ختم کرے کہ یہ حدیث سے ثابت ہے اس کے سوائے متفرق جگہ آیتوں کو پڑھنے کو مکروہ لکھا ہے کما سیجئی عن شرح المنية لان النبی صلی الله علیه وسلم قال خیر الناس المال المرتحل ای الخاتم المفتح انتهی (۳) شرح منیہ کبیری فقط۔

چھٹی ہوئی تراویح وتر بعد پڑھ سکتا ہے

(سوال ۱۷۹۲) زید کہتا ہے کہ جس شخص کی بعض تراویح باقی ہوں وہ امام کے ساتھ وتر پڑھ سکتا ہے بعد وتر پڑھنے کے پھر تراویح باقی ماندہ کو پورا کرے۔ عمر کہتا ہے کہ پہلے تراویح باقی ماندہ کو پورا کرے پھر وتر پڑھے جب تک تراویح پوری نہ ہوں وتروں میں امام کے ساتھ شریک نہ ہو۔ در مختار وغیرہ میں وقت تراویح بعد العشاء بیان کیا ہے۔ خواہ قبل وتر ہو خواہ بعد وتر۔ شارح ہدایہ نے اسی قول کی تصدیق کی ہے شامی میں بھی اسی قول کی تصدیق ہے۔ تحقیق مسئلہ کیا ہے۔

---

(۱) یجب الا ستماع للقراء ة مطلقا (درمختار) ای فی الصلاة وخارجها (ردالمحتار فصل فی القراء ة ج ۱ ص ۵۰۹ ط.س. ج۱ ص۵۴۶) ظفیر.

(۲) عالمگیری میں سوال مذکور کا جواب عدم جواز لکھا ہے۔ الفاظ یہ ہیں امام یصلی التراویح فی مسجدین فی کل مسجد علی الکمال لایجوز کذا فی محیط السرخسی، الفتویٰ علی ذالك کذا فی المضمرات (عالمگیری مصری ج ۱ ص ۱۰۹ باب التراویح ط.س. ج۱ ص۱۱٦) ظفیر. (۳) دیکھئے ردالمحتار باب صفة الصلوٰة فصل فی القرائة تحت قوله وان یقراء منکو سا الا اذا ختم الخ (ج ۱ ص ۵۱۰ ط.س. ج۱ ص۵۴۷) ظفیر.

(جواب) در مختار میں فلو فاته بعضها وقام الا مام الی الو تراوترمعه ثم صلی ما فاته.(۱) یعنی اگر بعض تراویح اس کی رہ گئی اور امام وتر کے لئے کھڑا ہو تو وتر امام کے ساتھ پڑھ لیوے بعد وتر کے باقی تراویح پوری کر لے اور نیز در مختار میں ہے ووقتها بعد صلوٰة العشاء الی الفجر قبل الوتر و بعده فی الا صح۔(۲) اس کا حاصل یہ ہے کہ وقت تراویح کا نماز عشاء کے بعد ہے فجر تک وتر سے پہلے اور پیچھے اصح مذہب میں پس جب کہ اصح ہونا اس کا معلوم ہوا تو اب جائے تردد کچھ نہیں۔ فقط۔

تراویح میں مقدار قراءت مسنونہ

(سوال ۱۷۹۳) یکم رمضان کو حافظ محراب سنانے کے لئے تیار ہوا۔ ایک مقتدی نے انکار کیا کہ ہم قرآن شریف نہیں سنتے امام و دیگر مقتدیان نے اسے جواب دیا کہ تم نہیں سنتے ہم سنیں گے۔ اس پر شخص اول نے کہا کہ چھوٹی سورتوں سے پڑھاؤ۔ شخص معترض توانا و تندرست ہے۔ اس صورت میں شرعاً کیا ارشاد ہے۔

(جواب) فقہاء نے ایسا لکھا ہے افضل اس زمانہ میں اس قدر پڑھنا ہے تراویح میں کہ مقتدیوں پر بھاری نہ ہو۔ پس شخص مذکور کے قول کو بھی اسی پر حمل کیا جاوے گا کہ مناسب مقتدیوں کے حال کے سورتوں سے تراویح کا پڑھنا ہے نہ یہ کہ قرآن شریف کے سننے سے انکار ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ تراویح میں پورا قرآن ختم نہ کراؤ بلکہ سورتوں سے تراویح پڑھو تو اس میں کچھ قباحت نہیں ہے۔ در مختار میں وفی فضائل رمضان للزاهدی افتی ابو افضل الكرمانی والوبری انه اذا قرأ فی التراویح الفاتحة وایة او ایتین لا یکره ومن لم یکن عالماً باهل زمانه فهو جاهل الخ۔(۳)

دس دس رکعت دو مسجدوں میں پڑھانا کیسا ہے

(سوال ۱۸۹٤) ایک مسجد میں خطیب امام مقرر ہے۔ تراویح اس قاعدہ سے پڑھاتے ہیں کہ عشاء کے فرض دوسرا شخص پڑھاتا ہے اور تراویح کی دس رکعت میں سوا پارہ حافظ صاحب پڑھتے ہیں باقی تراویح کو سورۃ سورۃ تراویح کی جماعت والوں میں سے ایک شخص پڑھاتے ہیں۔ اس کے بعد وہ حافظ صاحب دوسری مسجد میں جا کر وہی سوا پارہ دس رکعت تراویح میں پڑھاتے ہیں یہ صورت جائز ہے یا نہ۔

(جواب) قال فی العالمگیریه امام یصلی التراویح فی مسجدین فی کل مسجد علی الکمال لا یجوز كذا فی محیط السرخسی۔(٤) اس روایت سے معلوم ہوا کہ دس دس تراویح دو مسجدوں میں پڑھانا درست ہے مگر کچھ لینا بمعاوضہ قرآن شریف ختم کرنے کے درست نہیں ہے۔ کما ورد اقرؤوا والقران ولا تاکلو ابه۔ فقط۔

مرد کی اقتداء عورتیں پردہ کے پیچھے کر سکتی ہیں

(سوال ۱۷۹۵) اگر کوئی امام نماز فرض یا تراویح پڑھاتا ہو اور مستورات کسی پردہ یا دیوار کے پیچھے فاصلہ سے

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار مبحث التراویح باب الوترو النوافل جلد اول ص ٦٥٩.ط.س.ج٢ص٤٤. ١٢ ظفير. (٢) ايضاً ج١ ص ٦٥٩ .ط.س.ج٢ص٤٤.١٢.
(٣) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر و النوافل مبحث التراويح ج ١ ص ٦٦٢.ط.س.ج٢ص٤٧. ١٢ ظفير. (٤) عالمگیری کشوری فصل فی التراویح جلد اول ص ١١٥ .ط.ماجديه ج١ص١١٦. ١٢ ظفير.

مقتدی بن کر نماز پڑھیں تو عورتوں کی نماز جائز ہے یا نہیں۔ اور امام کی نماز میں کچھ خلل تو نہیں آتا۔

(جواب) ان مستورات کی نماز درست ہے۔(۱)

چار رکعت تراویح جس میں قعدہ اولیٰ نہیں کیا

(سوال ۱۷۹۶) اگر امام صلوٰۃ تراویح میں تیسری رکعت کے واسطے کھڑا ہو گیا اور چاروں رکعت پوری کر لی لیکن دو رکعت پر قعدہ نہیں کیا تھا۔ ایسی صورت میں سجدہ سہو کرنے سے دو رکعت ہوں گی یا چار۔

(جواب) در مختار و شامی بیان تراویح میں اس کی تصریح ہے کہ ایسی صورت میں دو رکعت تراویح ہوتی ہیں فلو فعلها بتسليمة فان قعده لكل شفعة صحت بكراهة والا نابت عن شفع واحد به يفتى . قوله به يفتى . لم ارمن صرح بهذا للفظ هنا وانما صرح به في النهرعن الزاهدى فيما لو صلى اربعاً بتسليمة وقعدة واحدة الخ شامی ص ٤٧٤ ۔(۲) فقط

بسم اللہ کا تراویح میں جہراً پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۷۹۷/) اضلاع پشاور وغیرہ میں بوقت ختم تراویح کسی سورۃ کے اول میں بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو جہراً نہیں پڑھتے اور کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ سے جہر ثابت نہیں اور جزو قرآن ہونا جہر کو مستلزم نہیں۔ حالانکہ علمائے ہندوستان ایک دفعہ جہر کرتے ہیں۔ اور فتاویٰ مولانا عبدالحی صاحب میں ایک بار جہراً پڑھنا مسنون لکھا ہے۔ اس کے جہر کی کیا وجہ ہے۔

(جواب) جہر بسم الله الرحمن الرحيم ایک جگہ اس لئے ہے کہ وہ تمام قرآن کا جزء ہے۔ اور ایک بھی جہر نہ ہونے میں سامعین کا قرآن سننا پورا نہ ہوگا پس یہ بناء جہر کی معلوم ہوتی ہے ورنہ ظاہر ہے کہ جزو قرآن شریف ہونا جہر کو مستلزم نہیں مگر چونکہ تمام قرآن شریف کا ختم تراویح میں مسنون ہے اس لئے جہر بالتسمیہ کو بھی سنت کہا گیا ہے۔(۳) فقط۔

ترویحہ میں تسبیحات سراً مناسب ہے

(سوال ۱۷۹۸) تراویح کی ہر چار رکعت میں جو تسبیح پڑھی جاتی ہے سبحان ذی الملك والملكوت الخ امام اور مقتدی جہراً پڑھیں یا سراً یا امام و مقتدیوں کے حکم میں کچھ فرق ہے۔

(جواب) تسبیح مذکور باخفاء پڑھنا بہتر ہے جہر کرنا خصوصاً جہر مفرط کرنا نہ چاہئے امام بھی باخفاء پڑھے اور مقتدی بھی باخفاء پڑھیں۔ کما فی الحدیث۔ يا ايها الناس اربعوا على انفسكم فانكم لا تدعون اصم ولا غائباً الحديث (۴)

....

(۱) كما تكره امامة الرجل لهن في بيت ليس معهن رجل غيره لا محرم منه الخ اما اذا كان معهن واحد ممن ذكر او امهن في المسجد لا يكره (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۹ .ط.س. ج۱ص٥٦٦) ظفير.

(۲) ردالمحتار باب الوتر والنوافل مبحث التراويح ج ۱ ص ٦٦٠ وج ۱ ص ٦٦١ ۱۲ ظفير. (ص ٥٢٠ .ط.س. ج۲ص٤٦). (۳) وهى (اى البسملة) اية واحدة من القران كله (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صفة الصلاة ج ۱ ص ٤٥٨ .ط.س. ج۲ص٤٩٠) ظفير. (٤) مشكوٰة المصابيح باب ثواب التسبيح الخ فصل اول ص ۱۲.۲۰۱ ظفير.

تراویح پر بخوشی حافظ کو نذرانہ دینا کیسا ہے

(سوال ۱۷۹۹)ایک مولوی صاحب بہت دیندار پرہیز گار حافظ قرآن ہیں وہ ہر سال رمضان میں ایک قصبہ کی مسجد میں جاکر نماز تراویح میں قرآن شریف سنایا کرتے ہیں پس بعد ختم کے مقتدی وغیرہ حسب مقدار بلا جبر و کراہ وبلا گفتگو حسبۃ للہ حافظ صاحب کو کچھ دیتے ہیں یعنی نقد روپیہ اور حافظ صاحب بھی خوشی سے قبول کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میرا مقصود اس مال اور کسب دینا نہیں ہے میرا مقصود تو ثواب اور ادائے سنت مؤکدہ ہے اور یاد داشت قرآن مجید ہے۔روپیہ پیسہ ہونا نہ ہونا میرے نزدیک مساوی ہے۔اور تفسیر عزیزی کی عبارت مندرجہ سوال سے جواز اجرت علی العبادت معلوم ہوتا ہے اس صورت میں شرعاً کیا ہے۔

(جواب)فقہاء نے یہ قاعدہ لکھ دیا ہے کہ **المعروف کا لمشروط کذافی الشامی وغیرہ** ۔پس اگر ان حافظ صاحب کو معلوم ہے کہ ان کو قرآن شریف سنانے پر کچھ روپیہ ملے گا اور لینا دینا معروف ہے تو ان حافظ صاحب کو کچھ لینا قرآن شریف ختم کر کے درست نہیں ہے اور اس میں تالی وسامع دونوں ثواب سے محروم ہیں۔(۱) اور حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر اس حالت پر محمول ہے کہ اس عبادت پر کچھ لینا دینا معروف نہ ہوتا کہ کلام فقہاء اور ارشاد شاہ صاحب میں تعارض نہ ہو۔فقط۔

کیا تراویح میں ہر سورہ کے شروع میں بسم اللہ جہراً پڑھنا چاہئے

(سوال ۱۸۰۰)ایک مولوی حافظ قرآن بھی ہیں اور قاری بھی ہیں وہ نماز تراویح میں ہر سورۃ پر بعد از فاتحہ بسم اللہ جہر سے پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس میں نہ کوئی قباحت ہے نہ کراہت۔بالجہر پڑھنے کے ثبوت میں یوں فرماتے ہیں کہ تراویح میں جیسا کہ تکمیل قرآن قراءۃ مقصود اور سنت مؤکدہ ہے ویسا ہی تکمیل قرآن سماعۃً بھی مقتدیوں کے حق میں مقصود ہے لہذا تراویح میں جب تک بسم اللہ جہر سے ہر سورۃ نہ پڑھی جاوے گی اختلاف مقتدیوں کے حق میں رفع نہ ہوگا۔اور اختلاف بھی مجتہدین ہی کا نہیں بلکہ ائمہ قراۃ کا بھی ہے۔آیا ہر سورۃ پر بعد از فاتحہ تراویح میں بسم اللہ جہر سے پڑھنا کیسا ہے۔اور تسمیہ میں قاری حنفی کو اپنے ائمہ مجتہدین کا اتباع کر کے بالسر پڑھنا چاہئے یا ائمہ قراءۃ کے اتباع سے بالجہر پڑھنا چاہئے۔

(جواب)در مختار میں ہے **کما تعوذ سمی الخ سراً الخ قوله سراً الخ قا ل فی الکفایة عن المجتبی والثالث انه لا یجهر بها فی الصلوٰة عندنا خلافاً للشافعی وفی خارج الصلوٰة اختلاف الروایات والمشایخ فی التعوذ والتسمیة قیل یخفی التعوذدون التسمیة والصحیح انه لیتخیر فیهما ولکن یتبع امامه من القراء وهم یجهرون بهما الا حمزة فانه یخفیها ا ه شامی ج ۱ ص ۳۲۹** ۔(۲) جلد اول۔اس سے معلوم ہوا کہ نماز کے اندر حنفیہ کے نزدیک باتفاق بسم اللہ کو سراً پڑھنا چاہئے اس میں حنفیہ میں سے کسی کا خلاف نہیں ہے اور اطلاق صلاۃ شامل ہے نماز فرض اور نفل وتراویح وغیرہ کو اور یہ بھی اس عبارت سے واضح ہوا کہ

---

(۱)وان القراءة لشئی من الدنیا لا تجوزوان الاخذ والمعطی اثمان لان ذالك یشبه الا ستیجار علی القراءة ونفس الاستیجار علیها لا یجوز فکذا ما اشبه الخ ولا ضرور فی جواز الا ستیجار علیٰ التلاوة (ردالمحتار باب قضاء الفوائت مطلب بطلان الوصه الخ ج ۱ ص ۶۸۷ .ط.س.ج۲ص۷۳) ظفیر.

(۲)ردالمحتار باب صفة الصلوٰة فصل ج ۱ ص ۴۵۷ .ط.س.ج۱ ۱۲.۷۹۰ ظفیر.

اتباع امام من القراء خارج صلوٰۃ میں ہے نہ صلاۃ میں اور اس پر ہم نے اپنے اساتذہ علماء احناف کو پایا ہے فقط۔

ختم قرآن پر دوسری آیتوں کا پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۸۰۱) رمضان شریف میں ختم قرآن میں حافظ صاحب انیس رکعتوں میں قران پاک ختم کرتے ہیں اور بیسویں رکعت میں الم سے مفلحون تک پڑھ کر اسی رکعت میں یہ آیات پڑھتے ہیں ان رحمة الله قريب من المحسنين. دعوٰهم فيها سبحانك اللهم وتحيتهم فيها سلام الخ عما يصفون۔ تک پڑھ کر رکوع کرتے ہیں یہ جائز ہے یا بدعت۔

(جواب) یہ تو بعض روایات میں آیا ہے کہ ختم قرآن کے بعد الم سے شروع کر کے چند آیات مثل مفلحون تک پڑھ دیا جاوے اور فقہاء نے بھی اس کی اجازت دی ہے اور یہ مستحب ہے۔(۱) اس کے سواء دیگر آیات کا اس وقت پڑھنا منقول نہیں ہے لہذا ترک کر دینا مناسب ہے۔ فقط۔

عورتوں کی جماعت تراویح

(سوال ۱۸۰۲) چند عورت حافظ قرآن مجید یہ چاہتی ہیں کہ تراویح میں قرآن مجید اپنی جماعت سے ختم کریں ان کا یہ فعل کیسا ہے۔

(سوال ۱۸۰۳/۲) عیدین کی نماز بھی چند عورتیں جماعت سے پڑھ سکتی ہیں یا نہیں۔ کیا عورت عورتوں کی امام بن سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) عورتوں کی جماعت اس طرح کہ عورت ہی امام ہو مکروہ ہے، خواہ تراویح کی جماعت ہو یا غیر تراویح کی سب میں عورت کا امام ہونا عورتوں کے لئے مکروہ ہے۔(۲)

ایک ماہ کم پندرہ سال لڑکے کی امامت تراویح میں درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۸۰۴) جس لڑکے کی عمر یکم رمضان ۳۸ھ کو ۱۴ سال گیارہ ماہ کی ہوگی اس کو امامت تراویح جائز ہے یا نہیں۔ نیز وتر میں امامت جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) مسئلہ یہ ہے کہ اگر لڑکے میں اور کوئی علامت بلوغ کی مثل احتلام و انزال کے نہ پائی جاوے تو پورے پندرہ برس کی عمر ہونے پر شرعاً وہ بالغ سمجھا جاتا ہے، پس جس لڑکے کی عمر یکم رمضان شریف کو ۱۴ سال ۱۱ ماہ کی ہو اس کی امامت تراویح اور وتر میں درست نہیں ہے کیونکہ صحیح مذہب حنفیہ کا یہی ہے کہ نابالغ کی امامت فرائض و نوافل اور واجب میں درست نہیں ہے۔(۳) کذا فی الدر المختار والشامی (البتہ اگر کوئی علامت بلوغ کی پائی جاتی ہو تو

---

(۱) ويكره الفصل بسورة قصيرة وان يقرأ منكوساً الا اذا ختم فيقرأ من البقرة (درمختار) قال في شرح المنية وفي الولوالجية من يختم القران في الصلاة اذا فرغ من المعوذ تين في الركعة الا ولى ير كع ثم يقراء في الثانية بالفاتحة وشئي من سورة البقرة لان النبي صلى الله عليه وسلم قال خير الناس الحال المرتحل اى الخاتم المفتتح ا ه (ردالمحتار فصل فى القراءة ج ۱ ص ۵۱۰. ط.س.ج۱ ص ۵۴۶) ظفير.

(۲) ويكره تحريما جماعة النساء ولو فى التراويح (درمختار) افادان الكراهة فى كل ما تشرع فيه جماعة الرجال فرضا او نفلا (ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۸. ط.س.ج۱ ص ۵۶۵) ظفير.

(۳) ولا يصح اقتداء رجل بامراءة وخنثى وصبى مطلقا ولو فى جنازة ونفل على الا صح (درمختار) والمختار انه لا يجوز فى الصلوات كلها (ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۳۹. ط.س.ج۱ ص ۵۷۶) ظفير.

درست ہوگی۔(۱)(ظفیر)

ترویحہ میں صلوٰۃ بآواز بلند پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۸۰۵) نماز تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد بیٹھ کر چند منٹ صلوات پکارا جاتا ہے۔ عند الحنفیہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد کچھ دیر بیٹھنا اور تسبیح و تہلیل اور درود شریف وغیرہ پڑھنا مستحب ہے۔ ہر ایک تسبیح و تہلیل وغیرہ پڑھتا رہے، مل کر اور آواز ملا کر پڑھنا ضروری نہیں ہے بلکہ یہ اچھا نہیں ہے۔ فقط۔

تراویح میں دو ۲ دو ۲ کی نیت کرنی چاہئے

(سوال ۱۸۰۶) تراویح میں دو دو کی نیت کرے یا چار چار کی۔

(جواب) تراویح میں دو دو رکعت پر سلام پھیرنا بہتر ہے۔ کما فی الدر المختار۔(۲) فقط۔

تراویح میں سجدہ تلاوت رکوع سے ادا ہو جائے گا یا نہیں

(سوال ۱۸۰۷) اگر تراویح میں ختم رکوع پر سجدہ تلاوت آوے تو رکوع میں سجدہ ادا ہو جاوے گا یا نہیں۔ اور جو شخص خارج نماز سجدہ تلاوت کرے تو سجدہ ادا ہو جاوے گا یا نہیں۔

(جواب) رکوع میں اگر نیت سجدہ کی کرلے تو سجدہ تلاوت ادا ہو جاتا ہے(۳) اور سجدہ میں بلا نیت کے بھی ادا ہو جاتا ہے۔(۴) فقط۔ (تراویح میں سجدہ تلاوت رکوع میں نہیں کرنا چاہئے ظفیر۔)

بسم اللہ کا جہر سے پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۸۰۸) کیا کوئی روایت ابن مسعودؓ سے ہے کہ بسم اللہ ہر سورۃ کے ساتھ نازل ہوئی ہے احتیاطاً تراویح میں جہر کے ساتھ ہر سورۃ پڑھی جاوے علاوہ بسم اللہ کے۔ اگر جہر سے پڑھا تو گنہگار ہوگا۔

(جواب) اکثر روایات میں یہ آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ قراۃ الحمد سے شروع فرماتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ بسم اللہ کا جہر نہ فرماتے تھے۔ یہی مذہب ہے امام ابو حنیفہ کا۔ پس ہر ایک سورۃ کے ساتھ جہر نہ کرنا چاہئے۔ صرف تمام قرآن شریف میں ایک دفعہ کسی سورۃ میں جہر سے پڑھ دیوے۔(۵) والتفصیل فی کتب الفقہ۔ فقط۔

نماز تراویح چار رکعت کے نیت سے پڑھی جائے تو قعدہ اولیٰ و درود وغیرہ کا کیا حکم ہے

(سوال ۱۸۰۹) تراویح میں اگر چار رکعت کی نیت کی جائے تو قعدہ اولیٰ میں بعد تشہد کے درود شریف اور رکعت

---

(۱) ویجلس ندبا بین کل اربعة بقدرها وكذا بين الخامسة والوتر ويخيرون بين تسبيح وقراءة وسكوت وصلاة فرادى (الدر المختار على هامش ردالمحتار مبحث التراويح ج ۱ ص ۶۶۱. ط.س. ج۲ ص۷۶) ظفیر.

(۲) وهي عشرون ركعة بعشر تسليمات فلو فعلها بتسليمة فان قعد بكل شفع صحب بكراهة والا نابت عن شفع واحد به يفتى (الدرالمختار على هامش ردالمحتار مبحث التراويح ج ۱ ص ۶۶۰. ط.س. ج۲ ص۴۵) ظفير.

(۳) وتؤدى بركوع صلاة اذا كان الركوع على الفور من قراءة اية اوايتين وكذا لثلاث على الظاهر كما في البحر ان نواه اى كون الركوع لسجود التلاوة على الراجح تودى بسجود كذالك اى على الفور وان لم ينوالخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب سجود التلاوة ج ۱ ص ۷۳۳. ط.س. ج۲ ص ۱۱۱) ظفير

(۴) ولو تلاها في الصلاة سجدها فيها لا خارجها كما مر (ايضاً ج ۱ ص ۷۲۲. ط.س. ج۲ ص ۱۱۰) ظفير.

(۵) وكما تعوذ سمى الخ سرا (در مختار) قال في الكفاية عن المجتبى والثالث انه لا يجهر بها في الصلاة عندنا الخ (ردالمحتار باب صفة الصلاة فصل ج ۱ ص ۴۵۷. ط.س. ج۱ ص ۴۹۰) ظفير.

ثالث میں قبل فاتحہ ثناء پڑھنا چاہئے یا نہیں۔

(جواب) چاہئے کما فی الدر المختار. وفی البواقی من ذوات الا ربع یصلی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویستفتح ویتعوذ الخ۔(۱) تراویح اگرچہ سنت مؤکدہ ہے لیکن چار رکعت ایک سلام سے پڑھنا یہ سنت مؤکدہ نہیں ہے۔ بخلاف ظہر کی چار رکعت سنت کے کہ ان کا ایک سلام سے پڑھنا سنت مؤکدہ ہے اور تراویح میں افضل دو دو رکعت پر سلام پھیرنا ہے۔ در مختار میں ہے التراویح سنة مؤکدة لمواظبة الخلفاء الراشدین الخ وھی عشرون رکعة بعشر تسلیمات الخ ۔(۲) فقط۔

تیس سال کی عمر والے کے پیچھے تراویح بلا کراہت درست ہے

(سوال ۱۸۱۰) ایک حافظ کے ڈاڑھی مونچھ نہیں ہے اور ان کی عمر ۳۰ سال کی ہے۔ ان کے پیچھے نماز تراویح وغیرہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) ان کے پیچھے نماز پڑھنے میں کچھ کراہت نہیں ہے۔ نماز بلا کراہت ان کے پیچھے صحیح ہے۔(۳) فقط۔

تراویح میں آٹھ رکعت والی حدیث راجح ہے یا بیس والی

(سوال ۱۸۱۱) رکعات تراویح میں ہر دو احادیث کا مقابلۃً کیا حال ہے۔ آٹھ رکعت والی حدیث جو کتاب قیام اللیل امام محمد بن نصر مروزی میں ہے اور بیس رکعات مصنف ابن ابی شیبہ عام مشہور ہے۔

(جواب) بیس رکعت تراویح والی حدیث امت مرحومہ نے معمول بہ ٹھہرائی ہے۔ لہذا وہی اولیٰ بالعمل ہے اور سنت بیس تراویح ہیں۔(۴) فقط۔

(ائمہ اربعہ میں سے کسی کے نزدیک بیس رکعات سے کم تراویح نہیں ہے بیس یا اس سے زیادہ رکعتیں ہیں، آٹھ رکعتوں پر عمل صرف ہندوستان کے غیر مقلدوں کا ہے اور وہ بھی صرف سو سال سے ورنہ ساری امت میں بیس یا زیادہ رکعتوں پر عمل جاری رہا اور اب بھی ہے۔ ظفیر۔)

دوکانوں میں تراویح پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۸۱۲) کسی بازار کے مصلی محض کاروبار کے نقصان کا اندیشہ خیال کر کے الگ الگ جماعت تراویح کریں یہ فعل ان کا کیسا ہے۔

(جواب) نماز تراویح مسجد میں پڑھنا اور ختم تراویح مسجدوں میں سننا سنت ہے بلا عذر مسجد میں نہ جانا اور دوکانوں پر

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۳۳. ط.س. ج۲ ص۱۶. ۱۲ ظفیر.
(۲) ایضاً مبحث التراویح ج ۱ ص ۶۶۰. ط.س. ج۲ ص۴۳. ۱۲ ظفیر.
(۳) سئل العلامة الخ عن شیخ بلغ من السن عشرین سنة وتجاوز حد الا نبات ولم ینبت عذاره فهل یخرج بذالك من حدالامردیة الخ فاجاب بالجواز من غیر کراهة وناهیك به قدوة (ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ۵۲۵. ط.س. ج۱ ص ۵۶۲) ظفیر.
(۴) التراویح سنة مئوکدة لمواظبة الخلفاء الراشدین الخ هی عشرون رکعة بعشر تسلیمات الخ (در مختار) وهی عشرون رکعة هو قول الجمهور وعلیه عمل الناس شرقاوغربا (ردالمحتار مبحث التراویح ج۱ ص ۶۶۰. ط.س. ج۲ ص۴۳) اس مسئلہ کے لئے دیکھا جاوے رسالہ رکعات تراویح۔ مصنفه شیخ الحدیث حضرت الا ستاذ مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمی۔ شائع کردہ مفتاح العلوم مئوناتھ بھنجن ضلع اعظم گڈھ ۱۲ ظفیر۔

تراویح پڑھنا ترک سنت ہے۔(۱) فقط۔

جس کی تراویح رہ گئی ہو وہ پہلے وتر جماعت سے پڑھ لے پھر تراویح پڑھے

(سوال ۱۸۱۳) شخصے کہ از و بعض تراویح فوت شدہ بود و در بعض آں اقتداء باامام کرد چوں امام برائے خواندن وتر برخاست شخص مذکور را بناء بر مذہب حنفی چہ حکم است آیا اولاً وتر بدیں امام بر خواند وبعد ازاں تراویح فائتہ را۔ یا نخستین تراویح متروکہ بخواند وبعد ازاں وتر را تنہا ادا نماید ازیں دو صورت اولیٰ وافضل کدام است۔

(جواب) جواب اصل سوال این است کہ بصورت مذکورہ شخص مذکور اولاً وتر بجماعت گزار دو بعد ازاں تراویح باقیماندہ اداء نماید لکی تحصل له فضیلة جماعة الوتر فی رمضان کما رجحه الکمال وعلیه عملنا وعمل مشائخنا وقال فی ردالمحتار فی شرح قول الدر المختار وهل الا فضل فی الوتر الجماعة ام المنزل تصحیحان) رجحه الکمال الجماعة بانه صلی الله علیه وسلم کان اوتر بهم ثم بین العذر فی تاخره مثل ما صنع فی التراویح فالو تر کالتراویح فلما ان الجماعة فیها سنة فکذالك الوتر .بحروفی شرح المنیة والصحیح ان الجماعة فیها افضل الخ۔(۲) فقط

کیا بعد تراویح اور بعد ختم قرآن دعا مکروہ ہے

(سوال ۱۸۱٤) فتاویٰ ہندیہ میں ہے کہ تراویح میں اور ختم قرآن کے وقت دعا مکروہ ہے۔

جماعت سے ختم قرآن پر دعا

(سوال ۱۸۱۵/۲) جماعت کے ساتھ قرآن ختم ہونے کے وقت دعا مکروہ ہے اس واسطے کہ اس طرح دعا کرنا رسول اللہ ﷺ سے منقول نہیں۔ یہ دونوں مسائل صحیح ہیں یا نہیں۔

(جواب) صحیح یہ ہے کہ ختم قرآن کے بعد اور ہمیشہ نماز تراویح کے بعد دعا مسنون و مستحب ہے اور حدیث میں ہے کہ یہ وقت اجابت دعا کا ہے اس لئے معمول ہمارے اکابر کا اور مشائخ کا دعا بعد التراویح وبعد الختم ہے۔(۳) فقط

---

(۱) والجماعة فیها سنة علی الکفایة فی الا صح فلو ترکها اهل مسجد اثموا، لا لو ترك بعضهم وکل ما شرع بجماعة فالمسجد فیه افضل (الدر المختار وان صلی احد فی البیت با لجماعة لم ینالوا فضل جماعة المسجد ردالمحتار مبحث التراویح ج۱ ص ٦٦٠ .ط.س.ج۲ص٤٥) ظفیر.

(۲) ردالمحتار مبحث التراویح قبیل باب ادراك الفریضة ج ۱ ص ٦٦٤ وج۱ ص ٦٦٥). ط.س.ج۲ص٤٨.١٢ ظفیر.

(۳) عن معاذ بن جبل قال اخذ بیدی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال انی لا حبك فقلت انا احبك یا رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لا تدع ان تقول فی دبر کل صلوٰة رب اعنی علی ذکرك الخ (مشکوٰة ص٨٨) عن ابی امامة قال قیل یا رسول الله ای الدعاء اسمع قال جوف اللیل الا خر و دبر الصلوٰة المکتوبات رواه الترمذی (ایضاً ص ٨٩) ظفیر.

ہر ترویحہ میں دعا مسنون ہے یا مستحب

(سوال ۱۸۱۶) ہر چوتھی تراویح کے بعد دعا مانگنی جائز ہے کہ مسنون۔

(جواب) تراویح کی ہر چار رکعت کے بعد دعا مانگنا تسبیح و تہلیل و درود شریف پڑھنا جائز اور مستحب ہے جو کچھ کرے بہتر ہے کسی خاص امر کی ضرورت اور تخصیص نہیں ہے(۱) لیکن تسبیح جیسے سبحان ذی الملك والملكوت الخ یا سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر۔ پڑھتے رہنا زیادہ اچھا ہے اور معمول اکابر ہے۔(۲) فقط۔

یہ کہنا غلط ہے کہ جو عذر شرعی کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے وہ تراویح بھی نہ پڑھے

(سوال ۱۸۱۷) زید کہتا ہے کہ جو لوگ بوجہ عذر شرعی کے روزہ نہیں رکھتے وہ نماز تراویح ضرور پڑھیں ان کو ثواب ضرور ہوگا۔ بکر کہتا ہے کہ شخص معذور یا غیر معذور جو روزہ نہ رکھے وہ تراویح بھی نہ پڑھے بلکہ جو روزہ نہ رکھے ایسے شخص کا تراویح پڑھنا الٹا عذاب ہے۔ ان دونوں میں کس کا قول صحیح ہے۔

(جواب) زید کا قول صحیح ہے بکر غلط کہتا ہے۔(۳) فقط۔

آنحضرت صلعم نے تراویح کے رکعت پڑھیں

(سوال ۱۸۱۸) آنحضرت ﷺ نے اخیر میں تراویح کے رکعت پڑھی ہیں۔

(جواب) بیس تراویح پر اجماع ہے اور احادیث سے ثابت ہے پس بیس رکعت تراویح پڑھنی چاہئے۔ (۴) فقط (آنحضرت ﷺ نے بھی بیس رکعت تراویح پڑھی۔ مصنف ابن ابی شیبہ۔ طبرانی اور بیہقی میں یہ حدیث موجود ہے۔ رسول اللہ ﷺ يصلى رمضان عشرين ركعة سوى الوتر راوی عبداللہ بن عباس ہیں۔ ظفیر)

کیا ترویحہ میں نصیحتوں کا پڑھ کر سنانا درست ہے

(سوال ۱۸۱۹) کیا تراویح کے ترویحہ میں بجائے تسبیح کے لقمان کی نصیحتیں۔ تذکرہ دربیان ادب استاد و ذکر دوزخ و بہشت وغیرہ وغیرہ کا بیان درست ہے۔

(جواب) یہ بھی درست ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ یہ وقت تسبیح وغیرہ میں گذارے۔(۵) فقط

ختم تراویح کے دن الم مفلحون کے بعد بعض دوسری آیتوں کا پڑھنا ثابت نہیں ہے

(سوال ۱۸۲۰) اکثر حافظ بروز ختم قرآن شریف در صلوٰۃ تراویح بعد هم المفلحون کے مختلف آیات مثل انا لله وانا اليه راجعون ○ وان رحمة الله قريب من المحسنين وغیرہ پڑھتے ہیں اس کا شرعاً ثبوت

---

(۱) ويستحب الجلوس بين الترويحتين قدر ترويحة الخ ثم هم مخيرون فى حالة الجلوس انشاء واسبحوا ان شاؤا قعدوا ساكتين . (عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۱۱٤ .ط.ماجدیه ج۱ ص۱۱٦) ظفیر.

(۲) يجلس ندبابين كل اربعة بقدر ها وكذا بين الخامسة والو ترويخيرون بين تسبيح وقرأوسكوت وصلاة فرارى (درمختار) قوله بين تسبيح قال القهستانى فيقال ثلاث مراقسبحان ذى الملك والملكوت الخ (ردالمحتار باب الوتر والنوافل مبحث التراويح ج ۱ ص ٦٦١ .ط.س.ج.۲ ص٤٦) ظفير. (۳) تراویح کے لئے روزہ شرط نہیں ہے۔ التراويح سنت مؤكدة لمواظبة الخلفاء الراشدين للرجال والنساء اجماعا (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل مبحث فى التراويح ج ۱ ص ٦٥٩ .ط.س.ج.۲ ص٤٣) ظفير. (٤) وهى عشرون ركعة حكمته مساواة المكمل بعشر تسليمات هو قول الجمهور وعليه عمل الناس شرقاو غربا (ردالمحتار مبحث التراويح ج ۱ ص ٦٦٠ .ط.س.ج.۲ ص٤٥ ظفير. (٥) ويجلس ندبا بين كل اربعة بقدر ها وكذا بين الخامسة والوتر ويخيرون بين تسبيح وقراء ت وسكوت وصلاة فرادى (الدر المختار على هامش ردالمحتار مبحث صلاة التراويح ج ۱ ص ٦٦١ .ط.س.ج.۲ ص٤٦) ظفير.

ہے یا نہیں۔

(جواب) فقہاء نے صرف اس قدر لکھا ہے الا اذا ختم فیقرء من البقرة الخ (در مختار) وفی الشامی قال فی شرح المنیر و فی الو لو الجیه من یختم القران فی الصلوٰة اذا فرغ من المعوذ تین فی الرکعة الاولیٰ یرکع ثم یقرأ فی الثانیة بالفاتحة وشئی من سورة البقرة لان النبی صلی اللہ علیه وسلم قال خیر الناس الحال المرتحل ای الخاتم المفتتح الخ ۔(۱) پس ماسوا اس کے ثابت نہیں ہے لہذا اس پر اصرار کرنا بدعت و مکروہ ہے۔ فقط۔

کیا تراویح کے لئے امام مقرر کرنا درست نہیں ہے

(سوال ۱۸۲۱) جس طرح پنج وقتہ نمازوں کے لئے امام کو مقرر کیا جاتا ہے اسی طرح ماہ رمضان میں تراویح کے لئے امام مقرر کرنا جائز ہے یا نہ۔

(جواب) چونکہ مسئلہ یہ ہے کہ الا مور بمقاصد ھا اور یہ بھی ہے المعروف کا لمشروط۔ پس اگر کسی حافظ کو ختم قرآن شریف کے لئے تراویح کا امام بنایا جاوے تو ظاہر ہے کہ اس سے مقصود امامت نہیں ہے بلکہ قرآن شریف کا ختم ہے لہذا اس پر جو کچھ اجرت دی لی جاوے گی وہ ختم قرآن شریف کی وجہ سے ہے نہ بوجہ امامت محضہ کے۔ پس حسب قاعدہ لا یجوز اخذ الا جرة علی قراة القران تراویح میں ختم قرآن پر اجرت لینا دینا جائز نہ ہوگا۔ قال فی ردالمحتار. وقال العینی فی شرح الهدایه ویمنع القاری للدنیا والآخذ والمعطی اثمان فالحاصل ان ماشاع فی زماننا من قرأة الا جزاء بالا جرة لا یجوز الخ ۔(۲) شامی ص ۳۵ جلد خامس۔ فقط۔

(بلا اجرت مقرر کرنا امام تراویح کا درست و افضل ہے۔ البتہ اجرت پر جائز نہیں۔ ظفیر)

غیر مقلد کے پیچھے حنفی اگر تراویح پڑھیں تو بقیہ رکعات کب پوری کریں وتر کے پہلے یا بعد

(سوال ۱۸۲۲) اگر امام غیر مقلد ہو اور تراویح بیس رکعت کی بجائے آٹھ رکعت پڑھائے تو حنفیہ کو کس طرح سے بقیہ تراویح پوری کرنی چاہئے آیا وتر امام کے ساتھ پڑھ کر تراویح بقیہ پوری کریں یا وتر چھوڑ کر تراویح پوری کرنے کے بعد۔

(جواب) بقیہ تراویح بعد وتر کے پڑھ سکتے ہیں اور ایسا بھی کر سکتے ہیں کہ وتر امام کے ساتھ نہ پڑھیں بعد پورا کرنے تراویح کے پڑھیں۔(۳) فقط۔

ایک ختم سے زیادہ پڑھنا تراویح میں کیسا ہے

(سوال ۱۸۲۳) تراویح میں حافظ قرآن جو تین چار ختم پڑھتے ہیں یہ کیسا ہے۔ سنت مؤکدہ صرف ایک ختم ہے باقی کا کیا حکم ہوگا۔ نیز اگر ایک حافظ چند مساجد میں ختم پڑھے تو کیا حکم ہوگا اور دوسری مسجد والوں کو ثواب ختم کا ہوگا یا نہیں۔

---

(۱) ردالمحتار فصل فی القراة قبیل باب الامامة ج ۱ ص ۵۱۰ .ط.س.ج.۱ ص۵٤۷ .۱۲ ظفیر. (۲) ردالمحتار کتاب الا جارة مطلب الاجارة فی الطاعة ج ۵ ص ٤۷ .ط.س.ج.۲ ص۵٦. ۱۲ ظفیر. (۳) والا صح ان وقتها بعد العشاء الی اخر اللیل قبل الوتر وبعده لا نها نوافل سنت بعد العشاء (هدایه باب النوافل فصل قیام رمضان ج ۱ ص ۱۳٤) ظفیر.

(جواب) در مختار میں ہے والختم مرةً سنة ومرتين فضيلة ثلاثاً افضل الخ۔(۱) اور دوسری مسجد میں بھی دوسرا ختم درست ہے اور دوسری مسجد والوں کو سنت ختم کا ثواب حاصل ہوگا۔ فقط۔

دوسری رکعت میں بھول کر کھڑا ہو گیا۔ پھر یاد آیا تو کیا کرے

(سوال ۱۸۲۴) اگر تراویح کی رکعت ثانیہ میں بجائے بیٹھنے کے کھڑا ہو گیا بعد میں یاد آیا تو کیا کرے۔

(جواب) سجدہ سے پہلے پہلے اگر یاد آجائے تو بیٹھ جائے اور سجدہ سہو کرے واما النفل فيعود مالم يقيده بالسجدة۔(۲) فقط۔

سجدہ تلاوۃ سجدہ نماز سے ادا ہوتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۸۲۵) اگر امام نے تراویح میں سجدہ تلاوۃ سجدہ صلوٰۃ کے ساتھ ادا کیا یعنی تین سجدے کئے تو نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) نماز میں جس وقت آیۃ سجدہ کو تلاوۃ کرے اسی وقت سجدہ تلاوت کر لینا چاہئے اور اگر مؤخر کیا اور نماز کے سجدوں کے ساتھ کیا تو سجدہ سہو لازم ہے اور بعد سجدہ سہو کے نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ ولذا كان المختار وجوب سجود السهو لو تذكرها بعد محلها الخ شامی باب سجود التلاوة الخ(۳) فقط۔

(قصداً سجدہ تلاوت کا مؤخر کرنا درست نہیں ہے۔ آیت سجدہ کے فوراً بعد یا زیادہ سے زیادہ تین آیت بعد سجدہ تلاوت کر لینا ضروری ہے ورنہ گناہگار ہوگا۔ فعلى الفور لصيرورتها۔

جزءاً منها ویاثم بتا خیرها (در مختار) فوجب ادائها مضيقا كما في البدائع ثم تفسير الفور عدم طول المدة بين التلاوة والسجدة بقراءة أكثر من ايتين اوثلاث حليه (ردالمحتار . باب سجود التلاوة ج ۱ ص ۷۲۲ ظفیر)

کیا تراویح لمبی نہیں ہونی چاہئے

(سوال ۱۸۲۶) ایک شخص جماعت تراویح میں یہ اعتراض کرتا ہے کہ لوگ دن بھر کے تھکے ماندے ہوتے ہیں اس لئے امام کو اتنی لمبی رکعتیں نہ کرنی چاہئے تو امام کو کیا کرنا چاہئے۔

(جواب) امام کو قرأۃ ہلکی ہی کرنی چاہئے۔ البتہ ایک دفعہ ختم قرآن شریف تراویح میں ہو جانا سنت ہے۔ ایک ایک پارہ روز ہو جایا کرے اس سے کم نہ ہو۔(۴) فقط۔

تراویح کی چار رکعت کے بعد کیا کرے

(سوال ۱۸۲۷) تراویح میں بعد چار رکعت کے جو جلسہ کرتے ہیں اس جلسہ میں تسبیح پڑھنی چاہئے یا ساکت بیٹھا رہے اور ہر جلسہ میں بعد تسبیحات کے دعا مانگنا بھی ضروری ہے یا نہیں۔ بعض جگہ اس کا رواج ہے کہ ہر جلسہ

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل مبحث في التراويح ج ۱ ص ۶۶۲ .ط.س.ج۲ص ۴۶ .۱۲ ظفیر. (۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج۱ ص ۶۹۶ .ط.س.ج۲ص۸۳ .۱۲ ظفیر.
(۳) ردالمحتار باب سجود التلاوة ج ۱ ص ۷۲۲ .ط.س.ج۲ص ۱۱۰ ۱۲ ظفیر. (۴) والختم مرةسنة ومرتين فضيلة وثلاثا افضل ولا يترك الختم لكسل القوم لكن في الا ختيار الا فضل زماننا قد رما لا ثقل عليهم واقراه المصنف وغيره (الدر المختار على هامش ردالمحتار مبحث صلاة التراويح ج ۱ ص ۶۶۲ ط.س. ج۲ص۴۶ .)ظفیر.

میں تسبیح کے بعد دعا ضرور مانگتے ہیں۔ اور تارک پر ملامت کرتے ہیں اس کا کیا حکم ہے۔

(جواب) تسبیحات جو ماثور ہیں پڑھیں خاموش نہ رہیں اور ہر ترویحہ میں دعا مانگنا ضروری نہیں ہے۔(۱) اور جب کہ اس کو ضروری سمجھا جاوے اور تارک پر ملامت ہو تو پھر ترک کرنا لازم ہے۔ کما صرح به الفقهاء ۔(۲) فقط۔

تراویح کی پہلی رکعت میں بیٹھنے لگا، مگر اشارہ پاکر کھڑا ہو گیا، کیا حکم ہے

(سوال ۱۸۲۸) امام تراویح کی پہلی رکعت میں کھڑے ہونے کے بجائے بیٹھنے کا قصد کرتا تھا کہ پیچھے سے اشارہ کیا گیا اور وہ سیدھا کھڑا ہو گیا، دو رکعت پوری ہونے کے بعد سلام پھیرا سجدہ سہو نہیں کیا نماز ہوئی یا نہ اگر نہیں ہوئی تو علم ہونے پر بجماعت ادا کرے یا تنہا۔

کیا سجدہ سہو ہوگا

(سوال ۱۸۲۹/۲) کیا ایسی صورت میں سجدہ سہو لازم ہے

ذرا سا بیٹھا پھر کھڑا ہو گیا تو کیا سجدہ واجب ہے

(سوال ۱۸۳۰/۳) امام بیٹھنے کے ارادہ سے اللہ اکبر کہتا ہے۔ مقتدی نے بصورت نشست دیکھتے ہوئے باآواز بلند اللہ اکبر کہا امام فوراً دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا اس وقفہ میں کوئی کلمہ التحیات کا بھی زبان سے نہیں نکلا، اس وقفہ سے سجدہ سہو لازم نہیں ہوگا۔

پہلی اور تیسری رکعت میں کتنی دیر بیٹھنے سے سجدہ سہو لازم ہوتا ہے

(سوال ۱۸۳۱/۴) اگر پہلی اور تیسری رکعت میں سہواً کھڑا ہو جاوے تو کتنے وقفہ سے سجدہ سہو لازم ہوگا

جلسہ استراحت سے سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا

(سوال ۱۸۳۲/۵) جلسہ استراحت کرنے سے سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہو گئی اور اعادہ کی ضرورت نہ تھی اور سجدہ سہو بھی لازم نہیں ہوا کیونکہ ایک رکعت کے بعد اگر کسی قدر بیٹھ کر کھڑا ہو جاوے تو اس کو بھی فقہاء نے جائز لکھا ہے چہ جائے کہ محض ارادہ بیٹھنے کا کیا ہو اور پورے طور پر بیٹھا بھی نہ ہو کہ کھڑا ہو گیا تو اس صورت میں نہ سجدہ سہو لازم ہے نہ اعادہ نماز کی ضرورت ہے۔ شامی میں ہے۔ هذا اذا كانت القعدة طويلة اما الجلسة الخفيفة التى استحبها الشافعى فتركها غير واجب عند نابل هو الا فضل الخ۔(۳)

(۱) نماز ہو گئی۔ (۲) نہیں آتا۔(۴) (۳) اس قدر وقفہ سے سجدہ سہو لازم نہ ہوگا۔(۵)

---

(۱) يجلس ندبا بين كل اربعة وكذا بين الخامسة والوتر ويخيرون بين تسبيح وقراءة وسكوت وصلاة فرادى (درمختار) قوله بين تسبيح قال القهستانى فيقال ثلاث مرات سبحان ذى الملك والملكوت سبحان ذى العزة والعظمة والقدرة والكبرياء والجبروت، سبحان الملك الحى الذى لا يموت سبوح قدوس رب الملائكة والروح لا اله الا الله نستغفر الله نسالك الجنة ونعوذ بك من النار كما فى منهج العباد ا ه (ردالمحتار مبحث صلوٰة التراويح ج ۱ ص ۶۶۱. ط.س. ج۲ ص ۴۶) ظفير.

(۲) قال الطيبى من اصرعلى امر مندوب وجعله عزما ولم يعمل فقد اصاب منه الشيطان من الا ضلال (مرقاة المفاتيح ج ۲ ص ۱۴) ظفير. (۳) ردالمحتار باب صفة الصلاة قبيل مطلب مهم فى تحقيق متابعة الامام ج ۱ ص ۴۳۸. ط.س. ج۱ ص ۴۶۹ ۱۲ ظفير.

(۴) ايضاً. ط.س. ج۲ ص ۴۶۹

(۵) ايضاً. ط.س. ج۲ ص ۴۶۹

(۴) طویل قعدہ سے سجدہ سہو لازم آتا ہے جیسے بقدر التحیات پڑھنے کے مثلاً یا اس کے قریب ہو باقی جلسہ خفیفہ سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا۔(۱)

(۵) اس سے سجدہ سہو لازم نہ آوے گا۔(۲) فقط۔

بعض آیتوں کے بعد تراویح میں بعض کلمات

(سوال ۱۸۳۳) نماز تراویح میں حافظ صاحب بعض سورتوں کے اختتام پر نماز ہی میں بعض الفاظ غیر قرآنیہ عربی میں پڑھتے تھے مثلاً سورہ مرسلات کی آخری آیت فبای حدیث بعدہ یؤمنون کے بعد امنا باللہ کہتے تھے اس سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں۔

(جواب) حنفیہ اس قسم کی دعاؤں کی نماز میں پڑھنے کو منع فرماتے ہیں۔ لیکن اگر نوافل میں ایسا کیا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور تراویح بھی فاسد نہ ہوگی۔(۳) فقط۔

ایک شخص تراویح میں ہر سورہ کے شروع میں بسم اللہ جہر سے پڑھتا ہے کیا حکم ہے

(سوال ۱۸۳٤) زید صلوٰۃ تراویح میں ہر سورۃ کے شروع میں بسم اللہ جہر سے پڑھتا ہے۔ شرعی حکم کیا ہے۔

(جواب) حنفیہ کے نزدیک نماز میں بسم اللہ کا جہر نہیں ہے اخفاء سنت ہے تراویح ہو یا غیر تراویح البتہ خارج عن الصلوٰۃ جہر و اخفاء میں اتباع اپنے امام کا قراء میں سے کرے۔ شامی میں ہے والثالث انه لا یجهر بها فی الصلوٰة عند نا خلافاً للشافعی وفی خارج الصلوٰة اختلاف الروایات والمشائخ فی التعوذو التسمیة قیل یخفی التعوذدون التسمیة والصحیح انه یتخیر فیهما ولکن یتبع امامه من القراء وهم یجهرون بهما الا حمزة فانه یخفیهما الخ(۴) شامی باقی اگر کوئی شخص نوافل میں باتباع اپنے امام کے قراء میں سے جہر کرلے تو اس پر طعن نہ کرنا چاہئے۔ فقط۔

ہر ترویحہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۸۳۵) تراویح کے ہر ترویحہ میں بعد تسبیح و تہلیل کے امام اور مقتدیوں کا ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا یا صرف مقتدی کا ہاتھ اٹھا کر ہر ترویحہ میں دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں۔ یا بعد ختم تراویح کے دعا مانگنا چاہئے۔

ترویحہ کے بعد دعا سے روکا جائے یا نہیں

(سوال ۱۸۳٦/۲) جو حافظ برابر عادۃً ہر ترویحہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتا ہو اس کو ممانعت بالجہر کرنا جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) وکذا القعدة فی اخر الرکعة الاولیٰ والثالثة فیجب ترکها ویلزم من فعلها ایضاً تاخیر القیام الی الثانیة او الرابعة عن محلة وهذا اذا کانت القعدة طویلة اما الجلسة الخفیفة التی استحبها الشافعی رحمة الله علیه فترکها غیر واجب عند نابل هو الافضل کما سیاتی (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة قبیل مطلب مهم فی تحقیق متابعة الامام ج ۱ ص ٤٣٨ .ط.س. ج۱ ص٤٦٩) ظفیر. (۲) ایضاً ۱۲ ظفیر. (۳) والمؤتم لایقرأ مطلقا الخ بل یستمع اذا جهر وینصت اذا اسر الخ وان قرأ الامام ایة ترغیب و ترهیب وکذا الامام لا یشتغل بغیر قران وما ورد حمل علی النفل منفردا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة فصل فی القراة ج۱ ص ۵۰۹ .ط.س. ج۱ ص٥٤٤) ظفیر.

(٤) ردالمحتار باب صفة الصلوٰة فصل ج ۱ ص ٤٥٧ .ط.س. ج۱ ص٤٩٠ . ۱۲ ظفیر.

کیا دعا مانگنا منع ہے

(سوال ۳/۱۸۳۷) اگر کوئی حافظ ترویحہ میں دعا بایں خیال مانگتا ہو کہ اس کا ثبوت نہیں ہے۔ اس سے مقتدیوں کا فرمائش کرنا دعا ضرور مانگیں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ حافظ کا خلاف امر متقدیان کرنا موجب عدم جماعت تراویح و باعث رنجش عوام ہے تو ایسی صورت میں حافظ موصوف کو کیا کرنا چاہئے۔

(جواب) تراویح کے ہر ایک ترویحہ میں تسبیح و تہلیل وغیرہ ادعیہ ماثورہ کا پڑھنا منقول ہے۔(۱) اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا صرف بعد ختم جملہ تراویح یعنی بست ۲۰ رکعت معمول ہے پس ایسا ہی کرنا چاہئے کما ورد ما راه المومنون حسناً فهو عندالله حسن۔

(۲) ظاہر یہ ہے کہ اس کو تشدد سے منع نہ کیا جاوے۔

(۳) حافظ موصوف کو اس صورت میں مقتدیوں کا کہنا ماننا ضروری نہیں ہے اور نہ مقتدیوں کو اپنے امام کو ایسا حکم کرنا چاہیے کیونکہ امام متبوع ہوتا ہے نہ تابع۔ کما ورد فی الحديث انما جعل الا مام ليوتم به۔(۲) الحدیث۔ فقط۔

تراویح سنت رسول ہے یا سنت خلفاء راشدین ہے

(سوال ۱۸۳۸) نماز تراویح سنت رسول اللہ ﷺ ہے یا حضرت عمرؓ کی ایجاد ہے۔

(جواب) نماز تراویح سنت ﷺ اور سنت خلفائے راشدین ہے۔(۳)

تراویح میں سجدہ سہو لازم آئے تو کر سکتا ہے

(سوال ۱۸۳۹) اگر تراویح میں ایسا سہو ہو جاوے جس سے سجدہ سہو واجب ہو تو سجدہ سہو کر سکتے ہیں یا نہیں۔

یہ کہنا غلط ہے کہ تراویح میں سجدہ سہو نہیں

(سوال ۲/۱۸۴۰) بعض لوگ کہتے ہیں کہ تراویح میں سجدہ سہو ہے ہی نہیں۔ کیا یہ صحیح ہے۔

(جواب)(۱) ترک واجب سے جس طرح تمام نمازوں میں سجدہ سہو لازم ہے تراویح میں بھی لازم ہے۔(۴)

(۲) صحیح نہیں ہے۔ فقط۔

کیا نماز تراویح ایک سلام سے جائز ہو گی

(سوال ۱۸۴۱) رمضان میں تراویح کی نماز ایک سلام سے جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) ويجلس بين كل اربعة وكذا بين الخامسة والوتر، ويخيرون بين تسبيح وقراة وسكوت وصلاة فرادى (درمختار) قوله بين تسبيح قال القهستاني فيقال ثلاث مرات سبحان ذى الملك والملكوت الخ (ردالمحتار مبحث التراويح ج ۱ ص ۶۶۱. ط.س. ج ۲ ص ۴۶) ظفير.

(۲) مشكوٰة باب ما على الماموم من المتابعة فصل اول ص ۱۰۱ ۱۲ ظفير.

(۳) التراويح سنة مئوكدة لمواظبة الخلفاء الراشدين (درمختار) اى اكثرهم لان المواظبة وقعت فى اثناء خلافة عمر رضى الله عنه ووافقه على ذالك عامة الصحابة و من بعد هم الى يومنا هذا بلا نكير وكيف لا وقد ثبت عنه صلى الله عليه وسلم عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضو ابا لنواجذ كما رواه ابو دائود بحر (ردالمحتار مبحث التراويح ج ۱ ص ۶۵۹. ط.س. ج ۲ ص ۴۳) ظفير.

(۴) والسهو فى صلاة العيد والجمعة والمكتوبة والتطوع سواء الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۷۰۵. ط.س. ج ۲ ص ۹۲) ظفير.

(جواب) تراویح اگر ایک سلام سے اس طریقہ پر پڑھی جائیں کہ ہر شفعہ کے بعد قعود بھی نہیں کیا تو پھر یہ تمام رکعتیں ایک شفع کے قائم مقام ہوں گی۔ اور اگر ہر شفعہ پر قعود کیا ہے تو اگرچہ اس طرح تراویح ادا ہو جاتی ہیں لیکن یہ فعل کراہت سے خالی نہیں۔ سنت یہی ہے کہ بیس رکعات دس تسلیمات کے ساتھ ادا کی جائیں۔ در مختار میں ہے وهی عشرون ركعة بعشر تسليمات فلو فعلها بتسليمةٍ فان قعد لكل شفع صحت بكراهة والا نابت عن شفع به يفتي الخ۔(۱) در مختار مع الشامی جلد اول ص ٤٧٤ وفي البحر لا يخفى ما فيه لمخالفة المتوارث مع تصريحهم بكراهة الزيادة على ثمان في مطلق التطوع ليلاً فلان يكره هنا اولىٰ الخ. بحر الرائق جلد اول ص ٧٢ فقط۔

تراویح بلا عذر شرعی ترک کرنا کیسا ہے

(سوال ١٨٤٢) تراویح کو بلا عذر قصداً ترک کرنا اور یہ کہنا کہ آنحضرت ﷺ نے خود ترک کی ہیں اس لئے ہم بھی ترک کرتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) تراویح سنت مؤکدہ ہیں بلا عذر ان کو ترک کرنے والا عاصی و گنہگار ہے۔ خلفائے راشدینؓ و جمیع صحابہؓ و سلف صالحین سے ان کی مواظبت ثابت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے تو خود فرمایا ہے کہ مجھے خیال ہے کہ کہیں فرض نہ ہو جائیں۔ یہی ایک چیز ہے کہ جس کی وجہ سے آپ نے مواظبت نہیں کی۔ حقیقت میں آپ کا مواظبت نہ فرمانا ہی خود ان کے اہتمام کی بین دلیل ہے۔ کسی شخص کا یہ عذر کرنا کہ نبی کریم ﷺ نے ترک کی ہیں، میں بھی ترک کرتا ہوں قطعاً نا قابل قبول اور ناواقفیت پر مبنی ہے۔(۲) فقط۔

دو رکعت تراویح کی نیت کی مگر دوسری پر نہ بیٹھا تو کیا حکم ہے

(سوال ١٨٤٣) ایک شخص نے دو رکعت تراویح کی نیت کی اور سہواً دوسری رکعت پر نہ بیٹھا بلکہ تیسری پر بیٹھا اور سجدہ سہو کیا تو ایک رکعت ضائع گئی یا تینوں۔

(جواب) اگر سجدہ سہو کر لیا تو دو رکعت تراویح ہو گئی اور اگر سجدہ سہو نہ کیا تو بوجہ نقصان کے واجب الاعادہ ہے۔(۳) فقط۔

کیا مستقل امام کو حق تراویح ہے یا دوسرے مقررہ حافظ کو

(سوال ١٨٤٤) بکر ایک مسجد میں امام مقرر ہوا اور حافظ قرآن ہے اور زید بھی حافظ قرآن ہے۔ وہ زمانہ بعید سے اس مسجد میں تراویح پڑھاتا ہے۔ اب بکر کہتا ہے کہ میں اب امام مقرر ہوا ہوں تراویح پڑھانے کا حق مجھ کو ہی ہے اور وہ حافظ کہتا ہے کہ میرا قدیمی حق ہے۔ تو کس کو حق ہے۔

---

(۱) ردالمحتار باب الوتر والنوافل مبحث التراويح ج ١ ص ٦٦٠. ١٢ ظفير.

(۲) التراويح سنة مئوكدة لمواظبة الخلفاء الراشدين للرجال والنساء اجماعا (در مختار) ووافقه على ذالك عامة الصحابة ومن بعد هم الى يومنا هذا بلا نكيرو كيف لا وقد ثبت عنه صلى الله عليه وسلم عليكم سنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ كما رواه ابو داؤد(ردالمحتار مبحث صلوٰة التراويح ج ١ ص ٦٥٩) ظفير.

(۳) وذكر الامام الصفار في نسخته من الا صل انه ان لم يقعد حتى قام الى الثالثة على قياس قول محمد رحمة الله عليه يعود ويقعدو عندهما لا يعود ويلزمه سجود السهو كذا في الخلاصه (عالمگیری مصری باب النوافل ج ١ ص ١٠٦) ظفير.

(جواب)صورت مسئولہ میں جب کہ بکر امام مقرر ہو گیا ہے تو تراویح کی امامت کا حق بھی اسی کو حاصل ہے۔(۱)فقط۔

بعد نماز فرض آنے والے جماعت وتر میں شریک ہو سکتے ہیں

(سوال ۱۸۴۵)دوسہ مرد بعد ادائے نماز فرض کہ امام بجماعت تراویح مشغول است دران مسجد حاضر شدند آں اشخاص نماز فرض بجماعت ادانمایند یا علیحدہ علیحدہ خواندہ شامل جماعت شوند وباز ش نماز وتر را باجماعت خوانند یا تنہا۔

(جواب)تکرار جماعت در مسجد محلّہ مکروہ است پس آں کساں کہ بعد جماعت فرائض آمدند نماز فرض علیحدہ خواندہ(۲)شامل جماعت تراویح شوند ووتر بجماعت ادانمایند۔(۳)الغرض شریک شدن اوشاں را بجماعت وتر جائز است۔کما صرح به فی الطحطاوی.(۴)فقط۔

پندرہ سال سے زیادہ عمر ہے مگر علامت بلوغ ظاہر نہیں توامامت کا کیا حکم ہے

(سوال ۱۸۴۶)زید کی عمر قمری مہینوں کے اعتبار سے ۱۵سال ۴ماہ کی ہے اور کوئی علامت بلوغ کی بظاہر نہیں ہے توزید کے پیچھے نماز تراویح وغیرہ درست ہے یانہ۔

(جواب)شریعت میں جب کہ کوئی علامت بلوغ کی ظاہر نہ ہو تو قمری حساب سے پورے پندرہ برس کی عمر ہونے پر حکم بالغ ہونے کا کر دیا جاتا ہے۔در مختار۔(۵)لہٰذا زید کے پیچھے نماز فرائض ونماز تراویح پڑھنا درست ہے۔فقط۔

تراویح وتر سے پہلے بہتر ہے اور بعد میں جائز ہے

(سوال ۱۸۴۷)تراویح وتر سے پہلے پڑھنی چاہئے یا بعد وتر کے ایک شخص پہلے وتر پڑھ کر پھر تراویح پڑھاتا ہے۔

(جواب)طریق مشروع دربارہ تراویح یہ ہے کہ عشاء کے بعد وتر سے پہلے تراویح پڑھ کر پھر وتر پڑھیں۔لیکن اگر تراویح بعد وتر کے پڑھے تو یہ بھی صحیح ہے۔در مختار میں ہے ووقتها بعد صلوٰة العشاء الى الفجر قبل الوتر وبعده فى الا صح الخ۔(۶)فقط۔

تراویح کی ۱۶رکعت پڑھی اور بقیہ چار رکعت تہجد کے وقت تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۸۴۸)اگر حافظ نے تراویح میں ۱۶رکعت پڑھا اور چار رکعت اس وقت نہ پڑھی کہ کوئی اور پڑھا دیتا ہو تو اگر حافظ چار رکعت تہجد میں جماعت سے پڑھادے تو جائز ہے یا نہیں کہ خود تراویح کی نیت کرے اور بقیہ مقتدی

....

(۱)وعلم ان صاحب البيت ومثله امام المسجد الراتب اولىٰ بالا مامة من غيره مطلقا (الدرا لمختار على هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۲.ط.س.ج۱ص۵۵۹) ظفير.(۲)وروى عن انس ان اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم كا نوا اذا فاتتهم الجماعة فى المسجد صلوا فى المسجد فرادى (ردالمحتار باب الا ذان مطلب فى كراهة تكرار الجماعة فى المسجد ج ۱ ص ۳۶۷.ط.س.ج۱ص۳۹۶) ظفير.(۳)وكان رجل قد صلى الفرض وحده فله ان يصليها مع ذالك الا مام لان جماعتهم مشروعة فله الدخول فيها معهم (ردالمحتار باب الوتر والنوافل مبحث التراويح ج ۱ ص ۶۶۳.ط.س.ج۲ص۴۸) ظفير.(۴)قوله فلير اجع الخ قضية التعليل فى المسئلة السابقة بقولهم لا نها تبع ان يصلى الوتر بجماعة فى هذه الصورة لانه ليس نمابع للتراويح ولا العشاء عند الا مام رحمة الله تعالىٰ انتهىٰ حلبى (الطحطاوى على الدر المختار مبحث التراويح ج ۱ ص)ظفير.(۵)والسن الذى يحكم ببلوغ الغلام والجارية اذا انتهيا اليه خمس عشرة سنة عند ابى يوسف ومحمد رحمة الله عليه وهو رواية عن ابى حنيفة رحمة الله عليه وعليه الفتوىٰ(عالمگيرى مصرى كتاب الحجر باب الثانى فصل ثانى ج۵ ص۶۴)ظفر.(۶)الدر المختار على هامش ردالمحتار مبحث صلاة التراويح ج ۱ص ۶۵۹.ط.س.ج۲ص۴۴.۱۲ ظفير.

تہجد کی یا وہ بھی بقیہ چار رکعتیں تراویح کی نیت سے پڑھیں تو یہ فعل جائز ہے یا نہیں خصوصاً جب کہ تداعی کے ساتھ اجتماع کیا جاتا ہو۔

(جواب) تراویح اگر چار رکعت چھوڑ دی اور آخر شب میں اس کی جماعت کر لی تو درست ہے۔(۱) اور سوائے تراویح کے دیگر نوافل کی جماعت بتداعی یعنی تین چار آدمیوں سے زیادہ کی جماعت درست نہیں ہے مکروہ ہے۔ اسی طرح تہجد کی جماعت بھی مکروہ ہے۔(۲) فقط۔

شبینہ کا حکم

(سوال ۱۸۴۹) اگر شبینہ یعنی ختم قرآن مجید نفلوں میں جماعت کے ساتھ کیا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) اگر شبینہ یعنی ختم قرآن جماعت نفل کے ساتھ ہے تو یہ مکروہ ہے یعنی ناجائز ہے کیونکہ نفل کی جماعت تداعی کے ساتھ مکروہ ہے اور مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہے جو قریب حرام کے ہے۔ پس ناجائز کہنا اس کو صحیح ہو گیا اور تفسیر تداعی کی یہ ہے کہ چار مقتدی ہوں اور تین میں اختلاف ہے۔(۳) فقط۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں جو نماز پڑھی وہ تراویح تھی

(سوال ۱۸۵۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کی تین شبوں میں جو گیارہ رکعتیں نماز نفل باجماعت کبریٰ پڑھی تھی یہ نماز تہجد تھی یا غیر تہجد۔ اگر غیر تہجد تھی تو نماز تہجد کو جس کی ادائیگی پر بوجہ امتثال حکم الٰہی ومن اللیل فتهجد به نافلةً لك اور یا یها المزمل قم اللیل کے آپ کے مداومت حاصل تھی۔ بعد نماز مذکور کے آپ نے اس کو ادا فرمایا۔ یا نہیں مفصل و مدلل تحریر فرمائیے۔

(جواب) محققین نے فرمایا کہ وہ نماز تراویح تھی اور چونکہ نوافل میں تداخل ہو جاتا ہے اور ایک نماز دوسری کے قائم مقام ہو جاتی ہے اس لئے اگر کسی شب میں تمام رات تراویح پڑھے تو تہجد بھی اس میں ادا ہو جاتا ہے۔ کمافی السنن وتحیۃ المسجد والوضوء۔ اور تحقیق اس کی حضرت مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ، محدث وفقیہ گنگوہی نے رسالہ الرائے النجیح فی عدد التراویح میں مفصلاً فرمائی ہے اور تمام شبہات کا جواب مدلل اس میں لکھا ہے اس کو دیکھ لیجئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کوئی شبہ ازراہ انصاف باقی نہ رہے گا۔ ان کی تحقیق کا حاصل یہی ہے کہ تین دن جو جماعت کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوافل پڑھے وہ نماز تراویح تھی، نماز تہجد نہ تھی۔ اور جملہ شبہات واردہ کا اس میں جواب احادیث و آثار سے دیا ہے۔(۴)

وظیفہ کی وجہ سے جماعت تراویح کا ترک درست نہیں

(سوال ۱۸۵۱) ایک شخص عشاء کی سنت اور وتر کے درمیان ایک وظیفہ کا عادی ہے۔ رمضان میں چونکہ وتر

---

(۱) ووقتها (ای صلاة التراویح) بعد صلاة العشاء الی الفجر قبل الوتر وبعده فی الا صح (الدر المختار علی هامش ردالمحتار مبحث التراویح ج ۱ ص ۶۵۹. ط.س. ج۲ص۴۴) ظفیر (۲) ولا یصلی الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان ای یکره ذالك لو علی سبیل التداعی بان یقتدی اربعة بواحد الخ (ایضاً باب الوتر والنوافل بعد مبحث التراویح ج ۱ ص ۶۶۳. ط.س. ج۲ص۴۸) ظفیر. (۳) ولا یصلی الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان ای یکره ذالك لو علی التداعی بان تقتدی اربعة بواحد (الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ۱ ص ۶۶۳. ط.س. ج۲ص۴۸) ظفیر.

(۴) نیز مسئلہ تراویح کے لئے پڑھے "رکعات تراویح" مذیل شائع کردہ مدرسہ مفتاح العلوم مئو ضلع اعظم گڈھ ۱۲ ظفیر۔

باجماعت ہوتے ہیں تو وظیفہ کب پڑھنا چاہئے اگر وظیفہ پڑھتا رہے بارہ تراویح فوت ہوتی ہیں اور آٹھ ملتی ہیں تو وہ آٹھ تراویح پڑھ کر وتر کی جماعت میں شریک ہو جاوے یا کیا۔ یا جماعت وتر کو چھوڑے یا وظیفہ کو رمضان شریف میں ترک کر دے۔

(جواب) وظیفہ کی وجہ سے جماعت تراویح اور جماعت وتر کو نہ چھوڑنا چاہئے اور تراویح بیس ۲۰ رکعت پڑھنی چاہئے۔(۱) وظیفہ اگر پڑھنا ہو تو بعد وتر کے یا اور کسی وقت پڑھ لے غرض یہ کہ اس وظیفہ کی وجہ سے کسی واجب اور سنت کو ترک نہ کرے بلکہ وظیفہ ہی کو ترک کر دے یا دوسرے وقت پڑھے۔

تراویح کی چار رکعت بعد درود

(سوال ۱۸۵۲) تراویح کی چار رکعت کے بعد جو لوگ درود بر خواجہ عالم کہتے ہیں یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) تراویح کی چار رکعت کے بعد لوگ کہتے ہیں "درود بر خواجہ عالم" اس طرح کہنے میں کچھ حرج بھی نہیں ہے مگر یہ درود شریف نہیں ہے اور درود شریف پڑھنے میں زیادہ ثواب ہوتا ہے بہتر یہ ہے کہ اس کی جگہ ﷺ کہہ دیا کریں یا اور کوئی درود شریف پڑھا کریں، یا سبحان اللہ والحمد للہ ولا الا اللہ واللہ اکبر پڑھا کریں۔(۲) فقط۔

تراویح پڑھے اور دن میں روزہ نہ رکھ سکے

(سوال ۱۸۵۳) جس روزرات کو تراویح پڑھے اگر صبح کو روزہ نہ رکھے تو کیا حکم ہے

(جواب) اگر کوئی عذر ہے مثلاً مرض یا سفر ہے تو روزہ نہ رکھنا مباح و درست ہے کچھ گناہ نہیں اور بے عذر افطار کرنا رمضان کے روزہ کا گناہ کبیرہ ہے اس کا بدلہ تمام عمر کے روزوں سے بھی نہیں ہو سکتا۔ **کما ورد فی الحدیث من افطر یوما من رمضان من غیر رخصة ولا مرض لم یقض عنه صوم الدهر کله وان صامه رواه احمد والترمذی وغیرهما الخ**۔(۳)

تراویح میں پورا قرآن پڑھنا افضل ہے

(سوال ۱۸۵۴) تراویح میں پورا قرآن پڑھنا افضل ہے یا سورہ فیل سے تراویح پڑھنا اولیٰ ہے؟

(جواب) در مختار میں ہے **والختم مرة سنة الخ ولا یترك الختم لکسل القوم** (الدر المختار)(۴) اس کا حاصل یہ ہے کہ ختم قرآن تراویح میں ایک بار سنت ہے اور سستی قوم کی وجہ سے اس کو ترک نہ کریں۔ اسی پر عمل ہے اور یہی معمول بہ ہے۔ باقی تفصیل شروع میں ہے فقط۔

---

(۱) والجماعة فیها سنة علی الکفایة الخ وهی عشرون رکعة الخ بعشر تسلیمات (الدر المختار علی هامش ردالمحتار مبحث التراویح ج ۱ ص ۶۶۰ .ط.س.ج۲ص۴۵) ظفیر.

(۲) یجلس ...... ندبابین کل اربعة بقدر ها وکذا بین الخامسة والوتر ویخیرون بین تسبیح وقراة وسکوت وصلاة فرادی (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل مبحث التراویح ج ۱ ص ۶۶۱ .ط.س.ج۲ص۴۶) ظفیر.

(۳) مشکوٰة ص ۱۷۷ . ۱۲ ظفیر.

(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار مبحث التراویح ج ۱ ص ۶۶۲ .ط.س.ج۲ص۴۶ . ۱۲ ظفیر.

سجدہ تلاوت تراویح میں

(سوال ۱۸۵۵) تراویح میں اگر سجدہ رکوع کے ختم پر آوے یا سورۃ کے ختم پر آوے تو کس طرح ادا کرنا چاہئے۔

(جواب) جس جگہ ختم پر آیت سجدے کی آوے اس کی ادائیگی کی دو صورتیں ہیں یا یہ کہ فوراً سجدہ تلاوت کر کے پھر اٹھ کر آگے سے چند آیات پڑھ کر پھر رکوع کرے۔ دوسری یہ کہ رکوع میں نیت سجدہ تلاوت کی کرے سجدہ ادا ہو جاتا ہے۔ مگر فوراً رکوع کرے۔(۱) فقط (دوسری صورت مناسب نہیں ہے، اس لئے کہ صرف امام کی نیت کافی نہیں ہے۔ مقتدی کا سجدہ تلاوت رہ جاوے گا اور بعد سلام ادا کرنا ہوگا۔ ولو نواها فی رکوعه ولم ینوها الموتم لم تجزه ویسجد اذا سلم الا مام ویعید القعدة (درمختار) فوراً سجدہ مستقل کرنا چاہئے ختم سورہ پر سجدہ ہو، تو سجدہ تلاوت سے اٹھ کر دوسری سورت کی دو تین آیتیں پڑھ کر پھر رکوع کرے۔ وان کانت السجدة اخر السورة یقرأ من سورة اخریٰ ثم یر کع (ردالمحتار) رکوع کے ختم پر سجدہ ہو تو سجدہ بعد دوسری رکوع کا کچھ حصہ پڑھ کر نماز کے لئے رکوع کرے واللہ اعلم۔ ظفیر)

صرف لقمہ دینے کے لئے تراویح میں شرکت

(سوال ۱۸۵۶) جو شخص نماز تراویح میں اس نیت سے شریک ہو کہ امام غلطی کر رہا ہے اس کو بتلا کر علیٰحدہ ہو جاؤں گا تو اس نیت سے وہ مقتدی ہو گیا یا نہیں؟ اگر امام کو لقمہ دے کر علیٰحدہ ہو گیا تو امام کی نماز ہوئی یا نہیں؟ اور شبینہ کا کیا حکم ہے؟

(جواب) مقتدی ہو گیا اور نماز پوری کرنی اس کے ذمہ لازم ہو گئی۔ امام تو لقمہ لے لے گا، اسے کیا خبر کہ یہ بتلا کر علیٰحدہ ہو جاوے گا۔ نماز امام کی ہو گئی۔ اس نیت سے شریک ہونا برا ہے وہ نماز اس کے ذمہ پوری کرنی لازم ہے۔(۲) شبینہ اگر قرآن شریف کو صحیح اچھی طرح پڑھنے کے ساتھ ہو تو عمدہ ہے لیکن جیسا کہ اس زمانہ میں ہوتا ہے اکثر سبب معاصی کا ہوتا ہے ترک کرنا چاہئے۔ فقط۔

دو جگہ ایک شخص تراویح پڑھا سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۸۵۷) امام اگر دو جگہ تراویح پڑھادے تو ہو جاتی ہے یا نہیں؟ (۲) ۲۷ رمضان شریف کو قرآن شریف ختم کر کے غزل الوداع مسجد میں پڑھی جاتی ہے جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) دو جگہ تراویح ہو جاتی ہیں۔ (۳) فقط۔ (اگر دونوں جگہ پوری پوری تراویح پڑھادے تو مفتی بہ قول کے

---

(۱) ولو تلاها فی الصلاة سجدها فیها لا خارجها لما مر (درمختار) والا صل فی ادائها السجود وهو افضل ولو رکع لها علی النور جاز والا لا ۱۵ ردالمحتار ج ۱ ص ۷۲۳ .ط.س. ج۲ص ۱۱۰) پہلی صورت ہی پر عمل کرے تا کہ سنت طریقہ پر ادائیگی ہو یعنی دو مسنون جہری تکبیروں اور دو مستحب قیام کے درمیان سجدہ تلاوت ادا ہو سکے وهی سجدة بین تکبیر تین مسنونتین جهر او بین قیامین مستحبین (درمختار باب سجود التلاوة .ط.س. ج۲ص ۱۰۶) ظفیر.

(۲) ومن شرع فی نافلة ثم افسدها قضا ها (الی قوله) ولنا ان المودی وقع قربة فیلزم الا تمام ضرورة صیانة عن البطلان (هدایه باب النوافل ج ۱ ص ۱۳۱) ظفیر.

(۳) ولوام فی التراویح مرتین فی مسجد واحد کره (الی قوله) وان صلی فی المسجد ین اختلف المشائخ فیه حکی عن ابی بکر الا سکاف انه لا یجوز یعنی لا یجوز تراویح اهل المسجد الثانی واختاره ابو اللیث وقال ابو نصر یجوز لا هل المسجدین جمیعا الخ (غنیة المستملی ص ۳۸۹ امام یصلی التراویح فی مسجدین علی الکمال لا یجوز کذا فی محیط السرخسی والفتویٰ علی ذالك کذا فی المضمرات (عالمگیری کشوری.ط.ماجدیه ج۱ص۱۱۶.

مطابق دوسری مسجد والے کی تراویح درست نہ ہوگی۔ عالمگیری میں صراحت ہے حاشیہ پر حوالہ دیکھیں۔ ظفیر)
(۱) یہ درست نہیں فقط۔

تراویح آٹھ رکعت ہے یا بیس رکعت

(سوال ۱۸۵۸) تراویح کی آٹھ رکعت پڑھنی چاہئے یا بیس رکعت؟ مشرح ومدلل تحریر فرمائیے۔ اور فاتحہ خلف الامام و آمین بالجہر میں کیا حکم ہے، صاف تحریر فرماویں اور وتر کی تین رکعتیں کیا اس طرح ہیں کہ دو رکعت پر قعود اولیٰ ہے؟

(جواب) فتح القدیر میں ہے نعم یثبت العشرون من زمن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه فی المؤطا عن یزید بن رومان قال کان الناس یقومون فی زمن عمر بن الخطاب بثلاث وعشرین رکعة وروی البیهقی فی المعرفة عن السائب بن یزید قال کنا نقوم فی زمن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنه بعشرین رکعة والوترقال النووی فی الخلاصة اسناده صحیح وفی المؤطا باحدی عشرة رکعة وجمع بینهما بانه وقع اولاً ثم استقر الا مر علی العشرین فانه متوارث فتحصل من هذا کله ان قیام رمضان سنة احدی عشر رکعة بالوترفی فعله علیه الصلوٰة والسلام ترکه لعذر الخ فیکون سنة وکونها عشرین سنة الخلفاء الراشدین وقوله علیه الصلوٰة والسلام علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین ندب الی سنتهم (الی ان قال) فتکون العشرون مستحبا. الخ۔ (۲) اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ سنت خلفاء راشدین بیس رکعت تراویح ہے اور آنحضرت ﷺ نے سنت خلفاء راشدین کے اتباع کا حکم فرمایا ہے پس کہنا غیر مقلدین کا کہ بیس رکعت بدعت عمری ہے۔ جہالت ہے۔ حدیث۔ اور شامی میں ہے قوله وهی عشرون رکعة هو قول الجمهور وعلیه عمل الناس شرقا وغربا الغرض اس میں کچھ تامل نہیں ہے کہ کمامر عن فتح القدیر۔ پس حنفیہ کے لئے یہ دلیل کافی ہے۔ پس اگر بالفرض یہ بات ثابت ہو کہ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بیس رکعت تراویح کا ہونا صحیح حدیث سے ثابت نہیں تو حضرت عمرؓ کے زمانہ سے تو بالاتفاق صحیح طریق سے ثابت ہے اور سنت خلفائے راشدین خود واجب الاتباع ہے۔ پھر بیس رکعت کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے۔

الرای النجیح والحق الصریح نیز ایضاح الادلۃ مولوی سید اصغر حسین صاحب سے بذریعہ ویلو طلب فرمالیں۔ پہلے دونوں رسالوں میں تراویح کی پوری تحقیق ہے اور حق الامر ظاہر فرمادیا ہے اور ایضاح الادلہ مصنفہ حضرت مولانا محمود حسن صاحبؒ میں مسائل اختلاف رفع الیدین و فاتحہ خلف الامام و آمین بالجہر وغیرہ خوب تشریح کے ساتھ مذکور ہیں۔ احادیث صحیحہ سے مسائل امام صاحب ثابت کئے ہیں۔ غیر مقلد ان کے جوابات سے عاجز ہیں۔ کتب مذکورہ ضرور منگا کر مطالعہ فرمائیں، بندہ کو فرصت اول ان دلائل کے نقل کرنے کی نہیں اور کچھ لکھنا تحصیل حاصل ہے۔ بدون مطالعہ کتب مذکورہ غیر مقلدین کی دھوکہ دہی سے بیچارے مقلدین نجات نہ پاویں گے۔ تین

---

(۱) من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد متفق علیه (مشکوٰة ص ۲۷ ظفیر)
(۲) فتح القدیر بحث تراویح ج ۱ ص ۴۰۷. ۱۲ ظفیر.

وتروں میں درمیان قعدہ کا ثبوت ایسا بدیہی ہے کہ اس کا انکار اہل حق اور اہل دین کا کام نہیں۔ یہ جرات غیر مقلدین کو ہی ہے۔ صلاۃ اللیل مثنی مثنی فاذا خشی الصبح صلی واحدۃ فاوترلہ صلی حدیث صحیح ہے اس سے صاف ثابت ہے کہ بعد دو رکعت کے تشہد ہے۔ فتح القدیر میں ہے واخرج الحاکم قیل للحسن ان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان یسلم فی الرکعتین من الوتر فقال عمر کان افقہ منہ نہض بینھن فی الثانیۃ اس میں دو رکعت کے بعد نہوض مصرح ہے اور نہوض بعد بیٹھنے کے ہوتا ہے۔ نیز فتح القدیر میں ہے قال الطحاوی حدثنا ابو بکر حدثنا ابوداؤد حدثنا ابو خالد قال سالت ابا العالیۃ عن الوتر فقال علمنا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الوتر مثل صلوٰۃ المغرب ھذا وتر اللیل وھذا وتر النہار۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وتر مثل صلاۃ مغرب ہیں۔ فقط۔

تراویح میں تین بار قل ہو اللہ پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۸۵۹) در تراویح سہ بار قل ہو اللہ خواندن جائز است یا مکروہ؟

بعد ترویحہ مناجات و نوافل جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲/۱۸۶۰) در تراویح بعد ترویحہ مناجات و نوافل جائز است یانہ؟

(جواب) در ترویحہ سہ بار قل اللہ خواندن مکروہ نیست۔ (۲) البتہ لازم پنداشتن آں مکروہ خواہد شد۔ پس التزام آں نباشد۔ (۲) در تراویح بعد ہر ترویحہ دعا و مناجات و ذکر و تسبیح و تحلیل و درود شریف و نوافل ہمہ جائز است۔ (۳) فقط۔

تراویح چھوڑ دینے کا گناہ

(سوال ۱۸۶۱) تراویح قضا کرنے سے گناہ ہو گا یانہ؟

(جواب) ترک سنت کا گناہ اس کو ہو گا۔ (۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

تراویح کی رکعتوں میں اختلاف کا فیصلہ

(سوال ۱۸۶۲) فریق اول کہتا ہے کہ نماز رسول اللہ ﷺ کی رمضان و غیر رمضان میں گیارہ رکعت تھی جیسا کہ حدیث حضرت عائشہ سے ثابت ہے۔ تراویح وغیرہ سب اس میں داخل ہے۔ فریق ثانی کہتا ہے کہ تراویح علیحدہ نماز ہے وتر و تہجد نہیں اس لئے بیس رکعت پڑھنا چاہئے۔ اس میں حق بات کیا ہے؟

(جواب) گیارہ رکعت جو حضرت عائشہ صدیقہؓ کی حدیث میں آئی ہے وہ تہجد اور وتر کی نماز ہے جیسا غیر رمضان کا

---

(۱) فتح القدیر بحث تراویح باب الوتر ج ۱ ص ۳۷۲ و ج ۱ ص ۳۷۳۔ ۱۲ ظفیر۔

(۲) ولا یکرہ تکرار السورۃ فی رکعۃ اور کعتیں فی التطوع لان باب النفل واسع (الی قولہ) فدل علی جواز التکرار فی التطوع (غنیۃ المستملی ص ۳۴۳) وقراءۃ قل ہو اللہ احد ثلث مرات عند ختم القران لم یستحسنہا بعض المشائخ وقال الفقیہ ابو اللیث ہذا شئی استحسنہ اہل القران وائمۃ الامصار فلا باس بہ الا ان یکون الختم فی المکتوبۃ فلا یزید علی مرۃ (غنیۃ المستملی ص ۴۶۴) ظفیر۔ (۳) ثم ہم مخیرون فی حالۃ الجلوس ان شاء واسبحوا وان شاء واقعدوا ساکتین الخ (عالمگیری کشوری ص ۱ ص ۱۱۴۔ ط۔ ماجدیہ ج ۱ ص ۱۱۵) ظفیر۔

(۴) وہی سنۃ للرجال والنساء جمیعا ونفس التراویح سنۃ علی الاعیان (عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۱۱۴ ج ۱ ص ۱۱۶) ظفیر۔

لفظ اس کا قرینہ صاف موجود ہے کیونکہ غیر رمضان میں تراویح نہیں ہوتی۔ تراویح بیس رکعت ہیں اور اجماع صحابہ اس پر ہے۔ قال فی الدر المختار. قوله عشرون رکعة هو قول الجمهور وعمل الناس شرقا وغربا۔(۱) مؤطا امام مالکؒ میں یہ حدیث موجود ہے۔ حدثنا مالک عن یزید بن رومان انه قال کان الناس یقومون فی زمان عمر بن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه فی رمضان بثلث وعشرین رکعة .قوله بثلث وعشرین رکعة قال البیهقی والثلث هو الوتر ولا ینا فیه الروایة السابقة فانه وقع اولاً ثم استقرالا مر علی العشرین فروی البیهقی باسناد صحیح انهم یقومون فی عهد عمر بعشرین رکعة وفی عهد عثمان وعلی مثله۔ (۲) فقط۔

حدیث تراویح

(سوال ۱۸۶۳) حدیث ابن خزیمہ اور ابن حبان نے جس کو اپنی صحیحین میں بروایت عبداللہ بن جابر قال صلی بنا رسول الله صلی الله علیه وسلم فی شهر رمضان ثمان رکعات واوتر الحدیث نقل کیا ہے اور اگر وہ غیر مقلدین اس کو اپنی حجت گردانتے ہیں تو اس حدیث کی اسناد پورے پور پر مع جرح وقدح تحریر فرماویں۔

(جواب) صحیح ابن خزیمہ وابن حبان یہاں موجود نہیں جن میں ان کی سند کو دیکھا جائے اس روایت کی توجیہ علمائے محققین نے ذکر کی ہے وہ نقل کئے دیتا ہوں۔ فتح القدیر میں ہے قد منا فی باب النوافل عن ابی سلمة ابن عبدالرحمن سالت عائشة رضی الله تعالیٰ عنه کیف کانت صلوٰة رسول الله صلی الله علیه وسلم فی رمضان فقالت ماکان یزید فی رمصان ولافی غیره علی احدی عشرة رکعة الحدیث الی ان قال نعم ثبتت العشرون من زمن عمر رضی الله تعالیٰ عنه فی المؤطا عن یزید رومان قال کان الناس یقومون فی زمن عمر بن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه بثلاث وعشرین رکعة وروی البیهقی فی المعرفة عن السائب بن یزید قال کنا نقوم فی زمان عمر بن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه بعشرین رکعة والوتر قال النووی(۳) فی الخلاصة اسناده صحیح الخ پس معلوم ہوا کہ بیس رکعت تراویح سنت خلفاء راشدین ہے اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین لہذا ضروری ہے کہ سنت خلفاء راشدین کو معمول بہا کرنا چاہئے۔ فقط۔

اگر ایک حافظ ایک ہفتہ میں ایک مسجد میں قرآن تراویح میں ختم کرے دوسرے ہفتہ میں دوسری مسجد میں تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۸۶۴) بعض حافظ پانچ سات روز میں ایک مسجد میں قرآن شریف تراویح میں پورا ختم کر کے دوسری مسجد میں دوسرا ختم تراویح میں سناتے ہیں یہ درست ہے یا نہیں اور دوسری مسجد والوں کی تراویح ہو جاتی ہے یا نہیں؟ حافظ لوگ اور بعض عالم اس کو جائز بتلاتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ حافظ کو ایک ختم سنت ہے دوسرا ختم نفل

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوفل .ط.س.ج۲ص۴۵.
(۲) غنیة المستملی ص ۳۸۸. ۱۲ .(۳)فتح القدیر باب التراویح ص ۴۰۷. ۱۲ ظفیر.

ہے اور مقتدی کے واسطے ختم سنت ہے تو سنت والوں کی نماز نفل والے کے پیچھے کیسے ہوگی ؟ اس کی تحقیق فرمائیں۔

(جواب) ایک مسجد میں پانچ سات روز میں قرآن شریف ختم کر کے دوسری مسجد میں دوسرا ختم حافظوں کو کرنا درست ہے اور دوسری مسجد والوں کی تراویح صحیح ہیں کیونکہ تراویح کی نماز تمام رمضان شریف میں سنت مؤکدہ ہے پس دوسری مسجد میں جو حافظ نے تراویح پڑھائی وہ بھی سنت مؤکدہ ہوئی۔ اور مقتدیوں کی تراویح بھی سنت مؤکدہ ہوئی۔ لہٰذا دونوں کی نماز متحد ہوئی۔ علاوہ بریں نفل پڑھنے والے کے پیچھے سنت بھی ہو جاتی ہیں اور یہ شبہ کہ ختم قرآن شریف ایک بار سنت مؤکدہ ہے دوسرا اور تیسرا ختم نفل ہے ساقط ہے کیونکہ نماز امام کی سنت مؤکدہ ہے ختم کے سنت نہ ہونے سے وہ نماز سنت ہونے سے خارج نہیں ہوئی اور مقتدیوں کی نماز میں کچھ نقصان نہیں آیا لیکن افضل اور بہتر اس زمانہ میں یہ ہے کہ امام حافظ ایک ختم سے زیادہ تراویح میں نہ پڑھے تاکہ مقتدیوں کو گراں نہ ہو **كما في الدر المختار لكن الا ختيار الا فضل في زماننا قدر مالا يثقل عليهم وفي الشامي ومنهم من استحب الختم في ليلة السابع والعشرين رجاء ان ينا لو اليلة القدر الخ۔**(۱) فقط۔

تراویح میں بعض آیتیں سہواً چھوٹ جائیں اور امام دوسرے تیسرے دن پڑھ دے تو جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۸۶۵) تراویح میں امام کا بعض آیۃ سہواً چھوڑ دینا اور دوسرے تیسرے دن ان آیات کو متفرق طور سے یکے بعد دیگرے پڑھ دینا جائز ہے یا نہیں ؟ اور پورے ختم کا ثواب بلا کراہت ہوگا یا مع الکراہت۔ ایک عالم کہتے ہیں کہ پڑھنے والے اور سننے والے کو اگرچہ ثواب ختم کامل جائے گا مگر گناہ بھی ہوگا کیونکہ سورہ مائدہ کی آیتیں سورہ توبہ کے ساتھ پڑھی گئیں، یہ کہنا ان کا صحیح ہے یا غلط ؟

نابالغ کے پیچھے تراویح پڑھنے والا گناہگار ہے یا نہیں

(سوال ۱۸۶۶/۲) نابالغ حافظ کے پیچھے تراویح ہو جاتی ہے یا نہ، اگر کوئی باصرار پڑھے تو اس کو کچھ گناہ ہوگا یا نہیں ؟

(جواب) پورے ختم کا ثواب ہو جاوے گا اور جب کہ فراموشی سے ایسا ہوا ہے تو اس میں کچھ گناہ اور کراہت نہیں ہے۔(۲)

(۲) صحیح مذہب کے موافق نابالغ کے پیچھے نماز تراویح وغیرہ صحیح نہیں ہے۔ اور نماز نہیں ہوتی جو ایسا کرے گا اس کی نماز تراویح وغیرہ نہ ہوگی۔ ہکذا فی الدر المختار والشامی وغیرہما ! (۳) فقط۔

---

(۱) ردالمحتار ج ۱ ص ۶۶۲ ط.س. ج۲ ص۴۷ ۱۲ ظفیر.

(۲) واذا غلط في القراة في التراويح فترك سورة اواية وقراما بعد ها فالمستحب ان يقرا المتروكة ثم المقروة ليكون على الترتيب كذا في فتاوى قاضي خان (عالمگيرى مصرى ج ۱ ص ۱۱۰ ط.ما جديه ج۱ ص۱۱۸) ظفير

(۳) ولا يصح اقتداء رجل بامراة وخنثى وصبي مطلقا لو في جنازة ونفل على الا صح (درمختار) قوله ونفل على الا صح قال في الهدايه وفي التراويح والسنن المطلقة جوزه مشائخ ولم يجوزه مشائخنا ومنهم من حقق الخلاف في النفل المطلق بين ابى يوسف ومحمد والمختار انه لا يجوز في الصلوات كلها (ردالمحتار ج ۱ ص ۵۴۱ ط.ما جديه ۱ ص ۵۷۶) ظفير

حافظ کو آمدورفت کا کرایہ دینا اور کھانا کھلانا معاوضہ میں داخل ہے یا نہیں

(سوال ۱۸۶۷) ایک حافظ کو شعبان کے آخر میں بلایا گیا اور سب لوگوں نے چندہ کر کے آمدورفت کا کرایہ واقعی دیا اور تمام مہینہ رمضان شریف ان کو عمدہ کھلایا پلایا تو یہ صورت قرآن شریف سننے کی بلا عوض محسوب ہو گئی یا یہ صورت ناجائز ہے اور ان کو کچھ زائد اس کے عوض میں نہیں دیا جاتا اگر یہ صورت نہ کی جاوے تو وہ حافظ سناتے نہیں۔

(جواب) آمدورفت کا کرایہ دیکر حافظ کو باہر سے بلانا اور اس کا قرآن شریف بلا معاوضہ سننا جائز اور موجب ثواب ہے اور جب کہ وہ باہر سے آیا ہو اور بلایا ہو مہمان ہے تو اس کو عمدہ کھلانا جائز ہے اور ثواب ہے۔ فقط۔

چودہ برس کے لڑکے کے پیچھے تراویح درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۸۶۸) چودہ برس کے لڑکے کے پیچھے تراویح پڑھنا کیسا ہے۔

(جواب) چودہ برس عمر کے لڑکے کے پیچھے فرائض اور تراویح کچھ درست نہیں ہے۔ صحیح یہی ہے کہ جب تک لڑکا پورے پندرہ برس کا نہ ہو جاوے اس کے پیچھے تراویح نہ پڑھیں ہدایہ(۱) وشامی وغیرہ میں ایسا ہی لکھا ہے البتہ اگر چودہ برس کی عمر میں بلوغیت کے آثار پیدا ہو چکے ہوں اور وہ کہے کہ میں بالغ ہو چکا تو اس کے پیچھے درست ہو گی۔ ظفیر۔

تراویح میں امام وسامع کو برابر کھڑا کرنا کیسا ہے اور سامع کو اجرت دینا جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۸۶۹) تراویح میں اگر امام وسامع برابر میں کھڑے ہوں امام کو عذر سماعت ہو یا نہ ہو کیسا ہے اور سامع کو اجرت پر مقرر کرنا کیسا ہے۔

(جواب) اگر کچھ ضرورت ہو مثلاً یہ کہ امام کی سمجھ میں سامع کا بتلانا دور سے نہ آوے تو برابر کھڑا ہونا درست ہے اور بلا ضرورت اچھا نہیں ہے اور سامع کو اجرت پر مقرر کرنا بھی اچھا نہیں ہے بلکہ ناجائز ہے۔ کیونکہ قرآن شریف کے پڑھنے اور سننے پر اجرت لینا حرام ہے۔

حدیث تراویح کے متعلق سوال

(سوال ۱۸۷۰) عن السائب بن یزید ان عمر بن الخطاب جمع الناس فی رمضان علی ابی بن کعب وعلی تمیم الداری علی احدی وعشرین رکعة قال ابن عبدالبر هو محمول علی ان الواحدة الوتر۔ یہ حدیث آپ ﷺ نے بحوالہ عینی جلد دوم صفحہ نمبر ۳۵۷ تحریر فرمائی ہے۔ مہربانی فرما کر یہ بھی تحریر فرمادیں کہ کون سی عینی میں ہے عینی شرح ہدایہ میں یا عینی شرح بخاری اور کس چھاپہ کی صفحہ نمبر ۳۵۷ پر ہے اور کس مسئلہ کے بیان میں ہے۔

(جواب) عن السائب بن زید ان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن الخطاب جمع الناس فی رمضان علی ابی ابن کعب وعلی تمیم الداری علی احدی وعشرین رکعة الخ قال ابن عبد البر هو محمول علی ان الواحدة للوتر. عینی شرح هدایه جلد خامس کتاب صلوٰۃ التراویح ص ۱۹۱ مطبوعہ یوسفی میں یوں

---

(۱) ولا یجوز للرجال ان یقتد وابا مراة اوصبی الخ وفی التراویح والسنن المطلقه جوزه مشائخ بلخ ولم یجوز مشائخنا الخ والمختار انه لا یجوز فی الصلوٰت کلها لان نفل الصبی دون نفل البالغ الخ (هدایه باب الامامة ج ۱ ص ۱۱۱) ظفیر۔

نقل فرماتے ہیں قال عبدالبر فی شرح المؤطا روی غیر مالك فی هذ الحدیث احدوعشرون وهو الصحیح (فقط محمد ابراہیم مدرس مدرسہ ہذا)

تراویح سنت ہے یا واجب یا نفل

(سوال ۱۸۷۱) صلوٰۃ تراویح سنت مؤکدہ ہے یا واجب یا نفل۔

(جواب) قال فی الدر المختار التراویح سنة مؤکدة المواظبة الخلفاء الراشدین الخ وفی الشامی وکیف لا وقد ثبت عنه صلی الله علیه وسلم علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین عضوا علیها با النواجذ کما رواه ابو داؤد۔(۱) (پس معلوم ہوا کہ تراویح سنت مؤکدہ ہے۔ ظفیر)

کوئی بیس ۲۰ رکعت تراویح تسلیم کرے اور پھر کبھی تیرہ ۱۳ یا اکتالیس ۴۱ پڑھ لے تو گنہگار ہوگا یا نہیں

(سوال ۱۸۷۲) اگر کوئی شخص بیس رکعات تراویح کے سنت ہونے کا اعتقاد رکھتے ہوئے کبھی گیارہ، تیرہ، اکتالیس رکعتیں پڑھ ڈالے تو کیا گنہگار ہوگا نیز کیا اعداد مذکورہ احادیث میں آئی ہے۔

(جواب) تراویح بیس رکعت سنت مؤکدہ ہیں اس کا خلاف کرنے والا حنفیہ کے نزدیک تارک سنت ہے۔(۲) (اور سنت کے خلاف کرنا برا ہے۔(۳) اور اعداد مذکورہ حدیث میں آئے ہیں مگر حنفیہ کے نزدیک تمام احادیث پر پوری بصیرت کے ساتھ غور کرنے کے بعد یہی بیس ۲۰ راجح ہے اور حضرت عمرؓ کی تحریک سے اسی پر صحابہ کا اجماع ہوا۔ واللہ اعلم۔ ظفیر)

پوری تراویح ایک سلام سے

(سوال ۱۸۷۳) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں جو مرقوم ذیل ہے۔ زید کہتا ہے کہ بیس تراویح ایک تکبیر اور تسلیم واحد سے جائز ہیں اور بکر کہتا ہے کہ خلاف سنت اور مکروہ ہے اور دلیلیں دونوں کے پاس موجود ہیں۔

(جواب) اقول وباللہ التوفیق ۔ تراویح کے مسئلہ میں قول بکر کا حق ہے جیسا کہ درمختار میں ہے فعلها بتسلیمة فان قعد لکل شفع صحت بکراهة وفی الشامی ای صحت عن الکل وتکره ان تعمد وهذا هو الصحیح الخ شامی ج ۱ ص ۶۶۰۔

چھٹی ہوئی آیتوں کو تراویح میں کہاں دہرائے

(سوال ۱۸۷۴) ہمارے ملک میں حافظ عام طور سے جاہل ہیں وہ ایسا کرتے ہیں کہ تراویح میں قرآن شریف پڑھتے ہیں اور سہواً درمیان سے دو تین آیتیں چھوٹ گئیں یا ضمہ، فتحہ، کسرہ چھوٹ گیا تو دوسری رکعت یا دوگانہ

---

(۱) ردالمحتار باب الوتر والنوافل مبحث صلاة التراویح ج ۱ ص ۶۵۹. ط.س. ج۲ص۴۳. ۱۲ ظفیر.

(۲) وهی عشرون رکعة بعشر تسلیمات (درمختار) وهو قول الجمهور وعلیه عمل الناس شرقا وغربا (ردالمحتار .باب الوتر و النوافل مبحث صلاة التراویح ج ۱ ص ۶۶۰. ط.س. ج۲ص۴۵) ظفیر. (۳) ترك السنة لا یوجب فساد اولا سهوا بل اساء ة لو عامدا (درمختار) فتارکها یستوجب اساء ة ای التضلیل واللوم (ردالمحتار مطلب سنن الصلاة ج ۱ ص ۴۴۲. ط.س. ج۲ ص ۴۷۴) مت: سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ زید بیس رکعات بیک سلام کو جائز بلا کراہت کہتا ہے لیکن یہ کہنا درست نہیں ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ جائز مع الکراہت ہے۔ جمیل الرحمن۔

میں ان چھوٹی ہوئی آیتوں کو پھر پڑھتے ہیں لیکن جس دوگانہ میں یہ آیتیں چھوٹ گئی تھیں اس کا اعادہ نہیں کرتے دریافت طلب یہ امر ہے کہ آیات کے چھوٹ جانے سے تغیر معنی کے سبب فساد نماز لازم آتا ہے تو اعادہ نماز کا لازم ہے یا نہیں ؟ یا تغیر معنی کی خبر نہ ہونے کی وجہ سے اعادہ لازم نہیں آتا ؟

(جواب) اگر قراۃ کی غلطی کسی ایسے دوگانہ میں موقع پر آئی ہو جو فساد صلوٰۃ کا موجب ہو تو اس دوگانہ کا اعادہ ضروری ہے اور اگر ایسی غلطی ہے جو مفسد صلوٰۃ نہ ہو تو نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے بلکہ نماز ہو جاتی ہے۔ پس درمیان میں آیات کے چھوٹنے یا ضمہ فتح کسرہ کی غلطی کرنے میں بھی یہی حکم ہے۔ مثلاً چند آیات کے درمیان میں چھوٹ جانے سے تغیر معنی نہیں ہوا تو وہ دوگانہ صحیح ہو گیا۔ صرف ختم قرآن کے لئے دوسرے دوگانہ میں ان آیات کا اعادہ کر لیا جائے یہ کافی ہے۔ فقط (واذا غلط فی القرأة فی التراویح فترك سورةً واية ً وقراما بعد ها فالمستحب له ان یقرأالمتروکة ثم المقرواة لیکون علی الترتیب کذا فی قاضی خان واذا فسد الشفع وقد قرافیه لا یعتد بما قرا فیه ویعید القرأة لیحصل له الختم فی الصلوٰة الجائزة الخ فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۰ مصری)

تراویح سنانے کی اجرت

(سوال ۱۸۷۵) مردمان زید را برائے خواندن قرآن مجید در نماز تراویح دعوت نمودند و بعد ختم کردن زید سامعین چندہ کردہ قدرے معین فیما بینہم از سکہ انگریزی باو دادند و نیز این دادن در عرف مروج است الا آنکہ ہنگام دادن گفتند کہ این قابل شما نیست و نیت طرفین للہ بود۔ آیا زید را این روپیہ گرفتن درست است یا نہ ؟ و سامعین را دادن روا باشد یا نہ ؟

شبینہ

(سوال ۲/ ۱۸۷۶) ختم قرآن نمودن شریعت بیک شب کہ در عرف بہ ختم شبینہ شہرت دارد چیست ؟

(جواب) اصل این است کہ بر تلاوۃ قرآن شریف و ختم قرآن حمید اجرت و معاوضہ گرفتن حرام است و ثواب تالی و سامعین را باطل می کند کما فی الشامی کتا ب الا جارة قال تاج الشریعة فی شرح الهدایة ان القران بالاجرة لا یستحق الثواب لا للمیت ولا للقاری (الیٰ ان قال) والا خذ والمعطی اثمان الخ فاذا لم یکن للقاری ثواب لعدم النیة الصحیحة فاین یصل الثواب الی المستاجر الخ (۱) پس اگر در صورت مسئولہ حسب عرف و رواج کہ بمنزلہ شرط صریحی است اگر زید قاری را خیال و ارادہ اخذ مال از سامعین بود و لدادہ سامعین ہم بدادن مقدارے از مال بود در یں صورت موافق تصریح فقہاء ثواب قاری و سامعین باطل شد و سنت قرآن شریف ادا نہ شد۔ و اگر در نیت قاری و سامعین گرفتن و دادن روپیہ نہ بود بعد از ختم محض لوجہ اللہ و لابتغاء مرضات اللہ روپیہ بقاری دادند و او قبول کرد جائز خواہد شد فالعبرة لنیة القاری والسامعین۔ قال علیه الصلوٰة والسلام انما الا عمال بالنیات ولکل مری مانویٰ الحدیث (رواہ البخاری وغیرہ)

(۱) ردالمحتار کتاب الا جارة ج ۵ ص ۴۷ .ط.س ج۶ ص ۵۶ ۱۲ ظفیر.

(۲)در در مختار ودر رد المحتار گفتہ ویجتنب المنکرات ھذرمۃ القراۃ درمختار. قولہ ھذرمۃ بفتح الھاء وسکون الذال وفتح الراء سرعۃ الکلام والقرأۃ قاموس شامی ج ۱ ص ۶۳. ازیں عبارت معلوم شد کہ اگر در شبینہ سرعت قراۃ بحد ہذرمہ باشد مکروہ است کہ ہذرمہ قرأۃ از منکرات شمردہ اند۔ فقط۔

تنہا تراویح بآواز پڑھے یا آہستہ

(سوال ۱۸۷۷)مرد تراویح جماعت سے پڑھیں یا علیٰحدہ علیٰحدہ ؟ اگر تنہا پڑھیں تو بلند آواز سے یا آہستہ آہستہ ؟

عورتیں وتر کی جماعت کریں یا نہیں

(سوال ۱۸۷۸/۲)وتر کی جماعت عورتیں کریں یا نہیں ؟

سنت بعد تراویح شروع کریں

(سوال ۳/ ۱۸۷۹)رمضان شریف میں اگر تراویح شروع ہو گئیں تو دو سنت جو بعد فرض کے ہیں یہ پڑھ کر تراویح میں شریک ہو یا بعد میں پڑھے۔

ایک مسجد میں تراویح کی دوسری جماعت

(سوال ۱۸۸۰/۴)تراویح و وتر کی جماعت ہو گئی تو دوسری جماعت کریں یا نہیں ؟

(جواب)والجماعۃ فیھا سنۃ علی الکفایۃ (در مختار . باب التراویح) ویخیر المنفرد فی الجھران ادی (الی قولہ) کمتنفل باللیل منفرد ا ص ۵۵۶ (درمختار مخلصاً) فی فصل القراۃ۔ مرد جماعت سے پڑھیں اگر کوئی شخص جماعت سے جاوے اور تنہا پڑھے تو آہستہ پڑھے یا بلند آواز سے دونوں درست ہے مگر آواز سے بہتر ہے۔

(۲)وتر کی جماعت عورتیں نہ کریں (ویکرہ تحریما جماعۃ النساء ولو فی التراویح الخ (درمختار علی الشامی ج ۱ ص ۷۲۸)فقط۔

(۳)فرض اور سنت پڑھ کر تراویح میں شامل ہو۔ (وقتھا بعد صلاۃ العشاء قال الشامی ج ۱ ص ۶۵۹)

(۴)دوبارہ اس مسجد میں نہ کریں[ع] ۔ فقط (لوترك الجماعۃ فی الفرض لم یصلوا لتراویح جماعۃ (درمختار) جمیل الرحمن)

کیا ایک سلام سے بیس رکعت تراویح درست ہے

(سوال ۱۸۸۱)بست رکعت تراویح بیک سلام گذاردن جائز است یا نہ ؟

(جواب)بست رکعت تراویح بیک سلام مکروہ تحریمی است (فلو فعلھا بتسلیمۃ فان قعد لکل شفع صحت بکراھۃ والا نابت عن شفع واحد شامی ج ۱ ص ۶۶. جمیل الرحمن)

ع۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ ایک ہی مسجد میں تراویح کی متعدد جماعتوں کی وہی نوعیت لوٹ آتی ہے جس سے بچانے کے لئے خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق اعظمؓ نے متفرق طور پر پڑھنے والوں کو ایک امام کی اقتداء پر جمع فرمایا تھا، عن عبدالرحمن بن عبدالقادر قال خرجت مع عمر بن الخطاب لیلۃ فی رمضان الی المسجد فاذا لناس اوزاع متفرقون یصلی الرجل لنفسہ ویصلی الرجل بصلاتہ الرھط فقال عمرانی اری لو جمعت ھؤلاء علی قاری واحد لکان امثل ثم عزم مجمعھم علی ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبیری للحلبی رحمۃ اللہ علیہ ص ۳۸۳ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی مسجد میں متعدد جماعتوں کا سلسلہ حسب ارشاد فاروقی طریق امثل کے خلاف ہے وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین تمسکوابھا وعضوا علیھا بالنواجذ (مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی) جمیل الرحمن۔

فصل خامس
مسائل تہجد

جس کی نمازیں قضا ہوں وہ قضا ادا کرے یا تہجد، کون بہتر ہے

(سوال ۱۸۸۲) جس شخص کی نمازیں زیادہ قضاء ہوئی ہوں اس کو تہجد کے وقت یا دیگر اوقات مناسبہ میں نماز تہجد یا نوافل پڑھنی بہتر ہے یا قضائے عمری۔

(جواب) درمختار میں ہے۔ وقضاء الفرض والواجب والسنةفرض و واجب و سنة۔(۱) یعنی فرض کا قضا کرنا فرض اور واجب کا قضا کرنا واجب اور سنت کا سنت ہے حاصل یہ کہ قضا عمری واقعی کی ادائیگی میں سستی اور کاہلی اور تاخیر اچھی نہیں ہے۔ جہاں تک ہوسکے اور جب وقت ملے فرائض اور وتر کی قضا نماز ادا کی جاوے تو بہتر ہے۔(۲) لیکن صلوٰۃ تہجد جس کی قرآن شریف اور احادیث شریف میں بہت فضیلت آئی ہے چنانچہ صحیح مسلم میں ہے افضل الصلوٰۃ بعد الفریضة صلوٰۃ اللیل (۳) یعنی صلوٰۃ فرائض کے بعد نماز تہجد کی افضل ہے۔ پس اس فضیلت کا اقتضاء تو یہی ہے کہ اس کو ہرگز نہ چھوڑا جاوے۔ اور یہ فضیلت بغیر نوافل قضا نمازوں کے اس وقت پڑھنے سے حاصل نہیں۔ قال فی ردالمحتار. ان التهجد لا يحصل الا بالتطوع فلو نام بعد صلاة العشاء ثم قام فصلى فوائت لا يسمى تهجداً (۴) (ص ۵۰۵) یعنی تہجد نام ہے بعد صلاۃ عشاء آخر رات میں اٹھ کر نوافل پڑھنے کا پس اگر کوئی شخص اس وقت بجائے نفل اپنی دن کی نماز قضا کو پڑھے تو اس کا نام تہجد نہ ہوگا یعنی وہ ثواب جو نماز تہجد کا ہے وہ اس سے حاصل نہیں ہوتا پس ایسی صورت میں اگر زیادہ نہ ہوسکے تو کم از کم دو رکعت پڑھ لیا کریں اور یہ صلوٰۃ تہجد کا کمتر درجہ ہے۔ قال فی ردالمحتار واقل التهجد ركعتان واوسطه اربعة واكثره ثمان (۵) ص ۵۰۵ فقط۔

تہجد میں مختلف دعائیں کب پڑھی جائیں

(سوال ۱۸۸۳) احادیث میں ادعیہ مختلفہ تہجد میں وارد ہیں وہ بعد ثناء ہیں یا تکبیر تحریمہ سے پیشتر۔

(جواب) وہ ادعیہ تکبیر تحریمہ سے پیشتر پڑھنی چاہئے۔(۶) فقط

تہجد بعد عشاء قبل از وتر پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۸۸۴) جو شخص پچھلی رات میں تہجد پڑھنے پر قادر نہ ہو تو وہ بعد عشاء قبل از وتر نوافل پڑھ لے یا بعد از وتر پڑھے۔

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب قصاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸۰. ط.س. ج۲ص۶۶. ۱۲ ظفیر.
(۲) وجميع اوقات العمر وقت للقضاء الاالثلا ثة المنهية (در مختار) وهى الطلوع والاستواء والغروب (ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸۰. ط.س. ج۲ص۶۶) ظفیر.
(۳) مشکوٰۃ میں مسند احمد سے یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ منقول ہے افضل الصلوٰة بعد المفروضة صلوٰة فى جوف الليل رواه احمد (مشكوٰة باب التحريض فى قيام الليل ص ۱۱۰) اور ان مذکورہ الفاظ کے ساتھ کے لئے دیکھئے ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص۶۶۰. ۱۲ ظفیر. (۴) ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فى صلاة الليل ج ۱ ص ۶۴۱. ط.س. ج۲ص۲۴. ۱۲ ظفیر. (۵) ایضاً. ط.س. ج۲ص۲۴. ۱۲ ظفیر.
(۶) عن ابن عباس قال كان النبى صلى الله عليه وسلم اذا قام من الليل بتهجد قال اللهم لك الحمد انت قيم السموات الخ متفق عليه وعن عائشة قالت كان النبى صلى الله عليه وسلم اذا قام من الليل افتتح صلاته فقال اللهم رب جبريل الخ (مشكوٰة باب ما يقول اذا قام من الليل ص ۱۰۸) ظفیر.

(جواب) حدیث طبرانی کے الفاظ یہ ہیں وما کان بعد صلوٰۃ العشاء فھو من اللیل۔(۱) یہ روایت نوافل قبل الوتر اور بعد الوتر دونوں کو شامل ہے۔ لیکن بہتر قبل از وتر ہے۔ فقط۔

تہجد کی رکعتیں اور قرات

(سوال ۱۸۸۵) زید نماز تہجد بقرأۃ طویل اسطرح سے پڑھتا ہے کہ گاہے ایک پارہ، گاہے دوپارہ، گاہے سہ پارہ ایک رکعت میں پڑھ لیتا ہے باقی تین رکعات میں مختصر سی سورتیں پڑھ کر ختم کرتا ہے یہ کیسا ہے۔

(جواب) نماز تہجد آٹھ رکعت افضل ہے اور بہتر یہ ہے کہ قرأۃ جملہ رکعات میں قریب قریب برابر رکھے اور جائز یہ بھی ہے جو صورت سوال میں مذکور ہے،(۲) فقط۔

تہجد میں ہر رکعت میں سورہ اخلاص ضروری نہیں ہے

(سوال ۱۸۸۶) تہجد کی نماز میں سورہ اخلاص کا ملانا ہر مرتبہ فرض ہے یا نہیں۔

(جواب) جائز ہے مگر کچھ ضروری نہیں ہے۔ فقط۔

تہجد میں قرات جہری

(سوال ۱۸۸۷) تہجد کی نفلوں میں قرآن شریف پکار کر پڑھ سکتے ہیں یا نہیں ؟

(جواب) جائز و مستحب ہے۔(۳) فقط۔

تہجد میں چھوٹی اور لمبی سورت کی قرات

(سوال ۱۸۸۸) تہجد کے نوافل میں جو سورہ اخلاص پڑھی جاتی ہے اول رکعت میں ۱۲ مرتبہ دوسری میں گیارہ دفعہ سلسلہ وار گھٹتی ہے تو ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورہ مزمل کا پڑھنے والا اعلی رہے گا یا سورہ اخلاص ترتیب مذکور کا۔

(جواب) فرضوں میں تکرار سورۃ کو مکروہ لکھتے ہیں اور نوافل میں درست ہے لہذا سورہ اخلاص کا مکرر پڑھنا تہجد میں درست ہے (۴) لیکن اگر بڑی بڑی سورتیں مثل سورہ یسین و سورہ مزمل وغیرہ کے پڑھے تو یہ اولیٰ ہے اور اس میں ثواب زیادہ ہوگا۔(۵) فقط۔

---

(۱) ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی صلوٰۃ اللیل ج ۱ ص ۶٤۰ . ط.س. ج۲ ص ۲٤) اس حدیث کو نقل کر کے علامہ شامیؒ نقل کرتے ہیں وھذا یفید ان ھذہ السنة تحصل بالتنفل بعد صلوٰۃ العشاء قبل النوم (ایضاً). ط.س. ج۲ ص ۲٤ ظفیر.

(۲) واقلھا علی ما فی الجوھرۃ ثمان ولو جعله اثلاثا فالا وسط افضل ولو انصافا فالا خیر افضل (الدر المختار) قید بقوله عملی ما فی الجوھرۃ لا نه فی الحاوی القدسی قال یصلی ما سھل علیه ولو رکعتین وسنة فیھا ثمان رکعات باربع تسلیمات (ردالمحتار باب الوتر و النوافل مطلب فی صلاۃ اللیل ج ۱ ص ٦٤۱ . ط.س. ج۲ ص ۲۵) ومن التعلیل ان المنفرد یسوی بین الرکعتین فی الجمیع اتفاقا شرح المنیة (ردالمحتار فصل فی القرأۃ ج۱ ص ۵۰۵ . ط.س. ج۱ ص ۵٤۲) ظفیر.

(۳) ویخیر المنفرد فی الجھر الخ کمتنفل باللیل منفرد افلوام جھر (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی القراۃ ج ۱ ص ٤۹۸ . ط.س. ج۱ ص ۵۳۳) ظفیر.

(٤) لا باس ان یقرأ سورۃ ویعیدھا فی الثانیة الخ ولا یکرہ فی النفل شئی من ذالك (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی القراۃ ج۱ ص ۵۱۰ . ط.س. ج۱ ص ۵٤٦) ظفیر. (۵) وعن عبدالله بن عمرو بن العاص قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من قام بعشر ایات لم یکتب من الغافلین ومن قام بمأته اية کتب من القانتین ومن قام بالف اية کتب من المقنطرین رواہ ابو داؤد (مشکوٰۃ باب صلوٰۃ اللیل ص ۱۰۷) ظفیر.

وقت تہجد

(سوال ۱۸۸۹) تہجد کا وقت کب تک رہتا ہے۔

(جواب) تہجد کا وقت صبح صادق سے پہلے پہلے رہتا ہے۔(۱) فقط۔

تہجد کی کتنی رکعتیں افضل ہیں

(سوال ۱۸۹۰) احادیث میں نماز تہجد آنحضرت ﷺ سے زائد سے زائد دس رکعت ثابت ہے اور مع وتر گاہ تیرہ رکعت گاہ گیارہ رکعت گاہ نو رکعت گاہ سات رکعت (مشکوٰۃ شریف) جو شخص تہجد پڑھے وہ بغرض اتباع اسی طرح پڑھے یا مقرر کرلے۔

(جواب) اکثر چونکہ آنحضرت ﷺ نے آٹھ رکعت تہجد پڑھی ہیں اور تین وتر، اس لئے فقہاء حنفیہ نے آٹھ رکعت پر مواظبت کو مستحب فرمایا اور اگر گنجائش نہ ہو تو دو یا چار رکعت بھی کافی ہیں۔ والتفصیل فی الشامی۔(۲) فقط۔

تہجد کی نماز اندھیرے میں

(سوال ۱۸۹۱) تہجد کی نماز اندھیرے میں ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) ہو سکتی ہے۔(۳) فقط۔

عشاء بعد فوراً تہجد پڑھی جا سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۸۹۲) اگر کوئی شخص کسی مجبوری کی وجہ سے یہ خیال کر کے کہ میری آنکھ تہجد کے وقت نہیں کھلے گی اور عشاء کی نماز کے بعد تہجد کی نماز ادا کرلے تو ادا ہو جائے گی یا نہیں۔

(جواب) ایک حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز عشاء کے بعد جو نوافل پڑھے جائیں گے وہ نماز تہجد میں شمار ہوں گے اور ثواب تہجد کا اس سے حاصل ہو جاوے گا۔ جیسا کہ شامی میں حدیث طبرانی نقل کی ہے وروی الطبرانی مرفوعاً لا بد من صلوٰۃ بلیل ولو حلب شاۃ وما کان بعد صلوٰۃ العشاء فھو من اللیل وھذا یفید ان ھذہ السنۃ تحصل بالتنفل بعد صلوٰۃ العشاء قبل النوم الخ(۴) فقط۔

تہجد کی رکعتیں کس قدر لمبی ہوں

(سوال ۱۸۹۳) حدیث شریف میں ہے ثم صلی رکعتین طویلتین الخ ثم صلی رکعتین وھما دون اللتین قبلھما الحدیث دوگانہ اول مابعد سے کس قدر طویل تھا۔ مثلاً ایک شخص تہجد میں دوپارہ پڑھنا چاہتا ہے ہر دوگانہ میں کس قدر پڑھے۔

---

(۱) وصلاۃ اللیل الخ لو جعلہ اثلاث فالا وسط افضل ولو انصافا فالا خیر افضل (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی صلاۃ اللیل ج ۱ ص ۶۴۰. ط.س. ج۲ ص ۲۴) عن عائشۃ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فیما بین ان یفرغ من صلوٰۃ العشاء الی الفجر احدی عشرۃ رکعۃ (مشکوٰۃ باب صلوٰۃ اللیل ص ۱۰۵ فصل اول) ظفیر. (۲) وصلاۃ اللیل واقلھا علی ما فی الجوھرۃ ثمان (در مختار) قید بقولہ علی مافی الجوھرۃ لا نہ فی الحاوی القدسی قال یصلی ما سھل علیہ ولو رکعتین والسنۃ فیھا ثمان رکعات باربع تسلیمات (ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی صلوٰۃ اللیل ج ۱ ص ۶۴۱. ط.س. ج۲ ص ۲۵) ظفیر.

(۳) نماز کے لئے روشنی ضروری نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ اندھیرے میں بھی نماز پڑھا کرتے تھے ۱۲ ظفیر.

(۴) ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی صلوٰۃ اللیل ج ۱ ص ۶۴۰. ط.س. ج۲ ص ۲۴. ۱۲ ظفیر.

آنحضرت کے قدم کا تورم

(سوال ۱۸۹٤/۲) حدیث میں ہے کہ قیام کیا آنحضرت ﷺ نے حتی تورمت قدماہ الحدیث جب کہ تعداد تہجد آٹھ رکعت تھی تو قدر قراۃ کس قدر تھی کہ پاؤ مبارک پر ورم ہو جاتا تھا۔

قرأۃ فی التہجد کی مقدار صحابہ میں

(سوال ۱۸۹۵/۳) قرأۃ تہجد صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم آثار سے کس قدر ثابت ہے۔

بعد تکبیر تحریمہ دعائیں

(سوال ۱۸۹٦/٤) چند ادعیہ احادیث میں منقول ہیں کہ بعد تکبیر تحریمہ آنحضرت ﷺ پڑھا کرتے تھے مثلاً انی وجهت وجهى الخ عند الاحناف قبل از تکبیر تحریمہ پڑھیں یا بعد میں۔

تہجد کے موقع پر پہلے دو ہلکی رکعتیں تہجد کی ہوتی تھی یا تحیۃ الوضوء کی

(سوال ۱۸۹۷/ ۵) اول دوگانہ تہجد حضور جو خفیفتین لکھا یہ تحیۃ الوضوء میں ہے یا کیا۔

یہ دعا کہاں پڑھی جائے

(سوال ۱۸۹۸/٦) دعاء اللهم اجعل فى قلبى نور اًالخ منقول ہے یہ دعا بعد تہجد پڑھیں یا اول یا بعد سنت فجر۔

یہ دعا کھڑے ہو کر پڑھی جائے یا بیٹھ کر

(سوال ۱۸۹۹/۷) عن ابن عباس قال كان النبى صلى الله عليه وسلم اذا قام من الليل يتهجد اللهم لك الحمد الخ یہ دعا کھڑے ہو کر پڑھے یا بیٹھ کر۔

آنحضرت ﷺ کی موافقت کی نیت سے تہجد کبھی کم کبھی زیادہ پڑھی جائیں یا نہیں

(سوال ۱۹۰۰/۸) جو شخص تہجد مطابق آنحضرت ﷺ پڑھنا چاہے تو گاہ دس رکعت گاہ آٹھ رکعت گاہ چھ گاہ چار پڑھے یا روزمرہ آٹھ رکعت پڑھے۔

وقت تہجد

(سوال ۱۹۰۱/۹) وقت تہجد متوسط کون سا ہے۔

(جواب)(۱،۲) کبھی آنحضرت ﷺ تہجد کی رکعات کو بہت طویل فرماتے تھے۔ کئی کئی پارے ایک رکعت میں پڑھتے تھے۔(۱) یہی وجہ ورم قدمین مبارکین کی تھی۔ اب اگر کسی کو دو پارے آٹھ رکعت میں پڑھنے ہوں تو اختیار ہے خواہ پاؤ پاؤ ایک ایک رکعت میں پڑھے یا پہلی رکعتوں میں کچھ زیادہ پڑھے اور پچھلی رکعتوں میں کم پڑھے سب

---

(۱) عن حذيفة انه راى النبى صلى الله عليه وسلم يصلى من الليل وكان يقول الله اكبر ثلثآ ذوالملكوت والجبروت والكبرياء والعظمة ثم استفتح فقرأ البقرة ثم ركع فكان ركوعه نحوامن قيامه فكان يقول فى ركوعه سبحان ربى العظيم ثم رفع راسه من الركوع فكان قيامه نحوا من ركوعه يقول لربى الحمد فكان سجوده نحوا من قيامه فكان يقول فى سجوده سبحان ربى الاعلىٰ ثم رفع راسه وكان يقعد فيما بين السجد تين نحوا من سجوده وكان يقول رب اغفرلى رب اغفرلى فصلى اربع ركعات قرأفيهن البقرة وال عمران والنساء والمائدة اوالا نعام شك شعبة رواه ابو داؤد (مشكوٰة باب صلوٰة الليل فصل ثانى ص ۱۰٦) اس حدیث سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ تہجد میں قرات کس قدر لمبی ہوتی تھی کہ ازبقرہ تا مائدہ پڑھ جاتے تھے۔ والله اعلم . محمد ظفير الدين . جعله الله من الصالحين.

جائز اور سنت ہے۔

(۳) کچھ تحدید اس میں منقول نہیں ہے۔(۱)

(۴) قبل از تکبیر تحریمہ۔(۲)

(۵) یہ بھی احتمال ہے۔(۳)

(۶) جس وقت پڑھ لے بہتر ہے۔

(۷) جس وقت اٹھے اس وقت پڑھ لے۔

(۸) اکثر عادت آنحضرت ﷺ کی آٹھ رکعت پڑھنے کی تھی باقی حسب موقع کم وبیش بھی پڑھتے تھے۔

(۹) آخر شب افضل ہے۔ فقط۔

نماز تہجد کی رکعتیں

(سوال ۱۹۰۲) نماز تہجد کی رکعتوں کی ابتدائی اور انتہائی حد کہاں تک ہے۔

ترک تہجد کا نقصان کیا ہے

(سوال ۱۹۰۳/۲) نماز تہجد کو شروع کرنے اور سستی کے سبب سے دو چار روز ترک کرنے سے کوئی نقصان مالی وجسمی ہوگا یا نہ ہوگا؟

نماز تہجد کس طرح ادا کی جائے

(سوال ۱۹۰٤/۳) نماز تہجد کے ادا کرنے کی کیا ترکیب ہے یعنی اس کے واسطے کوئی خاص دعا ہے؟ اور کوئی خاص خاص سورت مقرر ہیں؟ ہم کلام مجید میں سے جو سورتیں چاہیں پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

نماز اشراق وغیرہ

(سوال ۱۹۰۵/٤) نماز اشراق ونماز چاشت ونماز اوابین ان سب نمازوں کی نیت اور ترتیب سے بھی مطلع فرمائیے گا۔

(جواب)(۱) کم از کم چار رکعت اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت تہجد میں مسنون ہیں اور شامی میں لکھا ہے کہ اگر

....

(۱)وصلاۃ اللیل اقلها علی فی الجوهرة ثمان ولو جعله اثلاثا فالا وسط افضل ولو انصافا فالا خیر افضل (درمختار) و جعله اثلاثا الخ ای لواراد ان یقوم ثلثه وینام ثلثیه فالثلث الا وسط افضل من طرفیه لان الغفلة فیه اتم والعبادة فیه اثقل واراد ان یقوم نصفه وینام نصفه فقیام نصفه الا خیر افضل الخ (ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب صلاۃ اللیل ج ۱ ص ٦٤١ و ج ۱ ص ٦٤٢ .ط.س. ج۲ص۲۵) قرآن پاک میں ہے یا یها المزمل قم اللیل الا قلیلا نصفه او انقص منه قلیلا اوزد علیه ورتل القران ترتیلا . پھر اخیر سورہ میں ہے ان ربك یعلم انك تقوم ادنی من ثلثی اللیل او نصفه او ثلثه (مزمل . ۱ . ۲) ان آیات سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کا قیام نماز تہجد میں لمبا ہوا کرتا تھا۔ نصف رات یا دو ثلث یا ایک ثلث جو مسلسل نماز میں کھڑا رہے اور یہی اس کا روزانہ معمول ہو تو پھر "حتی تورمت قدماه" پر کیا اشکال باقی رہ جاتا ہے اور جب قیام لمبا ہوتا تھا تو کھلی بات ہے کہ قرات بھی لمبی ہوتی ہوگی اور یہی بات تھی بھی۔ چنانچہ قرآن نے اعلان کیا "علم ان سیکون منکم مرضی واخرون یضربون فی الا رض یبتغون من فضل الله واخرون یقاتلون فی سبیل الله فاقرؤا ما تیسر من القران (مزمل . ۲) یعنی اتنی قرات کی جائے جو سهل هو والله اعلم.

(۲)وعن ابی یوسف انه یضم الیه قوله انی وجهت الی اخره الخ وما رواه محمول علی التهجد الخ والا ولی ان یاتی بالتوجه قبل التکبیر (هدایه باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۹٦) ظفیر. (۳)عن زید بن خالد الجهنی انه قال لارمقن صلوٰة رسول الله صلی الله علیه وسلم فصلی رکعتین خفیفتین ثم رکعتین طویلتین الخ مشکوٰة باب صلوٰة اللیل ص ۱۰٦) ظفیر.

صرف دو رکعت بھی پڑھ لے تو ثواب تہجد کا حاصل ہو جائے گا(۱) فقط۔

(۲) تہجد شروع کر کے چھوڑنے سے مالی نقصان کچھ نہیں ہوتا اور شرعاً گنہگار بھی نہیں ہوتا لیکن بلا عذر ایسا کرنا مذموم ہے اور نقصان دینی روحانی اس سے حاصل ہوتا ہے اور نقصان جسمانی یہ ہے کہ تیزی و چالاکی جاتی رہتی ہے اور سستی بڑھ جاتی ہے۔(۲)

(۳) تہجد کے لئے خصوصیت کسی سورۃ کی شرعاً نہیں ہے۔ بعض بزرگوں نے جو سورتیں بتلائی یا لکھی ہیں وہ ہرگز لازمی و ضروری نہیں، یاد ہوں تو مضائقہ نہیں۔

(۴) اوابین واشراق و چاشت سب میں صرف نفل نماز کی نیت کر لینا کافی ہے کسی خاص نماز اور وقت کا نام لینا کچھ ضروری نہیں(۳) اور عوام اور ناواقفوں کو لمبی لمبی نیت بتلا کر پریشان کرنا جہالت ہے اور جون سی سورت چاہے پڑھے۔ کتبہ اصغر حسین عفی عنہ الجواب صحیح مہر۔

تہجد کی آٹھ رکعتیں ہیں یا بارہ

(سوال ۱۹۰۶) ایک شخص نے ایک مولوی سے دریافت کیا کہ جناب تہجد کی نماز کی کے رکعات ہیں اور ترتیب اس کی کیا ہے۔ مولوی صاحب نے جواب دیا کہ تہجد کی نماز آٹھ رکعت ہیں۔ اس پر سائل نے کہا کہ بعض کتب میں بارہ رکعات لکھی ہیں اور علماء بھی بارہ رکعت کے قائل ہیں۔ اس پر مولوی صاحب نے یہ کہا کہ یہ لوگ جاہل ہیں اور وہ سب کتابیں غلط ہیں اور تم اسلام سے خارج ہو آیا تہجد کی نماز بارہ رکعت حدیث سے ثابت ہے یا نہیں بارہ رکعت کی مجوزین کو جہلاء کہنا درست ہے یا نہیں اور سائل کو خارج از اسلام کہنا جائز ہے یا نہیں۔ بر تقدیر عدم جواز کلمہ خارج از اسلام (کافر) کا مصداق کون بنے گا اور یہ کلمہ کس پر عائد ہوگا اور اس مولوی کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں اور وتر کی نماز ایک رکعت ثابت ہے یا نہیں اور حدیث عائشہؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یوتر مانقص من سبع ولاباکثر من ثلث عشرۃ رواہ ابو داؤد سے جو بعض وتر کو ایک رکعت اور تہجد کو بارہ رکعت ثابت کرتے ہیں یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) تہجد کے بارہ میں روایات مختلف ہیں کم سے کم دو اور چار اور زیادہ سے زیادہ بارہ تک وارد ہوئی ہیں لیکن اکثری طور سے نماز تہجد آنحضرت ﷺ کی آٹھ رکعت تھی اسی بناء پر فقہاء حنفیہ نے فرمایا ہے کہ تہجد میں سنت آٹھ رکعات ہیں۔ درمختار میں ہے واقلها علی ما فی الجوهرة ثمان الخ قال فی ردالمحتار فی الحاوی القدسی قال یصلی ما یسهل علیه ولو رکعتین

---

(۱) قال فی الشامی اقول فیبقی القول بان اقل التهجد رکعتان الخ ایضاً فی رسائل الارکان لبحر العلوم مولانا عبدالعلی رحمة الله علیه علی ص ۱۳۵ .ط.س.ج۲ص۲۵ تحت حدیث المسلم عن ابن عبدالله قال زعم البعض ان هذا نوع اخر لصلوٰته علیه السلام ان صلوٰة اللیل اِثناء عشر رکعة والوترالخ.ط.س.ج۲ص۲۵ .(۲)وایضاً فی الشامی ذکر فی الحلیه ایضاً ما حاصله انه یکره ترک تهجد اعتاده بلا عذر لقوله صلی الله علیه وسلم لا بن عمر یا عبدالله یا عبدالله لا تکن مثل فلان کان یقوم اللیل ثم ترکه متفق علیه.شامی ج۱ ص ۷۱۶ و ص ۷۱۷ .ط.س.ج۲ص۲۵ .(۳)وفی الکبیری المصلی اذا کان متنفلاً سواء کان ذلک النفل سنةً مؤکدة او غیر ها یکفیه نیة مطلق الصلوٰة ولا بشرط تعین ذلک النفل الخ کبیری ص ۲٤۵. جمیل الرحمن.

والسنة فيها ثمان ركعات باربع تسليمات وهذا بناء على ان اقل تهجده صلى الله عليه وسلم كان ركعتين وان منتهاه كان ثمان ركعات اخذ مما فى المبسوط السرخسى الخ.(۱)اور حضرت قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ مالا بد منہ میں فرماتے ہیں۔ ونماز تہجد از چار رکعت کمتر نیامدہ واز دوازدہ رکعت زیادہ ہم بہ ثبوت نہ پیوستہ الخ(۲) پس تتبع حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بارہ رکعت تک تہجد میں ثابت ہیں اور اکثر آٹھ رکعت ہیں، پس انکار کرنا بارہ رکعت کا خود جہل اس قائل کا ہے اور پھر اس پر تکفیر سائل وغیرہ کی کرنا دوسری جہالت ہے اور معصیت سخت ہے کہ خوف کفر ہے۔ حدیث شیخین میں ہے ايما رجل قال لا خيه كافر فقد باء بها احدهما رواه الشيخين عن ابن عمر مرفوعاً (۳)اور ہر چند کہ تکفیر قائل میں احتیاط کی جاوے گی بوجہ احتمال تاویل کے لیکن فسق میں اس کے کچھ کلام نہیں ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے الا ان یتوب، اور وتر میں تین رکعت سے کم نہیں ہے، یہی صحیح اور راجح ہے اور یہی مذہب حنفیہ کا ہے اور جن روایات میں ایک رکعت وتر کی وارد ہے اس کی تاویل کی گئی ہے كما هو المعروف عند العلماء . روایت ترمذی، ابوداؤد، نسائی میں ہے سالتا عائشة باى شئى كان يوتر رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت كان يقرا فى الاولىٰ بسبح اسم ربك الا علىٰ وفى الثانية بقل يا يها الكفرون وفى الثالثة بقل هو الله احد والمعوذتين۔(۴)اور بعض روایات میں معوذتین مذکور نہیں ہے اور عدم جواز ایتار بواحدہ کے دلائل شرح منیہ وغیرہ میں مبسوط ہیں۔ نہی عن التبیرا متعدد طرق سے ثابت ہے۔ زیادہ بسط کی اس موقعہ پر گنجائش نہیں ہے۔ فقط۔

صلوٰۃ تہجد کا وقت

(سوال ۱۹۰۷)صلوٰۃ تہجد کا وقت بعد نصف شب کے ہے یا پہلے جیسا کہ آیت اوا نقص منه قليلا اوزدعليه الخ سے معلوم ہوتا ہے یا دونوں وقتوں میں جائز ہے۔ بر تقدیر جواز اولویت کس کو ہے۔

(جواب)بعد عشاء کے جو نوافل پڑھے وہ صلوٰۃ اللیل ہے اور تہجد میں داخل ہے كما فى الشامى وما كان بعد صلوٰة العشاء فهو من الليل وهو يفيد ان هذه السنة تحصل بالتنفل بعد العشاء قبل النوم الخ قلت قد صرح بذلك فى الحلية الخ (۵)اور افضل وقت تہجد کا آخیر شب ہے جیسا کہ احایث میں وارد ہے۔ فقط

تہجد کی قضا

(سوال ۱۹۰۸)اگر تہجد کی نماز قضا ہو جائے تو اس کی قضا پڑھنی بارہ بجے سے پہلے درست ہے یا نہیں۔

(جواب) تہجد کی نماز کی قضا نہیں ہے لیکن دوپہر سے پہلے پڑھ لینا اچھا ہے۔(۶) فقط۔

---

(۱)ردالمحتار .باب الوتر والنوافل مطلب فى صلوٰة الليل ج ۱ ص ۶۴۰ و ج ۱ ص ۶۴۱.ط.س.ج۲ص۲۵. ۱۲ ظفير.(۲)مالا بد منه مطبوعه كتب خانه رحيميه فصل نوافل ص ۶۸. ۱۲ ظفير.(۳) مشكوٰب باب حفظ اللسان والغيبة والشتم فصل اول ص ۴۱۱. ۱۲ ظفير.(۴)مشكوٰة باب الوتر ص ۱۱۲.۱۲ ظفير.(۵)ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فى صلوٰة الليل ج ۱ ص ۶۴۰.ط.س.ج۲ص۲۴.۱۲ ظفير.(۶)وعن عمر قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من نام عن حزبه او عن شئى منه فقراه فيما بين صلوٰة الفجر وصلوٰة الظهر كتب له كانما قرا من الليل رواه مسلم (مشكوٰة باب القصد فى العمل ص ۱۱۰) ظفير.

نماز تہجد جماعت سے پڑھی جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۹۰۹) اگر نماز تہجد بعد نماز فرض عشاء مابین سنت و وتر ادا کرے بارہ رکعت یا ۸ یا ۱۰ یا ۶ یا چار اور اکثر آدمی شوقین نماز تہجد ہوں تو اگر اس نماز کو جماعت سے ادا کرے یا اخیر شب میں جماعت سے پڑھ لے تو کچھ حرج یا گناہ تو نہیں۔ سنا گیا ہے معتبر ذرائع سے کہ جناب مولانا گنگوہیؒ نے کہیں لکھا ہے کہ اس نماز کو جماعت سے پڑھ لے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ مستحبات سے ہے۔

(جواب) معین احادیث سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعد نماز عشاء قبل النوم اگر نوافل تہجد پڑھ لی جائیں تو ثواب تہجد کا حاصل ہوتا ہے۔ **وهذا يفيد ان هذه السنة تحصل بالتنفل بعد صلوٰة العشاء قبل النوم**(۱) اور جماعت سے ادا کرنا تہجد کا مکروہ ہے اگر بتداعی ہو، درمختار میں ہے **ای یکره ذلك لو على سبيل التداعى بان يقتدى اربعة بواحدا لخ**۔(۲) اور حضرت مولانا گنگوہیؒ جماعت تہجد کے جواز کو صحیح نہیں کہتے، حضرت مولانا اس سے منع فرماتے تھے (شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ اسے جائز کہتے تھے۔ مگر صرف رمضان میں، سال کے دوسرے حصوں میں نہیں۔ اور آپ کا رمضان میں اسی پر عمل تھا۔ ظفیر)

فصل سادس
مسائل صلوٰۃ التسبیح

صلوٰۃ التسبیح میں تسبیح کے اوقات

(سوال ۱۹۱۰) صلوٰۃ التسبیح کی پہلی اور تیسری رکعت میں تسبیح کس وقت پڑھے۔ شافعیہ کے نزدیک جلسہ استراحت میں ہے حنفیہ کے نزدیک کس وقت ہے اور راجح قول کیا ہے۔

(جواب) یہی راجح اور معمول بہ ہے کہ بیٹھ کر تسبیح پڑھ کر اٹھ کر فاتحہ اور سورۃ کے بعد تسبیح ۱۵ دفعہ پڑھے۔(۳)

صلوٰۃ التسبیح کی جماعت مکروہ ہے

(سوال ۱۹۱۱) صلوٰۃ التسبیح کی جماعت درست ہے یا نہیں۔

(جواب) جماعت نوافل کی خواہ صلوٰۃ التسبیح ہو یا کوئی دوسرے نوافل اگر بتداعی ہو مکروہ ہے۔(۴) فقط۔

صلوٰۃ التسبیح کا ثواب

(سوال ۱۹۱۲) صلوٰۃ التسبیح کا ثواب رسول اللہ ﷺ نے جیسا کہ اپنے چچا حضرت عباسؓ کو فرمایا تھا اور امتی کو بھی ایسا ہی ثواب ملے گا یا نہیں۔

---

(۱) ردالمحتار مطلب فی صلوٰۃ اللیل ج ۱ ص ۶۴۰ .ط.س. ج۲ص۲۴. ۱۲ ظفیر.
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار مطلب فی كراهة الا قتداء فی النفل ج ۱ ص ۶۶۳ .ط.س. ج۲ص۲۸. ۱۲ ظفیر.
(۳) فبعد انشاء خمسة عشر مرة ثم بعد القراة وفی ركوعه والرفع منه الخ وقال انها المختار من الروايتين والرواية الثانية ان يقتصر فی القيام على خمسة عشر مرة بعد القراة (ردالمحتار والنوافل مطلب فی صلاة التسبيح ج۱ ص ۶۴۳ .ط.س. ج۲ص۲۷ ظفیر. (۴) ولا يصلی الو ترولا التطوع بجماعة خارج رمضان ای يكره ذالك لوعلى سبيل التداعی ان يقتدی اربعة بواحد (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۶۳ .ط.س. ج۲ص۲۸) ظفیر.

صلوٰۃ التسبیح میں سہو

(سوال ۱۹۱۳/۲)صلوٰۃ التسبیح میں اگر سہو ہو جاوے تو سبحان اللہ والحمد للہ سجدہ سہو میں کہے یا سبحان ربی الاعلیٰ کہے، قیام میں سبحان اللہ الخ ۲۵ مرتبہ کہے یا ۱۵ مرتبہ۔ اگر قیام میں ۲۵ مرتبہ کہے گا تو دوسرے سجدہ کے بعد نہ کہے گا۔ یہ درست ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱،۲)حدیث شریف میں ہے ان الاعمال بالنیات . الخ ولکل امر مانوی۔ الحدیث عہ۔ پس مدار ثواب کا نیت پر ہے۔ اگر لوجہ اللہ خالص نیت سے کوئی پڑھے گا تو ثواب بھی اسی قدر ثواب ملے گا۔ حضرت عباسؓ کو جو تعلیم فرمائی تھی وہ ان کی خصوصیت نہ تھی جیسے آپ کی دیگر ادعیہ و اعمال کی تعلیم و بشارت ثواب عام تھی۔ سجدہ سہو میں سبحان ربی الاعلیٰ کہے اور قیام میں پندرہ دفعہ سبحان اللہ الخ کہے۔(۱) حاصل یہ ہے کہ صلوٰۃ التسبیح فرض واجب تو ہے نہیں لیکن اگر پڑھے تو اسی طریقہ سے پڑھے جو سلف سے منقول ہے اپنی طرف سے اس میں ایجاد کرنا درست نہیں ہے۔ فقط۔

آخری جمعہ رمضان میں صلوٰۃ التسبیح باجماعت کا ثبوت نہیں

(سوال ۱۹۱۴)رمضان شریف کے آخر جمعہ میں صلوٰۃ التسبیح باجماعت پڑھائی جاتی ہے اس کی نسبت شرعاً کیا حکم ہے۔ امام یہ کہتا ہے کہ جاہل لوگ صلوٰۃ التسبیح نہیں پڑھ سکتے لہذا ان کو امام کی متابعت میں ثواب مل جاوے گا۔ اعتباراً بصلوٰۃ الکسوف والخسوف والاستسقاء۔

(جواب)اس کی کچھ اصل نہیں ہے اور اس سے نماز ہائے فوت شدہ کا کفارہ نہیں ہوتا یہ خیال غلط ہے اور امام کا خیال بھی غلط ہے۔ بدعت کا ارتکاب اس خیال سے درست نہیں۔ فقط۔

تسبیح معروفہ کب کب پڑھی جائے

(سوال ۱۹۱۵)صلوٰۃ التسبیح میں تسبیح معروفہ پندرہ مرتبہ قبل از قرأۃ اور دس بارہ بعد از قرأۃ شامی میں منقول ہے اور حدیث میں بعد سجدہ دویم دس مرتبہ وارد ہے۔ عند الاحناف عمل کس پر ہے اور بعد سجدہ کے اگر پڑھے تو تکبیر کہہ کر پھر پڑھ کر کھڑا ہو یا کیونکر۔

(جواب)شامی نے دونوں صورتیں لکھی ہیں اور دونوں منقول ہیں لیکن بہتر وہ صورت معلوم ہوتی ہے جو موافق احادیث مشہور کے ہے کہ بعد قرأۃ کے پندرہ بار اور سجدہ ثانیہ سے اٹھ کر دس بار تسبیح مذکور پڑھے پھر اٹھے(۲) فقط۔

....

(۱)الرروایة الثانیة ان یقتصر فی القیام علی خمسة عشرة مرة بعد القراة (ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب صلوٰة التسبیح ج ۱ ص ٦٤٣ .ط.س.ج ۲ ص ۲۷) ظفیر.

عہ مشکوٰۃ قبیل کتاب الایمان ۱۲ ظفیر۔

(۲)عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قال للعباس بن عبدالمطلب یا عباس یا عماہ الا عطیك الخ اذا انت فعلت ذالك غفراللہ لك ذنبك الخ ان تصلی اربع رکعات فقرأ فی کل رکعة فاتحة الکتاب وسورة فاذا فرغت من القراة فی اول رکعة وانت قائم قلت سبحان اللہ والحمد للہ الخ خمس عشرة مرة ثم ترکع فتقولها وانت راکع عشر ثم ترفع راسك من الرکوع فتقولها الخ (مشکوٰة ص ۱۱۷ باب صلوٰة التسبیح) ظفیر.

صلوٰۃ تسبیح کے قومہ میں ہاتھ کھلا رکھے

(سوال ۱۹۱۶) صلوٰۃ تسبیح کے قومہ میں ہاتھ باندھے رکھے یا کھلے رکھے۔

(جواب) کھلے رکھنا ہی معمول بہ ہے۔ فقط۔

صلوٰۃ التسبیح کی چار رکعتیں ایک سلام سے یا دو سے

(سوال ۱۹۱۷) صلوٰۃ تسبیح چار رکعت ایک سلام سے پڑھنا اولیٰ ہے یا دو سلام کے ساتھ اور اگر تسبیح بجائے دس کے پندرہ دفعہ پڑھ لے بھول کر تو سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں۔

(جواب) صلوٰۃ التسبیح دو رکعت یا چار رکعت کی نیت کرے دونوں طرح جائز ہے اگر چار رکعت کی نیت ہو تو درمیان کے قعدہ میں درود شریف پڑھ لیوے اور تسبیح اگر دس کی جگہ پندرہ پڑھ لیوے تو سجدہ سہو لازم نہیں آتا۔ فقط۔

اگر تسبیحات میں ایک جگہ بھول جائے تو دوسری جگہ ادا کر سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۹۱۸) صلوٰۃ التسبیح میں اگر کسی موقع کی تسبیح بھول کر دوسرے رکن میں تکبیر کہتا ہوا چلا گیا اور اس رکن میں دوگنی تسبیح پڑھ لی تو سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہ۔

(جواب) اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور سجدہ سہو لازم نہ ہوگا۔ فقط۔

الباب التاسع فی ادراك الفريضة
جماعت میں شریک ہونا

بوقت اقامتِ فرض یہ کیوں حکم ہے کہ منفرد فرض کی نیت توڑ دے مگر سنت و نفل کی نہ توڑے

(سوال ۱۹۱۹) ایک شخص نے اپنے رسالہ رکن الدین میں عالمگیری کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اگر کوئی مغرب یا فجر کے فرض علیحدہ پڑھ رہا ہو اگر دوسری رکعت کے سجدہ سے پہلے جماعت قائم ہوگئی تو نماز توڑ کر جماعت میں مل جاوے۔ اب شبہ یہ ہے کہ جماعت سنت ہے اور اعمال کے باطل کرنے پر قرآن میں نہی وارد ہے۔ اور فجر کی سنت کے متعلق لکھا ہے کہ جب تک قعدہ اخیرہ کے ملنے کی امید ہے تو سنتیں نہ توڑے۔ اور چار رکعت سنت کے متعلق لکھا ہے کہ اگر تیسری رکعت میں جماعت قائم ہوئی ہے تو چار پوری کر کے شریک جماعت ہو۔ شبہ یہ ہے کہ سنتوں کو فرضوں پر فضیلت کس قاعدے سے حاصل ہے کہ فرض توڑے جاویں اور سنت نہ توڑی جاویں۔

(جواب) یہ ابطال عمل چونکہ واسطے اکمال کے ہے اس لئے جائز ہے۔ اور ممنوع نہیں ہے بلکہ بہتر ہے اور ثواب کا کام ہے۔(۱) اور فجر کی سنتوں میں یہ بھی مسئلہ ہے کہ قعدہ اخیر کے ملنے تک کی بھی امید ہو تو سنتیں پڑھ کر شامل

---

(۱) والقطع وان كان ابطالاً للعمل وهو منهى لقوله تعالىٰ ولا تبطلوا اعمالكم فالا بطال لقصد الا كمال لايكون ابطالا (شرح وقايه باب ادراك الفريضة ج ۱ ص ۲۰۹) ظفير.

جماعت ہو جاوے تاکہ ثواب بھی مل جاوے اور سنتیں بھی ادا ہو جاویں۔(۱) غرض یہ کہ مسائل مذکورہ صحیح ہیں۔(۲) فقط۔

تکبیر کہنے کے بعد امام کا دیر تک رکے رہنا پھر تحریمہ باندھنا کیسا ہے

(سوال ۱۹۲۰) ایک شخص نے ظہر کی سنتوں کی نیت باندھی، صرف ایک رکعت پڑھی تھی کہ تکبیر ہو گئی جس وقت تک شخص مذکورہ کی چار رکعت پوری ہوئی امام مصلے پر نہیں گیا جب وہ چاروں رکعتیں ادا کر چکا تب امام صاحب مصلے پر پہنچے اور پہلی ہی تکبیر سے نماز ادا کی گئی۔ نماز ہو گئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہو گئی اور تکبیر کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ کما فی الدر المختار **صلی السنة بعد الاقامة او حضر الا مام بعد ها لا یعیدها**۔(۳) بزازیہ۔ فقط۔

کن وجوہ سے نماز توڑ سکتا ہے

(سوال ۱۹۲۱) انسان کن کن عذرات سے بلا ارتکاب گناہ نماز توڑ سکتا ہے۔

(جواب) در مختار باب ادراک الفریضہ میں اس کی تفصیل کی ہے اس کو دیکھ لیں۔(۴) اور اگر خاص صورت پیش آئی ہو تو اس کو دریافت کر لیں کہ فلاں صورت میں قطع کرنا نماز کا صحیح ہے یا نہیں۔ در مختار میں یہ بھی ہے کہ انجاء غریق و حریق کی وجہ سے توڑنا نماز کا واجب ہے اور ایک درہم کا نقصان ہوتا ہو تو قطع کرنا نماز کا جائز ہے واجب نہیں ہے اور شامی میں کلیہ قاعدہ لکھا ہے ان القطع یکون حراماً ومباحاً ومستحباً وواجباً فالحرام لغیر عذرٍ والمباح اذا خاف فوت مال والمستحب القطع للاکمال والواجب لا حیاء نفس الخ. (۵)

جماعت چھوڑ کر دوسری مسجد میں اس لئے جانا کہ پوری جماعت پائے کیسا ہے

(سوال ۱۹۲۲) ایک شخص مسجد میں آیا جماعت ہو رہی تھی، پھر وہ شخص بایں خیال دوسری مسجد میں چلا گیا کہ وہاں پوری جماعت مل جاوے گی اور ایک شخص قاعدہ اخیرہ میں آیا اور چل دیا، چلا جانا جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) واذا خاف فوت رکعتی الفجر لا شتغاله بسنتها ترك لكون الجماعة اكمل والا بان رجا ادراك ركعة في ظاهر المذهب وقيل التشهد واعتمده المصنف والشرنبلا لی تبعا للبحر لكن ضعفه فی النهر لا يتركها بل يصليها عند باب المسجد ان وجد مكانا الخ (الد المختار علی هامش ردالمحتار باب اداراك الفريضة ج ۱ ص ۶۷۰ .ط.س. ج ۲ ص ۵۶) ظفیر.

(۲) سوال میں جو اشکال سنت کے نہ توڑنے پر ہے اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ فرض اگر پڑھ رہا ہے تو اسے توڑ کر پھر اسے ہی امام کے ساتھ ادا کرے گا۔ تو وہاں ابطال للاکمال ہے۔ بخلاف سنت کے کہ اسے ترک کر کے اسے نہ پڑھے گا بلکہ فرض پڑھے گا تو یہ ابطال للاکمال نہ ہوا، لہذا نہ توڑنے کی صورت میں سنت بھی ادا ہو جائے گی اور فرض کی فضیلت بھی حاصل کرلے گا۔ والشارع فی نفل لا يقطع مطلقاً ويتمه ركعتين وكذا سنته الجمعة اذا اقيمت او خطب الا مام يتمها اربعا على القول الراجح لانها صلاة واحدة وليس القطع للاكمال بل للابطال خلافا لمارجحة الكمال (الدر المختار علی هامش ردالمحتار . باب ادراك الفريضة ج ۱ ص ۲۶۸ .ط.س. ج ۲ ص ۵۳) ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۷۱ .ط.س. ج ۲ ص ۴۰۰ ۱۲ ظفیر.

(۴) يقطعها لعذر احراز الجماعة كما لو ندت دابة او فار قدرها او خاف ضياع درهم من ماله او كان فی النفل فجئی بجنازة وخاف فوتها قطعه لا مكان قضاء ويجب القطع لنحوا نجاء غريق او حريق ولو دعاه ابو يه فی الفرض لا يجيبه الا ان يستغيث به وفی النفل ان علم انه فی الصلاة فدعاه لا يجيبه الاجابه قائما لان القعود مشروط للتحلل وهذا قطع الا تحلل ويكتفی بتسنيسة واحدة هو الاصح غاية (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ادراك الفريضة ج ۱ ص ۶۶۶ .ط.س. ج ۲ ص ۵۱) ظفیر.

(۵) ردالمحتار باب ادراك لفريضة ج ۱ ص ۶۶۷ .ط.س. ج ۲ ص ۵۲ .۱۲ ظفیر.

(جواب) بہتر ان کو اسی مسجد میں جماعت میں شریک ہونا ہے۔(۱) فقط۔

فجر کی سنت فرض سے پہلے نہ پڑھ سکے، تو پھر اسے کب ادا کرے

(سوال ۱۹۲۳) جو شخص فجر کی جماعت میں شامل ہو گیا اور سنتیں نہیں پڑھیں وہ بعد فرض کے سنت پڑھے یا سورج کے نکلنے کے بعد پڑھے۔

(جواب) وہ شخص بعد فرض کے آفتاب کے نکلنے سے پہلے سنتیں نہ پڑھے کہ یہ مکروہ ہے اگر چاہے آفتاب نکلنے کے بعد زوال سے پہلے پہلے پڑھ لیوے یہ بہتر ہے کما فی الشامی واما اذا فاتت وحدها فلا تقضی قبل طلوع الشمس بالا جماع لکراھة النفل بعد الصبح واما بعد طلوع الشمس فکذلك عندھما وقال محمد رحمة الله علیه احب ان یقضیھا الی الزوال الخ شامی ج ۱ ص ۴۸۲۔(۲)

ایک رکعت پڑھ چکنے کے بعد جماعت ظہر شروع ہو گئی تو دوسری رکعت پوری کر کے جماعت میں شریک ہو جائے

(سوال ۱۹۲۴) ایک شخص ظہر کے وقت قبل جماعت چار رکعت پڑھ رہا ہے۔ ایک رکعت یا دو ادا کر چکا ہے کہ فرض کی جماعت قائم ہوئی تو یہ سنت پڑھنے والا کیا کرے۔ اپنی نماز پوری کرے یا ایک رکعت پڑھ چکا ہے تو ایک اور رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے۔ یا دو رکعت پڑھ چکا ہے تو چار پوری کرے یا ہر حال میں اس کو پورا کرنا ہوگا یا چھوڑ کر جماعت میں شریک ہو جائے۔

(جواب) اگر ایک رکعت سنتوں کی پڑھ چکا ہے تو دو رکعت پوری کر کے سلام پھیر کر جماعت میں شامل ہو جاوے محققین حنفیہ نے اسی کو راجح فرمایا ہے۔ اور دوسرا قول کہ وہ بھی مفتی بہ ہے اس بارہ میں یہ ہے کہ بہر حال چار سنت پوری کرے لیکن محقق ابن ہمامؒ نے قول اول کو راجح فرمایا ہے۔ کذا فی الشامی۔(۳) فقط۔

جماعت چھوڑ کر دوسری مسجد کا امام...... جا سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۹۲۵) ایک شخص مسجد میں ایسے وقت آیا کہ جماعت ہو رہی تھی، وضو کر کے چلا گیا جماعت میں نہیں ملا چونکہ وہ دوسری مسجد کا پابند نمازی ہے یعنی وہی امام مقتدی وہی مؤذن ہے اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(جواب) اس کو ایسا ہی کرنا چاہئے تھا۔ اس کے حق میں اس مسجد سے جانا اور یہاں کی جماعت میں شریک ہونا مکروہ

(۱) وکذا لوفاتت احدھم تکبیرة الا فتتاح اور رکعة اور رکعتان ویمکنه ادراکھا فی غیره لا یذھب الیه لانه صارا محرزا فضیلة الجماعة فی مسجده فلا یترك حقه (غنیة المستملی فصل فی احکام المسجد ص ۵۶۵) وکره تحریما للنھی خروج من لم یصل من مسجد اذن فیه الا لمن ینتظم به امر جماعة اخری ولمن صلی الظھر والعشاء وحده مرة فلا یکره خروجه بل ترکه عند الشروع فی الا قامة فیکره المخالفة الجماعة بلا عذر (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب ادراك الفریضة ج ۱ ص ۶۶۸ وج ۱ ص ۶۶۹ .ط.س. ج۲ ص ۵۴ ظفیر.

(۲) ردالمحتار باب ادراك الفریضه ج ۱ ص ۶۷۲ .ط.س. ج۲ ص ۱۲۵۷ ظفیر.

(۳) والشارع فی نفل لا یقطع مطلقا ویتمه رکعتین وکذا سنة الظھر وسنة الجمعة اذا اقیمت او خطب الا مام یتمھا اربعا علی القول الراجح لانھا صلاة واحدة ولیس القطع للاکمال بل للابطال خلافا لما رجحه الکمال (در مختار) حیث قال وقیل یقطع علی راس الرکعتین وھو الراجح لا نه یتمکن من قضائھا بعض الفرض ولا ابطال فی التسلیمة علی الرکعتین فلا یفوت فرض الا ستماع والاداء علی الوجه الا کمل بلا سبب الخ (ردالمحتار باب ادراك الفریضة ج۱ ص ۶۶۸. ط.س. ج۲ ص ۵۳) ظفیر.

نہیں ہے۔(۱)

سنت شروع کرتے ہی جماعت شروع ہو جائے تو کیا کرے

(سوال ۱۹۲۶) ایک شخص جماعت شروع ہونے کے قریب ہی آکر سنت کی نیت باندھ لیتا ہے فوراً اقامت ہوتی ہے تو وہ دو رکعتوں میں الحمد و سورۃ و التحیات وغیرہ کچھ نہیں پڑھتا غالباً سبحان اللہ وغیرہ کہہ لیتا ہو۔ بہر حال سجدہ وغیرہ کر کے سلام پھیر کر امام کے الحمد ختم کرنے سے پہلے شریک جماعت ہو جاتا ہے۔ اس قدر عجلت جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) ایسے وقت میں یہ ضروری ہے کہ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر کر شریک جماعت ہو جاوے اور بسبب پانے جماعت کے اگر عجلت اور اختصار کرے تو یہ بھی مناسب ہے لیکن ایسی عجلت درست نہیں ہے کہ فرض قرأۃ وغیرہ متروک ہو جاوے۔(۲)

کوئی نفل کی نیت سے عشاء کی جماعت میں مل گیا تو کیا وہ سنت و وتر بھی دہرائے گا

(سوال ۱۹۲۷) اگر کوئی عشاء کی نماز ادا کر چکا پھر جماعت ہوتے دیکھا تو اس میں بھی شامل ہو گیا۔ اب سنت و وتر پڑھے یا نہیں۔

(جواب) سنت و وتر نہ پڑھے (وہ پہلے ادا کر چکا ہے۔ اور یہ نفل کے حکم میں ہے ظفیر۔)

ریل کے خیال سے نیت توڑ دے تو کیا حکم ہے اور امام کو مختصر کرنے کو کہے یا نہیں

(سوال ۱۹۲۸) ایک شخص نے نجیب آباد کے اسٹیشن کی مسجد میں بروز جمعہ آکر امام سے یہ کہا کہ ہم ڈیڑھ بجے کی گاڑی سے جا رہے ہیں تم چھوٹا خطبہ اور چھوٹی قرأت نماز میں پڑھنا۔ نماز شروع ہونے پر ایک رکعت اچھی طرح ادا ہوئی، دوسری رکعت میں امام نے قرأت شروع کی تھی کہ شخص مذکور کو آمد ریل کا خیال ہوا۔ یہ شخص نیت توڑ کر باہر نکل آیا اور اسٹیشن پر چلا گیا اور جو اس کے ہمراہی مسافر تھے انہوں نے نماز باطمینان پوری کر کے ریل میں سوار ہوئے۔ امام کو چھوٹی قراءت اور خطبہ کا تقاضا کرنا اور نیت توڑنا کیسا ہے۔

(جواب) ایسی حالت میں کہ مقتدیوں میں سے کسی کو بے اطمینانی اور سخت حاجت ہو تو امام کو تخفیف قراۃ و خطبہ میں کرنا بہت اچھا اور مناسب ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ امام کو نماز میں تخفیف کرنی چاہئے کہ مقتدی بعض صاحب حاجت ہوتے ہیں الحدیث۔(۳) باقی نماز شروع کر کے توڑنے کے بارہ میں یہ حکم ہے کہ اگر چار آنہ کا نقصان ہوتا ہو یا ہانڈی ابلنے لگے یا اس کی سواری بھاگ جائے تو نماز توڑنا درست ہے۔ اسی طرح کوئی دوسرا اس قسم

---

(۱) وکرہ تحریما للنہی خروج من لم یصل من مسجد اذن فیه الا لمن ینتظم به امرجماعة اخری او کان الخروج لمسجد فیه ولم یصلو افیه (درمختار) قوله الا لمن ینتظم به امرجماعة اخری بان کان اماما او مؤذنا تتفرق الناس بغیبة الخ وظاهر الاطلاق ان له الخروج ولو عند الشروع فی الا قامة (ردالمحتار باب ادراك الفریضة مطلب فی کراهة الخروج من المسجد بعد الاذان ج ۱ ص ۶۶۸. ط.س. ج۲ ص ۵۴) ظفیر. (۲) والشارع فی نفل لا یقطع مطلقا ویتمه رکعتین (درمختار) قوله مطلقا ای سوء قید الا ولی بسجدة اولا (ردالمحتار باب ادراك الفریضة ج ۱ ص ۶۶۸) من فرائضها التی لا تصح بدونها التحریمة الخ ومنها القیام الخ ومنها القراة الخ ومنها الرکوع الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۱۱. ط.س. ج۲ ص ۴۴۲) ظفیر. (۳) قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فایکم ماصلی بالناس فلیتجوز فان فیهم الضعیف والکبیر وذا لحاجة متفق علیه (مشکوٰة باب ماعلی الامام) ظفیر.

کا نقصان اور ضرورت پیش آجائے تب بھی قطع کرنا نماز کا درست ہے۔ کذا فی الدر المختار۔(۱)

صبح کی سنت بوقت جماعت پر اعتراض کا جواب

(سوال ۱۹۲۹)ایک شخص طعن کرتا ہے کہ صبح کی سنتیں باوجود جماعت قائم ہو جانے کے حنفی لوگ پڑھتے رہتے ہیں؟

(جواب)امام صاحب کے مذہب کے موافق حدیث اور قرآن شریف دونوں پر عمل ہو جاتا ہے۔ بعض احادیث میں چونکہ سنت فجر کی زیادہ تاکید آئی ہے اور صحابہؓ کا عمل ایسا رہا ہے کہ فرضوں کے شروع ہونے کے بعد انہوں نے سنتیں صبح کی پڑھی ہیں اور سنتیں پڑھ کر شریک جماعت ہوئے ہیں چنانچہ وہ آثار کتب میں منقول ہیں اور امام نے اس پر عمل فرمایا ہے۔ پھر اعتراض اور طعن فضول ہے اور غلطی ہے۔(۲) فقط۔

ظہر کے پہلے کی سنت فرض کے بعد فوراً پڑھے یا دو رکعت سنت کے بعد

(سوال ۱۹۳۰)اور جو شخص امام کے ساتھ فرض ظہر میں شریک ہو اور سنت رہ گئی ہوں تو سنت کی قضا بعد فرض کے معاً یا سنت ثنائی پڑھ کر اگر اختلاف فقہاء ہے تو اولیٰ اور راجح اور اقویٰ اس میں کیا ہے قضائے سنت رباعی بعد ادائے فرض ظہر معاً یا سنت ثنائی بعد ظہر کے پڑھ کر سنت رباعی قضا کرے۔

(جواب)جو شخص امام کے ساتھ شامل ہوا فرض ظہر میں تو چار رکعت سنت پہلے پڑھے اور دو رکعت بعد کو۔ مگر فتح القدیر نے عکس کو ترجیح دی ہے۔ پس اختیار ہے جو کرے درست ہے۔ اور راجح دو رکعت کو مقدم کرنا ہے۔ ثم یاتی بها فی وقته قبل شفعه عند محمد وبه یفتی (درمختار) اقول وعلیه المتون لکن رجح فی الفتح تقدیم الرکعتین کذا فی الشامی۔(۳)

فجر کی سنت شروع کر دینے کے بعد اقامت ہو تو کیا کرے

(سوال ۱۹۳۱)ایک شخص نے فجر کی سنت شروع کی دفعتہً مؤذن تکبیر کہنے لگا اور فرض نماز باجماعت شروع ہو گئی تو اس شخص کو نیت توڑ کر جماعت میں شریک ہونا چاہئے یا سنت پوری کر کے۔

(جواب)بعد ادا کرنے سنت کے شریک جماعت ہو۔(۴)

---

(۱)ویقطعها لعذر احراز الجماعة الخ اوخاف ضیاع درهم من ماله (درمختار) ان القطع یکون حراما ومباحا ومستحبا وواجبا فالحرام لغیر عذر والمباح اذ خاف فوت مال (ردالمحتار باب ادراک الفریضة ج ۱ ص ٦٦٦ و ج ۱ ص ٦٦٧ .ط.س.ج۲ص۵۱) ظفیر.

(۲)عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنه قالت لم یکن النبی صلی الله علیه وسلم علی شئی من النوافل اشد منه تعاهدا علی رکعتی الفجر رواه الشیخان، وعنها عن النبی صلی الله علیه وسلم قال رکعتی الفجر خیر من الدنیا وما فیها رواه مسلم (آثار السنن باب التطوع للصلوات الخمس) عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تدعوا رکعتی الفجر ولوطردتکم الخیل رواه احمد وابو داؤد واسناده صحیح (ایضا باب فی تاکید رکعتی الفجر) انما خالفناه فی سنة الفجر لشدة تاکیدها الخ لماروی الطحاوی وغیره عن ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه انه دخل المسجد وقد اقیمت الصلوٰة فصلی رکعتی الفجر فی المسجد.(۳)ردالمحتار باب ادراک الفریضة ج ۱ ص ٦٧٣ .ط.س.ج۲ص۵۸.۱۲ ظفیر. الی اسطوانة وذالک بمحضر حذیفه و ابی موسی غنیة المستملی (ص ۳۷۹)

(٤)والشارع فی نفل لا یقطع وکذا سنة الظهر الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ٦٦٨ باب ادراک الفریضة.ط.س.ج۲ص۵۳) ظفیر.

سنت پڑھے بغیر جو جماعت فجر میں شریک ہو وہ اس وقت سنت نہ پڑھے

(سوال ۱۹۳۲) ایک شخص نے سنت فجر کی نہیں پڑھی اور جماعت میں شریک ہو گیا تو بعد جماعت کے فوراً سنت پڑھے یا بعد طلوع آفتاب کے۔

(جواب) بعد فرض کے اسی وقت نہ پڑھے بلکہ بعد آفتاب کے طلوع ہونے اور بلند ہونے کے اگر چاہے پڑھے قال فی الشامی واما اذا فاتت وحدها فلا تقضی قبل طلوع الشمس بالاجماع لکراهةالنفل بعد الصبح واما بعد طلوع الشمس فکذالك عندهما وقال محمد احب الی ان یقضیها الی الزوال لخ ۔(۱) فقط۔

جماعت ہوتے وقت فجر کی سنت مسجد سے خارج میں پڑھی جائے

(سوال ۱۹۳۳) ایک مسجد میں چھ صف کی جگہ ہے تو فجر کی سنت کہاں پڑھی جاوے۔ (بوقت جماعت)

(جواب) بہتر یہ ہے کہ سنت فجر کی علیٰحدہ جگہ میں مسجد سے خارج میں پڑھیں۔ اگر ایسا موقع نہ ہو تو جماعت اگر اندر کے درجہ میں ہو رہی ہو تو باہر پڑھیں اور اگر باہر ہو رہی ہے تو اندر پڑھیں مجبوری ایسا بھی درست ہے کہ پیچھے کی صفوف میں سنت پڑھیں۔ بہر حال چھوڑنا سنت کا نہ چاہئے جب تک جماعت کا کوئی جزو مل سکے۔ (۲) فقط

فجر کی سنت بوقت جماعت

(سوال ۱۹۳۴) فجر کی سنتوں میں جب کہ تکبیر ہو چکی اور امام نے قرأت شروع کر دی۔ شرح وقایہ میں لکھا ہے کہ اگر امام کے ساتھ رکعت مل جانے کی امید ہو تو سنتیں ترک نہ کریں یہ صحیح ہے یا نہیں اور بعض مولوی یہ بھی کہتے ہیں کہ سنتیں پڑھنی جب کہ امام نے قرأت شروع کر دی حرام ہیں جس جگہ تک امام کی آواز جاتی ہے اور یہ بھی مطلع فرمایا جاوے کہ جو شخص بلا عذر اور جب کہ یہ بھی معلوم تھا کہ مجھ کو امام کے ساتھ ایک رکعت مل جاوے گی اور پھر وہ جماعت میں شریک ہو گیا تو یہ شخص گنہگار ہے یا نہیں۔

(جواب) جیسا شرح وقایہ میں لکھا ہے ایسا ہی دیگر کتب فقہ میں بھی لکھا ہے بلکہ در مختار اور شامی میں یہ تحقیق کیا ہے کہ اگر امام کے ساتھ التحیات بھی مل سکے تو سنتیں صبح کی پڑھ کر شریک جماعت ہو مگر یہ ضروری ہے کہ جماعت کے برابر یا اس درجہ میں جس میں جماعت ہو رہی ہے۔ کھڑے ہو کر سنتیں نہ پڑھے کہ یہ مکروہ ہے اور حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے اور فقہاء حنفیہ نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ مسجد کے دروازہ کے پاس یا علیٰحدہ کوئی سہ دری وغیرہ یا حجرہ ہو اس میں سنتیں پڑھ کر شامل جماعت ہو، امام اور جماعت کے پاس سنتیں نہ پڑھے۔ امام کی

---

(۱) ردالمحتار باب ادراك الفریضة ج ۱ ص ۶۷۲ .ط.س.ج۲ص۵۷ . ۱۲ ظفیر. (۲) واذا خاف فوت رکعتی الفجر لا شتغاله بسنتها ترکها لکون الجماعة اکمل والا بان رجا ادراك رکعة لا یترکها بل یصلیها عند باب المسجد ان وجد مکانا والا ترکها، لان ترك المکروه مقدم علی فعل السنة (درمختار) قوله والاترکها قال فی الفتح وعلی هذا ای علی کراهة صلاتها فی المسجد ینبغی ان لا یصلی فیه اذا لم یکن عند بابه مکان لان ترك المکروه مقدم علی فعل السنة غیر ان الکراهة تتفاوت فان کان الا مام فی الصیفی فصلاته ایاها فی الشتوی اخف من صلاتها فی الصیفی ، وعکسه واشدما یکون کراهة ان یصلیهامخا لطا للصف کما یفعله کثیرا من الجهلة ا ه والحاصل ان السنة فی سنة الفجر ان یا تی بها فی بیته والا فان کان عند باب المسجد مکان صلاها فیه والا صلاها فی الشتوی اوالصیفی ان کان للمسجد موضعان ، والا فخلف الصفوف عند ساریة لکن فیما اذا کان للمسجد موضعان والا مام فی احدهما ذکر فی المحیط انه قیل لا یکره لعدم مخالفة القوم وقیل یکره لانهما کمکان واحد قال فاذا اختلف المشائخ فیه فالا فضل ان لا یفعل قال فی النهر وفیه افادانها تنزیهیة اه لکن فی الحلیة قلت وعدم الکراهة اوجه للآثار التی ذکرنا ها ا ه ثم هذا کله اذا کان الامام فی الصلاة اما قبل الشروع فیاتی بها فی ای موضع شاء (ردالمحتار باب ادراك الفریضة ج ۱ ص ۶۷۱ .ط.س.ج۲ص۵۶) ظفیر.

قرأۃ کی آواز آنا مانع سنتوں کے پڑھنے کو نہیں ہے۔ آواز آنے نہ آنے پر فقہاء نے مدار سنتوں کے پڑھنے نہ پڑھنے کا نہیں رکھا۔(۱) اور چونکہ صبح کی سنتوں کی تاکید زیادہ آئی ہے اس لئے باوجود علیٰحدہ جگہ ہونے کے سنتوں کا چھوڑنا برا ہے کیونکہ جب شریعت میں یہ ثابت ہے کہ جماعت ہوتے ہوئے سنتیں علیٰحدہ پڑھنا ممنوع نہیں ہے تو پھر بلا وجہ سنتوں کا ترک کرنا اچھا نہ ہوگا۔ فقط۔

جماعت کے وقت پہنچنے والا کیا کرے

(سوال ۱۹۳۵) جماعت ہو رہی ہے پیچھے سے نمازی داخل ہوا اگر آخری سجدہ یا التحیات میں امام ہو تو اس کو جماعت میں شامل ہونا ضروری ہے یا اختیاری۔ اور اگر صبح کا وقت ہو تو ایسی صورت میں کیا کرے۔

(جواب) صبح کی جماعت ہو یا غیر صبح کی شامل جماعت ہو جاوے۔(۲)

جماعت صبح کے وقت سنت

(سوال ۱۹۳۶) امام صبح کی نماز با آواز بلند پڑھ رہا ہے کوئی شخص مسجد کے حجرہ میں یا صحن کے حجرہ میں سنن صبح ادا کرے مگر آواز قرأۃ امام کی اس کے کانوں میں بخوبی آرہی ہے اور یہ شخص یہ جانتا ہے کہ میں سنن پڑھ کر جماعت میں شریک ہو جاؤں گا، سنن اس حالت میں پڑھنی جائز ہیں یا نہیں؟

(جواب) حجرہ میں ایسی حالت میں سنت صبح پڑھنا چاہئے، اس میں کچھ حرج نہیں ہے کہ آواز قرأۃ امام اس کے کانوں میں پہنچے البتہ یہ ناجائز ہے کہ اسی درجہ میں سنت پڑھے جس میں امام فرض پڑھ رہا ہے۔ **ودلیله قال فی الشامی والحاصل ان السنة فی سنة الفجران یاتی بها فی بیته والا فان کان عند باب المسجد مکان صلاها فیه والا صلاها فی الشتویٰ والصیفی ان کان للمسجد موضعان والا فخلف الصفوف عند ساریته وایضا قال وینبغی ان لا یصلی فیه اذا لم یکن عند بابه مکان الخ ج ۱ ص ۶۷۱.**

اگر جماعت ہو رہی ہو تو فجر کی سنت کب پڑھے

(سوال ۱۹۳۷) اگر جماعت فجر کی ہو رہی ہے تو سنت پڑھے یا جماعت میں شریک ہو جاوے اور اگر شریک جماعت ہو گیا تو وقت ضرورت کے سنت بعد نماز ادا کرے یا بعد طلوع آفتاب؟

(جواب) سنت فجر بعد شروع ہونے جماعت کے اگر کوئی جگہ علیٰحدہ مسجد کے ہو پڑھ لے کیونکہ ان کی تاکید بہت وارد ہے بشرطیکہ جماعت میں شرکت کی توقع ہو۔ اور اگر سنت فجر نہ پڑھ سکا تو بعد طلوع آفتاب کے پڑھے فرض کے بعد متصل نہ پڑھے بلکہ بعد طلوع آفتاب کے پڑھے۔ اور اپنے وقت سے ٹل کر سنت مؤکدہ مؤکدہ نہیں رہتی۔ مگر بعد طلوع آفتاب کے پڑھ لینا بہتر ہے۔(۳) هکذا فی کتب الفقه فقط۔ کتبہ رشید احمد عفی عنہ ۱۲/۱۶/ ۲۹ ھ۔

---

(۱) اذا خاف فوت رکعتی الفجر لا شتغاله بسنتها ترکها لکون الجماعة اکمل ولا بان رجا ادراك رکعة فی ظاهر الروایة وقیل التشهد واعتمده المصنف والشرنبلالی تبعا للبحر لکن ضعفه فی النهر، لا یترکها بل یصلیها عند باب المسجدان وجد مکانا والا ترکها (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ادراك الفریضة ج ۱ ص ۶۷۰ و ج ۱ ص ۶۷۱. ط.س. ج ۲ ص ۵۶) ظفیر. (۲) ولایکون مصلیا جماعة اتفاقا من ادرك رکعةمنذوات الا ربع الخ لکنه ادرك فضلها ولو بادراك التشهد اتفاق (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ادراك الفریضة جا ۱ ص ۶۷۳. ط.س. ج ۲ ص ۵۹) ظفیر.
(۳) لوما اذا فاتت وحدها فلا تقضی قبل طلوع الشمس بالا جماع لکراهة النفل بعد الصبح واما بعد طلوع الشمس فکذلك عندهما وقال محمد احب الی ان یقضیها الی الزوال کما فی الدرر قیل هذا قریب من الا تفاق لان قوله احب الی دلیل علی انه لوله یفعل لا لوم علیه وقالا لا یقضی وان قضی فلا باس به (الیٰ ان قال). فی انه لو قضیٰ کان نفلاً الخ ج ۱ ص ۶۷۲ شامی. ط.س. ج ۲ ص ۵۷.

الباب العاشر فی قضاء الفوائت

قضا نمازوں کی ادائگی

وقت کی تنگی یا بھول جانے کی وجہ سے وقتی نماز قضا سے پہلے پڑھی جاسکتی ہے

(سوال ۱۹۳۸) اگر کسی شخص کی نماز ظہر قضا ہوگئی اور وہ عصر کو مسجد میں ایسے وقت پہنچا کہ اقامت ہو رہی ہے یا وقت بالکل تنگ ہے یا عصر کا وقت کافی ہے مگر وہ اس کو بھول گیا جس وقت نماز عصر ادا کر چکا تب اس کو یاد آیا کہ میری نماز ظہر قضا ہوگئی۔ اس حالت میں قضاے ظہر بعد عصر کے پڑھ سکتا ہے کہ نہیں۔ اور ایسے ہی صبح کی سنت کہ جب جماعت ہوتی ہو اب اس کو سنت پڑھنی چاہئے یا جماعت میں شریک ہو جاوے۔ اگر جماعت میں شریک ہو گیا تو ان سنتوں کی قضا کس وقت تک پڑھ سکتا ہے۔

(جواب) اگر بھول گیا یا وقت اتنا تنگ ہو گیا کہ اگر ظہر کی قضا کرتا ہے تو عصر کا وقت نکل جاوے گا تو ایسی حالت میں عصر صحیح ہو گئی ظہر بعد میں پڑھے۔(۱) اور اگر اقامت ہو رہی ہے اور ظہر پڑھنے کی صورت میں عصر کی جماعت نہ ملے گی تو ظہر پہلے پڑھے اور عصر بعد میں اگرچہ جماعت فوت ہو جائے۔ اور صبح کی جماعت اگر تیار ہے یا ہو رہی ہے تو اگر ایک رکعت ملنے کی اور بقول بعض فقہاء تشہد ملنے کی امید ہے تو سنت فجر پہلے پڑھے پھر شریک جماعت صبح ہو جاوے۔(۲) اور اگر سنت بالکل متروک ہو جاوے اور جماعت میں شریک ہو گیا تو پھر سنت کی قضا نہیں ہے۔ اگر پڑھے تو بعد ارتفاع آفتاب پڑھے نفل ہو جاوے گی(۳) فقط۔

نماز فائتہ کا سبب

(سوال ۱۹۲۹) نماز فائتہ میں سبب جمیع وقت کی طرف منسوب ہوتا ہے اس لئے کہ واجب علیٰ صفات الکمال ثابت ہو۔ میرے غبی ہونے کی وجہ سے اس کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا۔ سبب کیا چیز ہے۔ اس کے جمیع وقت کی طرف مضاف ہونے کے کیا معنی ہیں۔ ادا میں وجوب علیٰ صفت الکمال نہ ہونا چاہئے اور فائتہ میں ہونا چاہئے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔

(جواب) وقت میں ادا کرنے سے بوجہ تعذر کے جمیع وقت کو سبب نہیں کہہ سکتے بلکہ جزء مقدم متصل بالاداء کو سبب کہا جاتا ہے اور جب وقت گذر گیا اور نماز فوت ہوگئی تو اب تمام وقت کو سبب کہنے میں کچھ دشواری نہ رہی اور وقت سبب ظاہری نماز کا ہے کیونکہ جب وقت آتا ہے حکم نماز پڑھنے کا ہوتا ہے، یہی معنی سببیت کے ہیں مثلاً جب

....

(۱) الا ستثناء من اللزوم فلا یلزم الترتیب اذا اضاق الوقت المستحب حقیقة اذلیس من الحکمة تفویت الوقتیة لتدراك الفائتة(الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸۰ و ج ۱ ص ۶۸۱. ط.س. ج۲ص۶۶) ظفیر

(۲) واذا خاف فوت رکعتی الفجر لا شتغاله بسنتها ترکها لکون الجماعة اکمل والا بان رجا ادراك رکعة فی ظاهر المذهب وقیل التشهد واعتمده المصنف والشرنبلالی تبعا للبحر (ایضاً باب ادراك الفریضة ج ۱ ص ۶۷۰. ط.س. ج۲ص۵۶) ظفیر.

(۳) ولا یقضیها الابطریق التبعیة لقضاء فرضها قبل الزوال لا بعده (درمختار) واما لو اذا فاتت وحدها فلا تقضی قبل طلوع الشمس بالا جماع لکراهة النفل بعد الصبح واما بعد طلوع الشمس فکذالك عندهما الخ (ردالمحتار ایضاً). ط.س. ج۲ص۵۷ ظفیر.

ظہر کا وقت آتا ہے حکم ہوتا ہے صلوا صلوٰۃ الظھر وقس علیہ۔

نماز روزے کی قضا

(سوال ۱۹۴۰) نماز روزے قضا ہوئے یہ معلوم نہیں کہ کتنی مدت کے قضا ہوئے تو ادا کی کیا صورت ہوگی۔
(جواب) اندازہ کرلے جس قدر مدت کی نماز روزوں کا اندازہ ہو ان کی قضا کرے۔

قضا شدہ نمازوں کی قضا

(سوال ۱۹۴۱) زید کے ذمہ تقریباً ۱۲، ۱۳ سال کے نماز روزہ قضا ہیں جو اس نے دانستہ ادا نہیں کئے اب وہ نماز روزہ مافات کو ادا کرنا چاہتا ہے تو کس صورت سے ادا کرے۔
(جواب) نماز و روزہ کی قضا کرے اندازاً جتنے برسوں کی نماز بعد بلوغ کے اور روزے قضا ہو گئے ہوں اس کو ادا کرے۔ فقط۔

نماز قصر کی قضا قصر ہی ہوگی

(سوال ۱۹۴۴) نماز قصر کی قضا قصر ادا کرنی چاہئے یا پوری۔
(جواب) نماز قصر کی قضا قصر ہی پڑھنی چاہئے۔(۱)

کیا قضا نماز مسجد میں درست نہیں ہے

(سوال ۱۹۴۳) عالمی می فرماید کہ بمسجد صلوٰۃ قضاء گذاردن حرام است ودلیلش این کہ قضا صلوٰۃ معصیت است واظہار معصیت حرام و بمسجد اظہار میشود بخانہ گذاردن باید۔
(جواب) در مختار میں قضا فوائت کو مسجد میں مکروہ لکھا ہے یعنی مکروہ تحریمی اور دلیل یہی ہے کہ نماز کو وقت سے مؤخر کرنا معصیت ہے اس لئے اس کو ظاہر نہ کرے اور علامہ شامی نے اس کے متعلق یہ لکھا ہے کہ غرض یہی ہے کہ اظہار نہ کرے بلکہ ایسی طرح قضا کرے کہ کسی کو خبر نہ ہو اگر مسجد میں بھی قضا کرنے سے معلوم نہ ہو کہ یہ نفلیں پڑھ رہا ہے یا فرض تو مسجد میں بھی درست ہے۔ غرض ایسی طرح قضا کرے کہ حتی الوسع کسی پر اظہار نہ ہو، عبارت شامی یہ ہے وظاھرہ ان الممنوع ھو القضاء مع الا طلاع علیہ سواء کان فی المسجد اوغیرہ۔(۲)

قضا عمری کا مروجہ طریقہ ثابت نہیں بے اصل ہے

(سوال ۱۹۴۴) ایک اردو کتاب میں تحریر ہے کہ کفارہ قضا عمری کے لئے نماز بہ ترکیب ذیل ادا کرنی چاہئے۔ ہر رکعت میں آیۃ الکرسی ایک ایک مرتبہ اور سورہ کوثر گیارہ گیارہ مرتبہ بعد سورہ فاتحہ پڑھے یہ جائز ہے یا مکروہ اور اسی طرح پر اور نمازوں کی نسبت بھی کئی کئی سورۃ مختلف مقامات کی ہر رکعت میں پڑھنے کے لئے تحریر ہے۔
(جواب) اس کی کچھ اصل نہیں ہے اور اس ترکیب سے نفل پڑھنے میں قضا عمری حاصل نہیں ہوتی۔ اول تو خود

---

(۱) والقضاء یحکی ای یشابہ الا داء سفرا وحضرا لانہ بعد ما تقرر لا یتغیر. (درمختار) قولہ سفرا وحضرا ای لوفاتتہ صلاۃ السفر وقضا فی الحضر یقضیھا مقصودۃ کام لو اداھا (ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ج۱ ص ۷۴۵. ط.س. ج۲ ص ۱۳۵) ظفیر. (۲) ردالمحتار باب قضا الفوائت جلد اول ص ۶۹۰. ط.س. ج۲ ص ۷۷. ۱۲ ظفیر.

قضاء عمری کی کچھ اصل نہیں ہے بلکہ فقہاء نے اس کو مکروہ لکھا ہے اور ثانیاً اس ہیئت اور کیفیت کے ساتھ پڑھنا قضاء عمری کے لئے ثابت نہیں ہے اور یہ طریق قضا کا خلاف قواعد شرعیہ ہے قاعدہ یہ ہے کہ جس قدر نمازیں کسی کے ذمہ فائتہ ہوں بیقین یا بظن غالب ان کو قضا کرے اور محض توہم کی بناء پر قضاء عمری ثابت نہیں ہے بلکہ مکروہ ہے۔ شامی میں در مختار کے اس قول پر وما نقل ان الا مام قضی صلوٰۃ عمر الخ لکھا ہے انه لم یصح ذلك عن الا مام الخ فالوجه کراهة القضاء لتوهم الفساد الخ ص ٤٦٩۔(۱)

حیلہ اسقاط

(سوال ۱۹٤٥) اسقاط یعنی حیلہ جوئی کہ جنازہ کی نماز کے قبل یا بعد دیا جاتا ہے ورثان میت پر واجب ہے کہ نہیں وہ حیلہ یہ ہے۔ گیہوں ایک من ساڑھے بارہ سیر اور زر نقد کم از کم سوا روپیہ اور قرآن مجید۔ اور غرض حیلہ دینے والوں کی یہ ہے کہ مردہ کی تمام قضا شدہ روزہ و نماز حج وغیرہ کا یہ کفارہ ہو جاتا ہے اور یہ کل جنازہ کی نماز پڑھانے والے کو دیتے ہیں اور حیلہ لینے والے بیٹھ جاتے ہیں اور ہاتھ میں قرآن شریف لے لیتے ہیں اور ایک دعا بڑی سی پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے قبول کیا۔

(جواب) حیلہ اسقاط مذکور وارثان میت پر واجب نہیں اور ایسی وصیت کو بھی فقہاء نے جائز نہیں رکھا۔ قال فی الدر المختار. ونص علیه فی تبیین المحارم فقال لا یجب علی الولی فعل الدور وان اوصی به المیت لا نها وصیة بالتبرع والواجب علی المیت ان یوصی بما یفی بما علیه ان لم یضق الثلث عنه فان اوصی باقل وامر بالدور وترك بقیة الثلاث للورثة او تبرع به لغیر هم فقد اثم بترك ما وجب علیهم۔(۲) فقط۔

صاحب ترتیب پہلے فوت شدہ نمازیں پڑھے گا اگرچہ جماعت ترک ہو جائے

(سوال ۱۹٤٦) اگر صاحب ترتیب مسجد میں آوے اور آگے جماعت ہوتی ہو تو کیا کرے۔ آیا جماعت میں شامل ہو جاوے یا اس سے پہلے جو اس کی ایک نماز قضا ہے اس کو پڑھ کر شامل ہو۔

(جواب) صاحب ترتیب اپنی فوت شدہ نماز پہلے پڑھے اگرچہ جماعت ترک ہو جاوے۔(۳) فقط۔

جس کی نمازیں قضا ہیں وہ نماز کس ترتیب سے پڑھے

(سوال ۱۹٤٧) ایک شخص کے ذمہ چند نمازیں قضا ہیں اب اس کو فجر کی نماز ادا نہیں ملی بلکہ قضا ہو گئی اب یہ پہلے فجر کی نماز پڑھے یا پہلے قضا شدہ نمازیں پڑھے۔

(جواب) اگر قضا نمازیں سابق کی چھ یا اس سے زیادہ ہیں تو ترتیب اس سے ساقط ہو گئی۔ وہ شخص فجر کی نماز فوت

(۱) ردالمحتار باب الوتر والنوافل قبیل مطلب فی الصلوٰة علی الدابته ج ۱ ص ٦٥٣ .ط.س.ج۲ص۳۸. ۱۲ ظفیر.
(۲) ردالمحتار باب قضا الفوائت مطلب فی اسقاط الصلوٰة عن المیت ج ۱ ص ٦٨٦ .ط.س.ج۲ص۷۳. ۱۲ ظفیر.
(۳) الترتیب بین الفرائض الخمسة والوتر اداءً ا وقضاء لازم الخ فلم یجز فجر من تذکر انه لم یوتر الخ الا اذا اضاق الوقت الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ٦٧٩ .ط.س.ج۲ص٦٥) ظفیر.

شدہ کو، قبل ادا کرنے فوائت سابقہ کے پڑھ سکتا ہے۔(۱) فقط۔

بہت سی قضا شدہ نمازوں والا کیسے ادا کرے

(سوال ۱۹۴۸) اگر کسی شخص کی بے انتہا نمازیں فوت ہوئی ہیں جس کی تعداد اس کو معلوم نہیں۔ اب اگر وہ شخص صلوٰۃ فائتہ کو ادا کرنا چاہتا ہے ایسی حالت میں اگر وہ تحری کرے یعنی اپنے خیال سے ایک تعداد معین کرے تو کیا یہ ترتیب کے ساتھ ادا کرے گا یا ترتیب کی ضرورت نہ ہوگی۔ اگر ایک ہی وقت میں ایک دن کی پانچوں فائتہ نمازیں پڑھ لی تو جائز ہوگا یا نہیں۔ یعنی نماز وقتی صبح کے پڑھنے کے بعد اب نماز خمسہ جو فوت شدہ ہیں اسی وقت ادا کرنا چاہتا ہے تو یہ صورت جائز ہوگی یا نہیں۔

(جواب) تحریر کر کے جس قدر سنین وشہور وایام کی نمازیں فوت شدہ تحری میں آویں ان کو قضا کرنا شروع کر دے اور بوقت قضا دل میں نیت اور خیال کرے، یا زبان سے بھی کہہ دے کہ سب سے پہلے ظہر یا عصر وغیرہ قضا کرتا ہوں۔ اسی طرح پھر دوسرے وقت نیت کرے کیونکہ پہلی نماز قضا ہو جانے کے بعد جو اس کے بعد ہے وہ پہلی فائتہ ہو جاوے گی۔ اور جو صورت سوال میں لکھی ہے کہ ایک دن کی تمام نمازیں فوت شدہ ایک وقت میں پڑھ لیا کرے یہ درست ہے فقط۔

ایک سال کی نماز جس کی قضا ہو اس پر ترتیب لازم نہیں

(سوال ۱۹۴۹) ایک شخص کے ذمہ مثلاً ایک سال کی نمازیں قضا پڑھنی ہیں۔ ان نمازوں کے قضا کرنے میں اس پر ترتیب ضروری ہے یا نہیں یعنی ترتیب وار قضا کرے یا جس طرح چاہے اور جب پورے سال کی قضا پڑھ چکے گا تو صاحب ترتیب ہو گا یا نہیں۔ اور کچھ روز تک قضا نماز پڑھی پھر چھوڑ دی تو پھر مابقی کو پڑھے گا یا اول سے۔ اور درمیان میں چھوڑ دینے سے کچھ خرابی تو نہیں ہے۔

(جواب) قضا کرنے میں اس پر کچھ ترتیب لازم نہیں ہے جس طرح چاہے قضا کر لیوے۔(۲) اور جس وقت کل فوائت ادا کر لے گا صاحب ترتیب ہو جاوے گا۔ بلکہ جس وقت قضا کرتے کرتے چھ نمازوں سے کم مثلاً پانچ نمازیں اس کے ذمہ رہ جاویں گی اسی وقت ترتیب واجب ہو جاوے گی اور جس قدر نمازیں قضا کر لیں وہ ہو گئیں۔ اور اگر درمیان میں قضا پڑھنا چھوڑ دیا اور پھر شروع کیا تو جس قدر بعد قضا سابق باقی رہیں انہیں کو قضا کرنا لازم ہے(۳) فقط

---

(۱) الترتیب الخ لازم الخ الا اذا اضاق الوقت الخ او نسیت الفائتة الخ او فاتت ستة واعتقادیة (درمختار) یعنی لا یلزم الترتیب بین الفائتةوالوقتیة ولا بین الفوائت اذا کانت الفوائت ستا (ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج۱ ص ۶۷۹. و ج ۱ ص ۶۸۰. ط.س. ج۲ص۶۵) ظفیر. (۲) ویلزم الترتیب الخ الا اذا اضاق الوقت الخ او فاتت ستة اعتقادیة (درمختار) یعنی لایلزم الترتیب بین الفائتة والوقتیة ولا بین الفوائت اذا کانت الفوائت ستا الخ (ردالمحتار باب قضا الفوائت ج ۱ ص ۶۸۰. ط.س. ج۲ص۶۶) ظفیر. (۳) ولا یعودلزوم الترتیب بعد سقوطه بکثرتها الفوائت بعود الفوائت الی القلة بسبب القضاء لبعضها علی المعتمد لان الساقط لا یعود وکذا لا یعود الترتیب بعد سقوطه بباقی المسقطات السابقة (درمختار) قوله سبب القضاء کما اذا ترك رجل صلاة شهر مثلاثم قضا ها الا صلاة ثم صلی الوقتیه ذا کرالها فانها صحیحة ا ه بحر قید بقضاء البعض لا نه لو قضی الکل عاد الترتیب عند الکل قوله علی المعتمد هو اصح الروایتین وصححه ایضاً فی الکافی والمحیط والمعراج وغیره وعلیه الفتویٰ وقیل یعود الترتیب واختاره فی الهدایة ورده فی الکافی والتبیین واطال فیه فی البحر (ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸۴. ط.س. ج۲ص۷۰) ظفیر.

قصر پڑھتا رہا مگر معلوم ہوا کہ وہ مسافر نہ تھا تو کیا کرے

(سوال ۱۹۵۰) کسی شخص نے عرصہ دو یا تین ماہ کا ہوا اس خیال سے کہ وہ مسافر ہے نماز قصر پڑھی بعد کو معلوم ہوا کہ وہ دراصل مسافر نہ تھا تو کیا اب اسے ان نمازوں کی قضا کرنی ضروری ہے، اگر ہے تو کس طریقہ سے۔

(جواب) ان نمازوں کو قضا کرنا ضروری ہے اور طریقہ قضا کا معروف ہے۔ مثلاً جتنے دنوں کی نماز قصر پڑھی ان کو شمار کر کے وہ سب نمازیں مع وتر کے قضا کریں۔(۱) اور سنتوں کی قضا نہیں ہے۔ فقط۔

اگر وقت میں تمام مرتب قضا کی گنجائش نہ ہو تو کیا کرے

(سوال ۱۹۵۱) اگر فجر کے وقت اتنی گنجائش نہ ہو کہ صاحب ترتیب پانچ قضا نمازیں علی الترتیب قضا کر سکے تو صرف دو ایک کو وقتیہ پر مقدم کر سکتا ہے یا سب کو چھوڑ دے۔

(جواب) جس قدر گنجائش ہو ان کو قضا کرے پھر جب صرف وقتیہ کا وقت رہ جاوے تو وقتیہ کو پڑھے کیونکہ تنگی وقت سے بھی ترتیب ساقط ہو جاتی ہے جیسا کہ کتب فقہ میں مفصلاً مذکور ہے۔(۲) فقط۔

قضا میں ترتیب کا مطلب کیا ہے

(سوال ۱۹۵۲) یہ جو کہا جاتا ہے کہ صاحب ترتیب کے ذمہ فوائت اور وقتیہ کے مابین ترتیب فرض ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے۔

(جواب) اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر فوائت کو وقتیہ سے پہلے ادا نہ کرے گا اور قبل قضا فوائت وقتیہ پڑھے گا تو وہ وقتیہ فاسد ہو گی بفساد موقوف کما ھو مفصل فی کتب الفقہ۔(۳) فقط۔

قضا نمازوں کی ادائیگی کا صحیح طریقہ کیا ہے

(سوال ۱۹۵۳) جو شخص قضا عمری بالترتیب پڑھتا ہے۔ اسے مغرب اور وتر کی نماز کی قضا میں چار رکعتیں تین قعدوں کے ساتھ کس حالت میں پڑھنا چاہئے اور تین رکعتوں میں کیوں نہ ادا کرنا چاہئے۔ برہان الفتاویٰ میں ہے **یصلیھا اربعاً بثلاث قعدات الکراھة تنفل ثلاث رکعات فی القنیہ رکن الدین انحراف یصلی المغرب والوتر اربعاً بثلاث قعدات** ۔ اس عبارات کا کیا مطلب ہے۔

(جواب) صحیح مذہب یہ ہے کہ جس کے ذمہ نمازیں قضا ہیں وہ ان کا اندازہ کر کے ان نمازوں کو قضا کرے اور مغرب کی تین رکعت حسب قاعدہ پڑھے اور وتر بھی تین رکعت قاعدہ کے موافق پڑھے۔ اور یہ صورت جو برہان

---

(۱) جب نماز نہیں ہوئی تو سب قضا میں شمار ہوئیں اور یہ طے ہے کہ قضاء الفرض الخ فرض (درمختار). ط.س. ج ۲ ص ٦٦ ظفیر.

(۲) فلا یلزم الترتیب اذا ضاق الوقت المستحب حقیقة اذا لیس من الحکمة تفویت الوقتیة لتدارك الفائتة ولو لم یسع کل الفوائت فالاصح جواز الوقتیه (درمختار) صورته علیه العشاء والو تر مثلا ثم لم یصل الفجر حتیٰ بقی من الوقت مایسع الوترو فرض الصبح فقط ولم یسع الصلوات الثلاث فظاهر کلامهم ترجیح انه لا تجوز صلاة الصبح مالم یصل الوتروصرح فی المجتبی بان الا صح جواز الوقتیه عن البحر لکن قال الرحمتی الذی رایته فی المجتبی الا صح انه لا تجوز الوقتیة ا ه قلت راجعت المجتبی فرایت فیه مثل ما عزاه الیه فی البحر وکذا قال القهستانی جازت وقتیة علی الصبح (ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ٦٨٠. ط.س. ج۲ ص ٦٦) ظفیر. (۳) لو فاتته صلوات رتبها فی القضاء کما وجبت فی الا صل الخ ومن صلی العصر وهو ذا کرانه لم یصل الظهر فهی فاسدة الااذاکان فی اخر الوقت واذا فسدت الفرضیة لا یبطل اصل الصلوٰة عند ابی حنیفه وابی یوسف الخ ثم العصر یفسد فساد موقوفا حتی لو صلی ست صلوات ولم یعد الظهر انقلب الکل جائزا الخ (هدایه باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۳۷ ج ۱ ص ۱۳۹) ظفیر.

الفتاویٰ سے نقل کی گئی ہے قواعد کے موافق صحیح نہیں ہے۔ باقی مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ تین قعدے اسی طرح کرے کہ دو رکعت کے بعد قعدہ کرے، پھر تیسری رکعت کے بعد بھی قعدہ کرے تاکہ قعدہ اخیر نہ رہ جاوے اور پھر بوجہ شبہ نفل کے ایک رکعت چوتھی ملا کر قعدہ کرے۔ اس طرح تین قعدے ہو جاویں گے۔(۱) مگر صحیح یہ ہے کہ اس کی ضرورت نہیں ہے جب کہ واقعی اس کے ذمہ مغرب کی نماز فائتہ اور وتر فائتہ باقی ہیں تو تین رکعت دو قعدہ کے ساتھ پڑھے۔

صرف توبہ سے قضا نمازیں معاف نہیں ہوتیں بلکہ قضا ضروری ہے

(سوال ۱۹۵٤) میری عمر اس وقت پچاس سال کی ہے، اڑھائی سال ہوئے میں نے حج فرض ادا کیا تھا، حج کرنے سے پہلے میں نماز کا پابند نہ تھا اس وقت سے توبہ کر کے نماز ادا کر رہا ہوں تو کیا توبہ کرنے سے میری پچھلی نمازیں معاف ہو گئی یا نہیں۔

(جواب) جو نمازیں قضا ہو گئی ہیں ان کی قضا فرض ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ایک روز کی نماز کو بالترتیب قضا کرتے رہیں اور نیت اس طرح کریں کہ وہ پہلی نماز فجر کی ادا کرتا ہوں جس کا وقت میں نے پایا اور اس کو ادا نہ کیا۔ اسی طرح ظہر کی عصر کی مغرب کی الخ اور حساب کر کے بلوغ سے توبہ کے وقت تک جتنے سال بے نمازی میں گذر چکے ہیں ان کی نمازوں کو قضا کریں۔ اس کی دلیل یہ ہے **قال اللہ تعالیٰ فی کتابه مرة بعد اخری. اقیمو الصلوٰة واتوا الزکوٰة.**(۲) اقیموا کا صیغہ امر کا صیغہ ہے اور امر مقتضی وجوب ہے لہذا نماز فرض ہو گئی اور جو چیز امر سے فرض ہو جاتی ہے اس سے سبک دوش ہونے کے دو ہی طریقے ہیں۔ تسلیم عین واجب یا اپنی طرف سے مثل واجب کے تسلیم سے، اپنے ذمہ سے اصل واجب کو ساقط کرنے سے **کما قالوا فی حکم الواجب بالا مر انه نوعان اداء وھو تسلیم عین الواجب بسببه الی مستحقه وقضاء وھواسقاط الواجب بمثله من عنده۔**(۳) (حسامی) توبہ سے یا حج سے معاصی معاف ہوتے ہیں فرائض معاف نہیں ہوتے، جیسے اگر کسی نے حج کیا یا توبہ کر لی تو قرض داروں کا قرض ایسا ہی اس کے ذمہ واجب ہے جیسے کہ پہلے تھا اسی طرح حقوق اللہ سے بھی جو قرض ہے وہ بھی ادا کرنے سے ہی ادا ہو گا۔ بلکہ یہاں تک علماء نے لکھا ہے کہ توبہ سے نمازوں کی تاخیر کی معصیت معاف ہو گی اور فوراً ادا کرنا لازم ہوتا ہے حتیٰ کہ اگر پھر قضا کرنے میں تاخیر کی تو ازسر نو گنہگار ہو گا **قال فی الشامیه قال الترمذی ھو مخصوص بالمعاصی المتعلقة بحق اللہ تعالیٰ لا العباد ولا یسقط الحق نفسه بل من علیه صلوٰة یسقط عن اثم تاخیر ھا لا نفسھا فلو اخرھا بعده تجدد اثم اخر ا ہ ثم قال بعد اسطر نقلاً**

....

(۱) جس عبارت کا سائل نے مطلب پوچھا ہے وہ توہم اور شبہ والی صورت کا حل ہے مثلاً کسی کو مغرب اور وتر کے قضا یا فاسد ہونے کا یقین نہیں ہے بلکہ محض شبہ ہے، ایسی حالت میں چاہئے تو یہی کہ وہ دوبارہ نہ پڑھے **ولا تعاد عند تو ھم الفساد للنھی**، اور نہ اس کی قضا کی ضرورت ہے لیکن اگر کوئی شبہ کی بنیاد پر اس طرح قضا کرے کہ اگر قضا ہوئی ہے تو وہ ادا ہو گی، ورنہ وہ نفل ہو جائے گی تو اس صورت میں وتر اور مغرب کی ادائیگی کی شکل یہ ہو گی کہ چار رکعت تین قعدوں کے ساتھ پڑھے گا کیونکہ نفل تین رکعت نہیں ہے۔ دوسرا قعدہ اس لئے کیا کہ یہ مغرب و وتر کے لئے آخری قعدہ ہے۔ اور چوتھی رکعت ملائی اور تیسرا قعدہ اس وجہ سے کیا کہ اگر نفل میں شمار ہو تو درست ہو جائے **لا تعاد عند توھم الفساء للنھی ومانقل ان الا مام قضی صلاة عمره فان صح نقول کا ن یصلی المغرب والوترار بعاً بثلاث قعدات** (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل قبیل مطلب فی الصلاۃ الدابة ج۱ ص ۶۵۳. ط.س. ج۲ ص۳۷) ظفیر.

(۲) بقرہ .۱۳. ۱۲ ظفیر. (۳) حسامی، ۳٤.

عن البحر فلیس معنی التکفیر کما یتو همه کثیر من الناس ان الدین یسقط عنه و کذا قضاء الصلوٰة والصوم والزکوٰة اذ لم یقل احد بذلك ا ه ج ۲ ص ۲۷۶ فقط۔

فوائت کثیرہ کی ادائیگی کے لئے تراویح چھوڑنا درست نہیں

(سوال ۱۹۵۵) فی زمانہ بسوی انحطاط ایسے لوگوں کی تعداد بکثرت ملتی ہے جن کے ذمہ نمازہائے فریضہ فائتہ کی تعداد بہت زیادہ واجب الادا ہے اور ان کے ادا کی کوئی صورت نہیں ہوتی تو کیا ماہ رمضان بجائے تراویح کے فائتہ نمازوں کو بمعہ جماعت پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ صورت جائز نہیں ہے۔ تراویح کو جداگانہ اسی اہتمام و نظم سے بجماعت تراویح ادا کرنا چاہئے کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس کی بہت تعریف فرمائی ہے اور خود بھی عمل فرما کر اسوہ حسنہ جاری فرمادیا۔ پس اس طریق و فعل نبوی ﷺ و طریقہ صحابہ کرامؓ کو اسی طرح اسی کیفیت اور اسی نیت کے ساتھ جاری رکھنا چاہئے اور شریعت غراء میں اس قسم کے تغیرات کو خیال میں نہ لانا چاہئے کہ یہ نہایت قبیح امر ہے اور مصادم سنت ہے اور احداث فی الدین ہے جس کے بارہ میں وعید من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهورد(۱) کافی ہے اعاذنا اللہ تعالیٰ من مثل هذه الوساوس الشیطانیة والهوا جس النفسانیة۔ جس کے ذمہ قضا فرائض ہے وہ خود اس کا ذمہ دار ہے اور اگر اس کو خوف خدا تعالیٰ ہے اور شریعت غراء کا تابع ہے تو وہ خود فوائت کو وقتاً فوقتاً ادا کرے گا۔ باقی یہ جائز نہیں ہے کہ اس کے فوائت کی رعائت کی وجہ سے تراویح جیسی سنت مؤکدہ اور شعار رمضان المبارک کو متغیر کر دیا جاوے اور گویا ایک امر مشروع کو جس کو احادیث کثیرہ میں مستقل طور سے نہایت اہتمام سے بیان فرمایا گیا ہے اور اس کے فضائل بیان فرمائے گئے ہیں، متروک و مبدل کر دیا جاوے اس قسم کا خیال بھی اہل اسلام سے مستبعد معلوم ہوتا ہے۔(۲) فقط۔

فوائت کثیرہ کی ادائیگی کے زمانہ مین اگر کوئی نماز فوت ہو جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۹۵۶) جب کہ قضائے عمری کا سلسلہ ادائیگی شروع ہوا اور اتفاقاً کوئی نماز بعد نماز قضائے عمری قضا ہو جاوے تو کس سلسلہ سے ادا کروں آیا پہلے وقتی یا قضا۔

قضائے عمری کی نماز میں قرات کا کیا حکم ہے

(سوال ۱۹۵۷/۲) قضائے عمری کی تمام رکعات بھری پڑھے یا دو خالی اور دو بھری۔

(جواب) اس میں ترتیب ضروری نہیں ہے اگر وقتی نماز کے وقت میں گنجائش ہے تو ہر دو قضا کی نمازوں کو وقتی سے پہلے بھی پڑھ سکتا ہے اور بعد میں بھی اور دونوں قضا میں یعنی قضا حال اور قضا عمری میں جس کو چاہے پہلے پڑھے اور جس کو چاہے پیچھے۔(۳)

---

(۱) مشکوٰة باب الا عتصام بالسنة ص ۲۷. ۱۲ ظفیر. (۲) التراویح سنة مؤکدة لمواظبة الخلفاء الراشدین للرجال والنساء جمیعا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر و النوافل مبحث صلاة التراویح ج ۱ ص ۴۳۶۵۹) ظفیر.
(۳) فلا یلزم الترتیب اذا اضاق الوقت الخ او نسیت الفائتة الخ او فاتت ست اعتقادیة الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۶۲۸۰) ظفیر.

(۲) دو بھری اور دو خالی پڑھنی چاہئے۔ البتہ جس وقت بہت سی نمازیں قضا پوری ہو جاویں اور آئندہ کو محض شبہ رہے کہ قضا نماز ذمہ ہے یا نہیں اس وقت چاروں بھری پڑھے (۱) اور عشاء کے ساتھ وتر کی قضا بھی لازم ہے۔ فقط

فوائت ادا کرنا ضروری ہیں مگر نوافل چھوڑنے کی ضرورت نہیں

(سوال ۱۹۵۸) اگر کسی شخص کی دس سال کی نماز چھوٹ گئی اب اس نے توبہ کر لی ہے اور پنج گانہ نماز ادا کرتا ہے اور فرائض و سنن کے علاوہ وتر و تہجد بھی ادا کرتا ہے کیا اسی طرح سنن اور وتر تہجد پڑھتا رہے یا ان کو چھوڑ کر اس وقت کی گذشتہ دس سال کی فوت شدہ نمازوں کے پڑھنے میں صرف کرنا چاہئے۔

(جواب) جو کچھ کرتا ہے یہ بھی کرتا رہے اور فارغ وقت میں فوائت کی قضا کرے مثلاً روزانہ چند نمازوں کی قضا کا اہتمام کرے اور اگر اور وقت نہ ہو تو پھر سنن اور تہجد سے مقدم فوائت کا قضا کرنا ہے۔ اس وقت کو بھی اس میں صرف کرے۔ (۲) لیکن وتر کو ترک نہ کرے۔ فقط

نماز عصر و فجر کے بعد فوائت کی ادائیگی درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۹۵۹) فوت شدہ نمازوں کی قضا بعد نماز عصر و فجر جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو اس حدیث لا صلوٰۃ بعد الفجر حتیٰ تطلع الشمس و لا صلوٰۃ بعد العصر حتیٰ تغیب الشمس کا کیا مطلب ہے۔

(جواب) قضا فائتہ بعد صلوٰۃ العصر و الفجر جائز ہے اور حدیث لا صلوٰۃ بعد الفجر حتی تطلع الشمس و لا صلوٰۃ بعد العصر حتی تغیب الشمس میں نہی نوافل پر محمول ہے۔ (۳) فی الحدیث من نام عن صلوٰۃ او نسیها فلیصلها اذا ذکر (فان ذلک وقتها) فان اللہ تعالیٰ قال اقم الصلوٰۃ لذکری او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم (۴)۔ فقط

صاحب ترتیب جمعہ کے پہلے قضا ادا کرے

(سوال ۱۹۶۰) جمعہ کے دن ایک شخص کی نماز صبح قضا ہو گئی۔ وہ جمعہ کی نماز کی لئے جامع مسجد پہنچا تو خطبہ ہو رہا تھا۔ اور وہ شخص صاحب ترتیب نہیں ہے یا صاحب ترتیب ہے تو نماز صبح کس وقت ادا کرے۔

(جواب) صاحب ترتیب کے لئے ضروری ہے کہ پہلے نماز صبح کی قضا کرے کیونکہ صبح کی نماز ادا کئے بغیر اس کا جمعہ صحیح نہ ہو گا۔ اور جو صاحب ترتیب نہیں اس پر خطبہ کا سننا ضروری ہے اس کو جمعہ سے فراغت کے بعد نماز صبح ادا کر لینی چاہئے۔ در مختار میں ہے فلا قضا ء فائتة لم یسقط الترتیب بینهما و بین الوقتیه فانها لا تکره (قوله لاتکره) بل یجب فعلها شامی لضرورة صحة الجمعة والالا (قوله والا لا) ای وان سقط الترتیب

....

(۱) اس لئے کہ نفل کی تمام رکعتوں میں قرأت ہے وتفرض القرأت عملا فے رکعتی الفرض مطلقا الخ وکل النفل. (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ٦٤٤ .ط.س.ج۲ص۲۸) ظفیر. (۲) ای کل صلوٰة فاتت عن الوقت بعد وجوبها فیه یلزمه قضائها ، سواء ترك عمداً اوسهوا، او بسبب نوم وسواء كانت الفوائت كثيرة اوقليلة (عالگمیری مصری باب ۱۱ قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۱۳ .ط.س.ج۱ص۱۲۱) ظفیر. (۳) ویکره ان یتنفل بعد الفجر حتی تطلع الشمس وبعد العصر حق تغرب لماروی انه علیه السلام ونهی عن ذالك ولا باس بان یصلی فی هذین الوقتین الفوائت ویسجد للتلاة ویصلی علی الجنازة لان الکراهة كانت لحق الفرض لیصیر الوقت كالمشغول به لا لمعنی الوقت فلم تظهر فی حق الفرائض وفیما وجب بعینه الخ. (هدایه فصل فی الا وقات التی تکره فیها الصلوٰة ج ۱ ص ۸۱ و ج ۱ ص ۸۲) ظفیر. (٤) مشکوة باب تعمیل الصلوة فصل اول ص ٦١..۱۲ ظفیر.

تکرہ۔(۱)شامی۔ فقط۔

قضاء عمری کا جو طریقہ مروجہ بعض کتابوں میں منقول ہے ثابت نہیں

(سوال ۱۹۶۱)از کتاب انیس الارواح ص ۲۴ مجلس نمبر ۱۳ فرمایا کہ امیر المومنین علیؓ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت فرمائی ہے کہ جس شخص کی نمازیں اتنی قضاء ہو گئی ہوں کہ اس کو یاد نہ ہوں پس دوشنبہ کی رات کو پچاس رکعت نماز ادا کرے اور ہر رکعت میں ایک دفعہ سورہ فاتحہ اور ایک دفعہ سورہ اخلاص پڑھے تو خدا تعالیٰ اس کی گذشتہ نمازوں کا کفارہ کرتا ہے۔ یہ صحیح ہے شرعاً یا نہیں۔

(جواب)مسئلہ کا جواب یہ ہے کہ احادیث وفقہ سے یہ ثابت ہے کہ جس قدر نمازیں قضا ہوں ان سب کی قضا کرنی چاہئے اور اگر قضا نمازیں یاد نہ ہوں کہ کس قدر ہیں تو ان کے بارہ میں یہ حکم ہے کہ اندازہ کرے کہ اس قدر نمازیں میرے ذمہ ہیں اسی قدر قضا کرے۔(۲)اور جو روایت آپ نے کتاب انیس الارواح سے نقل کی ہے اس کی کچھ اصل اور سند معلوم نہیں ہے اور نہ یہ کہ روایت حدیث کی کسی کتاب میں ہے اور یہ روایت اگر ثابت ہو جائے تو اس پر محمول ہے کہ جس قدر نمازیں فوت شدہ اس کو یاد ہوں ان کو قضا کرے اور جو نمازیں لاعلمی سے رہ جائیں ان کے لئے عمل مذکور کرے۔ فقط۔

ایک وقت میں جتنی قضا چاہے ادا کر سکتا ہے

(سوال ۱۹۶۲)اگر کسی شخص کی چار یوم کی نماز قضا ہو جائے تو ایک وقت میں ادا کر سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب)چار دن کی فوت شدہ نمازیں ایک دن میں قضا کر سکتا ہے فقط۔

قضا شدہ نمازوں کی ادائیگی کے لئے سنن مؤکدہ نہ چھوڑے

(سوال ۱۹۶۳)ایک شخص کی اکثر نمازیں قضا ہو گئیں اب اگر وہ ادا کرنا چاہے تو سنتوں میں فرض فوت شدہ کی نیت کر سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب)فوت شدہ نمازوں کو علیٰحدہ بہ نیت قضا ادا کرے۔ سنن مؤکدہ میں نیت نہ کرے۔(۳)البتہ اگر نوافل کو چھوڑ کر فوت شدہ نمازوں کو قضا کرے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔(۴)

قضا نمازوں میں اس وقت ترتیب نہیں جب وہ صاحب ترتیب نہ ہو

(سوال ۱۹۶۴)قضا نمازوں کی ادا اگر ترتیب سے نہ کرے تو جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱)ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۸.ط.س.ج۲ص۱۵۸.۱۲ ظفير.

(۲)وقضاء الفرض الخ فرض (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب قضا الفوائت ج ۱ ص ۶۸۰ .ط.س.ج۲ص۶۶) ظفير.

(۳)وسن مئوكدا ربع قبل الظهر الخ (درمختار) مئوكدا اى استنانا مئوكدا بمعنى انه طلب طلبا مئوكد زيادة على بقية النوافل ولهذا كانت السنة المئوكدة قريبة من الواجب فى لحوق الا ثم كما فى البحر ويستوجب تاركها التضليل واللوم (ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فى السنن والنوافل ج ۱ ص ۶۳۰.ط.س.ج۲ص۱۲) ظفير.

(۴) اما المستحب والمندوب فينبغى ان لا يكره تركه اصلا (ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها مطلب فى بيان السنة والمستحب الخ ج ۱ ص ۶۱۱.ط.س.ج۲ص۶۵۳) ظفير.

(جواب) غیر صاحب ترتیب کو یہ جائز ہے کہ جس طرح چاہے غیر مرتب ادا کرے۔(۱)

عشاء کی نماز جو قضا ہے اس کے یاد رہتے ہوئے صبح کی نماز نہیں ہوگی

(سوال ۱۹۶۵) ایک شخص نے عشاء کی نماز ترک کر دی اب اس نے صبح کی نماز پڑھی اور عشاء کی نماز جو اس کے ذمہ تھی نہیں پڑھی۔ اس صورت میں اس کی صبح کی نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) صاحب ترتیب اگر ایسا کرے تو اس کی صبح کی نماز بھی نہ ہوگی چاہئے کہ پہلی عشاء کی نماز پڑھے پھر صبح کی نماز پڑھے۔(۲) فقط (البتہ اگر وقت تنگ ہو اور گنجائش نہ ہو تو صرف وقتی نماز پڑھ لے اور قضا بعد میں ادا کرے۔

کما فی الدر المختار. فلا یلزم الترتیب اذا ضاق الوقت المستحب . ظفیر)

مغرب کے وقت میں ظہر وعصر کی قضا پہلے کیسے ادا کرے

(سوال ۱۹۶۶) اگر خالی عصر کی، یا ظہر وعصر دونوں نمازیں قضا ہیں۔ عصر مغرب کے وقت ان تینوں نمازوں کو کس طرح ادا کرے جب کہ مغرب کا وقت نماز کے لئے تھوڑا ہے۔ اگر قضا ہوئی نمازوں کو مقدم کرتا ہے تو نماز مغرب کا وقت بھی ہاتھ سے جاتا ہے۔ کس طرح ترتیب جائز ہے۔ اور نیز جب کہ یہ جائز ہے کہ اگر چار یا پانچ نمازوں کی قضا میں ترتیب نہ دے تو جس وقت میں جو نماز وقت کی پڑھے گا نفل شمار ہوگی۔

(جواب) مغرب کا وقت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک قریب ڈیڑھ گھنٹہ کے رہتا ہے پس ظہر وعصر کو اول قضا کر کے پھر مغرب کی نماز بھی وقت میں پڑھ لے۔ اور مسئلہ یہ بھی ہے کہ اگر وقتیہ نماز کا وقت تنگ ہو جاوے کہ سوائے وقتیہ کے قضا کی گنجائش نہ رہی تو پھر ترتیب ساقط ہو جاتی ہے اس حالت میں وقتیہ پہلے پڑھے اور قضا بعد میں پڑھے۔(۳)

چند قضائیں ایک وقت میں ادا کرنا درست ہیں یا نہیں

(سوال ۱۹۶۷) چند نمازیں قضا ایک وقت میں پڑھ لینی جائز ہیں یا نہیں۔

(۲) قضا نمازوں میں سے وتر اور عشاء ایک ہی وقت میں پڑھنے ضروری ہیں یا ایک وقت عشاء اور ایک وتر پڑھے۔

(جواب) جائز ہیں۔(۴) (ایک وقت میں کئی وقتوں کی قضا نمازیں ادا کرنی درست ہیں۔ ظفیر)

(۲) علیحدہ علیحدہ بھی قضا کر سکتا ہے۔ ایک وقت میں قضا کرنا ضروری نہیں ہے۔

فوت شدہ دس بیس سال کی نمازیں کس طرح ادا کرے

(سوال ۱۹۶۸) ایک شخص پابندی کے ساتھ پنج وقتی نماز ادا کرتا تھا بعد کو نماز گنڈے دار ادا کرتا رہا یعنی کبھی

---

(۱) فلا یلزم الترتیب اذا ضاق الوقت او نسیت الفائتة او فاتت ست اعتقادیة الخ بخروج وقت السادسة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب قضاء الفوائت ص ۶۸۰ .ط.س.ج۲ص۶۶) ظفیر.

(۲) الترتیب بین الفروض الخمسة والوتر اداء وقضاء لازم الخ فلم یجز فجر من تذکرانه لم یوتر لوجوبه عنده الخ (ایضا ج ۱ ص ۶۷۹ .ط.س.ج۲ص۶۵) ظفیر. (۳) الترتیب بین الفروض الخمسة والوتراداء وقضاء لازم الخ فلم یجز فجر من تذکرانه لم یوترالا اذا ضاق الوقت المستحب اذا نسیت الفائتةالخ اوفاتت ست اعتقادیة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۷۹ .ط.س.ج۲ص۶۵) ظفیر.

(۴) لانه علیه السلام اخرها یوم الخندق (درمختار) وذالك ان المشرکین شغلوا رسول الله صلی الله علیه وسلم عن اربع صلوات یوم الخندق حتیٰ ذهب من اللیل ماشاء الله تعالیٰ فامر بلا لا فاذن ثم اقام فصلی الظهر ثم اقام فصلی العصر ثم اقام فصلی المغرب ثم اقام فصلی العشاء (ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۷۶ .ط.س.ج۲ص۶۲) ظفیر.

پڑھی کبھی نہ پڑھی اس صورت کی اندازاً تمام نمازیں دس یا بیس سال کی فوت ہوئیں۔ اب ان کے ادا کرنے کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔

(جواب) جب مدت تک اس نے اہتمام نماز کا ترک کر دیا تھا کبھی پڑھتا تھا کبھی نہ پڑھتا تھا۔ اس تمام زمانہ کی نمازوں کو قضا کرنا چاہئے۔ سہل صورت اس کی یہ ہے کہ ہر ایک فرض وقتی کے ساتھ وہی نماز قضاء کی نیت سے پڑھ لیا کرے اگر دس برس تک نمازیں ترک کی تھیں تو دس برس تک ہر ایک نماز کے ساتھ ایک نماز قضا کر لیا کرے۔(۱)

قضا نماز کے لئے اذان وتکبیر ہے یا نہیں

(سوال ۱۹۶۹) زید قضا نمازوں کو مسجد میں آہستہ اذان وتکبیر کہہ کر اس نیت سے ادا کرتا ہے۔ مثلاً چار رکعت فرض ظہر پڑھتا ہوں۔ اس صورت میں اذان وتکبیر کہنے کا کیا حکم ہے۔ اور وتر کے لئے اذان وتکبیر کہی جاوے یا نہیں۔

(جواب) جو نماز تنہا مسجد میں قضا کرے تو اس کے لئے اذان واقامت مشروع نہیں ہے۔(۲) اور نیت مذکورہ سے قضاء نماز ہو جاتی ہے۔ اور وتر کے لئے بھی اذان واقامت نہیں ہے۔(۳)

ایک شخص کی بہت دنوں کی نمازیں قضا ہیں اگر وہ سنت کی جگہ فرض کی قضا پڑھا کرے تو یہ کیسا ہے

(سوال ۱۹۷۰) ایک شخص کی بہت برسوں کی نمازیں قضا ہیں۔ اب اگر وہ بجائے سنن کے قضا نمازیں ادا کرے تو کیا حکم ہے۔ قضا نماز افضل ہے یا سنن وقتیہ۔

جس وقت کی قضا ہو اسے اسی وقت ادا کرنا ضروری نہیں ہے

(سوال ۱۹۷۱/۲) جس وقت کی نماز قضا ہے اس کو اسی وقت میں پڑھے یا مثلاً ظہر کو عشاء میں اور عشاء کو ظہر میں پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱) وقتیہ سنن مؤکدہ کو نہ چھوڑنا چاہئے اور فوائت کو اوقات فارغہ میں ادا کرنا چاہئے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ادائے فوائت اہم ہے لیکن اگر دونوں کام ہو سکیں کہ فوائت بھی پڑھے اور سنن مؤکدہ کو بھی نہ چھوڑے تو یہ بہتر ہے

فجر، مغرب او عشاء کی قضا میں قراۃ جہری کر سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۹۷۲) فجر اور مغرب اور عشاء کی قضا میں جہراً قرات پڑھ سکتا ہے۔

....

(۱) ولو فاتته صلوات رتبها فی القضاء (الی قوله) لان النبی علیه السلام شغل عن اربع صلوات یوم الخندق قضاهن مرتبا (هدایه باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۳۷) ظفیر.

(۲) ویؤذن ویقیم لفائتة رافعا صوته لو بجماعة (ای فی غیر المسجد) او صحراء لا بیته منفرد اولا فیما یقضی من الفوائت فی مسجد لان فیه تشویشا وتغلیطا ویکره قضا ها فیه لان التا خیر معصیة فلا یظهر ها (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۲ و ج ۱ ص ۳۶۳. ط.س. ج۱ ص ۳۹۰) ظفیر.

(۳) وهو سنة مؤکدة للفرائض فی وقتها ولو قضاء لا لغیر ها کعید (در مختار) ای وتر وجنازة الخ (ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۵۶. ط.س. ج۱ ص ۳۸٤) ظفیر.

(جواب) اگر ان ہی اوقات میں قضا کرے تو جہراً پڑھ سکتا ہے۔ اگر دن کو قضا کرے تو نہیں کر سکتا۔(۱)

اگر کئی برس کی نماز قضا ہو اور ادا کرنے کا موقع نہ ہو تو کیا کرے

(سوال ۱۹۷۳) اگر دو تین برس کی نماز قضا ہو اور اب موقع ادا کرنے کا نہ ملتا ہو تو اس سے چھٹکارا پانے کی کون سی شکل ہے۔

(جواب) سہل صورت اس کی یہ ہے کہ ہر ایک نماز کے ساتھ وہی نماز قضا کرے۔ جس قدر برسوں کی نماز فوت ہوئی ہو اتنے برسوں تک ہر ایک نماز کے ساتھ وہی نماز جو قضا ہوئی ہو قضا پڑھے۔ بدون قضا کے کوئی صورت سبکدوشی کی نہیں۔ فقط۔

صبح و عصر کی نماز کے بعد قضا پڑھ سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۹۷٤) صبح کی نماز اور عصر کی نماز کے بعد قضا نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) پڑھ سکتا ہے۔(۲)

رمضان کے اخیر جمعہ میں قضاء عمری کا رواج ثابت نہیں

(سوال ۱۹۷۵) رمضان شریف کے آخر جمعہ میں قضاء عمری برابر میں پڑھی جاتی ہے وہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) رمضان شریف کے آخر جمعہ میں قضاء عمری بطریق مخصوص پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ شامی میں ہے کہ امام صاحب کی طرف اس کو منسوب کرنا صحیح نہیں ہے۔ اور فخر الاسلام اور قاضی خاں سے اس کی کراہت نقل کی ہے لہٰذا اس کو چھوڑنا چاہئے۔(۳) فقط۔

قضا نماز باجماعت پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۹۷٦) قضا نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب) مسنون ہے۔(۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

نماز کی قضا کا کفارہ کیا ہے

(سوال ۱۹۷۷) اگر صاحب ترتیب سے نماز قضا ہو جاوے تو اس کے لئے کیا کفارہ ہے۔

(جواب) کفارہ اس کا یہی ہے کہ اس نماز کو پڑھ لیوے اور صاحب ترتیب کو ترتیب ضروری ہے کہ وقتیہ سے پہلے پڑھے۔(۵) فقط۔

---

(۱) ویجهر الامام فی الفجر اولی العشائین اداءً وقضاءً الخ ویخیر المنفرد فی الجهر ان ادی فی الخ ویخافت المنفرد حتما ان قضی الجهریة فی وقت المخافتة کان صلی العشاء بعد طلوع الشمس علی الاصح (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی القراءة ج ۱ ص ٤۹۷ .ط.س.ج ۱ ص ۵۳۲......۵۳۳) معلوم ہوا کہ حکم مذکور منفرد کے لئے لکھا گیا ہے ۱۲ ظفیر.

(۲) (وکره نفل) بعد صلاة فجر وعصر ولا یکره قضا فائتة ولو وتر الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳٤۸ .ط.س.ج ۱ ص ۳۸٤) ظفیر.

(۳) وما نقل ان الامام قضی صلاة عمر الخ (درمختار) والجواب اولا انه لم یصح نقل ذالك عن الا مام الخ (ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ٦۵۳ .ط.س.ج ۲ ص ۳۷) ظفیر.

(٤) جاء فی حدیث لیلة التعریس " وامر بلالا فاقام الصلوٰة فصلی بهم الصبح فلما قضی الصلاة قال من نسی الصلاة فلیصلها اذا ذکرها " رواه مسلم (مشکوٰة ص ٦۷) ظفیر.

(۵) من فاتته صلاة قضاها اذا ذکرها وقدمها علی فرض الوقت الخ (هدایه ج ۱ ص ۱۳۷) ظفیر.

قضائے فوائت

(سوال ۱۹۷۸) ایک شخص کی تین چار سال کی نمازیں اس طرح قضاء ہوئیں کہ کسی روز عصر کی نہ پڑھی اور کسی روز ظہر کی نہ پڑھی تو ادائیگی کیا ہو گی ؟

(جواب) ظن غالب کے موافق ان نمازوں کو قضا کرے۔ فقط۔

صاحب ترتیب کا حکم

(سوال ۱۹۷۹) مغرب کی نماز قضا ہو گئی عشاء پڑھ لی تو اب مغرب کی نماز پڑھ کر وتر و سنت پڑھے یا مغرب کی نماز بعد میں پڑھے۔ اور عشاء کی نماز ہوئی یا نہیں ؟

(جواب) اگر وہ صاحب ترتیب ہے تو اس کی عشاء کی نماز نہیں ہوئی، مغرب پڑھ کر عشاء کے فرض پھر پڑھے اس کے بعد سنت و وتر ادا کرے۔(۱) فقط۔

قضا نمازوں کا کفارہ

(سوال ۱۹۸۰) اگر کسی سے نمازیں قضا ہوئیں اور وہ شخص مر گیا ہو اور مرتے وقت اپنے وارثوں سے کہہ دیا کہ میری جو نمازیں قضا ہوئی ہیں ان کے کفارہ میں ایک جلد قرآن شریف کسی طالب علم کو دے دیجیوں۔ یہ جائز ہے یا نہیں ؟ اور سجدہ تلاوت کا کفارہ ہے یا نہیں ؟

(جواب) اگر متوفی مالدار تھا اور اس نے وصیت ادا کفارہ نماز وغیرہ کی ہے تو اس کے مال تہائی میں سے کفارہ نماز وغیرہ کا ادا کیا جاوے۔ ایک جلد قرآن شریف کے دینے سے نمازوں کا کفارہ ادا نہیں ہو سکتا۔ یہ کہنا اس کا لغو ہے۔(۲) اور علامہ شامی نے کہا ولا روایة فی سجدة التلاوة ای والصحیح انه لا یجب الخ۔ پس معلوم ہوا کہ سجدہ تلاوت کا کفارہ نہیں ہے۔ فقط۔

اسقاط کا مسئلہ

(سوال ۱۹۸۱) اسقاط کا حیلہ جو میت کے لئے کیا جاتا ہے اس کا ثبوت شرعاً بھی ہے یا نہیں۔

(جواب) کچھ نہیں۔(۳) فقط۔

قضاء الفوائت

(سوال ۱۹۸۲) ایک شخص کی پانچ یا چھ نمازیں برابر قضا ہو گئیں اب اگر وہ وقتیہ نماز پڑھے تو ہو سکتی ہے یا نہ ؟

(جواب) چھ نمازیں اگر قضا ہو گئی ہیں تو وہ وقتیہ نماز ہو جاوے گی اور اگر اس سے کم ہیں تو جب تک ان فوائت کو قضا

....

(۱) ومن صلی العصر وهوذاکرانه لم یصل الظهر فهی فاسدة الا اذاکان فی اخر الوقت وهی مسئلة الترتیب (هدایه قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۳۹) ظفیر.

(۲) اذا مات الرجل وعلیه صلوات فاتته فاوصی بان یعطی کفارة صلوٰته یعطی لکل صلوٰة نصف صاع من بر وللو تر نصف صاع ولصوم یوم نصف صاع من ثلث ماله (عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۱۲۳ .ط.س. ج۱ ص۱۲۵) ظفیر.

(۳) والواجب علی المیت ان یوصی بما یفی بما علیه ان لم یضق الثلث عنه فان اوصی باقل وامر بالدور وترک بقیة الثلث للورثة او تبرع به لغیر هم فقد اثم بترك ما وجب علیه (ردالمحتار باب قضاء الفوائت مطلب فی بطلان الوصیة بالختمات والتها لیل ج ۱ ص ٦٨٦ .ط.س. ج۲ ص۷۳) ظفیر.

نہ کرے گا وقتیہ نماز نہ ہوگی یعنی فساد موقوف کے ساتھ فقط(۱)

صاحب ترتیب کس کو کہتے ہیں

(سوال ۱۹۸۳) صاحب ترتیب بابت نماز کس کو کہتے ہیں؟

(جواب) صاحب ترتیب اس کو کہتے ہیں کہ اس کے ذمہ چھ نمازیں قضا نہ ہوئی ہوں، جو نماز قضا ہوئی بھی ہو اس کو ادا کر لیا ہو وہ صاحب ترتیب ہے یعنی اس کو لازم ہے کہ اگر نماز قضا ہو تو اس کو وقتیہ سے پہلے پڑھے۔(۲) فقط۔

قضا فوراً ادا کرے

(سوال ۱۹۸٤) ایک شخص کو سوتے سوتے دن نکل آیا اس نے اٹھتے ہی فوراً قضا نماز پڑھ لی چنانچہ دوسرے روز بھی سوتے ہوئے دن نکل آیا مگر اس روز اس نے صبح کی نماز ظہر کے ساتھ پڑھی۔ سونے میں نماز کو تاخیر یا قضا ہو جاوے تو فوراً ہی پڑھنی چاہیے یا دیر کر کر؟

(جواب) جس وقت آنکھ کھلے اگر وہ وقت نماز کی کراہت کا نہیں ہے تو فوراً اسی وقت نماز قضا پڑھنی چاہیے دوسرے دن جو قضا میں تاخیر کی کہ ظہر کے وقت پڑھی یہ اچھا نہیں کیا۔(۳) فقط۔

قضائے عمری

(سوال ۱۹۸۵) قضائے عمری احتیاطاً پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب) قضا عمری علی توہم الفساد پڑھنا امام صاحب سے ثابت نہیں۔ اور صحیح یہ ہے کہ مکروہ ہے پس جب اصل ہی ثابت نہیں تو اس پر دیگر تفریعات صحیح نہ ہوں گی اور ایسے موقعہ پر کمال و نقصان سے بحث فضول ہے۔(۴) ثبت العرش ثم نقش. فقط۔

قضائے عمری کی ادائیگی

(سوال ۱۹۸٦) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ نماز قضا عمری پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟ فرائض پنج گانہ سے پہلے پڑھے یا بعد میں؟ اور اس قدر پابندی کرنا کہ خواہ جماعت ہوتی رہے جب تک قضائے عمری نہ پڑھ لے جماعت میں شامل نہ ہوئے کیسا ہے؟

(جواب) جس قدر نمازیں قضا ہوئی ہیں ان کو جس طرح چاہے ادا کرے کیونکہ وہ صاحب ترتیب نہیں ہے خواہ وقتیہ سے پہلے پڑھا کرے یا بعد میں یا ایک وقت میں پانچوں نمازیں مع الوتر روزانہ پڑھتا رہے جماعت کو نہ چھوڑے بلکہ جماعت سے قبل پڑھ لیا کرے یا بعد میں پڑھا کرے۔ فقط۔

(ولا یعود لزوم الترتیب بعد سقوطه بکثرتها ای الفوائت بعود الفوائت الی القلة بسبب

....

(۱)ولو فاتتة صلوات رتبها فی القضاء کما وجبت فی الا صل (الی قوله) الا ان یزید الفوائت علی ستة صلوات لان الفوائت قد کثرت فتسقط الترتیب فیما بینُ الفوائت الخ (باب قضا الفوائت هدایه ص ۱۳۷) ظفیر.(۲)ولو فاتته صلوات رتبها فی القضاء کماوجبت فی الا صل (الی قوله) الا ان یزید الفوائت علی سنة صلوات لان الفوائت قد کثرت فتسقط الترتیب الخ (هدایه باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۳۷) ظفیر.(۳)من فاتته صلوات قضی اذا ذکر ها وقدمها علی فرض الوقت (هدایه باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۳۷) ظفیر.(٤)في العتابیة عن ابی نصر رحمة الله علیه فیمن یقضي صلوات عمره من غیر ان فاته شئی یرید الا حتیاط فان لا جل النقصان والکراهة فحسن وان لم یکن لذلك لا یفعل (عالگمیری کشوری ج ۱ ص ۱۲۳.ط.س.ج۱ص۱۲۵) ظفیر.

القضاء لبعضها علی المعتمد لان الساقط لایعود و کذا لا یعود الترتیب بعد سقوط بباقی المسقطات السابقة من النسیان والضیق ۱ ھ . در مختار)(۱)

بطور شک جو قضا نمازیں پڑھی جائیں وہ کیا ہوں گی

(سوال ۱۹۸۷)اگر نماز چاشت یا تہجد کے وقت نماز قضا عمری پڑھے اور وہ شخص بطور شک کے قضا پڑھتا ہے حالانکہ اس کے ذمہ یقیناً کوئی نماز فرض نہیں تو یہ نماز چاشت یا تہجد ہو گی یا نفل ہو گی؟اور اگر نماز مغرب قضا کی تو تین رکعت نفل ہونے سے تو کوئی خرابی نہ ہو گی۔

کسی نے قضا فجر پڑھی حالانکہ اس کے ذمہ قضا نہ تھی تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۹۸۸/۲)بعد عشاء چار رکعت نماز سنت ہیں دو مؤکدہ دو غیرہ مؤکدہ پس اگر کسی شخص نے دو مؤکدہ پڑھیں اور دو فجر کے فرض کی قضا تو اس کے ذمہ فجر کی قضا واقع میں نہ ہو تو وہ چاروں سنت ہوں گی؟ اگر ایسا ہے تو فرمائیے ان کا ایک سلام کے ساتھ تو پڑھنا ضروری نہیں ہے؟ فقط۔

(جواب)کچھ اختلاف نہیں اور قضا مغرب میں اس احتمال سے کچھ کراہت نہ ہو گی۔

(فی العالمگیریة ج ۱ ص ۱۱۶ عن ابی نصر رحمه الله فیمن یقضی صلوات عمرو من غیری ان فاته شئی یرید الا حتیاط فان کان لاجل النقصان والکراهة فحسن وان لم یکن لذلك لا یفعل والصحیح انه یجوز الا بعد صلوٰة العصر والفجر وقد فعل ذلك کثیر من السلف لشبهة الفساد کذا فی المضمرات. جمیل الرحمن)

(۲)ایک سلام کی شرط اس میں نہیں ہے بلکہ دو رکعت سنت مؤکدہ علیحدہ پڑھنی چاہئے اور دو رکعت غیر مؤکدہ علیحدہ پڑھنی چاہئے۔ پس بصورت نہ ہونے قضاء کے اس کے ذمہ پر یہ دو رکعت نفل ہو جاویں گی اور چار رکعت بعد عشاء ہو جاویں گی۔ فقط (مستفاد مما فی الفتاوی العالمگیریہ ج ا ص ۱۰۵۔ وصلی رکعتین وهو یظن ان اللیل باق فاذا تبین ان الفجر قد کان طلع الی قوله قال المتأخرون تجزیه عن رکعة الفجر . جمیل الرحمن.

فجر و ظہر اور عصر کی قضا مغرب سے پہلے پڑھے یا بعد میں

(سوال ۱۹۸۹)اگر کسی شخص کی ظہر و عصر قضا ہو گئی تو ان کو مغرب سے پہلے پڑھے یا بعد میں، اور کیا نیت کرے؟

قضا عمری ثابت ہے یا نہیں اور اس کا کیا طریقہ

(سوال ۱۹۹۰/۲)نماز قضا عمری کی کیا ترکیب ہے۔ حدیث سے ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱)یہ سب نمازیں مغرب سے پہلے پڑھے اور اگر اتنی گنجائش نہیں تو بعد مغرب پڑھے۔ غرض سب نمازیں اسی دن قضا کرے۔ ہر ایک نماز میں اسی کی نیت کرے۔(لا یجوز اداء الوقتیة قبل اداء الفوائت الخ ویسقط الترتیب بضیق الوقت الخ عالمگیریه ج ۱ ص ۱۱۴. جمیل الرحمن)

(۲)یہ نماز قضا عمری جیسا کہ مشہور ہے حدیث سے ثابت نہیں۔ جس کے ذمہ واقعی نمازیں قضا ہوں وہ حساب کر کے ان کو پورا کرے (کل صلوٰة فاتت عن الوقت بعد وجو بها فیه یلزمه قضائها الخ فتاویٰ عالمگیریه ج ۱ ص ۱۱۳ جمیل الرحمن)

---

(۱)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ٦٨٤ .ط.س.ج۲ص ۷۰. ۱۲ ظفیر۔

نماز چھوڑنا اور اس سے روکنا کیسا ہے

(سوال ۱۹۹۱) نماز چھوڑنا اور نماز سے روکنا کیسا ہے؟ اور اس سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں۔

(جواب) ترک نماز کبیرہ گناہ ہے پس حکم کرنا کسی کو ترک صلوٰۃ کا اور منع کرنا یہ بھی گناہ کبیرہ ہے۔ چھوڑنے والا نماز کا اور منع کرنے والا نماز سے دونوں کو توبہ کرنی چاہئے اور نمازوں کو قضا کرنا چاہئے۔ نکاح اس کا نہیں ٹوٹا مگر توبہ کرے اور اپنے فعل پر نادم ہو اور نماز شروع کر دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (ومن الکبائر السحر وکتمان الشھادۃ من غیر عذر والا فطار فی رمضان من غیر عذر وقطع الرحم وترك الصلوٰۃ معتمد جوھرۃ نیرہ ج ۲ ص ۲۹۵ . جمیل الرحمن)

قضا شدہ نمازوں کا کفارہ کیا ہے

(سوال ۱۹۹۲/۱) قضا شدہ نمازوں کا کفارہ کیا ہے

بے شمار قضا نمازوں کا کفارہ کیا ہے

(سوال ۱۹۹۲/۲) اگر نمازیں بوجہ بد قسمتی کے بلا عذر شرعی اس قدر قضا ہوئی ہوں کہ جن کا شمار نا ممکن ہو تو کیا کفارہ ہے۔

نمازوں کا کفارہ صدقہ ہی ہے یا کچھ اور

(سوال ۱۹۹۳/۳) اگر اس کا کفارہ صدقہ بھی ہو سکتا ہے غریب و محتاج لوگ کیا کریں

مریض و شیخ فانی کی قضا نمازوں کا کفارہ کیا ہے

(سوال ۱۹۹٤/٤) مریض یا شیخ فانی کی قضا شدہ نمازوں کا کفارہ کیا ہے؟

(جواب) حامداً ومصلیاً ومسلماً۔ امابعد جواب استفسارات مفصل حسب ذیل گذارش کیا جاتا ہے۔

(۱) قضا شدہ نمازوں کو بعد میں ادا کرنا چاہئے۔ جس کی کوئی نماز کسی عذر یا غفلت سے قضا ہو جائے تو جب یاد آوے اس کو پڑھے اور جس وقت یاد آوے اس وقت کی فرض نماز سے پہلے قضا شدہ نماز کو پڑھنا چاہئے۔ حنفیہ کے نزدیک ترتیب وقتی نماز اور قضا نماز میں ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خندق کے روز چار نمازوں کو ترتیب سے ادا فرمایا ہے اور دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ جیسے تم مجھ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھو ایسے ہی تم بھی پڑھو تو جیسے آپ نے ترتیب سے قضا شدہ نمازوں کو ادا فرمایا ایسے ہی ہم کو بھی چاہئے۔(۱)

(۲) اگر قضا شدہ نماز ایسے وقت یاد آئی کہ اگر اس کو ادا کرتا ہے تو وقت میں اس قدر گنجائش نہیں ہے کہ وقتی نماز ادا ہو سکے بلکہ وقتی نماز کے فوت ہونے کا اندیشہ ہے تو ایسی صورت میں وقتی نماز کو پہلے پڑھے اور قضا شدہ کو بعد میں پڑھے۔ حاصل یہ ہے کہ اگر وقت میں وسعت اور گنجائش ہے تو پہلے قضا شدہ نماز پڑھنا چاہئے اور اگر وسعت نہیں

---

(۱) من فاتته صلوٰۃ قضا ھا اذا ذکر ھا وقد مھا علی فرض الوقت والا صل فیه ان الترتیب بین الفوائت وفرض الوقت مستحق ولو فاتته صلوات رتبھا فی القضاء کما وجبت فی الا صل لان النبی صلی اللہ علیه وسلم شغل عن اربع صلوات یوم الخندق فقضا ھن مرتبا ثم قال صلو کما را یتمو نی اصلی (ھدایه باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۳۷) ظفیر

ہے تو پہلے وقتی نماز کو ادا کرنا چاہئے۔(۱)

(۳)جب فوت شدہ نمازیں زیادہ ہو جاویں تو ترتیب سے ادا کرنا ساقط ہو جاتا ہے اور خود فوت شدہ نمازوں میں بھی ترتیب کا لحاظ نہیں رہتا۔ اور زیادتی کی حد یہ ہے کہ قضا شدہ نمازیں تعداد میں چھ ہو جاویں جب چھٹی نماز کا وقت گذر جائے تو اب کہا جائے گا کہ فوت شدہ نمازیں زیادہ ہو گئیں۔ پس اس صورت میں ترتیب کا لحاظ نہ رہے گا۔(۲)

(۴)کسی شخص کے ذمہ فوت شدہ نمازیں مدت کی ہیں اور وہ حد کثرت کو پہنچ گئی ہیں، اس نے ان کو ادا کرنا شروع کیا تھا کہ اب شامت اعمال سے اور کچھ نمازیں قضا ہو گئیں تو اب چونکہ اگلی پچھلی فوت شدہ نمازیں زیادہ ہیں تو اس صورت میں پہلے وقتیہ نماز کو پڑھنا جائز ہے کیونکہ بسبب کثرت فوت شدہ نمازوں کی ترتیب نہیں رہی۔(۳)

(۵)اگر کسی نے فوت شدہ نمازوں کو ادا کرنا شروع کیا اور وہ اب کم رہ گئیں یعنی چھ نمازوں سے کم رہ گئیں تو اب پھر مسئلہ ترتیب بحال ہو جائے گا۔(۴)

(۶)اگر قضا شدہ نمازیں بکثرت ہوں کہ جن کہ شمار دشوار ہو تو چاہئے کہ خوب سوچ کر ایک صحیح تخمینہ کرے مثلاً یہ کہ پندرہ یا اٹھارہ سال کی عمر میں بالغ ہوا اور چار پانچ سال تک نمازیں قضاء کیں یا کبھی پڑھی اور کبھی نہ پڑھی اور یہ مدت اس شخص کے صحیح اندازہ میں مثلاً چار سال کی ہوئی ہے تو اس شخص کو اپنے زعم کے موافق اس قدر نمازوں کو ادا کر دینا چاہئے۔ آخر دنیا میں کسی شخص کا قرض ذمہ ہو اور تعداد یاد نہ ہو تو اندازہ تخمینہ سے ہی اس کو ادا کرتے ہیں کہ اس کا کچھ اپنے ذمہ نہ رہے ایسے ہی سوچ کر کہ کس قدر دنوں کی نمازیں قضا ہوئی ہیں ان کو ادا کرنا چاہئے اور مناسب یہ ہے کہ جس قدر ہو سکے زائد کر دے کہ سراسر نفع ہی نفع ہے۔

(۷)قضا شدہ نمازوں کا کفارہ ان کا ادا کرنا اور حق تعالیٰ شانہ، سے عجز اور ندامت کے ساتھ توبہ کرنا ہے، صدقہ دینا نہیں ہے۔ہاں اگر صدقہ دے تو چونکہ صدقہ سے غضب الٰہی دفع ہوتا ہے تو امید ہے کہ حق تعالیٰ کا جو غصہ بسبب ترک نماز کے تھا وہ نہ رہے اور کسی غریب کی حاجت براری سے رحمت الٰہی متوجہ ہو جائے باقی اصل ادا کرنا نماز کا ہے صدقہ دینے سے نماز ساقط نہ ہو گی۔

(۸)مریض کے متعلق بھی تفصیل سے مسائل کا بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کس صورت میں کفارہ ہے اور کس صورت میں تخفیف اور کس صورت میں معافی ہے۔ مریض اگر کھڑا نہ ہو سکے تو بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع وسجدہ کو ادا کرے۔(۵)

---

(۱)ولو خاف الوقت يقدم الوقتية ثم يقضيها لان الترتيب يسقط بضيق الوقت وكذا بالنسيان وكثرة الفوائت كيلا يودى الى تقوية الوقتية(هدايه باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۳۷) ظفير.

(۲)الا ان يزيد الفوائت على ستة صلوات لان الفوائت قد كثرت فتسقط الترتيب فيما بين الفوائت بنفسها كما يسقط بينهما وبين الوقتية وحد الكثرة ان تصير الفوائت ستا بخروج وقت الصلوٰة السادسة (هدايه باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۳۸) ظفير.

(۳)ولو اجتمعت الفوائت والقديمة والحديثة قيل يجوز الوقتية مع تذكر الحديثة لكثرة الفوائت الخ (ايضاً) ظفير.

(٤)ولوقضى بعض الفوائت حتى قل ما بقى عاد الترتيب عند البعض وهو الا ظهر (هدايه باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۳۸)ظفير.

(۵)اذا عجز المريض عن القيام صلى قاعداويسجد لقوله عليه السلام لعمر ان بن حصين صل قائما فان لم يستطع فقاعد افان لم تستطع فعلى الجنب تومى ايماء الخ (هدايه باب صلوٰة المريض ج ۱ ص ۱٤٤) ظفير.

(۹) اگر رکوع و سجدہ کی طاقت بھی نہ ہو تو رکوع و سجدہ کو اشارہ سے ادا کرے یعنی بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع کے لئے کچھ گردن جھکائے اور سجدہ کے لئے زیادہ جھکائے۔(۱)

(۱۰) کوئی شخص مثل گھڑے یا صندوقچہ وڈیکس وغیرہ کے اپنے سامنے سجدہ کے لئے نہ رکھے بلکہ جس قدر اشارہ کیا جاوے وہی کرے۔(۲) لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا۔(۳)

(۱۱) اگر مریض کو بیٹھنے کی بھی طاقت نہ ہو تو چت لیٹ کر نماز پڑھے کہ پاؤں اور منہ دونوں قبلہ کی طرف کو ہوں اور رکوع اور سجدہ کے لئے گردن سے اشارہ کرے سجدہ کا اشارہ ذرا زیادہ گردن کو جھکا کر کرے۔(۴)

(۱۸) اگر ایسا مریض تھا کہ نماز کو اشارہ سے پڑھتا تھا رکوع و سجدہ کی قدرت نہ تھی خدا تعالیٰ کی قدرت سے نماز میں اس قدر افاقہ ہوا کہ رکوع و سجدہ کی قدرت ہو گئی تو اس صورت میں سب کے نزدیک نماز کو از سر نو پڑھے۔(۵)

(۱۹) کوئی مریض بےہوش ہو گیا اور پانچ نمازوں کا یا پانچ نمازوں سے کم کا وقت بےہوشی میں گذر گیا تو ہوش آنے کے بعد ان نمازوں کو قضا کرنا چاہئے اور اگر پانچ نمازوں سے زیادہ وقت بےہوشی میں گذرا تو قضا نہیں آئی۔(۶)

(۲۰) ان فقہی تفصیلات سے یہ بات اچھی طرح معلوم ہوتی ہے کہ شریعت میں نماز کی کیا وقعت اور کس قدر تاکید ہے کہ مرض میں بھی اس کو ادا کرنا ضروری ہے)۔ پس ہم کو نہ چاہئے کہ بلا عذر شرعی نماز چھوڑ دیں۔ وائے بر حال ان مسلمانوں کے جو ملازمت، تجارت، زراعت اور لہو و لعب میں وقت گذار دیتے ہیں اور نماز سی محبوب شئی کو جو مسلمان کی امتیاز اور فضیلت کی شان بڑھانے والی ہے دنیا و آخرت میں کام آنے والی چیز ہے۔ قضاء کر دیتے ہیں مسلم کی یہ شان نہ ہونی چاہئے کہ نماز کو کسی حال میں ترک کرے۔

(۲۱) شیخ فانی اس بوڑھے شخص کو کہتے ہیں جو روزہ رکھنے کی طاقت بڑھاپے کے ضعف کی وجہ سے نہ رکھتا ہو ایسے شخص کا یہ حکم ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے اور فدیہ ادا کرے۔(۷)

(۲۲) فدیہ ایک روزے کا ایک مسکین کو ایک روز کھانا کھلانا ہے۔ جس قدر روزے افطار کرنے۔ ہر روزے کے عوض ایک مسکین کو دو دفعہ کھانا کھلائے۔ اس کھانا کھلانے کے لئے شریعت نے گیہوں سے نصف صاع اور جو سے پورا صاع مقرر کر دیا ہے کہ اس قدر فقیر کو دے دے۔(۸) صاع تقریباً انگریزی سیر سے کہ جو اسی ۸۰ تولہ کا ہے بقدر ۳ ۱/۲ ہوتا ہے۔

....

(۱) فان لم تستطع الرکوع والسجود اومی ایماء یعنی قاعدا۔ ہدایہ باب صلوٰۃ المریض ص۱۴۴ ج۱۔ ظفیر

(۲) وجعل سجوده اخفض من ركوعه لانه قائم مقامها فاخذ حكما ولا یرفع الی وجهه شئی الخ (ایضاً) ظفیر.

(۳) بقره.

(٤) وان لم یستطع القعود استلقی علی ظهره وجعل رجلیه الی القبلة واومیٰ بالركوع والسجود الخ (ایضاً) ظفیر.

(٥) وان صلی بعض صلوٰته بایماء ثم قدر علی الركوع والسجود استانف عندهم جمیعا (هدایه باب صلوٰت المریض ج ۱ ص ١٤٥) ظفیر.

(٦) ومن اغمی علیه خمس صلوٰة او دونها قضی وان كان اكثر من ذالك لم یقض (ایضاً) ظفیر.

(٧) فالشیخ الغانی الذی لا یقدر علی الصیام یفطر ویطعم لكل یوم مسكینا كما یطعم فی الكفارة والعجوز مثله (عالمگیری مصری كتاب الصوم باب خامس ج١ ص ١٩٤ .ط. ماجدیه ج١ ص٢٠٧) ظفیر.

(٨) یطعم لكل یوم مسكینا كما یطعم فی الكفارة كذا فی الهدایة الخ نصف صاع من براوصاع من تمراو صاعا من شعیر (عالمگیری مصری كتاب الصوم باب خامس ج ١ ص ١٩٤ .ط. ماجدیه ج١ ص٢٠٧) ظفیر.

(۲۳) شیخ فانی جو روزہ نہیں رکھ سکتا اس سے نماز معاف نہیں ہوتی۔ کھڑے ہو کر پڑھے اگر کھڑے ہونے کی طاقت نہیں ہے تو بیٹھ کر پڑھے۔ بیٹھنے کی طاقت نہیں ہے تو اشارہ سے پڑھے۔(۱) حسب تفصیل مذکورہ بالا۔

(۲۴) جو شخص مر جائے اور اس کے ذمہ رمضان کے فوت شدہ روزوں کی قضا ہے اور اس نے مرتے وقت اپنے ورثاء کو وصیت کی تو اس کے وارثوں پر لازم ہے کہ اس کے روزوں کا حساب لگا کر فدیہ حسب تفصیل مذکورہ بالا ادا کر دیں۔ اگر وصیت نہیں کی تو وارث پر ادا کرنا لازم نہیں ہے۔ ہاں از خود کرے تو یہ احسان ہے اور امید ہے اللہ تعالیٰ کی ذات سے کہ اس کو قبول کرے۔ وصیت ہمارے امام کے نزدیک اس لئے معتبر ہے کہ یہ فدیہ بھی عبادت ہے اور عبادت اپنے اختیار اور ارادہ سے ہونی چاہئے۔ اور جب وصیت کی تو ادا کرنی لازم ہے۔(۲)

(۲۵) جو شخص بحالت مرض اپنے ورثاء کو وصیت کرے کہ مجھ پر اتنی نمازیں قضا ہیں ان کا فدیہ دے دینا تو مشائخ نے اس کو تسلیم کیا ہے اور اس بارہ میں نماز کو روزہ کے مشابہ مانا ہے یعنی یہ کہ ہر نماز کا حکم ایک روزہ کا ہے جو فدیہ ایک روزہ کے لئے ہے وہی ایک نماز کے لئے یعنی ایک نماز کا فدیہ نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جو۔(۳)

(۲۶) ولی اور وارث کو اس کی طرف سے روزہ رکھنا نہ چاہیے۔(۴)

(۲۷) آج کل جو اکثر مسلمان اکثر مستطیع بسبب روزے میں تکلیف ہونے کے اپنے آپ کو عاجز سمجھ کر خود اپنے لئے شیخ فانی کا حکم تجویز کر لیا کرتے ہیں یہ سراسر غلط ہے۔ تعیش کی بناء پر تکالیف شرعیہ سے بچنا احکام شرعیہ سے گستاخی ہے ایسا آدمی اگر بادشاہ وقت کی قید میں آجاتا ہے تو وہ اس وقت شیخ فانی کیوں نہیں رہتا سب کچھ کر لیتا ہے۔ پس ایسی جرات سے مسلمانوں کو بچنا چاہئے۔

عشاء کی قضا نماز فجر سے پہلے ادا کرے

(سوال ۱۹۹۵) میں آج کل سفر میں بمقام ناگپور ہوں یہاں کے لوگ اکثر عشاء کی نماز قضا کر دیتے ہیں اور اس کو بعد صبح صادق کے فجر کے نماز سے پہلے ادا کرتے ہیں خواہ امام جماعت کرا رہا ہو مگر وہ اول نماز عشاء ادا کر لیویں گے تب نماز فجر پڑھیں گے اگر کسی نے خیال کیا کہ نماز فجر جاتی رہے گی تو وتر تو ضرور ہی پڑھ لیوے گا تب نماز فجر پڑھے گا اور عشاء بعد طلوع آفتاب کے ادا کرے گا۔ ظہر کی نماز قضاء کر دیوے گا اور اس کو عصر کے اخیر وقت میں ہمراہ عصر کے پڑھے گا در انحالیکہ جماعت ہو رہی ہو۔ اس صورت میں کیا مسئلہ ہے۔

نماز عشاء ہو گئی تو کب تک ادا کر سکتا ہے

(سوال ۱۹۹۶/۲) عشاء کی نماز اگر قضا ہو جاوے تو کب تک ادا کر دینی چاہئے۔

---

(۱) سئل عن الشیخ الفانی هل تجب علیه الفدیة کما تجب علیه عن الصوم وهو حی فقال ، لا ، (عالمگیری مصری باب قضاء الفوائت ج۱ ص ۱۱۷ ،طماجدیه ج۱ ص ۱۲۵) ظفیر. (۲) واذا مات الرجل وعلیه صلوات فاوصی بان تعطی کفارة صلوٰته یعطی لکل صلوٰة ، نصف من برو للوترنصف صاع ولصوم یوم نصف صاع من ثلث ماله الخ فان لم بعض الورثة. وتبرع بعض الورثة یجوز (عالمگیری مصری باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۷۷ .ط.ماجدیه ج۱ ص ۱۲۵) ظفیر.

(۳) اذا مات الرجل وعلیه صلوات فائتة فاوصی بان تعطی کفارة صلوٰته یعطی لکل صلاة نصف صاع من برو للوترنصف صاع (عالمگیری مصری باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۱۷ .ط.ماجدیه ج۱ ۱۲۵) ظفیر.

(٤) ولو امر الاب ابنه ان یقضی عنه صلوٰة وصیام ایام لا یجوز عند ناکذا فی التتارخانیه (عالمگیری مصری باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۱۷ .ط.ماجدیه ج۱ ص ۱۲۵) ظفیر.

صبح صادق کے بعد

(سوال ۱۹۹۷/۳) صبح صادق شروع ہونے کے بعد سجدہ تلاوت ہو سکتا ہے یا نہیں۔ کوئی نماز طلوع آفتاب تک علاوہ فجر کی نماز کے پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

ظہر کی قضا عصر سے پہلے کرنی چاہئے یا نہیں

(سوال ۱۹۹۸/٤) ظہر کی نماز قضا ہمراہ عصر کی نماز کے یعنی قبل عصر کی نماز کے ادا کرنا چاہئے یا نہیں۔ یعنی دونوں نمازیں مغرب سے ذرا پہلے ادا کر سکتا ہے یا نہیں۔

جماعت مغرب کے وقت قضا کی ادائیگی درست ہے

(سوال ۱۹۹۹/٦) مغرب کی جماعت ہو رہی ہے اور ایک شخص اپنی پچھلی نماز خواہ ظہر یا عصر ادا کر رہا ہے۔ یہ صحیح ہے یا غلط۔

دو برس کی قضا کب ادا کرے

(سوال ۲۰۰۰/۷) جس شخص کے ذمہ دو برس کی نمازیں قضا ہوں وہ ان کو کس وقت اور کس ترتیب سے ادا کرے۔

(جواب) صاحب ترتیب کے لئے کہ جس کے ذمہ چھ نمازیں یا اس سے زیادہ قضا نہ ہوں یہ حکم ہے کہ جو نماز فوت ہو جاوے اس کو دوسری نماز سے پہلے ادا کر لیوے اور اگر جماعت دوسری نماز کی ہوتی ہو تو اس میں شریک نہ ہو۔ اپنی فائتہ نماز پہلے ادا کرے پھر دوسری وقتیہ نماز ادا کرے۔ مثلاً اگر سو گیا یا کسی وجہ سے عشاء کی نماز فوت ہو گئی اور صبح صادق ہو گئی۔ یا صبح کی جماعت ہونے لگی تو وہ پہلے عشاء کی نماز مع وتر کے پڑھے پھر صبح کی نماز پڑھے اگر چہ جماعت نہ لے۔(۱)

(۲) تحیۃ الوضوء وغیرہ نوافل نہیں پڑھ سکتا۔(۲) اور قضاء نماز کو ادا کر سکتا ہے۔(۳) کذا فی الدر المختار۔

(۳) سجدہ تلاوت کر سکتا ہے اور صلوٰۃ جنازہ اور فائتہ نماز بھی اس وقت درست ہے۔ کذا فی الدر المختار. لایکرہ فائتة او سجدة تلاوة وصلاة جنازة. الخ.(٤)

(۴) ظہر کی نماز فائتہ عصر سے پہلے پڑھنی چاہئے اس کے بعد عصر پڑھنی چاہئے۔(۵)

(۵) صاحب ترتیب کو ایسا ہی کرنا چاہئے کہ وہ اپنی عصر یا ظہر وغیرہ کی نماز فوائت کو پہلے مغرب سے ادا کر لیوے۔ کما مر تفصیلہ کذا فی الدر المختار۔

---

(۱) من فاتته صلوٰة قضا اذا ذکرها وقدمها علی فرض الوقت الخ ومن صلی العصر وهو ذاکر انه لم یصل الظهر فهی فاسدة الا اذا کان فی اخر الوقت (هدایه باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۳۷ وج ۱ ص ۱۳۹).

(۲) ویکره ان یتنفل بعد طلوع الفجر باکثر من رکعتی الفجر (هدایه کتاب الصلوٰة فصل فی الا وقات المکروهة ج ۱ ص ۸۲) (۳) ویکره ان یتنفل بعد الفجر حتی تطلع الشمس الخ ولا باس بان یصلی فی هذین الوقتین الفوائت ویسجد للتلاوة (ایضاً ج ۱ ص ۸۱) (٤) الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصلوٰة ج۱ ص ۱۲. ط.س. ج۱ ص ۳۷۵. ظفیر.

(۵) ومن صلی العصر وهو ذاکرانه لم یصل الظهر فهی فاسدة الا اذاکان فی اخر الوقت (باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۳۹) ظفیر.

(۶) جس شخص کے ذمہ دو برس کی نمازیں قضا ہیں اس پر کچھ ترتیب ادائے فائتہ میں لازم نہیں ہے جس وقت جس قدر نمازیں ادا کر سکے کر لیا کرے خواہ ایسا کرے کہ ہر ایک فرض وقتی کے ساتھ وہی نماز قضاء کر لیا کرے۔ مثلاً ظہر کی نماز کے قبل یا بعد ایک ظہر کی قضاء کر لیا کرے۔ یا زیادہ کی گنجائش ہو زیادہ قضاء کر لیا کرے۔(۱) فقط۔

صبح کی قضا ظہر کی اذان سے پہلے کرے یا بعد

(سوال ۱/۲۰۰۱) اگر صبح کی نماز قضاء ہو گئی اور ظہر کے وقت قضا کرنے کا موقع ملا تو اذان کہہ کر نماز پڑھنی چاہئے یا بلا اذان۔

قضا کے لئے اذان کہی جائے گی یا نہیں، اور ہر نماز کے لئے الگ ہو گی یا ایک کافی ہے

(سوال ۲/۲۰۰۲) اگر نماز پنج وقتی قضا ہو گئی تو کل اوقات میں اذان کہنے کی ضرورت ہے یا ایک ہی وقت۔

(جواب) تنہا شخص کی اگر نماز فوت ہو گئی تو وہ بلا اذان واقامت کے اس کو قضا کرے۔(۲)

(۲) اگر قضا میں جماعت ہو تو پہلی نماز کے لئے اذان اور اقامت کہی جاوے باقی نمازوں کے لئے اختیار ہے کہے یا نہ کہے اور اقامت سب کے لئے کہی جاوے۔(۳) فقط۔

پچاس سال کی قضا نمازیں اور اس کی ادائیگی

(سوال ۲۰۰۳) زید کی اکثر نمازیں ابتدائے شباب سے چالیس برس تک قضا ہوئی ہیں اور اب وہ توبہ کے بعد نمازی ہو گیا کیا ان قضا نمازوں کا تدارک توبہ و تضرع سے ہو سکتا ہے یا ہر نماز کے بعد بطور قضاء عمری نماز ادا کرنی چاہئے اور اگر اس کی زندگی تلافی مافات نہ کر سکے تو کیا باوجود توبہ یہ بار عظیم اس کی گردن پر رہے گا۔ حدیث میں تو التائب من الذنب کمن لا ذنب له آیا ہے۔

(جواب) زید کو گذشتہ تمام نمازوں کی قضاء کرنا لازم ہے اور جس طرح آئندہ کی نمازیں اس کے ذمہ فرض ہیں اسی طرح فوت شدہ نمازوں کو ادا کرنا لازم ہے۔(۴) ان کی قضاء کی جو صورت سہل معلوم ہو اختیار کرے کہ ہر ایک وقت کے فرض کے ساتھ وہی نماز قضاء کر لیا کرے یا دو دو چار چار ایک وقت میں قضاء کر لیا کرے اور اگر زندگی میں تلافی مافات نہ ہو سکے تو آخر حالت میں وصیت کرنا ادائے فدیہ کے لئے لازم ہے تاکہ ورثہ بعد میں باقیماندہ نمازوں کا فدیہ ادا کر دیویں اور حدیث التائب من الذنب کمن لا ذنب له(۵) کا مطلب یہ ہے کہ نمازوں کی تاخیر کرنے اور وقت پر ترک کرنے کا جو گناہ ہوا وہ توبہ سے معاف ہو جاوے گا۔ اور نیز واضح ہو کہ جیسے حقوق عباد کی توبہ ہے کہ وہ حقوق ادا کرے اور جس کا جو کچھ حق ہے وہ دیوے جب توبہ قبول ہو گی۔ اسی طرح حقوق اللہ مثل نمازو

---

(۱) الا ان یزید الفوائت علی ستة صلوات لان الفوائت قد کثرت فتسقط الترتیب فیما بین الفوائت بنفسها کما یسقط بینهما وبین الوقتیة (هدایه باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۳۸) ظفیر. (۲) ویسن ان یوذن ویقیم الفائتة رفعا صوته لوبجماعة او صحراء لابیته منفردا (درمختار) لوبجماعة ای فی غیر المسجد بقرینة ما یذکره قریبا من انه لا یوذن فیه للفائتة (ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۲ .ط.س.ج۱ص ۳۹۰) ظفیر. (۳) ویسن ان یؤذن ویقیم لفائتة رافعا صوته لو بجماعة او صحراء لا بیته منفردا (درمختار) لو بجماعة ای فی غیر المسجد بقرینة مایذکره قریبا من انه لا یؤذن فیه للفائتة (ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۲ .ط.س.ج۱ ۳۹۰) ظفیر. (٤) وقضاء الفرض والواجب والسنة فرض وواجب وسنة لف ونشر مرتب وجمیع اوقات العمر وقت للقضاء (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸۰ .ط.س.ج ۲ ص۶۶) ظفیر. (۵) مشکوٰة باب التوبه والا ستغفار ص ۲۰۶ ۱۲ ظفیر.

روزہ زکوٰۃ وغیرہ جوادا نہیں ہوئی ان کی توبہ یہ ہے کہ ان کو اداء کرے پس بدون ادا کئے وہ تائب ہی نہ ہوا جو التائب من الذنب کمن لا ذنب له کے حکم میں داخل ہو واللہ ولی التوفیق۔ فقط۔

احتلام کی حالت میں غسل کر کے نماز ادا کرے اور وقت ختم ہونے کے بعد قضا کرے

(سوال ۲۰۰۴) صبح صادق کو اگر احتلام ہو تو نماز صبح قضاء کرے یا بعد طلوع ہونے آفتاب کے بعد فارغ ہونے غسل کے ادا کرے یا نماز کس طرح ادا کرے۔

(جواب) غسل کر کے صبح کی نماز پڑھے اگر وقت باقی رہے ادا کرے اور اگر وقت باقی نہ رہے تو بعد بلند ہونے آفتاب کے قضاء فرض صبح مع سنت کے کرے۔(۱) فقط۔

بعد بلوغ کی قضا نمازوں کی ادائیگی ضروری ہے

(سوال ۲۰۰۵) قضاء عمری کی صوم و صلوٰۃ فرض ہے یا نہ۔ ایک شخص نے تیس سال سے نماز روزہ کی پابندی کی ہے۔

(جواب) بعد بلوغ کے جس قدر نمازیں اور روزے اس کے فوت ہوئے ان کی قضاء کرے۔(۲) فقط۔

قضاء کی تعداد یاد نہ ہو تو تخمینہ کر کے ادا کرے

(سوال ۲۰۰۶) تین چار سال تک بوجہ بیماری کے ایک شخص کی نمازیں قضاء ہوتی رہیں۔ لیکن تعداد محفوظ نہ رہی۔ بعد بیماری کے نمازیں قضا کیں۔ لیکن ان کی تعداد بھی محفوظ نہ رہی۔ اب کتنی نمازیں لوٹانی چاہئیں۔

(جواب) ایسی صورت میں اندازہ اور تخمینہ کر کے نمازیں قضا کی جاویں۔

قضا ادا نہ ہو سکی اور مرض الموت میں گرفتار ہو گیا تو کیا کرے

(سوال ۲۰۰۷) اگر قضا کرنے کی نوبت نہ آئے کہ مرض الموت میں گرفتار ہو جائے اور فدیہ کی طاقت نہ ہو تو مواخذہ سے بری ہونے کی کیا صورت ہے۔

(جواب) فوت شدہ نمازوں کا ادا کرنا یا فدیہ دینا بھی موجب سقوط عذاب ہو سکتا ہے۔ باقی اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہے جیسا کہ فرمایا ویغفر مادون ذلك لمن یشاء فقط۔

بعد نماز فجر سورج نکلنے سے پہلے قضا کی ادائیگی درست ہے

(سوال ۲۰۰۸) کوئی شخص بعد فجر کے سورج نکلنے سے پہلے اور بعد عصر کے غروب ہونے سے پہلے قضاء نماز پڑھتا ہے جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) جائز ہے۔(۳) فقط۔

---

(۱) ولا تقضيها الا بطريق التبعية لقضاء فرضها قبل الزوال لا بعده فى الاصح لورود الخبر بقضائها فى الوقت المهمل (درمختار) قوله لورود الخبر وهو ماروى انه صلى الله عليه وسلم قضاها مع الفرض غداة ليلة التعريس بعد ارتفاع الشمس كما رواه مسلم (ردالمحتار باب ادراك الفريضة ج ۱ ص ۶۷۲. ط.س.ج ۲ ص۵۷) (۲) وقضاء الفرض الخ فرض الخ وجميع اوقات العمر وقت للقضاء (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸۰. ط.س.ج ۲ ص۶۶) ظفير. (۳) وكره نفل الخ بعد صلاة فجر و صلاة عصر الخ ولا يكره قضاء فائتة ولو وترا (الدر المختار على هامش ردالمحتار. كتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۴۷ و ج ۱ ص۳۴۸. ط.س.ج ۱ ص۳۷۴) ظفير.

نماز عصر جس کی قضا ہو وہ مغرب کے وقت پہلے ادا پڑھے یا قضا

(سوال ۲۰۰۹) اگر کسی شخص کی عصر کی نماز قضاء ہے اور مغرب کا وقت آگیا ہے۔ یہ جماعت میں شامل ہو یا پہلے عصر ادا کرے۔

(جواب) اگر وہ شخص صاحب ترتیب ہے تو پہلے عصر کی نماز پڑھے۔ اگرچہ جماعت مغرب فوت ہو جاوے۔(۱) فقط۔

قضاء باجماعت درست نہیں

(سوال ۲۰۱۰) ایک امام نے قضاء عمری باجماعت پڑھی کیا امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) ایسا کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔ امام اعظم اس کو جائز نہیں فرماتے(۲)

قضا نماز اور روزے صرف توبہ سے معاف نہیں ہوتے

(سوال ۲۰۱۱) کیا صوم و صلوٰۃ فائتہ توبہ سے معاف ہو جاتے ہیں یا نہ۔

(جواب) صرف توبہ سے معاف نہیں ہوتے بلکہ قضاء ان کی لازم ہے۔(۳) فقط۔

بعد موت کفارہ نماز

نمازوں کا کفارہ بعد موت ہے یا زندگی میں بھی

(سوال ۲۰۱۲) ایک شخص مریض ہے اس کی نمازیں قضا ہوئی ہیں۔ امید صحت کم ہے۔ کفارہ نماز حیات میں دیا جاوے یا بعد وفات۔ اور کفارہ نماز کیا ہے۔ اور کفارہ نماز میں اناج دینا افضل ہے یا نقد یا کتب دینیہ خرید کر مدرسہ اسلامیہ میں داخل کر دی جاویں۔

(جواب) کفارہ نمازوں کا بعد وفات دینا چاہئے۔ زندگی میں کفارہ نمازوں کا حکم نہیں ہے۔ اور کفارہ ایک نماز کا وزن انگریزی سے پونے دو سیر گندم ہیں۔ دن رات میں چھ ۶ نمازیں لینی چاہئیں یعنی مع وتر کے۔(۴) پس ایک دن کی نماز کا کفارہ ساڑھے دس سیر گندم ہوئے اختیار ہے کہ خواہ گندم دیوے یا نقد اور نقد بہتر ہے کہ اس میں سب

---

(۱) ومن فاتته صلوٰۃ قضا اذا ذکر ھاوقد مھا علی فرض الوقت الخ ومن صلی العصر وھو ذاکر انه لم یصل الظھر فھی فاسدة الااذا کان فی اخر الوقت (ھدایه. باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۳۷ و ج ۱ ص ۱۳۹) ظفیر.

(۲) "قضاء عمری" کے نام سے اگر چند مخصوص رکعت بخاص ہیئت و ترتیب سے پڑھنا مراد ہے، تو اس کا کوئی ثبوت شریعت میں نہیں، اور اگر قضا شدہ نماز اس کی تعداد کے مطابق پڑھنا مراد ہے تو پھر تعیین ضروری ہے اور اسے بھی علی الاعلان نہیں پڑھنا چاہئے فقہاء صراحت کرتے ہیں ویکرہ قضاء ھافیه لان التاخیر معصیة فلا یظھر ھا (درمختار) لان التاخیر معصیة انما یظھر ایضاً فی الجماعة لا المنفرد الخ کما قد مناہ عن القھستانی علی انه اذا کان التفویت لا مر عام لا یکرہ ذالك للجماعة ایضا لان ھذا التا خیر غیر معصیة ھذا ویظھر من التعلیل ان المکروہ قضاء ھا مع الا طلاع علیھا ولو فی غیر المسجد (ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۳ .ط.س.ج ۱ ص ۳۹۱) ظفیر. (۳) قضاء الفرض الخ فرض (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸۰ .ط.س.ج ۲ ص ۶۶) ظفیر. (٤) ولو مات وعلیھا صلوات فائتة واوصی بالکفارة یعطی لکل صلوٰۃ نصف صاع من بر کا لفطرة وکذا حکم الوتر والصوم وانما یعطی من ثلث ما له الخ ولو فدی عن صلاته فی مرضه لا یصح بخلاف الصوم (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸۵ و ج ۱ ص ۶۸۶ .ط.س.ج ۲ ص ۷۲)

حوائج پوری ہو سکتی ہیں۔(۱) اور اگر کتب دینیہ خرید کر دینا چاہیں تو یہ بھی درست ہے۔ لیکن پھر یہ ضروری ہوگا کہ وہ کتب طلبہ کو تقسیم کر دی جاویں اور ان کی ملک کر دی جاویں۔ مدارس میں جس طرح کتب وقف رہتی ہیں اس طریق سے جائز نہیں ہے، اس میں کفارہ ادا نہ ہوگا۔

بے نمازی کی طرف سے ورثہ فدیہ ادا کر دیں تو وہ بری ہو گا یا نہیں

(سوال ۲۰۱۳) زید نے چالیس سال کی عمر میں انتقال کیا اور ایک وقت کی بھی نماز ادا نہ کی اس کے ورثہ چاہتے ہیں کہ اس کی جانب سے کفارہ ادا کریں ایسی حالت میں اگر اس کے ورثاء ادا کریں تو کیا زید بری الذمہ ہو سکتا ہے یا نہیں اور ترک فریضہ کا سوال ہو گا یا نہ۔ بصورت بری الذمہ ہونے کے کیا یہ جواز امراء کو دلیر بناتا ہے یا نہیں۔

(جواب) بلا وصیت میت کے اور بلا مال چھوڑنے کے ورثاء کے ذمہ ادائے کفارہ واجب نہیں ہے۔ اگر تبرعاً کفارہ اس کی نمازوں کا دیوے تو درست ہے اور بہت اچھا ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں سے درگذر فرماوے۔ اور جو شخص چالیس برس کی عمر میں فوت ہوا اس کے ذمہ تقریباً پچیس برس کی نمازوں کا فدیہ لازم ہے کیونکہ پندرہ برس کی عمر میں بالغ شمار ہوتا ہے۔ بہر حال بحالت موجودہ وارثوں کا فدیہ دے دینا اچھا ہے۔ اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ اگرچہ یہ یقین نہیں ہے کہ میت بری ہو جاوے گی مگر کچھ امید براءت کی ہے اور یہ ادائے فدیہ ترک نماز پر دلیر نہیں بنا سکتا کیونکہ اول تو تارک نماز کو کیا یقین ہے کہ اس کے ورثاء فدیہ ادا کریں گے یا نہیں دوسرے بصورت عدم وصیت و عدم مال کے وارثوں کے تبرع سے اور اپنی طرف سے فدیہ ادا کرنے سے براءت یقینی نہیں ہے۔ بہر حال ترک فریضہ معصیت کبیرہ ہے اس کا سوال ضرور ہو گا۔ فدیہ ادا کیا نہ کیا، باقی معافی اللہ کے اختیار میں ہے۔ (۲) ویغفر مادون ذلك لمن یشاء۔ فقط۔

بے نمازی کا کفارہ نماز کب ضروری ہوتا ہے

(سوال ۲۰۱۴) زید بے نماز سود خوار مر گیا۔ بعد مرنے کے بعض علماء نے تخمیناً چھ ماہ کا کفارہ نکال کر کچھ اپنے تصرف میں لے لیا اور کچھ فقیر مسکین کو تقسیم کر دیا۔ ایسا کفارہ نکالنا جائز ہے یا نہ۔

(جواب) فدیہ نماز روزہ کا بدون وصیت میت کے اور بدون چھوڑے مال کے وارثوں پر ادا کرنا لازم نہیں ہے اگر وہ دیویں تو تبرع ہے احتمال ہے کہ فدیہ ادا ہو جاوے گا مگر حکم قطعی نہیں ہو سکتا۔ قال فی الدر المختار۔ ولو مات وعلیه صلوات فائتة واوصیٰ بالکفارة یعطی لکل صلوٰة نصف صاع من بر کا لفطرة وکذا حکم الوتر والصوم وانما یعطی من ثلث ماله الخ والشامی زاد فی الا مداد ولم یوص بشئی واراد الولی التبرع الخ واشار بالتبرع الی ان ذالك لیس بواجب علی الولی۔ (۳) فقط۔

---

(۱) قوله نصف صاع من برای او من دقیقه اوسویقه او صاع تمر او زبیب او شعیر او قیمته وهی افضل عند نا لا سراعها بسد حاجة الفقیر (ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ٦٨٦ . ط.س.ج ۲ ص۷۲) ظفیر. (۲) ولومات وعلیه صلوات فائتة واوصی بالکفارة ویعطی لکل صلوٰة نصف صاع من بر کا لفطرة وکذا حکم الوتروالصوم و انما یعطی من ثلث ماله (در مختار) ای یعطی عنه ولیه الخ ان اَوصی والا فلا یلزم الولی ذالك الخ اما اذالم یوص فتطوع بها الوارث فقد قال محمد فی الزیادات انه یجزیه ان شاء الله تعالیٰ فعلق الا جزاء بالمشیة لعدم النص (ردالمحتار باب قضاء الفوائت مطلب فی اسقاط الصلوٰة عن المیت . ط.س.ج ۲ ص۷۲) ظفیر. (۳) ردالمحتار باب قضاء الفوائت. مطلب اسقاط الصلوٰة عن المیت ج ۱ ص ٦٨٥ و ج ۱ ص ٦٨٦ . ط.س.ج ۲ ص۷۲ . ۱۲ ظفیر.

اگر مرنے والا چھٹی ہوئی نمازوں کے فدیہ کے لئے کہہ جائے تو تہائی مال سے ادا کیا جائے

(سوال ۲۰۱۵) زید مر گیا اور وصیت کی کہ میری قضاء نمازوں کا فدیہ ادا کرنا۔ چنانچہ اکثر مواضع پنجاب میں مردہ کے ساتھ ہی ساتھ اناج وغیرہ لوگ لے جاتے ہیں درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر زید نے کچھ مال بھی چھوڑا ہے اور وصیت کی ہے کہ میری نمازوں کا فدیہ ادا کرنا، تو ادا کرنا فدیہ کا وارثوں پر لازم ہے۔ تہائی مال تک یہ وصیت نافذ ہوگی۔ درمختار میں ہے ولو مات وعليه صلوات فائتة واوصى بالكفارة يعطى لكل صلوٰة نصف صاع من بر کا لفطرة وكذا حكم الوتر والصوم وانما يعطى من ثلث ما له الخ ۔(۱)

روزہ و نماز کے لئے وصیت اور اس کی ادائیگی

(سوال ۲۰۱۶) ایک شخص کی زوجہ نے چھ ماہ کی علالت کے بعد انتقال کیا۔ زوجہ مذکورہ کی ۱۰۔ ۱۲ روز کی نمازیں بیماری میں قضا ہوئی اور ایک ماہ رمضان کے روزے۔ مرتے وقت عورت نے شوہر سے کہا کہ میری اتنی نمازیں اور مہینہ بھر کے روزے قضا ہوئے ہیں اس کا عوض دینا۔ نمازوں کا بدل کیا دیا جاوے مساکین کو کھانا کھلایا جاوے یا نقد دیا جاوے اور روزوں کا عوض کیا ہونا چاہئے۔ اور کیا اس کا خاوند روزے اس کی طرف سے رکھ سکتا ہے۔

(جواب) نمازوں اور روزوں کا فدیہ خواہ نقد دیا جاوے یا غلہ وغیرہ درست ہے۔ ایک نماز کا فدیہ بوزن انگریزی پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت ہے۔ اسی طرح ایک روزہ کا فدیہ بھی اسی قدر ہے۔ پس جملہ نمازوں کا مع وتر کے حساب کر لیویں اور تیس ۳۰ روزوں کا حساب کر لیویں۔ ایک دن رات کی نمازیں چھ ۶ ہوئیں۔ پس ایک دن رات کی نمازوں کا فدیہ ساڑھے دس سیر گندم یا ان کی قیمت ہوئی۔ مساکین کو تقسیم کر دی جاوے اور تیس روزوں کا ایک من ساڑھے بارہ سیر گندم یا ان کی قیمت ہوئی اور روزہ رکھنا اس کی اس کی طرف سے معتبر نہیں ہے فدیہ ہی دینا چاہئے۔(۲) فقط۔

وصیت کے باوجود جب نمازوں کا کفارہ ورثہ نہ نکالیں تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۰۱۷) زید کا انتقال ہوا، ورثہ زید نے بعد انتقال ایک وصیت نامہ تحریر کردہ زید پایا۔ زید متوفی نے تحریر کیا ہے کہ چند سالوں کی نماز کی قضاء اور تقریباً دو ماہ کے روزوں کی قضا مجھ پر واجب الادا ہے۔ میرے مرنے کے بعد میری جائداد متروکہ سے فدیہ ادا کر دیا جائے۔ آیا ورثاء زید کے ذمہ شرعاً وصیت مذکور کا ادا کرنا واجب ہے یا نہیں ۔اگر واجب ہے تو ایک نماز کا کتنا فدیہ واجب ہے اور ایک روزہ کا کس قدر۔ اور اگر ورثہ زید نے باوجود جائداد متروکہ زید کے فدیہ ادا نہ کیا تو عند اللہ گنہگار ہوں گے یا نہیں اور زید مواخذہ سے بری ہو گا یا نہیں۔

قضا کی تعداد نہ معلوم ہونے پر اندازہ کر کے فدیہ ادا کرنا چاہئے

(سوال ۲۰۱۸) زید متوفی مذکور نے اپنی قضا نمازوں کے متعلق وصیت نامہ میں تحریر کیا ہے کہ چھ سال کی

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب قضاء الفوائت. مطلب فی اسقاط الصلوٰة ج ۱ ص ۶۸۵ و ج ۱ ص ۶۸۶ .ط.س.ج ۲ ص ۷۲ ۱۲ ظفیر. (۲) ولو مات وعليه صلوات فائتة واوصى بالكفارة يعطى لكل صلاة نصف صاع من بر كا لفطرة وكذا حكم الوتر والصوم وانما يعطى من ثلث ماله الخ (الدرالمختار على هامش ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸۵ .ط.س.ج ۲ ص ۷۲) ظفیر.

قضا نمازیں میرے ذمہ واجب ہیں جس میں سے تین سال نو ماہ کی قضا، قضا، پڑھ چکا ہوں اور ۵ ذیقعدہ ۱۳۳۴ھ سے روزانہ ایک روز کی نماز کی قضاء پڑھنا شروع کیا ہے۔ اس تحریر کے علاوہ کوئی دیگر تحریر نہیں پائی جاتی کہ کب تک نماز کی قضا ہوئی۔ ممکن ہے کہ جملہ بقیہ نمازیں ادا کر چکے ہوں۔ نیز یہ بھی احتمال ہے کہ ایک نماز کے علاوہ کوئی اور نماز کی قضا نہیں پڑھی۔ اس صورت میں شرعاً متوفی کے ترکہ میں سے فدیہ ادا کیا جاوے یا نہیں۔ اگر اس صورت میں فدیہ وغیرہ واجب نہ ہو اور کچھ رقم فدیہ میں اداء کر دی گئی ہو تو میت کو ثواب پہونچے گا۔ اور دیگر معصیات کے لئے کفارہ ہوگا یا نہیں۔

فدیہ میں گیہوں کے علاوہ دوسرا غلہ یا قیمت بھی ادا کرنا درست ہے

(سوال ۲۰۱۹/۳) اگر فدیہ میں گیہوں ادا نہ کیا بلکہ قیمت یا دوسرا غلہ مستحقین کو دیا گیا تو یہ فدیہ ادا ہوگا یا نہیں اور گیہوں کے علاوہ دوسرے غلہ کی کتنی مقدار ادا کی جاوے اور فدیہ کے مستحق زیادہ کون لوگ ہیں۔ اگر رقم فدیہ مدارس اسلامیہ میں طلباء کے لئے بھیجی جاوے تو فیس منی آرڈر و دیگر اخراجات فدیہ میں محسوب ہوں گے یا نہ۔

(جواب) جس شخص کے ذمہ نماز یا روزہ واجب الادا ہو اور اس کے پاس مال ہو تو اس کو مرتے وقت فدیہ کے لئے وصیت کر جانا واجب ہے اور در صورت وصیت کر دینے اور مال چھوڑ جانے کے ورثہ میت کے ذمہ اس وصیت کا پورا کر دینا ثلث مال میں سے واجب ہے۔ شامی میں ہے **یعطی عنه ولیه ای من له ولایة التصرف فی ماله بوصایة اوورائة فیلزم ذلك من الثلث ان اوصی والا فلا یلزم الوصی ذلك**۔(۱) اور ایک نماز کا فدیہ بقدر صدقہ فطر کے ہے یعنی نصف صاع گندم یا ایک صاع شعیر یا ان کی قیمت اور اتنا ہی ایک روزہ کا ہے۔ لیکن نماز میں ہر روز کی چھ نمازوں کا حساب لگانا چاہئے کیونکہ وتر جو واجب ہے حکم میں فرض کے ہے اور ورثہ میت باوجود وصیت کر جانے میت کے اور چھوڑ جانے مال کے اگر وصیت کو ثلث مال میں سے پورا نہ کریں گے تو گنہگار ہوں گے اور میت بھی مواخذہ اخروی سے بری نہ ہوگی تاوقتیکہ اللہ معاف نہ فرمادے۔(۲)

(۲) میت کے ذمہ جس قدر نماز و روزوں کا احتمال قوی ہو اس قدر کا فدیہ ثلث مال میں سے دے دیا جاوے اور اس تحریر میں وصیت کا ذکر نہیں ہے تاکہ وجوب فدیہ کا حکم کیا جاوے۔ اس سے پتہ نمازوں کا لگا سکتے ہیں کہ کتنی نمازیں اس نے اس تاریخ سے قضاء کیں اور کتنی اس کے ذمہ باقی ہیں یعنی تاریخ موت کا حساب لگ سکتا ہے۔ لیکن احتیاط اس میں ہے کہ جس تاریخ سے نمازوں کو قضاء کرنا شروع کیا ہے اس تاریخ سے حساب نمازوں کا لگا کر وقت وفات تک پہلی وصیت کے فدیہ صوم و صلوٰۃ کا ادا کر دیا جائے اور اگر فدیہ زیادہ بھی چلا جاوے تو اس کا بھی ثواب میت کو پہنچے گا اور باعث کفارہ گناہوں کا ہوگا۔ قال اللہ تعالیٰ۔ **ان الحسنات یذھبن السیات**۔

(۳) فدیہ میں کھانا کھلائیں خواہ اناج وغیرہ دیں یا اس کی قیمت تصدق کریں۔ سب درست ہے اور گیہوں و شعیر وغیرہ کے علاوہ جو چیزیں غیر منصوصہ ہیں جیسے جوار وغیرہ تو ان کو اس قدر دینا چاہئے کہ ان کی قیمت نصف صاع

(۱) ردالمحتار باب قضاء الفوائت. مطلب اسقاط الصلوٰۃ عن المیت ج ۱ ص ۶۸۵. ط.س. ج ۲ ص ۷۲. ۱۲ ظفیر.

(۲) ولو مات وعلیه صلوات فائتة واوصی بالکفارة یعطی لکل صلوٰۃ نصف صاع من بر کا لفطرة وکذا حکم الوتر والصوم وانما یعطی من ثلث ماله (درمختار) ای یعطی عنه ولیه ای من له ولا یة التصرف فی ماله بوصایةاو ورثة فیلزمه ذالك من الثلث ان اوصی (ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸۵. ط.س. ج ۲ ص ۷۲) ظفیر.

گندم یا ایک صاع شیر کی قیمت کے مساوی ہو اور صاع کا وزن انگریزی سے تین سیر چھ چھٹانک ہوتا ہے جس کا نصف چھٹانک کم پونے دو سیر ہوا۔(۱) اور اس کا مصرف وہی ہے جو زکوٰۃ و صدقہ فطر کا مصرف ہے(۲) اور زیادہ مستحق اس کے وہ لوگ ہیں جو زیادہ حاجت مند ہیں جیسے مقروض وغیرہ اور اگر مدرسہ میں طلباء کے واسطے بھیجا جاوے تو یہ بھی اچھا مصرف ہے لیکن فیس منی آرڈر وغیرہ اس میں محسوب نہ ہوگی۔ فقط۔

کفارہ کی رقم مسجد یا کنویں میں لگانا درست نہیں اور کفارہ نماز زندگی میں نہیں ہے

(سوال ۲۰۲۰) ایک لڑکی سخت بیمار ہے اس کے ورثاء کا یہ خیال ہے کہ اس کی نماز کا کفارہ اس کی زندگی میں دے دیا جائے۔ اچھا ہونا ناممکن ہے۔ یا اس کی قیمت مکہ میں دے دیں یا پارچہ وغیرہ غرباء کو بنا دیں یا کوئی شخص حج کو جاتا ہو اس کو بطور امانت دے دیں کہ وہاں مساکین کو دے دیں یا کسی مسجد میں یا کسی چاہ مسجد میں لگا دیں۔

(جواب) مریض کی نمازوں اور روزوں کا فدیہ اور کفارہ بعد مرنے کے ہی دیا جاتا ہے اس لئے کہ زندگی میں تو حتیٰ الوسع نماز ادا کرنے کا ہی حکم ہے اگرچہ اشارہ وغیرہ سے ہو۔ الحاصل فدیہ اور کفارہ نماز و روزہ کا بعد انتقال کے دینا چاہئے اور یہ بھی شرط ہے کہ میت وصیت کر جاوے پس بعد انتقال کے جس قدر نمازیں اور روزے اس کے ذمہ رہی ہوں ان کا کفارہ اس طرح ادا کرے کہ ہر ایک نماز کے عوض پونے دو سیر گندم بوزن انگریزی یا ان کی قیمت مساکین کو دیوے۔ اور اسی طرح ایک روزہ کا کفارہ بھی اسی قدر ہے۔(۳) پس وہ قیمت خواہ مساکین و یتامیٰ اور بیواؤں کو تقسیم کرے یا مدرسہ کے طلباء مساکین کو تقسیم کر دیوے یا اس کا کپڑا خرید کر غرباء کو تقسیم کر دیوے یہ سب جائز ہے۔ اور یہ بھی درست ہے کہ کسی حج کو جانے والے کو دے دے کہ مکہ معظمہ یا مدینہ طیبہ کے مساکین کو تقسیم کر دے لیکن بہتر یہ ہے کہ اپنے ہی شہر کے غرباء کو دیوے اور مسجد یا چاہ میں صرف کرنا اس کا درست نہیں ہے فقط۔

حیلہ اسقاط کی شرعی حیثیت کیا ہے

(سوال ۲۰۲۱) حیلہ اسقاط کی تین قسم جو فقہ کی معتبر کتابوں میں مرقوم ہے کہ میت کی جملہ قضاء فرائض واجبات وغیرہ شمار کر کے اس کے فدیہ میں جو گندم مقرر ہو تو پھر کچھ گندم لا کر یا مقرر گندم کی قیمت مقرر کر کے پھر ایک شئی ذی قیمت وارث فقیر کو دے اور پھر فقیر وارث کو اور پھر وارث فقیر کو دے۔ اسی طرح تکرار کرتے رہیں حتی کہ فدیہ کی مقرر گندم کی قیمت پوری ہو جاوے تو فدیہ ادا ہو گا یا نہ۔

---

(۱) یعطی لکل صلاۃ نصف صاع من بر کا لفطرۃ و کذا حکم الوتر والصوم (درمختار) قوله نصف صاع من بر الخ ای او من دقیقه او سویقه او صاع تمر او زبیب او شعیر او قیمته وهی افضل عندنا لا سراعها بسد حاجة الفقیر (ردالمحتار . باب قضاء الفوائت المطلب فی اسقاط الصلوٰۃ عن المیت ج ۱ ص ۶۸۵ .ط.س.ج ۲ ص ۷۲) ظفیر.

(۲) ای مصرف الزکوٰۃ والعشر (درمختار) وهو مصرف ایضا لصدقة الفطر والکفارۃ والنذر وغیره ذالک من الصدقات الواجبة کما فی القهستانی (ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹ .ط.س.ج ۲ ص ۳۳۹) ظفیر.

(۳) ولو مات وعلیه صلوات فائتة واوصی بالکفارۃ یعطی لکل صلوٰۃ نصف صاع من بر کالفطرۃ و کذا حکم الوتر والصوم وانما یعطی من ثلث ما له (درمختار) قوله علیه صلوات فائتة ای بان کان یقدر علی ادائها ولو بالایماء فیلزمه الا یصاء والا فلا یلزمه وان قلت (ردالمحتار باب قضاء الفوائت مطلب فی اسقاط الصلوٰۃ عن المیت ج ۱ ص ۶۸۵ و ج ۱ ص ۶۸۶ .ط.س.ج ۲ ص ۷۲) ظفیر.

قرآن مجید فدیہ میں دینا کیسا ہے

(سوال ۲/۲۰۲۲) میت کا وارث قرآن مجید کی قیمت اس فدیہ میں مقرر گندم کی برابر کر کے ایک مُلّا یا فقیر کو بیع کر دے اور وہ قیمت اس پر قرض کر کے وہ قرض میت کے اس فدیہ مقررہ کے عوض اسی مشتری کو بخش دے۔

قرآن کی قیمت

(سوال ۳/۲۰۲۳) میت کا وارث قرآن مجید کی قیمت میت کے فدیہ میں مقرر گندم کی برابر کر کے ایک ملایا فقیر کو وہ قرآن مجید یکبارگی اس فدیہ کے عوض بخش دے یہ تینوں صورتیں درست ہیں یا کیا۔

(جواب)(۱، ۲، ۳) ان میں سے جس حیلہ کو بعض فقہاء نے لکھاہے کہ وہ بصورت ناداری وافلاس ورثہ محض تبرع کے طریق سے فقہاء نے لکھا تھا کہ بضرورت اگر ایسا کر لیا جاوے تو امید ہے کہ میت کے ذمّہ کے فرائض ادا ہو جاویں مگر اور ان حیلوں میں جو مفاسد پیش آرہے ہیں کہ ورثہ باوجود استطاعت کے فدیہ مال پورا ادا کرنا نہیں چاہتے اور حیلہ کر لیتے ہیں اور اس کے سوائے دیگر مفاسد شرعیہ بھی ان حیلوں میں ہیں جن کی وجہ سے ایسے حیلوں سے منع کیا جاتا ہے۔(۱) فقط۔

وصیت کے بعد تہائی ترکہ سے نمازوں کا فدیہ ضروری ہے

(سوال ۲۰۲۴) والدہ مرحومہ نے بوقت وفات فرمایا تھا کہ میرے زیور میں سے میری نمازوں کا فدیہ دے دینا اس سے خاص فدیہ مراد ہے یا جس قدر بھی ہو سکے۔ اگر فدیہ مراد ہے تو مقدار کا تعین دشوار ہے کیونکہ جو نمازیں ادا نہیں ہوئیں ان کا کوئی حساب و شمار نہیں۔ یا اس کو وصیت سمجھ کر ایک ثلث دے دیا جاوے۔ اور اس کا مصرف کیا ہے۔ مسجد کے فرش و سائبان وغیرہ میں لگایا جا سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر متوفیہ مرحومہ نے کچھ مال چھوڑا ہے تو ان کی وصیت کے مطابق فدیہ نمازوں فوت شدہ کا ایک ثلث ترکہ تک دینا ضروری ہے اور فوائت کا اندازہ اور تحقیق سے جس قدر نمازیں فوت شدہ تخمیناً معلوم ہوں ان کا فدیہ دیا جاوے۔ فی نماز پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت فدیہ میں دیوے اور مصرف اس کا فقراء ہیں مثل زکوٰۃ و صدقات واجبہ کے۔(۲) مسجد کی مرمت و تعمیر و ضروریات وغیرہ میں جس میں تملیک فقیر نہ ہو دینا درست نہیں ہیں۔(۳) فقط۔

مرض الوفات کے روزوں کا فدیہ نہیں ہوتا صرف نمازوں کا ہوتا ہے

(سوال ۲۰۲۵) ایک عورت کا انتقال ہوا۔ تین سال کے نماز روزے قضا ہوئے ہیں جس کی بابت اس نے قبل از

---

(۱) لو لم يترك ما لا يستقرض وارثه نصف صاع مثلا ويد فعه لفقير ثم يد فعه الفقير للوارث ثم وثم حتى يتم (درمختار) لم يترك مالا اى اصلا او كان ما اوصى به لا يفى ،زاد فى الا مداد ولم يوص بشئى واراد الولى التبرع الخ واشار بالتبرع ان ذالك ليس بواجب على الولى ونص عليه فى تبيين المحارم فقال لا يجب على الولى فعلى الدوران اوصى به الميت لانها وصية بالتبرع والواجب على الميت ان يوصى بما يفى بما عليه ان لم يضق الثلث عنه فان او صى باقل وامر بالدوروترك بقية الثلث للورثة او تبرع به لغير هم فقد اثم بترك ما وجب عليه الخ (ردالمحتار باب قضاء الفوائت مطلب فى اسقاط الصلوٰة عن الميت ج ۱ ص ۶۸۶ و ج ۱ ص ۶۸۷ .ط.س.ج ۲ ص ۷۳) ظفير.(۲) ولو مات وعليه صلوات فائتة واوصى بالكفارة يعطى لكل صلوٰة نصف صاع من بر كا لفطرة وكذا حكم الوتر والصوم وانما يعطى من ثلث ماله الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸۵ .ط.س.ج ۲ ص ۷۲) ظفير.(۳) لايصرف الى بناء نحومسجد ولا الى كفن ميت (الدرالمختار على هامش ردالمحتار باب المصرف ج۲ ص ۸۵ .ط.س.ج ۲ ص ۳۴۴) ظفير

وفات اپنے شوہر کو یہ کہا تھا کہ میری نماز و روزوں کا اناج دے دینا۔ مرحومہ نے کچھ زیور وغیرہ نہیں چھوڑا۔ جس قدر زیور اس کے پاس تھا اس کے متعلق اس کا شوہر یہ کہتا ہے کہ اس کی بیماری کے زمانہ میں فروخت کر کے علاج میں صرف کر دیا اس وجہ سے وہ اس کے صوم و صلوٰۃ کا فدیہ نہیں دیتا۔ کیا اس کے والدین اداء کرنے کے مستحق ہیں یا اس کے شوہر کے ذمہ ہے۔

(جواب) اس صورت میں متوفیہ کے روزے جو مرض میں فوت ہوئے پھر اسی مرض میں وہ مر گئی اور درمیان میں وہ تندرست نہ ہوئی تو ان روزوں کی قضا اس کے ذمہ لازم نہ ہوئی لہذا فدیہ بھی ان کا ساقط ہوا۔ اور نمازوں کی قضاء بے شک لازم ہوئی اور بصورت ادا ہونے کے فدیہ لازم ہوا۔ لیکن جب کہ متوفیہ نے کچھ ترکہ نہ چھوڑا تو فدیہ نمازوں کا ورثاء کے ذمہ اداء کرنا لازم نہیں ہے۔ البتہ اگر والدین وغیرہما تبرعاً دے دیوے تو یہ اچھا ہے اور امید قبول ہے۔(۱) فقط۔

بلا وصیت فدیہ ورثاء میں سے کسی کے ذمہ لازم نہیں

(سوال ۲۰۲۶) جو عورت مری ہے اس کے شوہر، بیٹا، والدین موجود ہیں تو اس کے مال سے کون فدیہ دینے میں افضل ہے کیونکہ شوہر کو روزہ نماز قضا ہونے کا حال معلوم ہے۔

(جواب) جو دے دے وہ اچھا ہے۔ بلا وصیت متوفیہ کے واجب کسی کے ذمہ نہیں ہے۔(۲) فقط۔

---

(۱) ولو لم يترك ما لا يستقرض وارثه نصف صاع مثلا ويدفعه لغير ثم يد فعه الفقير للوارث ثم و ثم حتى يتم (درمختار) قوله لو لم يترك ما لاالخ اى اصلا اوما اوصى به لا يفى ،زاد فى الا مداد او لم يوص بشئى واراد ولى التبرع الخ واشار بالتبرع الى ان ذالك ليس بواجب على الولى، ونص عليه فى تبيين المحارم فقال لا يجب على الولى فعل الدور الخ (ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸۶ .ط.س.ج ۲ ص ۷۳) ظفير.

(۲) اولم يوص بشئى وارا د الولى التبرع الخ واشاربالتبرع الى ان ذالك ليس بواجب على الولى ونص عليه فى تبيين المحارم فقال لا يجب على الولى (ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸۶ .ط.س.ج ۲ ص ۷۳) ظفير.

الباب الحادی عشر فی سجود السهود

مسائل سجدہ سہو

قرأت کی تکرار سے سجدہ سہو لازم نہیں

(سوال ۲۰۲۷) نماز جمعہ میں امام نے پہلی رکعت میں سورہ دہر شروع کی، نصف سورہ پڑھ کر آگے نہ پڑھ سکا۔ دوبارہ سہ بار پڑھ کر اول سے تب پوری ہوئی ایسی صورت میں نماز جمعہ بغیر سجدہ سہو درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہوگئی سجدہ سہو لازم نہیں ہے۔ کذافی کتب الفقہ۔(۱)

سنت ظہر میں قعدہ اولیٰ بھول جائے اور سجدہ سہو کرلے تو نماز ہوجائے گی

(سوال ۲۰۲۸) اگر ظہر کی چار رکعت سنت میں دو رکعت پر بیٹھنا بھول جاوے تو سجدہ سہو کرنے سے نماز ہوجائے گی یا نہیں اور اگر دو رکعت سنت مؤکدہ پر درود شریف پڑھ لیا تو سجدہ سہو کرنا چاہئے یا نہیں۔

(جواب) سجدہ سہو کرلینے سے نماز ہوگئی۔(۲) اور درود شریف درمیان کے قعدہ میں پڑھنے سے سجدہ سہو لازم ہے۔(۳) فقط۔

بھول سے کوئی سورت شروع کی پھر دوسری سورت پڑھی تو اس سے سجدہ سہو لازم نہیں

(سوال ۲۰۲۹) امام نے تراویح کے اخیر دوگانہ کی پہلی رکعت میں بعد سورہ فاتحہ کے قل اعوذ کہہ کر فوراً تبت یدا کہا تھا کہ ایک مقتدی نے بطور بتلانے کے قل اعوذ برب الفلق پوری سورۃ پڑھ دی۔ اور دوسری رکعت بھی تمام کردی مگر سجدہ سہو نہ کیا تو اس صورت میں نماز صحیح ہوگی یا دوگانہ مذکور کا اعادہ کرنا ہوگا اور یہ کہ سجدہ سہو ضروری ہے کہ نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز صحیح ہے اور سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ کذافی الدر المختار۔(۴) فقط۔

تاخیر واجب سے سجدہ سہو

(سوال ۲۰۳۰) تاخیر واجب میں سجدہ سہو کے اندر اختلاف ہے شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) دراصل سجدہ سہو ترک واجب سے ہی لازم ہوتا ہے کہ مگر چونکہ تاخیر واجب میں بھی ترک واجب لازم

....

(۱) یکره ان یفتح من ساعته کما یکره للامام ان یلجئه الیه بل ینتقل الی ایة اخری لا یلزم من وصلها ما یفسد الصلوٰة او الی سورة اخری اویر کع اذا قرأ قدر الفرض کما جزم به الزیلعی وغیره وفی روایة قدر المستحب کما رجحه الکمال الخ (ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰة ج ۱ ص ۱۸۲ .ط.س.ج ۱ ص۶۲۲) ظفیر.

(۲) ولو ترك القعود الا ول فی النفل سهوا سجدولم تفسد استحسانا لا نه کما شرع رکعتین شرع اربعا ایضاً الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب سجود السهود ج ۱ ص ۷۰۱ .ط.س.ج ۲ ص۸۸) ظفیر.

(۳) ولا یزید فی الفرض علی التشهد فی القعدة الا ولی اجماعا فان زادعامدا کره فتجب الا عادة او ساهیا وجب علیه سجود السهو(درمختار) قوله لا یزید فی الفرض ای وما الحق به کالو تروالسنن الرواتب (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۷۶ .ط.س.ج ۱ ص ۵۱۰) ظفیر.

(۴) وفی القنیة قرأفی الا ولی الکافرون وفی الثانیة الم ترو تبت ثم ذکر یتم وقیل یقطع ویبدأ(درمختار) افادان التنکیس اوالفصل بالقصیرة انما یکره اذا کان عن قصدفلو سهوا فلا کما فی شرح المنیة واذا انتفت الکراهة فاعراضه عن التی شرع فیها لا ینبغی (ردالمحتار فصل فی القراءة ج ۱ ص ۵۱۰ .ط.س.ج ۱ ص۵۴۷) ظفیر.

آتا ہے اس لئے تاخیر واجب سے بھی سجدہ سہو لازم آتا ہے۔(۱) فقط۔

اخیر رکعتوں میں سورہ ملانے سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا

(سوال ۲۰۳۱) فرض کی پچھلی دو رکعتوں میں اگر کوئی سورۃ ملالے تو تاخیر کی وجہ سے سجدہ سہو واجب ہو گا یا نہیں۔

(جواب) اخیر کی دو رکعت میں سورۃ ملانے سے سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا۔(۲) درمختار میں ہے **ولو زاد لاباس به الخ وفی الشامی فکان الضم خلاف الاولیٰ**(۳) فقط۔

اگر پہلی رکعت میں ایک ہی سجدہ کیا اور کھڑا ہو گیا تو کیا کرے

(سوال ۲۰۳۲) اول رکعت میں اگر کسی نے ایک سجدہ کیا اور کھڑا ہو گیا تو کیا کرے لوٹ کر دوسرا سجدہ کرے یا دوسری رکعت میں تین سجدے کرے اور سجدہ سہو بھی کرے یا نہیں۔

(جواب) جس وقت یاد آوے کہ ایک سجدہ کیا ہے اسی وقت دوسرا سجدہ کرلیوے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔(۴) فقط۔

شبہ پر نماز توڑنا

(سوال ۲۰۳۳) زید کو پہلی رکعت نماز فرض کے بعد شبہ ہوا کہ ایک ہی سجدہ ادا کیا گیا ہے اس لئے اس نے کھڑے کھڑے سلام پھیر کر نماز از سر نو شروع کی یہ فعل اس کا جائز ہے کہ نہیں۔ گناہ کسی قسم کا تو نہیں ہوا۔

ترک واجب کسی رکعت میں بھی ہو آخیر میں سجدہ سہو لازم ہوگا

(سوال ۲/ ۲۰۳۴) کیا یہ ضروری ہے کہ چار رکعت نماز میں کسی بھی رکعت میں ترک واجب کے شبہ میں کل رکعت کے اختتام پر سجدہ سہو کیا جائے یا نماز توڑ کر جب شبہ ہو دوبارہ نماز ادا کی جاسکتی ہے۔

(جواب) کچھ گناہ نہیں ہوا۔(۵)

(۲) شک اور شبہ کا تو اعتبار نہیں ہے۔ **لان الیقین لا یزول بالشك**۔ لیکن اگر ظن غالب و گمان راجح چاروں رکعات میں سے کسی رکعت میں بھی ترک واجب معلوم ہو تو آخر نماز میں سجدہ سہو کرنا لازم ہے۔(۶) فقط۔

---

(۱) ولایجب السجود الا بترك واجب اوتاخیرركن الخ وفی الحقیقة وجوبه بشئی واحدوهو ترك الواجب كذا فی الكافی(عالمگیری مصری باب سجود السهو ج ۱ ص ۱۱۸) ظفیر.

(۲) وضم اقصر سورة الخ فی الا ولیین من الفرض وهل یكره فی الا خریین المختار لا(در مختار) ای لا یكره تحریما بل تنزیها لانه خلاف السنة قال فی المنیة وشرحها فان ضم السورة ای الفاتحة ساهیا یجب علیه سجدة السهو فی قول ابی یوسف لتا خیر الركوع من محله وفی اظهر الروایات لایجب لان القراء ة فیهما مشروعة من غیر تقدیر والا قتصار علی الفاتحة مسنون لا واجب اه الخ فلا ینا فی كونه خلاف الا ولی كما افارفی الحلیة (ردالمحتار باب صفة الصلاة مطلب واجبات الصلوٰة ج ۱ ص ۴۲۷ .ط.س.ج ۱ ص ۴۵۹)(۳) ایضاً. ظفیر.(۴) ولا یجب السهو الا بترك واجب او تاخیره او تاخیر ركن او تقدیمه الخ (عالمگیری مصری باب سجود السهو ج ۱ ص ۱۱۸ .ط.ماجدیه ج۱ص ۱۲۶) ظفیر.

(۵) واذا شك فی صلاته من لم یكن ذالك ای الشك عادة له الخ كم صلی استانف بعمل منا ف وبا لسلام قاعدا اولی لا نه المحلل وان كثر شكه عمل بغالب ظنه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۷۰۵ .ط.س.ج ۲ ص ۹۲) ظفیر.(۶) یجب الخ بترك واجب مما مرفی صفة الصلوٰة سهوا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۶۹۳ .ط.س.ج ۲ ص ۸۰) ظفیر.

قعدہ اخیرہ میں تحیات دوبارہ پڑھنے سے سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا

(سوال ۲۰۳۵)اخیر قعدہ میں دودفعہ التحیات پڑھنے سے سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں۔

(جواب)اس صورت میں سجدہ سہو لازم نہیں ہے۔(۱)فقط۔

آیات کے دہرانے سے سجدہ سہو نہیں لازم ہوتا

(سوال ۲۰۳۶)اگر کسی نے نماز میں قرأت مکرر پڑھی مثلاً کسی نے سورۃ النصر شروع کر کے افواجاً پر ٹھہرا پھر دوبارہ افواجاً فسبح سے ختم کیا سجدہ سہو لازم ہے یا نہیں۔

بقدر واجب قراءۃ کے بعد قرأۃ میں غلطی مفسد صلوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۲۰۳۷/۲)اگر کوئی ضم سورۃ میں آیۃ کے اوپر مثلاً افواجاً پر غلطی ہو تو سجدہ سہو لازم ہے یا نہیں۔

(جواب)سجدہ سہو اس میں لازم نہیں آتا۔(۲)

(۲)سجدہ سہو نہیں آتا لیکن اگر غلطی ایسی ہے جو مفسد صلوٰۃ ہے تو نماز کا اعادہ لازم ہے اور اگر غلطی ایسی ہے جس سے فساد نماز کا حکم ہو تو نہ نماز فاسد ہو گی اور نہ سجدہ سہو لازم ہو گا۔فقط۔

امام کے ساتھ مسبوق اگر سلام پھیر دے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی سجدہ سہو کافی ہے

(سوال ۲۰۳۸)مسبوق سہواً معیت امام سلام پھیر کر دعاء کے لئے ہاتھ اٹھائے تو نماز فاسد ہو گی یا نہ۔

(جواب)شامی باب سجود السہو میں ہے قوله والمسبوق يسجد مع امامه قيد بالسجود لا نه لا يتا بعه فى السلام بل يسجد معه ويتشهد. فاذاسلم الامام قام الى القضاء فان كان عامداً فسدت والا لا ولا سجود عليه ان سلم سهواً قبل الا مام او معه وان سلم بعده لزمه لكونه منفرداً حينئذ . بحر . واراد بالمعية المقارنة وهو نادر الوقوع كما شرح المنية۔(۳)اس عبارت سے معلوم ہوا کہ معیت حقیقتاً نادر الوقوع ہے لہذا اسلام مسبوق امام کے کچھ بعد ہی ہو گا۔پس اگر یہ سہواً ہے سجدہ سہو مسبوق پر آخری نماز میں لازم ہے اور نماز ہو جاوے گی۔فقط۔

جب یہ معلوم نہ ہو کہ سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں تو نمازی کیا کرے

(سوال ۲۰۳۹)بعض مرتبہ نماز میں سہو ہونے پر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں ایسی صورت میں سجدہ سہو کرنا چاہئے یا نہیں۔

(جواب)اور جب کہ علم نہ ہو کہ اس سہو سے سجدہ سہو لازم ہوتا ہے یا نہیں تو سجدہ سہو کر لینا احوط ہے۔(۴)فقط۔

---

(۱)ولو كرر التشهد فى القعدة الا ولى فعليه السهو الخ ولو كرره فى العقدة الثانية فلا سهو عليه كذا فى التبيين (عالمگیری مصری . باب سجود السهو الباب الثانى عشر ج ۱ ص ۱۱۹ .ط.ماجديه ج۱ص۱۲۷) ظفير.

(۲)ويجب له تشهد وسلام الخ بترك واجب مما مر(درمختار) بترك واجب اى من واجبات الصلاة الا صلية لا كل واجب الخ (ردالمحتار باب سجودالسهو ج ۱ ص ۶۹۳ .ط.س.ج ۲ص۷۸) ظفير.

(۳)ردالمحتار باب سجود السهو ج۱ ص ۶۹۵ و ج ۱ص ۶۹۶ .ط.س.ج ۲ص ۸۲.۱۲ ظفير.

(٤)

ایک رکعت میں دو رکوع کرنے سے سجدہ سہو

(سوال ۲۰۴۰) ایک رکعت میں اگر دو رکوع کئے جاویں اور سجدہ سہو بھی نہ ہو تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔ مثلاً نماز عید الاضحیٰ میں امام صاحب نے ۱۲ تکبیروں کے ساتھ نیت باندھنا فرمایا ہے اور دوسری رکعت میں دو رکوع کے درمیان بقیہ تین تکبیریں ادا کیں اور سجدہ سہو نہ کیا گیا۔ جب امام سے کہا گیا کہ نماز نہیں ہوئی اگرچہ غلطی تسلیم کر لی مگر نماز نہ لوٹائی کیا وہ امام قابل امامت ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز عیدین میں امام صاحبؒ کے مذہب کے موافق ہر ایک رکعت میں تین تین تکبیریں زائد ہیں۔(۱) بارہ تکبیرات نہیں ہیں اور ترک واجب اور تاخیر واجب سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے اور دو دفعہ رکوع کرنے سے بھی سجدہ سہو واجب ہوتا ہے۔ اگر سجدہ سہو نہ کیا تو نماز واجب الاعادہ ہے لیکن نماز عیدین میں بوجہ اژدحام کثیر کے ترک سجدہ سہو سے نماز صحیح ہے۔(۲) فقط۔

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے بعد مقتدی نے پھر لوٹائی تو دونوں میں کون درست ہوئی

(سوال ۲۰۴۱) مقتدی نے نماز لوٹائی تو ایسی صورت میں اس کی نماز جو جماعت سے پڑھی تھی وہ درست ہوئی یا جو علیحدہ پڑھی تھی وہ درست ہے۔

(جواب) اگر ترک واجب وغیرہ کی وجہ سے نماز لوٹائی گئی تو فرض پہلے ادا ہو چکا ہے لوٹانے میں اس کی تکمیل ہے یعنی جو نقصان رہ گیا تھا اس کو پورا کیا گیا ہے اور جبر نقصان کیا گیا ہے۔(۳) فقط۔

فاتحہ اور درمیان قعدہ میں تحیات کے بعد کتنی تاخیر سے سجدہ سہو لازم ہوتا ہے

(سوال ۲۰۴۲) فاتحہ کے بعد اور دوسری رکعت میں تشہد کے بعد اور تیسری رکعت میں کھڑا ہونے کے وقت کتنے توقف سے سجدہ سہو لازم آتا ہے۔

(جواب) بقدر ادائے رکن اگر توقف سہواً کیا جاوے گا تو سجدہ سہو لازم ہوگا، درمختار **وتاخیر قیام الی الثالثة بزیادة علی التشهد بقدر رکن الخ۔**(۴) فقط۔

تیسرے سجدہ کی وجہ سے سجدہ سہو

(سوال ۲۰۴۳) کل نماز جمعہ میں ایک نئی صورت پیش آئی یعنی دوسری رکعت میں امام نے دوسرا سجدہ کرنے کے بعد تیسرا سجدہ کرنے کا قصد کیا تو مقتدیوں نے سبحان اللہ کہا مگر امام سجدہ میں پہنچ گیا جملہ مقتدیوں نے اقتداء کی اکثر مقتدیوں کا بیان ہے کہ امام بلا تکبیر اٹھ گیا اور تشہد ختم کر کے سجدہ سہو کے لئے سلام پھیرا اس وقت تک

---

(۱) ویصلی الامام بهم رکعتین مثنیا قبل الزوائد وهی ثلاث تکبیرات فی کل رکعة (الدر المختار) هذا مذهب ابن مسعود وکثیر من الصحابة وروایة عن ابن عباس وبه اخذ ائمتنا الثلاثة (ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۹.ط.س.ج ۲ص۱۷۲) ظفیر. (۲) والسهو فی صلاة العید والجمعة والمکتوبة والتطوع سواء والمختار عند المتا خرین عدمه فی الاولیین لدفع الفتنة کما فی جمعة النحر واقره المصنف وبه جزم فی الدر (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب سجود السهود ج ۱ ص ۷۵.ط.س.ج ۲ص۹۲) ظفیر. (۳) ولها واجبات لا تفسد بترکها ونعا دو جوبا الخ والمختار انه جابر للاول لان الفرض لا یتکرر (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صفة الصلوٰة مطلب فی واجبات الصلوٰة ج ۱ ص ۴۲۴ و ج۱ ص ۴۲۶.ط.س.ج ۱ص۴۵۶) ظفیر.
(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۶۹۴ ۲.ط.س.ج ۲ص۸۱.۱۲ ظفیر.

بجز دو تین مقتدیوں کے بقیہ مقتدی سجدہ ہی میں تھے، السلام کا لفظ سن کر فوراً سجدہ سے اٹھے اور امام کے ساتھ سلام میں شریک ہوئے اور سجدہ سہو کر کے نماز ختم کی بجز دو تین مقتدیوں کے تمام نے بلا قعود اور تشہد سلام سہو میں امام کی متابعت کی۔ اس کے بعد جھگڑا ہوا۔ اکثر کی رائے یہ ہوئی کہ سب کی نماز ہوگئی اس لئے نماز نہیں لوٹائی گئی۔

تیسرے سجدہ میں اگر اقتدا نہ کرے

(سوال ۲۰۴۴/۲) جو مقتدی تیسرے سجدے میں اتباع نہ کرے اس کا کیا حکم ہے۔

مقتدی کو سلام سہو میں اقتدا کرنی چاہئے

(سوال ۲۰۴۵/۳) مقتدی بجز امام کے ساتھ سلام سہو میں اتباع کرنے کے اور کیا کر سکتے تھے۔

(جواب) (۱) اس صورت میں، نماز سب کی ہوگئی کیونکہ جو مقتدی سلام سجود سہو میں شریک امام ہو کر سجدہ میں امام کے ساتھ گئے اور سجدہ سہو کے بعد امام کے ساتھ قعدہ کیا اور تشہد وغیرہ حسب قاعدہ پڑھا تو ان کو یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ نہ قعود کیا اور نہ تشہد پڑھا۔(۱)

(۲) اس کی نماز صحیح ہے۔(۲)

(۳) مقتدی مدرک کا یہی حکم ہے اور مسبوق سلام سہو میں امام کے شریک نہ ہو سجدہ میں شریک ہو۔(۳)

امام باوجود تسبیح کے پانچویں رکعت شروع کردے تو مقتدی اقتدا نہ کرے

(سوال ۲۰۴۶) جب امام چار رکعت کے بجائے پانچویں رکعت شروع کر دے اور مقتدیوں کے بار بار متنبہ کرنے پر بھی قعود نہ کرے تو امام کی اقتداء کی جائے یا نہیں۔

(جواب) پانچویں رکعت میں اقتداء نہ کریں۔ در مختار میں ہے کہ اگر امام بغیر قعود اخیرہ پانچویں رکعت کی طرف اٹھا تو مقتدی بیٹھے رہیں اور اس کے لوٹنے کا انتظار کریں۔ اگر وہ لوٹا تو مقتدی اس کے ساتھ ہو جاویں اور اگر امام نے پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو مقتدی سلام پھیر کر نماز ختم کر دیں۔(۴) اور اگر امام نے قعدہ اخیرہ نہ کیا اور بلا قعود پانچویں رکعت کی طرف اٹھ گیا اور پانچویں رکعت کا سجدہ بھی کر لیا تو پھر مسئلہ معروف ہے کہ کسی کی نماز فرض اداء نہیں ہوئی۔(۵) فقط۔

مغرب میں سورہ فاتحہ آہستہ پڑھی پھر یاد دلانے پر سورۃ آواز سے تو سجدہ سہو کرے گا یا نہیں

(سوال ۲۰۴۷) امام نے مغرب کی نماز کی نیت باندھ کر سبحانک اور سورہ فاتحہ آہستہ پڑھی ایک مقتدی نے یاد

---

(۱) نعم تکون المتابعة فرضا بمعنى ان ياتى بالفرض مع امامه اوبعده كما لوركع امامه فركع معه مقارنامعاقبا او شاركه فيه الخ (ردالمحتار مطلب مهم فى تحقيق المتابعة ج ۱ ص ۴۳۹ .ط.س. ج ۱ ص ۴۷۱) ظفير.

(۲) وانه ليس له ان يتا بعه فى البدعة والمنسوخ وما لا تعلق له بالصلاة فلا يتابعه لوزاد سجدة الخ (ردالمحتار باب صفة الصلاة مطلب فهم فى تحقيق متابعة الامام ج ۱ ص ۴۳۹ .ط.س. ج ۱ص) ظفير.

(۳) ولو سلم ساهيا ان بعد امامه لزمه السهو والا لا (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا مامة مطلب فى المسبوق ج ۱ ص ۵۶۰ .ط.س. ج ۲ ص ۵۹۹) ظفير. (۴) وان قعد فى الرابعة مثلا قدر التشهد ثم قام عادوسلم قام صح ثم الا صح ان القوم ينتظر انه فان عاد تبعوه وان سجد للخامسة سلموا الان اتم فرضه، اذا لم يبق عليه الا السلام (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۷۰۰ .ط.س. ج ۲ ص ۷۸) ظفير.

(۵) وسها عن القعود الا خير عاد مالم يقيدها بسجدة الخ وان قيدها بسجدة عامدا اونا سيا اوسا هيا او مخطئا تحول فرضه نفلا برفعه الجبهة الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۶۹۸ .ط.س. ج ۲ ص ۸۳) ظفير.

دہانی کی غرض سے الحمد بآواز بلند کہاتب امام نے سورہ فاتحہ کے بعد کی سورۃ کو جہر سے پڑھااور سجدہ سہو کیا۔ سجدہ سہو سے نماز درست ہوئی یا نہیں۔ اور اس حالت میں سجدہ سہو ضروری تھا یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز صحیح ہوگئی اور سجدہ سہو اس صورت میں واجب تھا سجدہ سہو کر لینے سے نماز بلا کراہت صحیح ہوگئی۔(۱) فقط۔

متشابہ لگنے پر آیت کے تکرار سے سجدہ سہو لازم نہیں

(سوال ۲۰۴۸) امام نے نماز جمعہ میں سورہ جمعہ پڑھی اور ملک القدوس پر متشابہ لگا، امام سورۃ کو دہراتا رہا۔ اسی دوران میں ایک مقتدی نے لقمہ دیا لیکن امام نے لقمہ کا خیال نہیں کیا اور خود ہی درست پڑھ کر نماز ختم کی، سجدہ سہو نہیں کیا نماز ہوئی یا نہ۔

(جواب) اس صورت میں سجدہ سہو لازم نہ تھا نماز صحیح ہوگئی۔(۲) فقط۔

اخیر رکعت میں بعد تشہد کھڑا ہو کر بیٹھا تو سجدہ سہو کب کرے

(سوال ۲۰۴۹) اگر آخر رکعت میں بعد تشہد کھڑا ہو گیا اور پھر بیٹھ گیا تو پھر تشہد پڑھے یا سلام پھیر کر تشہد سجدہ سہو کا پڑھے۔ ایک یہ کہ قیام تام کے بعد فوراً بیٹھ گیا۔ دوسرے کچھ پڑھ کر، تیسرے ختم سورۃ کے بعد ہر سہ حالات کا ایک حکم ہے یا مختلف۔

(جواب) ہر سہ حالت میں بیٹھ کر پھر تشہد پڑھے اور سجدہ سہو کر کے پھر تشہد وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے۔(۳) فقط

نابینا جس کی ایک رکعت امام کی غلطی سے رہ جائے

(سوال ۲۰۵۰) ظہر کی نماز میں امام سہواً درمیانی قعدہ چھوڑ کر کھڑا ہو گیا۔ جماعت میں ایک نابینا بھی تھا وہ اپنی یاد کے موافق تشہد پڑھنے لگا اور بوجہ بے بصر ہونے کے امام کی متابعت نہ کی، الغرض نابینا فرض و واجب ادا کرتا ہوا قعدہ اخیرہ میں امام سے جاملا اور امام کے ساتھ سجدہ سہو بھی کیا پھر امام نے سلام پھیرا تو یہ نابینا اس خیال سے کہ میں پیچھے رہ گیا تھا کھڑا ہو گیا اور ایک رکعت ادا کی جو اس کی پانچویں تھی آیا اس کی نماز ہوئی یا نہیں۔

....

(۱) والجهر فيما يخافت فيه للامام وعكسه لكل مصل فى الا صح تقديره ما تجوزبه الصلاة فى الفصلين وقيل قائله قاضى خان يجب السهو بهما اى با لجهر والمخافتة مطلقا اى قل او كثير (در مختار) وقال فى شرح المنية والصحيح ظاهر الرواية وهو التقدير بما تجوزبه الصلوٰة من غير تفرقة لان القليل من الجهر فى موضع المخافتة عفوايضا (ردالمحتار باب سجود السهو ج ١ ص ٦٩٤ .ط.س. ج۲ ص ۸۱) ظفير.

(۲) بخلاف فتحه على امامه فانه لا يفسد مطلقا لفاتح واخذ بكل حال (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب مايفسد الصلوٰة ج ١ ص ٥٨٢ .ط.س. ج۱ ص ٦٢٢) اور سجدہ سہو ترک واجب اور اس کی تقدیم و تاخیر سے واجب ہوتا ہے، جو یہاں پایا نہیں گیا ۱۲ ظفیر۔

(۳) وان قعد فى الرابعة مثلا قدر التشهد ثم قام عاد وسلم ولوسلم قائما صح (درمختار) قوله قام اى ولم يسجد قوله عاد ولم اى عاد للجلوس لما مران مادون الركعة محل للرفض وفيه اشارة الى انه لايعيد التشهد وبه صرح فى البحر قال فى الا مداد والعود للتسليم جالساسنة الخ (ردالمحتار باب سجود السهو ج ١ ص ٧٠٠ .ط.س. ج۲ ص ۸۷) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں تشہد لوٹایا نہیں جائے گا واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

(جواب) اگر اس نابینا نے آخر میں سجدہ سہو کر لیا تو اس کی نماز ہو گئی۔(۱) فقط۔

عیدین میں تکبیر زائد میں کمی کی تو کیا حکم ہے۔

(سوال ۲۰۵۱) زید نے عید کی نماز پڑھائی تو رکعت اولیٰ میں بجائے چار تکبیروں کے تین تکبیریں ادا کی آیا وہ نماز ہوئی کہ نہیں۔

(جواب) تکبیرات عیدین واجب ہیں علاوہ تکبیر افتتاح و رکوع کے تین تین واجب ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی تکبیر چھوڑے گا ترک واجب ہو گا اور ترک واجب سے سجدہ لازم ہوتا ہے۔ مگر چونکہ نماز عیدین میں سجدہ سہو نہیں ہے لہٰذا نماز ہو گئی۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

فرض کا قاعدہ اخیرہ بھول کر چھوڑ دیا اور پانچویں رکعت ملالی تو کیا وہ نفل ہو جائیں گی

(سوال ۲۰۵۲) جس شخص نے سہو کیا قعدہ اخیرہ سے اور مقید کیا سجدہ سے۔ کہتے ہیں کہ تحول فرضہ نفلاً حالانکہ نفلوں میں فرماتے ہیں لان کل شفع من النفل صلوٰۃ علیحدۃ بدلیل نقل مع حوالہ صفحہ کتاب و مطبع تحریر فرمائیں۔

(جواب) "فرضہ نفلا" (۳) خود مصرح ہے اس کے لئے اور کسی حوالہ کی ضرورت نہیں ہے اور کل شفع من النفل صلوٰۃ علیحدۃ بھی قاعدہ صحیح ہے۔ لیکن یہاں سجدہ سہو سے اس کا انجبار کر دیا گیا۔ فقط۔

ترک سجدہ سہو عمداً اور نسیاناً کا حکم

(سوال ۲۰۵۳) ترک سجدہ سہو بھول میں اور عمداً میں فرق ہے کہ نہیں۔ اگر بھول گیا اعادہ نماز کا کرے یا نہ کرے۔

(جواب) قضا اس نماز کی واجب ہے اور ترک سجدہ سہو عمداً و سہواً برابر ہے۔(۴)

اگر چار رکعت والی نماز میں سہواً تیسری رکعت پر بھی بیٹھ گیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۰۵۴) اگر کسی نے چار رکعت نماز شروع کی اور تیسری رکعت میں سہواً بیٹھ گیا تو نماز صحیح ہو گئی یا نہیں۔

(جواب) ایسی صورت میں سجدہ سہو واجب ہے نماز صحیح ہے۔

رکوع میں بھول سے سجدہ کی تسبیح پڑھ دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۰۵۵) رکوع میں سہواً سجدہ کی تسبیح پڑھے یا بر عکس تو نماز میں کچھ خرابی تو نہ ہو گی۔

---

(۱) یعنی اس پانچویں رکعت میں سجدہ سہو کیا تب تو نماز ہو گئی ورنہ واجب الاعادہ ہے۔ و کذا اللاحق لکنه یسجد فی اخر صلاته ولو سجد مع امامه اعاده (درمختار) ولا حقا برکعة فسجد امامه للسهو فانه یقضی رکعة بال قراة لانه لا حق ویتشهد ویسجد للسهو الخ (ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۶۹۶. ط.س. ج ۲ ص ۸۳) ظفیر.

(۲) والسهو فی صلاة العید والجمعة والمکتوبة والتطوع سواء والمختار عند المتاخرین عدمه فی الا ولیین لدفع الفتنة کما فی جمعة البحر واقره المصنف وبه جزم فی الدرر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج ص .ط.س. ج ۲ ص ۹۲) ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب سجود السهو ج ۱ ص ۶۹۸ .ط.س. ج ۲ ص ۸۵. ۱۲ ظفیر.

(۴) ولها واجبات لا تفسد بتر کها وتعا دوجوبا فی العمدو السهو ان لم یسجد له وان لم بعدها یکون فاسقا آثما (درمختار) قوله ان لم یسجد له ای للسهو (الدر المختار علی هامش ردالمحتار مطلب واجبات الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۲۵ .ط.س. ج ۱ ص ۴۵۶) ظفیر.

(جواب) کچھ خرابی نہ ہوگی۔(۱) فقط۔

سجدہ میں رکوع کی تسبیح

(سوال ۲۰۵۶) رکوع کی تسبیح سجدہ میں کہہ رہا تھا، سجدہ ہی میں یاد آنے پر سجدے کی تسبیح کہے یا رکوع کی تسبیح کافی ہوگی۔

(جواب) سجدہ کی تسبیح کہنی چاہئے تاکہ سنت کے موافق ہو(۲)۔

ترک تعدیل اور سجدہ سہو

(سوال ۲۰۵۷) قومہ اور جلسہ بوجہ تعجیل مصلی موافق واجب ادا نہ ہو تو سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہ۔

(جواب) سجدہ سہو اس فعل سے واجب ہوتا ہے جو سہواً ہو اور جو لوگ عمداً وعادۃً قومہ و جلسہ پورا نہیں کرتے اس میں سجدہ سہو نہیں ہے بلکہ ایسی نمازوں کا اعادہ واجب ہے کیونکہ ترک واجب عمداً کرنے سے اعادہ واجب ہوتا ہے۔(۳) فقط۔

سجدہ سہو کے لئے صرف ایک طرف سلام پھیرے

(سوال ۲۰۵۸) جو شخص اکیلا نماز پڑھ رہا ہو اور کسی رکن کے بھول جانے پر سجدہ کرتے وقت دونوں جانب سلام پھیرے یا صرف دائیں جانب بینوا توجروا۔

(جواب) صرف ایک طرف سلام پھیرے، اگر دونوں طرف پھیر دیا کچھ حرج نہیں تب بھی سجدہ سہو کرے۔(۴) فقط۔

مسبوق نے دونوں طرف سلام پھیر دیا پھر یاد دلانے پر کھڑا ہوا، کیا حکم ہے

(سوال ۲۰۵۹) ایک شخص دوسری رکعت میں شامل ہوا اور امام کی ہمراہ تینوں رکعت پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیر دیا۔ مقتدیوں میں سے ایک نے کہا کہ تیری رکعت باقی ہے یہ کہنے سے اسے یاد آ گیا اور اس نے کھڑے ہو کر باقی ماندہ ایک رکعت پڑھ کر سجدہ سہو کر کے سلام پھیر دیا اس صورت میں نماز ہوگئی یا نہ۔ مولوی عبدالحی اپنے فتاوی میں لکھتے ہیں اس صورت میں اس کی نماز نہیں ہوگی کیونکہ یاد دلانے والا خارج صلوٰۃ ہے۔

(جواب) کتب فقہ میں یہ لکھا ہے کہ اگر ایسی صورت میں اس کے کہنے سے فوراً اٹھ کھڑا ہوا تو نماز فاسد ہوگئی اور کچھ توقف کر کے خود یاد کر کے اٹھا تو نماز صحیح ہے۔ اگر سجدہ سہو کر لیوے گا نماز بلا کراہت ہو جاوے گی۔ مولانا عبدالحی مرحوم کا فتویٰ غالباً پہلی صورت کے متعلق ہوگا۔(۵) فقط۔

---

(۱) ویلزمه السهو اذا زاد فی صلاته فعلا من جنسها لیس منها وهذا یدل علی ان سجدة السهو واجبة هو الصحیح لا نها تجب لجبر نقصان تمکن فی العبادة (هدایه باب سجود السهو ج ۱ ص ۱۴۰) ظفیر. (۲) ویسبح فیه (ای فی الرکوع) واقله ثلاثا فلو ترکه او نقصه کره تنزیها (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۶۱. ط.س. ج۲ ص ۴۹۴) اور یہاں چھوڑا بھی نہیں، بلکہ الفاظ بدل گئے۔ اس سے کچھ حرج نہیں ۱۲ ظفیر. (۳) ولها (ای للصلوٰة) واجبات لا تفسد بترکها وتعاد وجوبا فی العمد والسهو ان لم یعدها یکون فاسقا اثما (درمختار) قوله ان لم یسجدله ای للسهو هذا قید لقوله والسهو اذ لاسجود فی السهو (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۲۵. ط.س. ج۱ ص ۴۵۶) ظفیر. (۴) یجب له بعد سلام واحد عن یمینه فقط لانه المعهود وبه یحصل التحلیل وهو الا صح (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۶۹۱. ط.س. ج۲ ص ۷۸) ظفیر. (۵) وفی القنیه قیل لمصل منفرد تقدم فتقدم بامره الخ فسدت صلاته وینبغی ان یمکث ساعة ثم یتقدم برای نفسه (ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۳۳. ط.س. ج۱ ص ۵۷۱) حتی لو امتثل امر غیره فقیل له تقدم فتقدم الخ فسدت بل یمکث ساعة ثم یتقدم برائه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۸۱. ط.س. ج۱ ص ۶۲۲) ظفیر.

فاتحہ کے بعد دیر تک خاموش رہے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۰۶۰) اگر امام یا منفرد الحمد پڑھ کر بقدر پڑھنے ایک آیۃ طویل یا سہ آیت قلیل کے دانستہ خاموش کھڑا رہ کر بعد میں ضم سورہ کرے تو اس پر سجدہ سہو لازم آئے گا یا نہیں۔

(جواب) سجدہ سہو اس پر لازم ہے۔ کما قال فی الدر المختار وتفکرہ عمداً حتیٰ شغله عن رکن (۱) وتحقیقه فی الشامی۔ فقط۔

امام عشاء میں تیسری رکعت میں بیٹھ گیا مگر فوراً کھڑا ہو گیا، تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۰۶۱) امام عشاء کی نماز میں سہواً تیسری رکعت پر بیٹھا، مقتدی کے بتلانے پر فوراً کھڑا ہو گیا دیر نہیں لگی نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں کہ امام دیر تک نہیں بیٹھا فوراً کھڑا ہو گیا سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا اور نماز صحیح ہو گئی۔ کذا فی الشامی۔ (۲) فقط۔

سنت قبل الظہر میں قاعدہ اولیٰ بھول جانے سے سجدہ سہو

(سوال ۲۰۶۲) کسی شخص نے چار رکعت سنت قبل الظہر کی نیت کی اور قعدہ اولیٰ فراموش کر کے سیدھا کھڑا ہو بعدہ قعدہ کیا اور آخر میں سجدہ سہو نہ کیا یہ نماز صحیح ہو گی یا نہیں۔ اس پر اعادہ واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) سجدہ سہو نہ کرنے کی وجہ سے اعادہ واجب ہے۔ (۳)

اگر گھٹنا کھڑا نہیں کیا ہے تو بیٹھ جائے

(سوال ۲۰۶۳) اگر سیدھا کھڑا نہ ہو اور نہ اس کے گھٹنے زمیں سے علیٰحدہ ہوئے اس صورت میں اس کو کیا کرنا چاہئے آیا قعدہ کرے یا کھڑا ہو جائے۔

(جواب) قعدہ کرے اور سجدہ سہو واجب نہیں۔ (۴) فقط۔

گھٹنے زمیں سے اٹھ گئے مگر سیدھا کھڑا نہ ہوا تو کیا کرے

(سوال ۲۰۶۴) اگر سیدھا کھڑا نہ ہو اور گھٹنے زمین سے علیٰحدہ ہو گئے ہوں کھڑا ہونے اور بیٹھنے کے درمیان کی حالت ہو تو اس کو لوٹ آنا چاہئے یا کھڑا ہو جانا چاہئے اور سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں۔ اور اس کو اعادہ کرنا پڑے گا یا نہیں

(جواب) اس حالت میں لوٹ آنا چاہئے اور قعدہ کرنا چاہئے اور سجدہ سہو واجب نہیں۔ کما فی الدر المختار

....

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۶۹۳. ط.س. ج۲ ص ۸۰. ۱۲ ظفیر.
(۲) وکذا العقدة فی اخر الرکعة الا ولی او الثالثه فیجب ترکها یلزم من فعلها ایضا تاخیر القیام الی الثالثة او الرابعة عن محله وهذا اذا کانت القعدة طویلة اما الجلسة الخفیفة التی استحبها الشافعی فترکها غیر واجب عند نا (ردالمحتار ج ۱ ص ۴۳۸. ط.س. ج۱ ص ۴۷۱) ظفیر. (۳) ولها واجبات لا تفسد بترکها وتعادو جو با فی العمد والسهوالخ وهی قراء ة فاتحة الکتاب الخ والقعود الا ول ولوفی نفل (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلاة مطلب واجبات الصلاة. ط.س. ج۱ ص ۴۵۶) ظفیر. (۴) سها عن القعود الا ول من الفرض ولو عملیا واما النفل فیعود ما لم یقیدها با لسجدة ثم تذکره عاد الیه وتشهد و لا سهو علیه فی الاصح مالم یستقم قائما فی ظاهر المذهب هو الا صله (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۶۹۸. ط.س. ج۲ ص ۸۳)

عاد الیه وتشهد ولا سهو علیه فی الا صح مالم یستقم قائماً فی ظاهر المذهب وهو الاصح ۔(۱) فتح۔
اور دوسرا قول اس کے مقابل یہ ہے کہ اقرب الیٰ القعود ہو تو بیٹھ جاوے اور اقرب الی القیام ہو تو نہ بیٹھے اور سجدہ سہو کرے۔ فقط۔

صلوٰۃ التسبیح میں تسبیح کی جگہ الحمد للہ پڑھے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۰۶۵) صلوٰۃ التسبیح میں الحمد سے پہلے سبحان اللہ پڑھا گیا اور بجائے تسبیح کے اگر الحمد پڑھی گئی تو سجدہ سہو آوے گا یا نہیں۔

صلوٰۃ التسبیح میں قرأۃ کے بعد رکوع میں چلا گیا

(سوال ۲/۲۰۶۶) صلوٰۃ التسبیح میں قرأت کے بعد بھول کر رکوع میں چلا گیا، رکوع میں یاد آیا اور رکوع میں اس تسبیح کو پڑھ لیا تو سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں۔
(جواب) (۱، ۲) نماز ہو گئی سجدہ سہو واجب نہیں ہوا۔ فقط۔

فاتحہ وقرأت کے درمیان کس قدر تاخیر سے سجدہ سہو ہوتا ہے

(سوال ۲۰۶۷) در بہشتی زیور مرقوم است کہ اگر تاخیر قدر سہ بار سبحان اللہ گفتن درمیان فاتحہ وسورۃ شد سہو واجب میشود ودیگر فقہاء دریں قدر تسبیح می فرمایند پس کدامے قول معتبر است۔
(جواب) ایں چہ در بہشتی زیور است ہماں است مختار محققین قال فی شرح المنیه ا والصحیح ان قدر زیادة الحرف ونحوه غیر معتبر فی جنس ما یجب به سجود السهوانما المعتبر قدر ما یودی فیه رکن کما فی الجهر من یخا فت وعکسه وکما فی التفکر حال الشك ونحوه الخ ص ۳۲۱. فقط۔

مغرب میں اخیر قعدہ کے بعد امام کھڑا ہو گیا اور پھر بیٹھا تو کیا کرے

(سوال ۲۰۶۸) مغرب کے وقت امام تینوں رکعت پوری کر کے قعدہ اخیرہ سے سہواً کھڑا ہو گیا اور مقتدی بیٹھے رہے اور جب کہ چند مقتدیوں نے اللہ اکبر کہا تو امام پھر بیٹھ گیا اور ایک طرف سلام پھیر کر سجدہ سہو کیا، پھر اختلاف ہونے کی وجہ سے دوباہ نماز ادا کی، آیا نماز سجدہ سہو سے ادا ہو گئی یا دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔
(جواب) وہ نماز سجدہ سہو ادا کرنے سے صحیح وکامل ہو گئی تھی، دہرانے کی ضرورت نہ تھی۔(۲) فقط۔

عشا کی اخیر رکعتوں میں جہر کرنے سے سجدہ سہو

(سوال ۲۰۶۹) اگر کوئی امام عشاء کی اخیر رکعتوں میں جہر کرے تو سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں۔ السر فیما یسر والجهر فیما یجهر واجب کا قاعدہ تو سجدہ سہو کو چاہتا ہے اور چونکہ فی نفسہ قرأۃ ان میں واجب نہیں لہذا واجب نہ ہونا چاہئے کیونکہ واجب ماننے سے زیادتی صفت علی الذات لازم آتی ہے۔

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۶۹۷. ط.س. ج۲ ص ۸۳ ۱۲ ظفیر.
(۲) ولوسها عن القعود الا خیر کله او بعضه عاد الخ مالم یقیدها بسجدة لان مادون الرکعة محل الرفض وسجد للسهو لتاخیر القعود (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۶۹۸. ط.س. ج۲ ص ۸۵) ظفیر.

ظہر کی اخیر رکعتوں میں جہر سے سجدہ سہو

(سوال ۲/۲۰۷۰)اور ظہر کی اخیر رکعتوں میں جہر کرنے سے سجدہ سہو لازم ہو گا یا نہ۔

(جواب)اس صورت میں سجدہ سہو لازم ہو گا کیونکہ عشاء کی اخرین میں اگر قراءۃ پڑھے تو بسر لازم ہے جیسا کہ شامی میں ویسر فی غیرھا کی تفسیر میں لکھا ہے قوله ویسر فی غیرها وهو ثالثة من المغرب والا خریان من العشاء الخ(۱) پس عشاء کی اخیر میں اگرچہ قراءۃ واجب نہیں ہے لیکن اگر قراءۃ کرے تو اخفاء لازم ہے۔

(۲)اور ظہر کی اخرین میں جہر کرنے سے بھی سجدہ سہو لازم ہو گا۔(۲)فقط۔

عید کی دوسری رکعت میں تکبیر زوائد چھوڑ کر امام رکوع میں گیا پھر رکوع سے اٹھ کر تکبیرات کہی کیا حکم ہے

(سوال ۲۰۷۱)نماز عید الاضحیٰ کی دوسری رکعت میں امام نے سہواً بلا تکبیر پکارے ہوئے رکوع کیا، کچھ لوگوں نے تکبیر رکوع بھی ضرور ادا کی اور امام صاحب نے تسبیح رکوع ادا نہیں کی واللہ اعلم بالصواب۔ جماعت کثیر تھی یعنی مسجد کی چھت پر بھی مقتدی لوگ تھے پھر امام نے قیام کر کے تکبیرات پکارا اور دوبارہ رکوع و قیام کیا اور سجود ادا کر کے بدون ادائے سجدہ سہو سلام پھیر دیا بصورت مذکورہ بالا نماز بلا کدامی نقص ادا ہوئی یا نہیں۔

(جواب)امام اگر بلا تکبیرات زوائد کہے دوسری رکعت کے رکوع میں چلا گیا تو اس کو نہ چاہئے تھا کہ پھر رکوع سے قیام کی طرف لوٹ کر تکبیرات کہتا بلکہ در مختار میں اس کو مفسد صلوٰۃ کہا ہے اگرچہ شامی نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ نماز فاسد نہیں ہوئی کذا نقله عن ابن الهمام فی العود الی القعود الا ول بعد القیام۔(۳)قال فی الدر المختار ولا یعود الی القیام لیکبر فی ظاهر الروایة فلو عاد ینبغی الفساد وفی الشامی وقد علمت ان العود روایة النوادر علی انه یقال علیه ما قاله ابن الهمام فی ترجیح القول لعدم الفسادفیما لو عاد الی القعود الاول بعد ما استقم قائما الخ۔(۴)اور صلوٰۃ عید و جمعہ میں بوجہ اژدحام کثیر کے متاخرین نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ اگر کوئی سہو ہو تو سجدہ سہو نہ کرے۔ لئلا یقع الناس فی الفتنة۔ فقط۔

مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی رکعتوں میں کوئی واجب ترک کردے تو اس پر سجدہ سہو ہے یا نہیں

(سوال ۲۰۷۲)اگر مسبوق امام کے ساتھ ظہر کی چوتھی رکعت میں یا قعدہ آخری میں ملے اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد اٹھ کر اپنی نماز ادا کرتے ہوئے اس سے کوئی واجب ترک ہو جائے پس وہ مسبوق سجدہ سہو کرے یا نہیں۔

---

(۱)ردالمحتار فصل فی القراءة ج ۱ ص ۴۹۷ .ط.س.ج۱ ۳۲۱ ۵ ۱۲ ظفیر.

(۲)ولو جهر الا مام فیما یخافت اوخافت فیما یجهر تلزمه سجدتا السهو لان الجهر فی موضعه والمخافتة فی موضعها من الواجبات الخ (هدایه باب سجود السهو ج ۱ ص ۱۴۱)ظفیر.

(۳)ای وان استقام قائما لا یعود لاشتغاله بفرض القیام وسجد للسهو لترك الواجب فلو عاد الی القعود بعد ذالك تفسد صلاته لرفض الفرض لما لیس بفرض وصححه الزیلعی وقیل لا تفسد لکنه یکون مسیئا ویسجد لتا خیر الواجب وهو الا شبه کما حققه الکمال وهو الحق (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۶۹۷ .ط.س.ج۲ص ۸۴) ظفیر.(۴)ردالمحتار باب العیدین ج ۱ص ۷۸۲ .ط.س.ج۲ص۹۲ .۱۲ ظفیر.

(جواب) کرنا چاہئے۔(۱)

قعدہ اخیرہ میں مکرر درود پڑھنے سے سجدہ سہو نہیں ہے

(سوال ۲۰۷۳) اگر کوئی شخص پورا درود ابراہیم یا اس کا نصف اللّٰہم بارک سے حمید مجید تک مکرر قعدہ آخری میں پڑھے اس پر سجدہ سہو واجب ہو گایا نہیں۔

(جواب) نہیں۔(۲)

درود کا کچھ حصہ چھوٹ گیا اور دعا کے بعد اس نے اسے دوبارہ پڑھا تو اس پر سجدہ نہیں

(سوال ۲۰۷۴) اگر اللّٰہم بارک سے حمید مجید تک قعدہ اخری میں سہواً نہ پڑھا جاوے اور دعاء ماثورہ پڑھتے وقت اس کو یاد آوے پس وہ باقی ماندہ دعاء چھوڑ کر درود شریف کی طرف انتقال کرے یا نہیں اور اس پر سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) انتقال کرنا مناسب ہے اور سجدہ سہو واجب نہیں۔(۴)

فرائض کی اخیر رکعتوں میں سوہ ملانے سے سجدہ سہو لازم نہیں

(سوال ۲۰۷۵) فرائض نماز کی خالی رکعتوں میں اگر کوئی سورۃ سہواً یا قصداً بعد فاتحہ کے پڑھی جاوے تو سجدہ سہو کرنا ہو گایا نہیں۔

(جواب) سجدہ سہو نہیں آتا۔ فقط۔(۵)

چار رکعت والی نماز کی اخیر رکعت میں قراءت

(سوال ۲۰۷۶) چار رکعت والی نماز میں اخیر کی دو رکعت میں ایک آیۃ کے پڑھنے سے قیام ادا ہو جاتا ہے۔ یہ کیا مصلحت ہے کہ آدھی الحمد پڑھی اور دوسری بار پوری کر لی تو اس کے ذمہ سجدہ سہو لازم ہوا اور جو دونوں بار پڑھے تو لازم نہیں آتا۔

(جواب) اخرین میں ترک قراءۃ تمام سورہ فاتحہ پر سجدہ سہو اس قول کے موافق لازم آتا ہے جو وجوب قراءۃ سورہ فاتحہ کے اخرین میں قائل ہیں اور ظاہر الروایۃ کے موافق چونکہ قراءۃ فاتحہ اخرین میں واجب نہیں ہے (۶) تو کل

....

(۱) ویبدا بقضاء ما فاته عكس المسبوق (درمختار) قوله عكس المسبوق اى فى الفروع الا ربعة المذكورة فانه اذا قضى ما فاته يقرا ويسجد للسهو اذا سها فيه (ردالمحتار باب الا مامة مطلب فى احكام المدرك والمسبوق ج ۱ ص ۵۵۷ .ط.س. ج ۱ ص ۵۹۵) ظفير. (۲) يجب الخ بترك واجب الخ (درمختار) واحترز بالواجب عن السنة كالثناء والتعوذ نحوها (ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۶۹۳ .ط.س. ج ۲ ص ۸۰ ظفير

(۳) وسنها رفع اليدين للتحريمة الخ والصلاة على النبى (صلى الله عليه وسلم) فى القعدة الا خيرة (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صفة الصلاة مطلب سنن الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۵ .ط.س. ج ۱ ص ۴۷۴) ظفير

(۴) واكتفى المفترض فيما بعد الا وليين بالفاتحة فانها سنة على الظاهر ولو زاد لا باس (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۷۸ .ط.س. ج ۲ ص ۵۱۱) ظفير.

(۵) واكتفى المفترض فيما بعد الا وليين بالفاتحة فانها سنة على الظاهر فلو زاد لاباس وهو مخير بين قراء ة الفاتحة الخ وصح العينى وجوبها (درمختار) اى ظاهر الرواية ولو زاد لاباس به الخ اى لو ضم اليها سورة لاباس به لان القراء ة فى الاخريين مشروعة من غير تقدير والاقتصار على الفاتحة مسنون لا واجب فكان الضم خلاف الاولى وذالك لاينا فى المشروعية والاباحة بمعنى عدم الا ثم فى الفعل والترك كما قد مناه (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۷۸) ظفير.

یا بعض سورہ فاتحہ کے ترک سے اخریین میں ان کے نزدیک سجدہ سہو لازم نہ ہوگا۔ فقط۔

قراءۃ میں متشابہ کی وجہ دوبارہ پڑھنے سے سجدہ سہو لازم نہیں

(سوال ۲۰۷۷) امام نماز میں پڑھتے پڑھتے بھول جاوے یا متشابہ لگ کر دوسری جگہ کی دو تین آیۃ پڑھے اور پھر یاد آنے پر یا بوجہ بھول جانے کے ابتداء سے قراءۃ پڑھے تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں اور سجدہ سہو واجب ہوتا ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز صحیح ہے اور سجدہ سہو واجب نہیں اور غلطی سے اگر سجدہ سہو کر لیا تب بھی نماز ہو گی۔(۱) فقط۔

واجب و سنت نماز میں قعدہ اولیٰ میں التحیات کے بعد درود پڑھنے سے سجدہ سہو

(سوال ۲۰۷۸) سنت اور واجب نمازوں میں قعدہ اولیٰ میں التحیات کے بعد درود شریف وغیرہ پڑھ جاوے تو سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں۔ اور ایسے ہی سنت اور واجب میں قعدہ اولیٰ بھول کر کھڑا ہو جاوے تو تیسری رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے پہلے یاد آنے پر بیٹھ جاوے یا نہ۔

(جواب) نماز واجب مثلاً وتر میں وہی حکم ہے جو نماز فرض میں ہے۔ پس اس میں اگر قعدہ اولیٰ میں تشہد کے بعد درود شریف وغیرہ پڑھ جاوے گا تو سجدہ سہو لازم ہوگا اور سنن مؤکدہ میں دو قول ہیں لیکن احوط وجوب سجدہ ہے۔(۲) اور قعدہ اولیٰ کے ترک میں وہی احکام ہیں جو فرض کے قعدہ اولیٰ کے ترک میں کہ اگر اقرب الی القعود ہو بیٹھ جاوے اور اگر اقرب الی القیام ہو تو نہ بیٹھے۔ اور آخر میں سجدہ سہو کر لیوے۔(۳) فقط۔

اگر رکعات کے شمار میں سہو ہو تو گمان غالب پر عمل کرے

(سوال ۲۰۷۹) خاکسار کو نماز میں رکعت کی گنتی اور سجدہ میں سہو جاتا ہے تو کیا کرنا چاہئے۔

(جواب) اس صورت میں گمان غالب کا اعتبار کر کے اسی پر بناء کیجئے۔(۴) فقط۔

....

(۱) ولو سلم ساهيا ان بعد اما مه لزمه السهو والا لا الخ ولو ظن الا مام السهو فيسجد له فتا بعه فبان ان لاَ سهو فا لا شبه الفساد لا قتدائه فى موضع الا نفراد (درمختار) وفى الفيض وقيل لا تفسد. وبه يفتى فى البحر عن الظهيرية قال الفقيه ابو الليث فى زماننا لا تفسد لان الجهل فى القراء سالب (ردالمحتار قبيل باب الا ستخلاف ج ۱ ص ۵٦۰ .ط.س.ج۱ ۵۹۹) ظفير.

(۲) ولا يزيد فى الفرض على التشهد فى القعدة اولى اجما عافان زاد عامد اكره فتجب الا عادة اوساهيا وجب عليه سجود السهو اذا قال اللهم صل على محمد فقط على الذهب المفتى به لا لخصوص الصلاة بل لتاخير القيام (درمختار) قوله لا يزيد فى الفرض اى وما الحق به كالو ترو السنن الرواتب وان نظر صاحب البحر فيها (ردالمحتار باب صفة الصلاة ج ۱ ص ٤٧٦ .ط.س.ج۱ ص ۵۱۰) ظفير. (۳) سها عن القعود الاول من الفرض ولو عمليا اما النفل فيعود ما لم يقيد با لسجدة ثم تذكر عاد اليه وتشهد ولا سهو عليه فى الا صح مالم يستقم قائما فى ظاهر المذهب وهو الا صح والا اى ان استقام قائما لا يعود لاشتغاله بفرض القيام وسجد للسهو لترك الواجب (درمختار) قوله عمليا كالوتر فلا يعود فيه اذا استتم قائما قوله اما النفل فيعود الخ جزم به فى المعراج والسراج و علله ابن وهبان بان كل شفع منه صلاة على حدة ولا سيما على قول محمد بان القعدة الا ولى منه فرض فكانت كالا خيرة وفيها يقعدوان قام حكى فى المحيط فيه خلافا وكذا فى شرح التمرتا شى قيل يعود وقيل لا يعود و فى الخلاصة والا ربع قبل الظهر كالتطوع وكذا الوتر عند محمد وتمامه فى النهر لكن فى التتارخانية عن العتابية قيل فى التطوع يعود ما لم يقيد بالسجدة والصحيح انه لا يعود ا ه واقره فى الا مداد لكن خالفه فى المتن تامل (ردالمحتار .باب سجود السهو ج ۱ ص ٦۹۷ .ط.س.ج۲ ص ۸۳) ظفير. (٤) واذا شك فى صلاته من لم يكن ذالك اى الشك عادة له الخ كم صلى استانف الخ وان كثر شكه عمل بغالب ظنه ان كان له ظن للحرج والا اخذ بالا قل لتيقنه وقعد فى كل موضع توهمه موضع قعود (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب سجود السهود ج ۱ ص ۷۰۵ و ج ۱ ص ۷۰٦ .ط.س.ج۲ ص ۹۲......۹۳) ظفير.

دور کعت والی نماز میں تشہد پڑھ کر تیسری کے لئے کھڑا ہو جائے اور پھر بیٹھ جائے تو سجدہ سہو ضروری ہے

(سوال ۲۰۸۰)ایک شخص نے دو رکعت سنت مؤکدہ یا فرض کی نیت کی جس وقت التحیات پڑھ چکا سہواً کھڑا ہو گیا یعنی تیسری رکعت کو الحمد شریف پڑھنے کے بعد یاد آیا تو بیٹھ کر سلام پھیر دیا وہ نماز ہو گئی یا لوٹائی جائے یا سجدہ سہو کرنا چاہئے تھا۔ اور جو شخص کہتا ہے کہ نہ لوٹانی چاہئے اور نہ سجدہ سہو کرنا چاہئے۔ یہ صحیح ہے یا نہ۔

(جواب)اس صورت میں سجدہ سہو کرنا چاہئے تھا کیونکہ اس میں تاخیر فرض اور ترک واجب ہوا ہے۔ اور اگر سجدہ سہو نہ کیا تو نماز میں نقصان رہا اور اعادہ اس نماز کا واجب ہے اور جس شخص نے یہ مسئلہ بتلایا کہ سجدہ سہو کی ضرورت نہ تھی اور بصورت نہ ہونے سجدہ سہو کے اعادہ نماز کی ضرورت نہیں ہے اس نے غلط مسئلہ بتلایا ہے، اس کو معلوم نہیں ہے۔ پس اس کے قول کا اعتبار نہ کرنا چاہئے۔(۱) فقط۔

مسبوق سے اگر باقیماندہ رکعت میں سہو ہو جائے تو سجدہ سہو لازم ہے

(سوال ۲۰۸۱)مسبوق کو بعد ختم جماعت رکعت باقیماندہ میں سہو ہو جائے تو سجدہ سہو کرے یا نہیں۔

(جواب)سجدہ سہو کرنا چاہئے۔(۲) فقط

رکوع میں تسبیح کی جگہ بسم اللہ پڑھنے سے سجدہ سہو ہے یا نہیں

(سوال ۲۰۸۲)اگر رکوع میں بجائے تسبیح کے کوئی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ جائے تو سجدہ سہو واجب ہو گا یا نہیں اور تشہد میں قراءۃ کرنے سے سجدہ سہو آتا ہے یا نہیں۔

(جواب)رکوع میں بجائے تسبیح کے بسم اللہ پڑھنے سے سجدہ سہو نہیں آتا کیونکہ تسبیح رکوع کی واجب نہیں ہے اور تشہد واجب ہے اس میں ایسا کرنے سے یعنی تشہد کے ترک کرنے سے سجدہ سہو لازم ہو گا۔(۳) فقط۔

سورہ فاتحہ کے تکرار سے سجدہ لازم ہے یا نہیں

(سوال ۲۰۸۳)سورہ فاتحہ کے تکرار سے سجدہ سہو لازم آتا ہے یا نہیں۔

(جواب)پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے تکرار سے سجدہ سہو لازم آتا ہے۔ کما فی الشامی قوله و كذا ترك تكريرها، فلو قرأها فی ركعة من الا وليين مر تين وجب سجود السهولتاخير الواجب وهو السورة كما فی الذخيرة وغيرها. الخ۔(۴) فقط۔

(۱)ولو سها عن القعود الا خير كله او بعضه عاد الخ وان قعد فی الرابعة مثلا قدر التشهد ثم قام عاد الخ وسجد للسهو فی الصورتين لنقصان فرضه بتا خير السلام فی الا ولی وتركه فی الثانية (الدر المختار علی هامش ردالمحتار . باب سجود السهو ج ۱ ص ۶۹۸.ط.س.ج۲ص۸۵) ظفير.

(۲)والمسبوق من سبقه الا مام بها اوببعضها وهو منفر د حتیٰ يثنی ويتعوذ الخ فيما يقضيه (درمختار) قوله حتیٰ يثنی الخ تفريع علی قوله منفرد فيما يقضيه بعد فراغ امامه حتیٰ لو ترك القراء ة فسدت الخ ويلزمه السجود اذا سها فيما يقضيه (ردالمحتار باب الا مامة مطلب فی المسبوق واللاحق ج ۱ ص ۵۵۷.ط.س.ج۱ص۵۹۶) ظفير.

(۳)ويلزمه اذا ترك فعلا مسنوفا كانه ارادبه فعلا واجبا الخ او ترك قرأة الفاتحة الخ اوالقنوت اوالتشهد او تكبيرات العيدين لانها واجبات (هدايه باب سجود السهو ج ۱ ص ۱۴۰) ۱۲ ظفير.

(۴)ردالمحتار للشامی . باب صفة الصلوٰة مطلب واجبا الصلوٰة ج ۱ ص ۴۲۹. ۱۲ ظفير.

رباعی نمازوں کی اخیر رکعتوں میں ضم سورۃ سے سجدہ سہو لازم نہیں

(سوال ۲۰۸۴)چار فرضوں کی آخری رکعتوں میں ضم سورۃ کیا تو سجدہ لازم آئے گا یا نہ۔ اس صورت میں اگر تاخیر رکن نہیں ہوئی تو قعدہ اولیٰ میں اللھم صلی علیٰ محمد زیادہ پڑھنے سے کیسے تاخیر رکن ہوتی ہے کہ سجدہ سہو لازم آتا ہے۔ اور عدم مشروع قراءۃ کا کیا مطلب ہے۔

(جواب)اخریین میں ضم سورۃ کرنے سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا کیونکہ اخریین میں اکتفاء فاتحہ پر واجب نہیں ہے کہ زیادتی سے ترک واجب ہوتا ہو بلکہ سورۃ ملانے اور نہ ملانے کا اختیار دیا گیا ہے اگرچہ نہ پڑھنا سورۃ کا اولیٰ اور مسنون ہے بخلاف قعدہ اولیٰ کے کہ اس میں اکتفاء تشہد پر اور درود شریف نہ پڑھنا واجب ہے۔ در مختار میں ہے واکتفی المفترض فیما بعد الاولیین بالفاتحة فانها سنة علی الظاهر ولوز ادلاباس به . الخ (۱) فقط۔

مسبوق اگر اپنی بقیہ نمازوں میں قعدہ چھوڑ دے تو سجدہ سہو لازم ہوگا

(سوال ۲۰۸۵)مسبوق کو امام کے ساتھ ایک رکعت ملی مغرب کے وقت مسبوق نے امام کے سلام پھیرنے کے بعد دو رکعت پڑھ کر قعدہ اخیرہ کیا یعنی قعدہ اولیٰ نہ کیا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں۔ بدون سجدہ سہو کے نماز ہوگی یا نہیں۔

(جواب)اس صورت میں اس مسبوق پر سجدہ سہو واجب ہے اور در صورت نہ کرنے سجدہ سہو کے اعادہ نماز کا ضروری ہے۔ (۲) فقط۔

فجر کی نماز میں دوسری رکعت کے بعد بھول سے کھڑا ہو تو فوراً بیٹھ جائے

(سوال ۲۰۸۶)نماز فجر فرض میں دو رکعت کے بعد سہواً بلا قعدہ کئے کھڑا ہو جاوے اور تیسری رکعت میں الحمد و سورۃ پڑھنے کے بعد یاد آیا تو اسی وقت بیٹھ جائے یا رکعت پوری کرے۔

(جواب)اسی وقت بیٹھ جاوے اور سجدہ سہو کر لیوے نماز صحیح ہوگی۔ (۳) فقط۔

پہلی رکعت میں ضم سورہ بھول جائے تو کیا کرے

(سوال ۲۰۸۷)سنت یا نفل یا فرض کی پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سہواً سورۃ نہیں ملائی اور رکوع کر دیا۔ کیا اب قیام کی طرف لوٹے یا سجدے میں جائے۔

....

(۱)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة بعد الفصل ج۱ ص ٤٧٧ .ط.س.ج۱ص ۵۱۱ ای ضم الیها سورة لاباس به لان القراء ة فی الا خریین مشروعة من غیر تقدیر والا قتصار علی الفاتحة مسنون لا واجب فکان الضم خلاف الاولی وذالك لاینافی المشروعیة والا باحة بمعنی عدم الا ثم فی الفعل والترك الخ ردالمحتار باب ایضاً ج ۱ ص ٤٧٧ .ط.س.ج۲ص ۵۱۱) ظفیر.

(۲)والمسبوق یسجد مع امامه مطلقا سواء کان السهو قبل الا قتداء اوبعده ثم یقضی ما فاته ولو سها فیه سجدثانیا (درمختار) ولو سها فیه ای فیما یقضی بعد فراغ الا مام یسجد ثانیا لا نه منفرد والمنفرد یسجد لسهوه(ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ٦٩٥ .ط.س.ج۲ص ۸۲) ظفیر.

(۳)ولو سها عن القعود الا خیر کله او بعضه عاد الخ ما لم یقید ها بسجدة لان مادون الرکعة محل الرفض وسجد للسهو لتاخیر القعود(الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ٦٩٨ .ط.س.ج۲ص ۸۵) ظفیر.

(جواب) قومہ کر کے سجدے میں جاوے اور آخر نماز میں سجدہ سہو کرے۔(۱) فقط۔

سجدہ سہو ایک طرف سلام پھیر کر کرے اور تشہد پورا پڑھے

(سوال ۲۰۸۸) سجدہ سہو ایک طرف سلام پھیر کر کرنا چاہئے یا دونوں طرف۔ اور آدھی التحیات پڑھ کر سلام پھیر کر سجدہ سہو کرے یا پوری التحیات پڑھ کر اور سجدہ سہو کے بعد پوری التحیات پڑھ کر سلام پھیرے یا کس طرح کرے۔

(جواب) پوری التحیات پڑھ کر ایک طرف سلام پھیر کر دو سجدہ سہو کے کر کے پھر پوری التحیات پڑھ کر درود شریف پڑھ کر سلام پھیرے۔(۲) فقط۔ (درود کے بعد دعا بھی پڑھے۔ ظفیر)

فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ ملانا بھول گیا اور سجدہ سہو کر لیا تو نماز ہو گئی

(سوال ۲۰۸۹) فرض کی پہلی دو رکعتوں میں یا ایک رکعت میں سورۃ ملانا بھول گیا سجدہ سہو کرنے سے نماز ہو گی یا نہ۔

(جواب) سورۃ ملانا واجب ہے اس کے ترک سے سجدہ سہو لازم آتا ہے۔ پس صورت مسئولہ میں سجدہ سہو کر لینے سے نماز ہو جاوے گی اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط۔(۳)

مسبوق اگر امام کے ساتھ سلام پھیر دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۰۹۰) مسبوق اگر سہواً امام کے ساتھ سلام پھیر دے تو تین صورتیں لکھی ہیں اگر قبل امام یا مع الامام سلام پھیرا ہو تو نماز بلا سجدہ سہو درست ہے۔ اور اگر بعد امام پھیرا تو بلا سجدہ سہو اعادہ لازم ہو گا۔ مع امام کے کیا معنی ہیں

(جواب) امام سے اگر کچھ بھی بعد ہو تو سجدہ سہو مسبوق پر لازم ہو جاتا ہے، اسی لئے شامی میں فرمایا کہ معیۃ حقیقۃ دشوار ہے اور شاذ و نادر ہے اس لئے عموماً وجوب سجدہ سہو کا حکم کیا جاتا ہے۔(۴) فقط۔

---

(۱) علامہ شامی کی صراحت سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ صورت میں بہتر یہ ہے کہ لوٹ کر سورۃ پڑھے پھر رکوع کرے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔ گویہ صورت بھی درست ہے کہ رکوع کے بعد سجدہ میں چلا جائے اور آخر میں سجدہ سہو کر لے جیسا کہ جواب میں مذکور ہے بترك ...... واجب سهواً كر كوع قبل قراءة الواجب بوجوب تقديمها ثم انما يتحقق الترك بالسجود فلوتذكرو لوبعد الرفع من الركوع عادثم اعاد الركوع (مختصر امن درمختار) قوله عاد اى الى القيام ليقرء رد المحتار باب سجود السهو ج ١ ص ٦٩٣ .ط.س. ج٢ ص ٨٠) شامی نے دونوں صورتوں کا تذکرہ کیا ہے کہ کل قرات ترک ہو جائے یا صرف سورۃ اما اذا قرأ الفاتحة مثلا ركع فتذكر السورة فعاد فقراها الخ (ایضاً) دوسری جگہ کی عبارت یہ ہے۔ ولو ترك سورة اولى العشاء مثلا ولو عمدا قرا وجوبا وقيل ندبا مع الفاتحة جهرا فى الا خريين الخ ولو تذكرها فى ركوعه قرا ها واعاد الركوع (درمختار)قوله ولو تذكرها اى السورة قوله قرأها اى بعد عوده الى القيام قوله واعاد الركوع لان ما يقع من القراءة فى الصلاة يكون فرضا فير تفض الركوع ويلزمه اعادته لان الترتيب بين القراءة والركوع فرض كما مرفى الواجبات الخ (ردالمحتار فصل فى القرأة ج ١ ص ٤٩٩ وج ١ ص ٥٠٠ .ط.س. ج١ص٥٣٥) ظفير.(٢)وكيفية ابن يكبر بعد سلامه الاول ويخر ساجدا اويسبح فى سجوده ثم يفعل ثانيا كذا لك ثم يتشهد ثانيا ثم يسلم وياتى بالصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم والدعاء فى قعدة السهو هو الصحيح الخ (عالمگيرى مصرى فى سجود السهو ج ١ ص ١١٧.. ط .ماجديه ج١ص١٢٥) ظفير.(٣)ولو قرأ الفاتحة وحدها وترك السورة يجب عليه سجود السهو(عالمگيرى مصرى سجود السهو ج ١ص ١١٨.طم.ماجديه ج١ص١٢٦)ظفير.(٤)ولو سلم ساهيا ان بعد امامه لزمه السهوو الا لا (در مختار) قوله لزمه السهو لانه منفرد فى هذه الحالة قوله والا لا ، اى وان سلم معه او قبله لا يلزمه لان مقتد فى هاتين الحالتين وفى شرح المنية عن المحيط ان سلم فى الاولىٰ مقارنا لسلامه فلا سهو عليه لانه مقتد به وبعده يلزم لانه منفرد اه ثم قال فعلى هذا يراد بالمعية حقيقتها وهونا در الوقوع اه قلت يشير الى ان الغالب لزوم السجود لان الا غلب عدم المعية وهذا مما يغفل عنه كثير من الناس. (ردالمحتار باب الا مامة قبيل باب الاستخلاف ص ٥٦٠ جلد نمبر ١).ط.س.ج١ص١٩٩ ظفير.

قعدۂ اخیرہ میں بعد ختم درود و دعاء تاخیر سے سلام پھیرا تو کیا سجدہ سہو لازم ہے

(سوال ۲۰۹۱) قعدہ اخیرہ میں بعد تشہد و درود کے کچھ دیر تک سکوت کیا اور سلام نہیں پھیرا تو سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں اور بصورت وجوب دوبارہ تشہد سجدہ سہو کرے یا کیا۔

(جواب) اس صورت میں سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔(۱) فقط۔

لاحق امام کے ساتھ سجدہ سہو نہ کرے گا

(سوال ۲۰۹۲) لاحق ہمراہ امام کے سجدہ سہو کرے گا یا نہیں۔ اگر نہ کرے گا تو اس وقت میں وہ کیا کرے گا۔

(جواب) در مختار میں ہے کہ لاحق سجدہ سہو امام کے ساتھ نہ کرے بلکہ آخر صلوٰۃ میں کرے اور اس وقت بیٹھا رہے اور اگر امام کے ساتھ بھی سجدہ سہو کرے تو پھر بھی آخر نماز میں دوبارہ سجدہ سہو کرے اور نماز صحیح ہے۔ در مختار۔(۲) فقط۔

اگر ایک سورہ کا کچھ حصہ پڑھ کر دوسری سورت شروع کر دی تو نماز ہو گی یا نہیں

(سوال ۲۰۹۳) ایک شخص نے نماز فریضہ میں بعد الحمد شریف کے اس رکوع یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ کو کالذین نسوا اللہ تک پڑھ کر دوسری سورۃ شروع کر دی اور بلا سجدہ سہو کے نماز ختم کر دی تو نماز ہوئی یا نہ۔

(جواب) اگر تاخیر بقدر تحریمہ کے نہ ہوئی تو سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔(۳) (اور نماز ہو گئی۔ ظفیر)

ایک بڑی آیت سے نماز ہو جاتی ہے

(سوال ۲۰۹۴) ایک آیت کلاں سے نماز ہوتی ہے یا نہیں۔ ایک آیت پڑھ کر بھول گیا اور دوسری سورۃ پڑھنے لگا نماز ہوئی یا نہیں، رکا بالکل نہیں اور سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں۔

قراءۃ بھولنے کے بعد امام کتنی دیر خاموش کھڑا رہے گا تو سجدہ سہو واجب ہو گا

(سوال ۲/ ۲۰۹۵) اگر قراءۃ پڑھتے وقت امام بھول گیا تو کتنی دیر رکنے سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے۔

(جواب) (۱) ہو گئی ایک آیۃ طویل یا چھوٹی چھوٹی تین آیتیں سورہ فاتحہ کے ساتھ ملانے سے نماز ہو جاتی ہے سجدہ سہو بھی لازم نہیں۔(۴) فقط۔

---

(۱) اما لو تفکر فی صلاۃ قبلھا ھل صلاھا ام لا، ففی المحیط انہ ذکر فی بعض الروایات انہ لا سھو علیہ وان اخر فعلا کما لو تفکر من امر من امور الدنیا حتیٰ اخرر کنا الخ (ردالمحتار باب سجود السھو ج ۱ ص ۷۰۷ .ط.س. ج۲ ص ۹۴)

(۲) وحکمہ کمو تم فلا یاتی بقراء ۃ ولاسھو ویتغیر فرضہ بنیۃ اقامۃ و ویبدا بقضاء ما فاتہ عکس المسبوق (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الا مامۃ مطلب فی المسبوق واللاحق والمدرک ج ۱ ص ۵۵۷ .ط.س. ج۱ ص ۵۹۵) ظفیر۔

(۳) منشایہ ہے کہ رکوع مذکور کا مذکورہ حصہ پڑھنے کے بعد اگر فوراً دوسری سورۃ شروع کر دی بقدر رکن تاخیر نہیں کی تو سجدہ سہو واجب نہیں ہے واعلم انہ اذا شغلہ ذالک الشک فتفکر قدر اداء رکن ولم یشتغل حالۃ الشک بقراء ۃ ولا تسبیح وجب علیہ سجود السھو (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب سجود السھو ج ۱ ص ۷۰۶ .ط.س. ج۲ ص ۹۳) ظفیر۔

(۴) وضم اقصر سورۃ کالکوثر اوما قام مقامھا وھو ثلاث ایات قصار نحو ثم نظر ثم عبس وبسر ثم ادبرو استکبر وکذا لو کانت الا یۃ اوالایتان تعدل ثلاثا قصارا (درمختار) وھی ثلاثون حرفا فلو قرأ ایۃ طویلۃ قدر ثلاثین حرفا یکون قداتی بقدر ثلاث ایات الخ (ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ واجبات الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۲۷ .ط.س. ج۱ ص ۴۵۸) ظفیر۔

(۲) بقدر ایک رکن کے توقف سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے۔(۱) فقط۔

اگر خود یقین ہو کہ میں نے رکعات پوری کی ہے اور دوسرے کم کہیں تو کیا کرے

(سوال ۲۰۹۶) ایک شخص کو یقین ہے کہ میں نے چار رکعت پڑھ کر سلام پھیرا ہے۔ لیکن ایک دو آدمی کہتے ہیں کہ تم نے تین رکعت پر سلام پھیرا ہے تو وہ نماز لوٹاوے یا اپنے یقین پر رہے۔

اگر فجر دو کی جگہ چار اور عصر چار کی جگہ چھ پڑھ لے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۰۹۷/۲) فجر کی نماز بجائے دو رکعت کے چار رکعت ایسی ہی عصر میں بجائے چار رکعت کے چھ رکعت پڑھ جائے تو بسجدہ سہو کرنے سے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔ اگر ہو جاتی ہے تو دو رکعت نفل ہوں گی۔ اور ان دونوں وقتوں میں بوجہ مکروہ ہونے نفل کے مصلی آثم ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) اس کی نماز صحیح ہے اور اپنے ہی یقین پر اکتفا کرنا کافی ہے۔(۲)

(۲) اس صورت میں اگر اس نے قعدہ اخیرہ کر لیا ہے اور پھر کھڑے ہو کر دو رکعتیں اور ملا لیں تو پھر سجدہ سہو کرنے سے اس کی نماز مکمل ہو جاتی ہے اور یہ دو رکعتیں نفل ہو جائیں گی اور پڑھنے والے پر کوئی گناہ نہیں۔ قال فی الدر المختار وضم الیھا سادسة ولو فی العصر وخامسةً فی المغرب ورابعةً فی الفجر به یفتی لتصیر الرکعتان له نفلاً (قوله ولو فی العصر الخ) اشار الی انه لا فرق فی مشروعیة الضم بین الا وقات المکروھة وغیرھا لما مران التنفل فیھا انما یکره لو عن قصد والا فلا وھو الصحیح۔(۳) شامی۔ فقط۔

سنت میں التحیات کی جگہ فاتحہ پڑھ دی تو سجدہ سہو لازم ہو گیا نہیں

(سوال ۲۰۹۸) سنت مؤکدہ میں بجائے التحیات کے فاتحہ پڑھ دی یاد آنے پر التحیات پڑھی تو سجدہ سہو ہے یا نہیں

(جواب) نہیں۔(۴) (اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر سورہ فاتحہ تشہد کی جگہ پڑھی یا پہلے سورہ فاتحہ پڑھی پھر تشہد تو دونوں صورتوں میں سجدہ سہو آئے گا اور پہلے تشہد پڑھا پھر فاتحہ تو سجدہ سہو نہیں لازم ہوگا۔ ظفیر)

جہری نماز میں آہستہ پڑھنے سے سجدہ سہو

(سوال ۲۰۹۹) جمعہ وغیرہ جن نمازوں میں قراءۃ بالجہر کا حکم ہے ان میں اگر بھول کر آہستہ پڑھے تو سجدہ سہو واجب ہو گیا نہیں۔

---

(۱) فلو اتم القراء ة فمکث متفکر اسھواثم رکع الخ سجدللسھو (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار واجبات الصلوٰة ج ۱ ص ۴۳۷ .ط.س. ج۱ ص۴۶۹) وتفکره عمد احتی شغله عن رکن (درمختار) واجاب فی الحلیة عن وجوب السجود فی مسئلة التفکر عمدا بانه وجب لما یلزم منه من ترك واجب ھوتا خیرا لرکن اوالواجب عما قبله فانه نوع سھو (الدر المختار باب سجود سھو ج ۱ ص ۶۹۳ .ط.س. ج۲ ص ۸۰) ظفیر.

(۲) واختلف الا مام القوم فلو الامام علی یقین لم یعد (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب سجود السھو ج ۱ ص ۷۰۷ .ط.س. ج۲ ص ۹۴) ظفیر.

(۳) ردالمحتار باب سجود السھو ج ۱ ص ۷۰۰ .ط.س. ج۲ ص ۸۶. ۱۲ ظفیر.

(۴) واذا قرأ الفاتحة مکان التشھد فعلیه السھو وکذالك اذا قرأ الفاتحة ثم التشھد کان علیه السھو وکذا روی عن ابی حنیفة الخ ولو بدأ بالتشھد ثم بالقراء ة فلا سھو علیه الخ (عالمگیری مصری الباب الثانی عشر فی سجود السھو ج ۱ ص ۱۱۹ .ط.س. ج۱ ص ۱۲۷) اس جزئیہ سے معلوم ہوا کہ اس صورت میں سجدہ سہو ہے۔ و اللہ اعلم ۱۲ ظفیر.

(جواب) جس میں جہر واجب نہیں ہے اس میں ترک جہر سے سجدہ سہو لازم نہ ہوگا۔ اور جس میں جہر واجب ہے جیسے جمعہ اس میں ترک جہر سے سجدہ سہو لازم ہوگا۔(۱) مگر جمعہ کے اندر سجدہ سہو کا حکم نہیں ہے۔(۲) وباقی التفصیل یطلب من کتب الفقہ۔ فقط۔

مسبوق کا امام کے ساتھ سلام پھیرنا اور سجدہ سہو

(سوال ۲۱۰۰) سلام مسبوق کی کون سی صورت میں اس پر سجدہ سہو لازم ہوتا ہے۔ مقارنت کی صورت میں یا بعدیت کی صورت میں بہر حال علت سجدہ سہو کی کیا ہے۔

(جواب) مقارنت حقیقۃ نادر الوقوع ہے یعنی یہ کہ مسبوق کا سلام بالکل امام کے سلام کے ساتھ شروع ہو اور ساتھ ہی ختم ہو اس کا نادر الوقوع ہونا ظاہر ہے اور علت سجدہ سہو کی انفرادی ہے اور جب کہ امام کے ایک طرف سلام پھیرنے کے بعد مسبوق نے سہواً سلام پھیرا تو سجدہ سہو اس پر لازم ہے کیونکہ بعدیۃ یہاں متحقق ہے۔(۳) فقط۔

درمیان سے آیت کا کچھ حصہ چھوٹ جائے تو سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں

(سوال ۲۱۰۱) سورہ بقرہ کی آخری آیت لا یکلف اللہ نفساً سے نماز پڑھنا شروع کیا مگر سہواً ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ واعف عنا چھوڑ کر آگے آخیر تک پڑھا تو سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) اس میں سجدہ سہو واجب نہیں ہے اور نماز ہوگئی۔(۴) فقط۔

سجدہ سہو کے بعد تشہد کی جگہ الحمد پڑھ دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۰۲) نماز میں زید نے بوجہ ترک واجب سجدہ سہو کیا بعدہ بجائے تشہد الحمد پڑھ گیا یاد آنے پر مکرر سجدہ سہو کرے یا فوراً تشہد شروع کردے۔

(جواب) پھر تشہد پڑھے دوبارہ سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہے۔(۵) فقط۔

مقتدی کوئی رکن بھول جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۰۳) اگر مقتدی امام کے پیچھے کوئی رکن نماز کا بھول جاوے مثلاً رکوع، سجدہ، التحیات بھول جاوے تو اس کو پورا کرے یا سجدہ سہو کرے۔

---

(۱) والجہر فیما یخافت فیہ للامام وعکسہ لکل مصل فی الا صح والا صح تقدیرہ بقدر ما تجوز بہ الصلاۃ فی الفصلین وقیل قائلہ قاضی خان یجب السہو بہما ای بالجہر والمخافتۃ مطلقا ای قل او کثر (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب سجود السہو ج ۱ ص ۶۹۴ و ج ۱ ص ۶۹۵۔ ط.س. ج۲ ص ۸۱) ظفیر۔ (۲) والسہو فی صلاۃ العید والجمعۃ والمکتوبۃ والتطوع سواء والمختار عند المتاخرین عدمہ فی الا ولیین لدفع الفتنۃ کما فی جمعۃ البحر (ایضاً ج ۱ ص ۷۰۵۔ ط.س. ج۲ ص ۹۲) ظفیر۔ (۳) والمسبوق یسجد مع امامہ مطلقا سواء کان السہو قبل الا قتداء او بعدہ الخ (درمختار) قید بالسجود لا نہ لا یتا بعہ فی السلام بل یسجد معہ ویتشہد فاذا سلم الا مام قام الی القضاء فان سلم عامد افسدت والالا، ولاسجود علیہ ان سلم سہوا قبل الا مام او معہ وان سلم بعدہ لزمہ، لکونہ منفرداحینئذ بحرف، واراد بالمعیۃ المقارنۃ وہونا در الوقوع کما فی شرح المنیۃ (ردالمحتار باب سجود السہو ج ۱ ص ۶۹۶) ظفیر۔ (۴) اس میں کوئی وجہ سجدہ سہو کی نہیں ہے اس لئے کہ کسی واجب کا ترک یا اس کی تقدیم وتاخیر لازم نہیں آئی ۱۲ ظفیر۔ (۵) واذا قرء الفاتحۃ مکان التشہد فعلیہ السہو وکذالک اذا قرء الفاتحۃ ثم التشہد کان علیہ السہو کذا روی عن ابی حنیفۃ الخ ولو بداء بالتشہد ثم بالقراء ۃ فلا سہو علیہ (عالمگیری مصری باب سجود السہو ج ۱ ص ۱۱۹۔ ط.س. ج۱ ص ۱۲۷) ظفیر۔

(جواب) امام کے پیچھے اگر مقتدی سے کوئی رکن مثل رکوع یا سجدہ کے ترک ہو تو اس کو نماز میں یا بعد نماز کے پورا کرے اور اگر امام کے پیچھے کوئی واجب ترک ہو امثل التحیات کے تو اس کا اعادہ بعد میں نہیں ہے اور سجدہ سہو بھی اس پر واجب نہیں ہے۔ کما فی الدر المختار. لا بسهوه اصلا (درمختار) ای لا قبل السلام للزوم مخالفة الا مام ولا بعده لخروجه عن الصلاة بسلام الا مام الخ وروی ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنه عن النبی صلى الله عليه وسلم ليس على من خلف الا مام سهواً الخ (۱) شامی۔ فقط۔

چوتھی رکعت کے بعد فوراً کھڑا ہو گیا اور پانچویں رکعت بھی پڑھ لی اور سجدہ سہو کر کے نماز ختم کی کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۰۴) عشاء کی نماز میں چار رکعت ہونے پر امام کو یہ خیال رہا کہ تین رکعت ہوئی ہیں اس لئے کھڑا ہو گیا بعض مقتدی بیٹھ گئے اور امام کو اشارہ کیا مگر امام نہ بیٹھا بلکہ پانچویں رکعت کا رکوع سجدہ کر کے سجدہ سہو کر کے نماز ختم کی، اس صورت میں امام کی نماز ہوئی یا نہیں اور جو مقتدی قعدہ اخیرہ کی غرض سے اول بیٹھ گئے تھے اور پھر امام کے ساتھ رکوع میں پانچویں رکعت کے شامل ہو گئے تھے، ان کی بھی نماز ہو گئی یا نہیں۔

(جواب) امام جب کہ چوتھی رکعت میں نہ بیٹھا اور پانچویں رکعت میں کھڑا ہو کر رکوع سجدہ کر کے بیٹھا تو بوجہ فوت ہونے قعدہ اخیرہ کے امام کی نماز نہیں ہوئی اور جب کہ امام کی نماز نہیں ہوئی تو مقتدی میں کسی کی بھی نہیں ہوئی، نہ مسبوق کی نہ مدرک کی۔ (۲)

تکرار قراءت ہو جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۰۵) ایک شخص نے ایک ہی رکوع کو مکرر دونوں رکعتوں میں پڑھا اور سجدہ سہو نہیں کیا تو نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہو گئی اور سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ (۳) فقط۔

سجدہ سہو ایک سلام کے بعد ہے یا دونوں کے

(سوال ۲۱۰۶) سجدہ سہو دونوں سلام کے بعد ادا کرے یا ایک سلام کے بعد۔

(جواب) ایک سلام کے بعد ادا کرے فقط۔ دلیله قول در مختار یجب بعد سلام واحد عن یمینه (الی قوله) سجدتان۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔ مفتی مدرسہ دارالعلوم دیوبند۔ ۵ ذی الحجہ ۲۹ھ۔

آیت کے تکرار سے سجدہ سہو لازم ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۰۷) نماز تراویح میں جو کہ سنت مؤکدہ ہیں کوئی شخص یا پیش امام حافظ (بیس آدمیوں کی جماعت

---

(۱) ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۶۹۵. ط.س. ج ۲ ص ۸۲. ۱۲ ظفیر۔
(۲) وان سهى عن القعدة الا خيرة حتى قام الى الخامسة رجع الى القعدة مالم يسجده الخ وان قيد الخامسة بسجدة بطل فرضه عندنا (هدايه باب سجود السهو ج ۱ ص ۱۴۲) ظفير۔
(۳) لاباس ان يقرا سورة ويعيد ها فى الثانية (درمختار) افادانه يكره تنزيها وعليه يحمل جزم القنية بالكراهة الخ (ردالمحتار فصل فى القراءة ج ۱ ص ۵۰۱. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۶) ظفير۔

میں) اگر ایک آیت کو تین چار مرتبہ پڑھے تو سجدہ سہو ضروری ہے یا نہیں۔ کیونکہ اردو مفتاح الصلوٰۃ ص ۸۲ میں لکھاہے کہ وہی آیۃ دو تین بار تکرار کی تو سہو کا سجدہ لازم ہے۔ در مختار جلد اول ص ۳۴۸ میں لکھاہے کہ سہو نماز عیدین، جمعہ، فرض، نفل میں برابر ہے۔ اسی کتاب کے ص ۳۲۰ میں لکھاہے کہ احتراز کرے تراویح میں غیر مشروع باتوں سے وغیرہ وغیرہ۔ پس ان صورتوں میں سجدہ سہو ادا کرنا چاہئے یا نہیں؟ مہربانی فرماکر معہ حوالہ کتب تحریر فرمائیں فقط۔

(جواب) ایک آیۃ کے باربار پڑھنے سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا اور مفتاح الصلوٰۃ میں جو لکھاہے وہ سمجھ میں نہیں آیا۔ شاید وہ اس موقعہ میں ہو کہ صرف ایک آیۃ کو ہی باربار پڑھا اور کچھ نہ پڑھا یا فقط سورہ فاتحہ پڑھی سورۃ نہ پڑھی تو بسبب ترک واجب کے اس صورت میں سجدہ سہو لازم ہوتا ہے مگر تراویح میں ایسا نہیں ہوتا کہ اور کچھ نہ پڑھا ہو۔ تراویح میں اکثر یہ پیش آتا ہے کہ بسبب یاد نہ آنے اگلی آیت کے ایک آیت کا باربار اعادہ کیا جاوے اس میں سجدہ سہو لازم ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے اور شامی میں ہے کہ عیدین وجمعہ میں جب مجمع زیادہ ہو تو سجدہ سہو نہ کرنا اولیٰ ہے بل الاولیٰ ترکه لئلایقع الناس فی فتنة اور در مختار میں بھی اس عبارت کے نقل کے بعد جو آپ نے لکھی ہے یہ لکھ دیا ہے کہ مختار اور عند المتاخرین یہ ہے کہ سجدہ سہو نہ کرے فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(والسهو فی صلوٰة العيد والجمعة والمكتوبة والتطوع سواء والمختار عند المتا خرين عدمه فی الا وليين (درمختارباب سجود السهو) قال الشامی الظاهر ان الجمع الكثير فيما سواهما كذالك شامی ج ۱ ص ۷۸۷. جميل الرحمن)

ایک سجدہ کرکے اٹھ گیا کیا کرے

(سوال ۲۱۰۸) نماز میں پہلی رکعت میں دو سجدوں میں سے صرف ایک ہی سجدہ کیا اور کھڑا ہو گیا، بعدہ یاد آیا کہ ایک سجدہ نہیں کیا ہے تو اس حالت میں کیا کیا جاوے؟

(جواب) جس وقت یاد آوے اسی وقت دوسرا سجدہ کرے اور پھر آخر میں سجدہ سہو کرلیوے۔(۱) فقط۔

تکبیرات زوائد میں اضافہ سے سجدہ سہو ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۰۹) عیدین کی نمازوں میں بجائے چھ تکبیروں کے غلطی سے نو تکبیریں کہہ دے تو سجدہ سہو لازم آئے گا یا نہیں۔

(جواب) سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہے۔(۲)

امام قعدہ اولیٰ چھوڑ کر کھڑا ہوا پھر بیٹھ گیا کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۱۰) امام قعدہ اولیٰ چھوڑ کر کھڑا ہو گیا پھر متنبہ کرنے پر بیٹھ گیا اور سجدہ سہو کرلیا تو نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اگر امام نے سہواً قاعدہ اولیٰ نہ کیا کھڑا ہو گیا بعد متنبہ کرنے کے بیٹھ گیا اور سجدہ سہو کرلیا تو صحیح قول کے

---

(۱) (لو ترك سجدة من ركعةثم تذكرها فيها بعدها من قيام اوركوع او سجود فانه يقضيها ولا يقضی هما هو بعد ركعتها من قيام او ركوع او سجود بل يلزمه سجود السهو فحسب كبيری ص ۲۹۱ جميل الرحمن)

(۲) (ويصلی الامام بهم ركعتين مثنيا قبل الزوائد وهی ثلاث تكبيرات فی كل ركعة ولو زاد تابعه الی ستة عشر لانه ما ثور ۵۱ در مختار ج ۱ ص ۷۸۰ ..ط.س. ج۲ ص ۱۷۲.

موافق اس کی نماز ہو گئی، لیکن اس کو لوٹنا نہ چاہئے تھا یہ اس نے برا کیا۔ بعض فقہا نے اس صورت میں فساد نماز کا حکم کیا ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ نماز ہو جاتی ہے۔(۱) فقط واللہ اعلم۔

فاتحہ کے ساتھ صرف دو چھوٹی آیت پڑھی تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۱۱/۱) نماز میں بعد سورہ فاتحہ کے سورہ والعادیات پڑھی مگر صرف اس قدر پڑھ کر رکوع میں چلا گیا والعادیات ضبحاً فالموریات قدحاً، تو اس صورت میں سجدہ سہو آئے گا یا نہیں۔

والعادیات میں فالمغیرات چھوڑ دیا کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۱۲/۲) والعادیات بعد الحمد کے پڑھی مگر فالمغیرات صبحا کو چھوڑ کر سب سورت پڑھ دی سجدہ سہو آوے گا یا نہیں۔

بعد درود ودعاء سجدہ سہو کرے یا نہیں

(سوال ۲۱۱۳/۳) اگر سجدہ سہو کرنا تھا مگر درود شریف ودعاء ماثورہ بھی پڑھ گیا تو سجدہ سہو کرے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں ترک واجب ہوا۔ اگر سہواً ایسا ہوا تو سجدہ سہو کرے اور جو سہواً نہیں ہوا تو اعادہ نماز کرے (فی الدر المختار فی بیان واجبات الصلوٰۃ وضم اقصر سورۃ کالکوثر او ما قام مقامهما الخ. جمیل الرحمن)

(۲) اس صورت میں سجدہ سہو نہیں ہے۔

(۳) سجدہ سہو بعد پڑھنے درود سریف کے بھی کرنا چاہئے۔(۲) فقط۔

جہری نماز میں سراً پڑھ دیا پھر جہر سے پڑھ دیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۱٤) امام نے صلوٰۃ جہری میں قراءۃ سراً پڑھی بعد میں اس کو یاد آیا کہ صلوٰۃ جہری ہے۔ وہ تھوڑی سی قرأت پڑھ چکا تھا مگر اس نے پھر شروع ہی سے پڑھی تو اس کی نماز ہو گئی یا نہیں۔ اور سجدہ سہو کرے یا نہیں؟ اور اگر سجدہ سہو بھی نہیں کیا تو نماز ہو گئی یا نہیں؟ فقط۔

(جواب) اس کی نماز ہو گئی اعادہ کی کوئی ضرورت نہیں اور بقدر تین آیت کے اگر سراً پڑھی تھی تو سجدہ سہو لازم ہے ورنہ نہیں اور باوجود وجوب سجدہ کے اگر سجدہ سہو نہ کیا نماز میں نقصان آیا اعادہ واجب ہے۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن۔

نفل وسنت میں سجدہ سہو ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۱۵) نفل اور سنت اور عیدین کی نمازوں میں سجدہ سہو ہے یا نہیں۔

---

(۱) والا ای وان استقام قائما لا یعود لا شتغاله بفرض القیام وسجد للسهو لترك الواجب فلو عاد الی القعود بعد ذلك تفسد صلاته لرفض الفرض لما لیس بفرض وصححه الزیلعی وقیل لا تفسد لکنه یکون مسیئا ویسجد لتا خیر الواجب وهو الا شبه کما حققه الکمال وهوا لحق بحر اه در مختار ج۱ ص ٦٩٧ علی هامش الشامی. ط.س. ج۲ ص ۸٤)

(۲)

(۳) یجب له بعد سلام واحد سجد تان (الی قوله) بترك واجب سهووان تکرر کرکوع قبل قراء ۃ (الیٰ ان قال) والجهر فیما یخافت فیه وعکسه بقدر ما تجوزبه الصلوٰۃ الخ (تنویر ملخصاً سجود السهو ص ۷۷٦. ط.س. ج۲ ص ۷۸)

(جواب) درمختار میں ہے والسهو فی صلاة العیدین والجمعة والمکتوبة والتطوع سواء والمختار عند المتاخرین عدمه فی الاولیین الخ اس کا حاصل یہ ہے کہ صلوٰۃ عید جمعہ اور فرض ونفل میں ترک واجب سے سجدہ سہو لازم ہے لیکن متاخرین نے کہا ہے کہ عید و جمعہ میں اگر مجمع زیادہ ہو تو سجدہ سہو نہ کرے واسطے دفع فتنہ کے۔ فقط۔

شافعی کے لئے نماز فجر میں رعایت کیسی ہے

(سوال ۲۱۱۶) حنفی امام شافعی مقتدیوں کی رعایت سے نماز فجر کی دوسری رکعت کے قومہ میں اس قدر توقف کرے کہ شافعی قنوت سے فارغ ہولیں کیسا ہے۔ اس کی نماز ہوگی یا نہیں۔ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنی چاہئے یا نہیں۔ اگر نماز اس کے پیچھے پڑھی جاوے تو مکروہ ہوگی یا بلا کراہت۔ اور کن امور میں شافعی مقتدی کی رعایت حنفی امام کو جائز ہے۔ شافعی مقتدی کی رعایت سے حنفی قبل سلام سجدہ سہو کر سکتا ہے یا نہ۔

(جواب) درمختار میں ہے لکن یندب للخروج من الخلاف لا سیما للامام لکن بشرط عدم لزوم ارتکاب مکروہ مذهبه الخ۔ (۱) یعنی امام کو رعایت دوسرے مذہب والے مقتدیوں کی مثلاً شافعی المذہب مقتدیوں کی مستحب ہے لیکن بشرطیکہ اپنے مذہب کے مکروہ کا ارتکاب لازم نہ آتا ہو۔ اور شامی نے فرمایا کہ مکروہ تنزیہی بھی اس میں شامل ہے۔ یعنی اگر اپنے مذہب کے مکروہ تنزیہی کا ارتکاب لازم آتا ہو تو رعایت مقتدیان شافعی المذہب کی مثلاً نہ کرے پس بناءً علیہ امام حنفی نماز فجر میں رکوع سے اٹھ کر قومہ میں برعایت مقتدی شافعی اس قدر توقف نہ کرے وہ دعاء قنوت پڑھ لیوے کہ یہ توقف مکروہ ہے اور شامی میں ہے نعم ذکر نحوہ ابن عبدالرزاق فی شرحه علی هذه الشرح کاطالة وقوفه بعد الرفع من الرکوع الخ (۲) یہ مثال دی ہے کہ اس کی ترک اطالۃ وقوف بعد الرکوع واجب ہے پس اس توقف میں ترک واجب ہوگا جو کہ مکروہ تحریمی ہے۔ لہذا ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی۔ اس طرح قبل سلام سجدہ سہو کرنا حنفی کو برعایت مقتدی نہ چاہئے کہ یہ بھی مکروہ تنزیہی ہے۔ کما فی الشامی انه لو سجد قبل السلام کره تنزیهاً الخ (۳) ج ا ص ۶۹۵ باب سجود السہو۔ فقط۔

چار رکعت والی میں امام نے تین رکعت پر سلام پھیر دیا اور مقتدیوں میں تذکرہ سن کر اٹھ کھڑا ہوا تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۱۷) امام نے تین رکعت پڑھ کر سہواً سلام پھیر دیا چار رکعت والی نماز میں اب امام قبلہ رخ بیٹھا ہے اور مقتدیوں میں تذکرہ ہوا کہ کتنی رکعت ہوئی یہ سن کر امام صاحب اللہ اکبر کہہ کر کھڑے ہوگئے اور چوتھی رکعت پوری کر کے سجدہ سہو کر کے سلام پھیرا۔ آیا نماز امام و مقتدیوں کی ہوئی یا نہیں۔

(جواب) امام اگر کچھ نہ بولا تھا تو اس کی نماز ہوگئی اور مقتدیوں میں جو نہیں بولے ان کی نماز ہوگئی اور جو مقتدی

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الطهارة مطلب فی ندب مراعاة الخلاف الخ جلد اول ص ۱۳۶. ط.س. ج۱ص۱۴۷. ۱۲ ظفیر. (۲) رد المحتار باب صفة الصلاة مطلب واجبات الصلوٰة قبل مطلب مهم فی تحقیق متابعة الامام ج۱ ص ۴۳۸. ط.س. ج۱ص ۴۷۰. ۱۲ ظفیر.
(۳) ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۶۹۱. ط.س. ج۲ص۷۸. ۱۲ ظفیر.

ان کی نماز نہیں ہوئی وہ اپنی نماز کا اعادہ کریں۔(۱) فقط۔

چھٹی رکعت میں جو ملا اس کی نماز نہیں ہوئی

(سوال ۲۱۱۸) امام پانچویں رکعت میں کھڑا ہوگیا چھ رکعت پوری کر کے سجدہ کر کے سلام پھیر دیا۔ پانچویں رکعت میں ایک آدمی اور شریک ہوگیا تو اس کی نماز صحیح ہوئی یا نہیں۔

(جواب) امام چوتھی رکعت میں بقدر تشہد بیٹھ کر سہواً کھڑا ہوگیا اور پانچویں رکعت کا سجدہ بھی کر لیا تو چھٹی رکعت ملالے اور سجدہ سہو کرے فرض اس کے پورے ہوگئے۔ اگر کوئی شخص پانچویں یا چھٹی رکعت میں اس امام کا مقتدی ہوا تو مقتدی کی نماز نہ ہوگی۔ کیونکہ امام کی وہ دو رکعت نفل ہیں۔(۲) **ھکذا فی الشامی.**

جمعہ وعیدین میں سہو ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۱۹) جمعہ وعیدین میں سجدہ سہو ہے یا نہیں۔

(جواب) مختار متاخرین یہ ہے کہ جمعہ وعیدین میں جب کہ مجمع زیادہ ہو سجدہ سہو نہ کرے کذا فی الدر المختار و الشامی۔(۳)۔

صبح کی فرض میں بھول سے التحیات کی جگہ الحمد پڑھی پھر یاد آنے پر التحیات بھی پڑھی نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۲۱۲۰) صبح کے دو فرضوں میں امام نے بجائے التحیات کے سہواً الحمد شریف یا اور کوئی آیت قرآنی پڑھی۔ پھر اس کو یاد آگیا اور اس نے التحیات پڑھ کر سجدہ کیا، اس صورت میں کیا سجدہ سہو واجب تھا اور نماز ہوگئی یا نہ۔

(جواب) چونکہ تاخیر واجب ہوئی۔ لہذا سجدہ سہو واجب ہوا۔ سجدہ سہو سے نماز ہوگئی۔(۴)

امام نے بھول کر پہلے قعدہ میں دونوں طرف سلام پھیر دیا تو باقی نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۲۱) امام نے پہلے قعدہ میں بھول کر دونوں طرف سلام پھیر دیا تو اب باقی نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں اور دونوں سلام پھیرنے سے نماز ہو جاتی ہے یا نہ۔

(جواب) سہواً دونوں طرف سلام پھیر دینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی(۵) باقی رکعات پڑھ کر آخر میں سجدہ سہو کر لیوے۔ نماز صحیح ہوگی۔

....

(۱) سلم مصلی الظهر مثلا علی راس الرکعتین توهما اتما مها اتمها اربعا وسجد للسهو لان السلام ساهیا لایبطل لانه دمائه من وجه (درمختار) قوله لانه. دمائه من وجه ای فلذا خالف الکلام حیث کان مبطلا ولو ساهیا (ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۷۰٤.ط.س.ج۲ص۹۱) ظفیر.

(۲) لواقتدی به مفترض فی قیام الخامسة بعد القعود قدر التشهد لم یصح ولو عاد الی القعدة لانه لما قام الی الخامسة فقد شرع فی النفل فکان اقتداء المفترض بالمتنفل (ردالمحتار. باب سجود سهو ج ۱ ص ۷۰۱.ط.س.ج۲ص۸۸) ظفیر.

(۳) والسهو فی صلاة العیدین والجمعة والمکتوبة والتطوع سواء المختار عند المتا خرین عدمه فی الا ولیین لدفع الفتنة (درمختار) وفی جمعة حاشیة ابی السعوّد عن العزمیة انه لیس المراد عدم جوازه بل الاولی ترکه لئلا یقع الناس فی فتنة (ردالمحتار. باب سجود السهو ج۱ ص).ط.س.ج۲ص۹۲ ظفیر المفتاحی.

(٤)

(۵) الا السلام ساهیا یا للتحلیل ای للخروج من الصلاة قبل اتما مها علی ظن اکمالها فلا یفسد (الدر المختار. علی هامش ردالمحتار. باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۷۵) ظفیر.

قعدہ اولیٰ میں تشہد کے بعد درود پڑھ دے یا سلام پھیر دے تو سجدہ سہو ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۲۲) چار رکعت کی نماز میں دوسری رکعت کے تشہد میں بعد چند الفاظ درود کے اور زائد پڑھ دیئے تو اس پر سجدہ سہو ہوگا یا نہیں۔ اور اگر دونوں طرف سلام پھیر دے تو اس کے لئے کیا حکم ہے۔

(جواب) سجدہ سہو واجب ہے اگر دونوں طرف سلام پھیر دے تب بھی سجدہ سہو کرے۔(۱)

سجدہ سہو واجب ہو اور وہ یاد آیا دونوں سلام پھیرنے کے بعد تو کیا کرے

(سوال ۲۱۲۳) کسی نماز میں سجدہ سہو واجب ہو جائے اور دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو یاد آ گیا تو اس کے لئے کیا حکم ہے۔

(جواب) سجدہ سہو کرے۔(۲)

تین آیتوں سے کم میں بھول جائے تو دوسری سورت ملائے یا نہیں

(سوال ۲۱۲۴) اگر نمازی تین آیتوں سے کم میں قراءت بھول گیا اور دوسری سورت ملالی تو کچھ حرج ہے ؟ اگر ملالی تو سجدہ سہو کرے یا نہیں۔

(جواب) سجدہ سہو لازم نہیں ہوگا۔(۳)

سنت فجر میں اگر تیسری رکعت کے لئے بھول سے کھڑا ہو جائے تو کیا کرے

(سوال ۲۱۲۵) کوئی آدمی فجر کی نماز سنت میں پہلی رکعت میں سورہ فلق دوسری سورۃ الناس پڑھے اور بھول کر دوسری رکعت کے بعد تیسری رکعت میں کھڑا ہو جائے تو کیا کرے۔

(جواب) قیام کی حالت میں جب یاد آجاوے بیٹھ جاوے اور تشہد پڑھ کر سجدہ سہو کرے۔(۴)

صرف سورہ فاتحہ یا صرف سورہ پڑھ کر رکوع کیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۲۶) اگر کوئی آدمی صبح کی نماز میں صرف سورہ فاتحہ پڑھ کر رکوع میں چلا جاوے یا الحمد چھوڑ کر کوئی سورت پڑھ کر رکوع میں چلا جاوے تو کیا حکم ہے۔

(جواب) دونوں صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہے نماز ہو گئی۔(۵)

---

(۱) وتا خیر قیام الی الثالثة بزیادة علی التشهد بقدر رکن وقیل بحرف وفی الزیلعی الا صح وجوبه باللهم صل علی محمد (ایضاً باب سجود السهو ج۱ ص ۶۹۴ .ط.س. ج۲ ص ۸۱) ظفیر.

(۲) ولو نسی السهو او سجدة صلوتیه او تلاویة یلزمه ذالك ما دام فی المسجد (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج۱ ص ۷۰۴ .ط.س. ج۲ ص ۹۱) ظفیر.

(۳) یکره ان یفتح من ساعة کما یکره للامام ان یلجئه الی بل ینتقل الی اية اخری لا یلزم من وصلها ما یفسد الصلوٰة اوالی سورة اخری (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج۱ ص ۵۸۲ .ط.س. ج۲ ص ۶۲۲) ظفیر.

(۴) سها عن القعود الاول من الفرض عملیا اما النفل فیعود ما لم یقیدبالسجدة ثم تذکره عادالیه وتشهد ولا سهو علیه فی الاصح (درمختار) لا سهو علیه فی الا صح یعنی اذا عاد قبل ان یستتم قائما الخ واما اذا عاد هو الی القیام اقرب فعلیه سجود السهو (ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۶۹۶ .ط.س. ج۲ ص ۸۳) ظفیر.

(۵) ولها واجبات لا تفسد بترکها وتعاد وجوبا فی العمد والسهو الخ وهی الخ قراء ة فاتحة الکتاب فیسجد للسهو بترك اکثرها لا اقلها لکن فی المجتبی یسجد بترك اية منها وهو اولی الخ وضم اقصر سورة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلاة ج۱ ص ۴۲۴ .ط.س. ج۲ ص ۴۵۶) ظفیر.

سجدہ سہو واجب ہے اور نہ کرے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۲۷) بعد لزوم سجدہ سہو کے نہ کرنے کے لئے کیا حکم ہے۔

(جواب) سجدہ سہو اگر واجب ہو اور نہ کیا تو اعادہ نماز کا واجب ہے۔(۱)

چھوٹی ہوئی چیز ادا کرنے کے لئے رکوع سے قیام کی طرف پلٹنا کیسا ہے

(سوال ۲۱۲۸) رکوع سے قیام کی طرف کو ہٹنا بخیال ادا کرنے کسی سنت یا واجب کے جو چھوٹ گیا ہو عام ہے کہ واقع میں کوئی چیز ان ہی دو سے چھوٹی ہو یا نہیں۔ اور قیام کی طرف لوٹنا قصداً یا سہواً ان سب صورتوں میں رکوع سے قیام کی طرف آنے کا کیا حکم ہے۔

(جواب) ان سب صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہے۔ نماز کا اعادہ لازم نہیں ہے۔(۲) اور دراصل اس حکم میں نماز عید و جمعہ وغیرہ سب برابر ہیں۔ لیکن عیدین و جمعہ میں متاخرین نے ترک سجدہ سہو کو اولیٰ فرمایا ہے بوجہ ازدہام کے۔ فقط۔

تیسری رکعت میں بیٹھ کر فوراً اٹھ گیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۲۹) امام تیسری رکعت میں سہواً بیٹھ گیا مقتدی کے الحمد للہ کہنے سے معاً کھڑا ہو گیا اور بیٹھنے میں بوجہ شک کے بانتظار الحمد للہ کچھ نہیں پڑھا تھا بعد میں سجدہ سہو نہ کیا نماز ہو گئی یا نہیں۔

(جواب) اگر جلسہ خفیہ ہوا تھا اور دیر تک نہیں بیٹھا تو سجدہ سہو واجب نہیں تھا۔ نماز ہو گئی۔(۳)

آخری قعدہ کے بعد بھول سے کھڑا ہو گیا تو کیا کرے

(سوال ۲۱۳۰) نماز کے اندر آخری قعدہ کر کے نمازی کھڑا ہو گیا اور پھر یاد آنے پر بیٹھا تو اب سجدہ سہو کے واسطے وہ التحیات پڑھ کر ایک طرف سلام پھیرے یا بغیر پڑھے۔

(جواب) دوبارہ التحیات پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ قعدہ و تشہد پہلے ہو چکا بیٹھتے ہی سلام پھیر کر سجدہ سہو کر لیوے پھر التحیات وغیرہ پڑھ کر سلام ختم کا پھیرے شامی میں ہے۔ **قوله عاد وسلم الخ وفيه اشارة الى انه لا يعيد التشهد وبه صرح في البحر۔**(۴)

ثنا پڑھ کر رکوع کیا پھر یاد آیا کہ قرات رہ گئی

(سوال ۲۱۳۱) زید نے نیت باندھ کر سبحان یعنی سبحانک اللّٰھم پڑھ کر رکوع کیا، تسبیح پڑھ کر یاد آیا کہ قرات نہیں پڑھی، اب اس کو کیا کرنا چاہیئے ؟

---

(۱) ولها واجبات لا تفسد بتركها وتعادوجوبا (الدر المختار على هامش ردالمحتار مطلب واجبات الصلوٰة ج۱ ص ۴۲۴. ط.س. ج۲ ص۴۵٦) ظفير. (۲) ولو نسيه اى القنوت ثم تذكره في الركوع لا يقنت فيه لفوائت محله ولا يعود الى القيام في الا صح لان فيه رفض الفرض للواجب فان عاداليه وقنت ولم يعد الركوع لم تفسد صلاته الخ وسجد للسهو (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الوتروالنوافل ج۱ ص ٦٢٦. ط.س. ج۲ ص۹) ظفير.

(۳) ويكبر للنهوض على صدور قدميه بلا اعتماد وقعود الراحة ولوفعل لا باس به (درمختار) ولا ينا في هذا ما قدمه الشارح في الواجبات حيث ذكر منها ترك قعود قبل ثانية ورابعة لان ذالك محمول على القعود الطويل ولذاقيدت الجلسة هنا خفيفة (ردالمحتار فصل في بيان تاليف الصلوٰة. ط.س. ج۲ ص۴۹۷) ظفير.

(۴) ردالمحتار باب سجود السهو ج۱ ص ۷۰۰. ۱۲ ظفير.

رکوع بھول گیا

(سوال ۲/۲۱۳۲) مصلی نے نیت باندھ کر قرات پڑھ کر رکوع نہیں کیا بلکہ سجدہ میں چلا گیا۔ دونوں سجدوں کے بعد یاد آیا کہ رکوع نہیں کیا اس کو کیا کرنا چاہئے۔

ایک ہی سجدہ کیا

(سوال ۳/۲۱۳۳) مصلی نے پہلی رکعت میں صرف ایک سجدہ کیا۔ دوسری رکعت میں یاد آیا کہ میں نے سجدہ ایک کیا ہے اب اس کو کیا کرنا چاہئے۔

پانچویں رکعت کے لئے امام بھول سے کھڑا ہوا تو کیا مقتدی پیروی کرے

(سوال ٤/۲۱۳٤) امام نے چاروں رکعت پڑھ لی اور اخیر قعدہ میں صرف التحیات پڑھ کر سہواً کھڑا ہو گیا اور مقتدی نے لقمہ نہیں دیا اور نہ لقمہ دینا چاہتا ہے اور مقتدیوں کو معلوم ہے کہ پانچویں رکعت ہے۔ اب مقتدی پوری التحیات پڑھ کر سلام پھیر دیں یا امام کی اقتدا کریں۔

زید دو رکعت میں امام کے ساتھ آکر مل گیا، امام قعدہ اخیر کر کے سہواً کھڑا ہو گیا اور مقتدی نے لقمہ دیا لیکن امام نے لقمہ نہیں لیا۔ اب زید کو امام کی تقلید واقتدا کرنی چاہئے یا کیا؟

لقمہ دینا

(سوال ٥/۲۱۳٥) امام کو تین آیتوں کے اندر متشابہ لگا اب مقتدی لقمہ دیں یا نہیں؟

تین آیت پڑھ چکنے کے بعد لقمہ

(سوال ٦/۲۱۳٦) امام نے الحمد کے بعد تین آیت صحیح پڑھ لی اس کے بعد اور آیتوں میں متشابہ لگا، اب لقمہ دیں یا نہ دیں؟

تمام رکعتوں میں سورۃ ملائی تو کیا حکم ہے

(سوال ۷/۲۱۳۷) امام نے تین رکعت یا چار رکعت بھری پڑھ لی اب اس کو سجدہ سہو کرنا چاہئے یا کیا؟

قرأت، نوافل وسنن میں

(سوال ۸/۲۱۳۸) تمام نوافل وسنن وفرائض کی اول دو رکعت میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے اور اخیر کی دو رکعت میں بھی واجب ہے یا نہیں۔ اگر اخیر کی دو رکعت میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی تو نماز درست ہوگی یا نہیں۔

(جواب) (۱) پڑھنا چاہئے اور اخیر میں سجدہ سہو کرے (المتروك ثلثة انواع فرض وسنة وواجب ففی الاول ان امكنه التدارك بالقضاء يقضى (الى قوله) ولا يجب السجود الا بترك واجب او تاخيره او تاخير ركن الخ (عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۱۲٤) ظفیر.

(۲) سجدے سے کھڑا ہو کر رکوع کرے اور اخیر میں سجدہ سہو کرے۔ ولا يجب السجود الا بترك واجب اوتاخير ركن او تقديمه او تكراره (عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۱۲٤) ظفیر.

(۳) وہ سجدہ اب کرے اور پھر رکعت پڑھ کر اخیر میں سجدہ سہو کرے۔(۱)
(۴) دونوں اختیار ہیں لیکن جو شخص اول سے شریک نہیں وہ اگر اقتداء کرے گا فرض باطل ہو جاوے گا۔(۲)
(۵) نہیں۔(لوقام امامه الى الخامسة فتابعه فان كان الا مام قعد على الرابعة فسدت صلوٰة المسبوق الخ (غنية المستملى ج١ ص ٤٤١) ظفير.
(۶) اختیار ہے لیکن اگر امام دوسری جگہ سے قرات شروع نہ کرے تو پھر مقتدیوں کو ضرور ہے کہ لقمہ دیں۔(۳)
(۷) اختیار ہے لیکن اگر کوئی ایسی غلطی پڑھے کہ مفسد صلوٰۃ ہو تو ضرور ہے کہ صحیح بتلادیں ورنہ سب کی نماز برباد ہو گی۔(۴)(الايرى الى انه عليه السلام قال لا بى هلا فتحة على (غنية المستملى ص ٤١٧)ظفير.
(۸) نہیں۔ولو قرأفى الا خريين الفاتحة والسورة لا يلزمه السهووهو الا صح (عالمگيرى كشورى ج ١ص ١٢٥) ظفير.
(۹) نہیں درست ہے۔(ويجب قراء ة الفاتحة وضم السورة او ما يقوم مقامها من ثلث ايات قصار اواية طويلة فى الا وليين...... وفى جميع ركعات النفل والوترهكذا فى البحر الرائق (عالمگيرى كشورى ج ١ ص ٦٩) ظفير.

قعدہ آخر میں شبہ ہو کہ قعدہ اولیٰ نہیں کیا تو کیا کرے

(سوال ۲۱۳۹) نماز کے قعدہ اخیر میں شبہ ہوا کہ قعدہ اولیٰ کیا ہے یا نہیں تو سجدہ سہو کرے یا نہ ؟
(جواب) کرے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سجدہ سہو بعد سلام کرے

(سوال ۲۱٤۰) سجدہ سہو قبل السلام ہونا چاہئے یا بعد سلام ؟ یا امام و منفرد میں کوئی فرق ہے ؟
(جواب) بہتر اور راجح صورت یہی ہے کہ فقط دائیں جانب سلام پھیر کر سجدہ سہو کرے اور اس میں کوئی فرق امام و منفرد میں معلوم نہیں ہوتا۔فی الدرالمختار۔يجب له بعد سلام واحد عن يمينه (الیٰ ان قال) لانه المعهوْد وبه يحصل التحلل وهو الا صح الخ۔(۵)فقط۔

ترک تشہد اول کا حکم

(سوال ۲۱٤۱) ترک تشہد اول سے نماز ہوئی یا نہیں۔اگر سجدہ سہو بھول کر نہ کیا ہو ؟
(جواب) نماز کا اعادہ واجب ہے۔(۶)فقط۔

---

(١)فلوترك سجدة من ركعة فتذكرها فى اخر الصلوٰة سجدهاوسجد للسهولترك الترتيب فيه وليس عليه اعادة ما قبلها (عالمگيرى كشورى ج ١ص ١١٥)ظفير.(٢)ومن جملتها انه لو قام امامه الى الخامسة فتا بعه فان كان الا مام قعد على الرابعة فسدت صلوٰة المسبوق لا قتدائه فى موضع الا نفراد (غنية المستملى ص ٤٤١.ط.س.ج١ص ١٢٧)ظفير.
(٣)والفتح ان لم يقرأ قدر الواجب شدة تاكدا لواجب وقربه من الفرض (غنية المستملى ص ٤١٨.
(٤)وينبغي للمقتدى ان لا يعجل بالفتح وللاما م ان لا يجلئهم اليه بل يركع (غنية المستملى ص ٤١٧)ظفير.
(٥)الدر المختار باب سجود السهو ج١ ص ١٠١.ط.س.ج٢ص١٢.٧٨ ظفير.
(٦)ومنها قراء ة التشهد فانها واجبة فى القعدتين الاولى والاخيرة والى هذا صاحب الهدايه فى باب سجود السهو فاوجب السجود بترك التشهد فى القعدة الا ولى (غنية المستملى ص ٢٩٠.

سورہ مقدم مؤخر پڑھنے کا حکم

(سوال ۲۱۴۲) نماز میں سورہ مقدم مؤخر پڑھنے سے سجدہ سہو لازم آتا ہے یا نہیں ؟

شک ہو تو کیا کرے

(سوال ۲۱۴۳/۲) امام کو شک ہوا کہ میں نے ایک سجدہ کیا یا دو۔ اس صورت میں سجدہ سہو کرے یا نماز لوٹا دے ؟

بلا ضرورت سجدہ سہو

(سوال ۲۱۴۴/۳) بلا ضرورت سجدہ سہو کرنے سے نماز دہراوے یا نہ ؟

(جواب) سجدہ لازم نہیں مگر عمداً ایسا کرنا مکروہ ہے ویکرہ الفصل بسورۃ قصیرۃ وان یقرء منکوسا (درمختار) (۱)

(۲) اگر ظن غالب کسی جانب نہیں تو ایک سجدہ اور کر کے سجدہ سہو کرے۔ وجب علیه سجود السهو فی جمیع صور الشك سواء عمل بالتحری اوبنی علی الا قل لکن فی السراج انه یسجد للسهو فی اخذ الا قل مطلقا وفی غلبة الظن ان تفکر قدر رکن الخ درمختار۔(۲)

ترتیب سور کے خلاف قرات کا حکم

(سوال ۲۱۴۵) ترتیب سور کے خلاف پڑھنے سے سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں ؟

(جواب) سجدہ سہو واجب نہیں قوله بترك واجب ای من واجبات الصلوٰة لا کل واجب اذ لو ترك ترتیب السور لا یلزمه شئی الخ شامی۔(۳) فقط۔

نماز میں قرات بلا ترتیل کا حکم

(سوال ۲۱۴۶) ایک شخص نے نماز جہریہ میں قرآن شریف بلا ترتیل پڑھا نماز ہوئی یا نہ ؟ اور سجدہ سہو بھی نہیں کیا۔

(جواب) اگر ایسی غلطی نہیں ہوئی جو مفسد نماز ہو تو نماز ہو گئی۔ سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہے۔(۴) فقط۔

امام کو سبحان اللہ کہہ کر متنبہ کرنا

(سوال ۲۱۴۷) اگر امام سے سہواً قعدہ اخیرہ ترک ہو گیا اور امام قریب قیام کے پہنچ گیا تو مقتدی کو سبحان اللہ کہتے ہوئے کھڑا ہونا اولیٰ ہے یا بیٹھ کر سبحان اللہ کہے، اولیٰ کیا ہے ؟

قعدہ اخیرہ بھول کر کھڑا ہو گیا پھر یاد آیا تو کیا کرے

(سوال ۲۱۴۸/۲) اگر کوئی قعدہ اخیرہ کو بھول کر کھڑا ہو گیا تو وہ شخص فوراً یاد آتے ہی قعدہ کرے یا بقدر الحمد قیام کرکے۔ فقط۔

(جواب) (۱) بیٹھے ہوئے کہنا اولیٰ معلوم ہوتا ہے جزئیہ کوئی نظر سے نہیں گذرا اور درست ہر دو طرح ہے۔

---

(۱) الدر المختار فصل ویجهر الامام ج۱ ص ۸۱. ط.س. ج۱ ص ۵۴۶.
(۲) ایضاً ج ۱ ص ۱۰۳. ط.س. ج۲ ص ۸۰ ظفیر. (۳) ردالمحتار ابتداء باب سجود السهو ۱۲ ظفیر.
(۴) ومنها القراء ۃ بالا لحان ان غیر المعنی والالا، الا فی حرف مدولین اذا فحش والالا (الدر المختار ج۱ ص ۹۰) ظفیر.

(۲)فوراً یاد آتے ہی قعدہ کرنا چاہئے یعنی جب تک کہ سجدہ نہیں کیا۔ کما هو عامة المعتبرات ولوسها عن القعود الا خير الخ عاد الخ مالم يقيد با لسجدة الخ۔(۱)فقط۔

نماز میں سو جانا

(سوال ۲۱٤۹) نماز میں کوئی شخص اس طرح سو گیا جو مفسد صلوٰۃ نہیں اور اس اثناء میں بقدر سہ تسبیح ادائے فرض میں تاخیر ہو گئی تو سجدہ سہو لازم ہو گا یا نہ؟

(جواب)قال في الدر المختار فان اتى بها او با حدها بان قام او ركع او سجداوقعد الا خير نائما يعتدبما اتى به بل يعيده(۲)وهل يسجد لتا خير الركن؟ الظاهر نعم ـ(۳)عبارت شامی مندرجہ بالا سے معلوم ہوا کہ سجدہ سہو لازم ہونا چاہئے۔(۳)فقط۔

(۱)الدر المختار باب سجود السهو ج ۱ ص ۱۰۲ .ط.س.ج۲ص۸۵ ۱۲ ظفیر.
(۲)الدر المختار باب صفة الصلوٰة ج۱ ص ۷۱ ..ط.س.ج۱ص٤٥٥
(۳)ردالمحتار باب صفة الصلوٰة. قبيل مطلب واجبات الصلوٰة.ط.س.ج۱ص٤٥٥. ۱۲ ظفير.

الباب الثانی عشر فی سجود التلاوۃ

(سجدہ تلاوت کب اور کہاں واجب ہوتا ہے)

اگر آیت سجدہ پڑھ کر معنی بھی پڑھے تو کتنے سجدے کرے

(سوال ۲۱۵۰) ایک شخص نے سجدہ تلاوت پڑھ کر معنی پڑھے تو وہ شخص ایک سجدہ کرے یا دو۔

(جواب) ایک سجدہ لازم ہے۔(۱) فقط۔

سجدہ تلاوت میں تاخیر کی گنجائش ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۵۱) ایک واعظ نے دوران تقریر میں سجدہ کی آیت کو جہراً پڑھ دیا لیکن نہ خود سجدہ کیا اور نہ حاضرین کو سجدہ کرنے کو کہا۔ گرفت کرنے سے جواب میں عذراً بیان کیا کہ مجمع عام میں زور سے سجدہ کی آیت پڑھنا مضائقہ نہیں ہے اور بشریت کو خطا اور نسیان لازم ہے کیونکہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فراموشی سے گندم کھایا تھا اور اسی طرح حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام مچھلی کو بھول گئے تھے۔ آیا مقام عذر میں واعظ مذکور کا پیغمبروں کی خطا اور نسیان کو بطور شہادت کے پیش کرنا درست ہو گا یا نہ اور ان کا عذر شرعاً معقول ہے یا نہیں۔

(جواب) شامی میں ہے قوله يجب ای وجوباً موسعاً فی غير صلوٰة الخ .(۲) اس سے معلوم ہوا کہ وجوب سجدہ تلاوت موسع ہے فی الفور واجب نہیں ہے۔ پس واعظ پر گرفت کرنا بے موقع تھا اور جب کہ گرفت کی گئی تو واعظ موصوف بھی عذر کر سکتے تھے۔ کہ اداء سجدہ تلاوت فی الفور واجب نہیں ہے۔ خصوصاً مجمع وعظ میں اور خطاء نسیان انبیاء علیہم السلام کو بطور استشہاد پیش کرنے میں بھی کچھ ممانعت اور حرج نہیں ہے اور حدیث شریف میں بھی ایسا مضمون وارد ہوا ہے۔ فنسی ادم الخ فنسيت ذريته او (۳) کماقال صلی الله عليه وسلم۔ فقط۔

رکوع میں یا سجدہ نماز میں نیت کر لینے سے سجدہ تلاوت ادا ہو جاتا ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۵۲) اگر امام یا منفرد نے نماز فرض یا تراویح و تہجد وغیرہ میں سورہ اعراف یا سورہ نجم یا سورہ علق یا اور کوئی ایسا رکوع جس میں آیت سجدہ تھی پڑھی اور بجائے سجدہ تلاوت رکوع میں سجدہ تلاوت کی نیت کر لی تو امام و مقتدیوں کا سجدہ تلاوت ادا ہو جائے گا یا نہیں۔ علیٰ ہذا آیت سجدہ کے بعد دو چار آیتیں پڑھ کر امام نے رکوع کیا اور سجدہ تلاوت کی بھی نیت کر لی تو یہ بھی درست ہے یا نہیں۔ سورہ بنی اسرائیل آیت سجدہ کے بعد اور دو آیتوں پر سورہ انشقاق آیت سجدہ کے بعد اور چار آیتوں پر ختم ہوتی ہیں پس ختم سورہ مذکور کے بعد رکوع میں سجدہ کی نیت کر لینے سے سجدہ تلاوت ادا ہو جاوے گا یا نہیں۔

(جواب) اگر آیت سجدہ کی تلاوت کے بعد فوراً یا دو تین آیت پڑھ کر رکوع کیا اور اس میں نیت سجدہ تلاوت کی کر لی

---

(۱) يجب بسبب تلاوة آية ای اکثرها مع حرف السجدة (درمختار) قوله بسبب تلاوتها احترزعما لو كتبها اوتهجأ ها فلا سجود عليه (ردالمحتار باب سجود التلاوة ج۱ ص ۷۱۵ .ط.س. ج۲ ص ۱۰۳) ظفیر۔
(۲) ردالمحتار باب سجود التلاوة ج۱ ص ۷۱۵ .ط.س. ج۲ ص ۱۰۳. ۱۲ ظفیر۔
(۳) مشکوٰة باب الايمان باب القدر فصل ثانی ص ۲۳. ۱۲ ظفیر۔

سجدہ تلاوت ادا ہو جاوے گا۔(۱)اور مقتدیوں کو بھی نیت کرنے کی ضرورت ہے بدون نیت کے ان کے ذمہ سے سجدہ تلاوت ادا نہ ہوگا۔(۲)اور تین آیت سے زیادہ میں فوریت منقطع ہو جاتی ہے۔(۳)فقط۔

سورہ حج کا آخری سجدہ اور اس کا حکم

(سوال ۲۱۵۳)سورہ حج کا آخری سجدہ عند الشافعی واجب ہے۔ حالت اقتداء میں حنفی المذہب بھی یہ سجدہ باتباع شافعی المذہب ادا کریں یا نہیں۔ اور جب امام حنفی ہو اور مقتدی شافعی تو مقتدیوں کا یہ سجدہ کیسے ادا ہوگا۔

(جواب)شامی میں ہے کہ متابعت امام شافعی المذہب کی وجہ سے مقتدی حنفی بھی یہ سجدہ اخیرہ سورہ حج کا کرے وظاهره انه يتبعه فيها لو كان في الصلوٰة الخ (۴)شامی۔ اور جب کہ امام حنفی ہو تو یہ سجدہ نہ کرے اور مقتدی کے ذمہ سے بھی موافق قواعد حنفیہ کے یہ سجدہ ساقط ہے لیکن اگر شوافع کے نزدیک سجدہ صلوٰتیہ کو بعد میں بھی ادا کرنا جائز ہو تو وہ کر سکتے ہیں۔ حنفیہ کے نزدیک تو جو سجدہ نماز میں لازم ہو اور اس کو اس وقت نہ کیا جاوے تو پھر وہ ادا نہیں ہو سکتا۔(۵)فقط۔

نماز میں اگر سجدہ تلاوت بھول جائے

(سوال ۲۱۵۴)اگر نماز میں سجدہ تلاوت بھول جائے اور دوسری رکعت میں یاد آوے تو کس طریق سے ادا کرے۔

(جواب)اگر سجدہ تلاوت اس رکعت میں کرنا بھول گیا جس میں سجدہ کی آیت پڑھی تھی تو دوسری تیسری رکعت میں جب یاد آوے کر لے۔(۶)اور پھر سجدہ سہو کرے۔ فقط۔

نماز میں آیت سجدہ تلاوت پڑھی تو کیا کرنا چاہئے

(سوال ۲۱۵۵)اگر نماز میں کسی نے آیت سجدہ کی پڑھی تو سجدہ کس وقت کرنا چاہئے۔

(جواب)بہتر یہ ہے کہ اسی وقت سجدہ کرے جس وقت آیت سجدہ پڑھے اور فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر بعد میں یاد آیا

....

(۱)تودی بر کوع صلوة اذا كان الركوع على الفور من قراء ة اية اوايتين وكذا الثلاث على الظاهر كما في البحر ان نواه اى كون الركوع لسجود التلاوة على الراجح (درمختار) وفى الا مداد الا حتياط قول شيخ الا سلام خواهر زاده بانقطاع الفور بالثلاث وقال شمس الائمة الحلوانى لا ينقطع مالم يقرا اكثر من ثلاث وقال الكمال بن الهمام قول الحلوانى هوالروايةالخ (ردالمحتار باب سجود التلاوة ج۱ ص ۷۲۳.ط.س.ج۲ص ۱۱۱)ظفير.

(۲)ولونواهافى ركوعه ولم ينوها الموتم لم تجزه (درمختار) اى لم تجزنية الامام الموتم ولا تندرج فى سجوده وان نواها المئوتم فيه لانه لما نواها الا مام فى ركوعه تعين لها وفى القهستانى واختلفوا فى ان نية الا مام كافية كما فى الكافى فلولم ينو المقتدى لا ينوب على راى فيسجد بعد سلام الامام ويعيد القعدة الاخرى كما في المنية (ايضاً ج۱ ص ۷۲٤) ظفير.

(۳)لاينقطع مالم يقرأ اكثر من ثلاث (ردالمحتار باب سجود التلاوة.ط.س.ج۲ص ۱۱۱......۱۱۲ ظفير.

(٤)ردالمحتار باب سجود التلاوة ج۱ ص ۷۱۷.ط.س.ج۲ص ۱۱۱. ۱۲ ظفير.

(٥)وهى على التراخى الخ ان لم تكن صلوية فان كانت صلوتية فعلى الفور لصيرورتها جزء منها ويا ثم بتا خيرها ويقضيها ما دام فى حرمة الصلوٰة ولو بعد السلام (درمختار) اى نا سيا مادام فى المسجد وروى انه لا يسجد بعد السلام ناسيا (ردالمحتار باب ايضاً ج ۱ ص ۷۲۱.ط.س.ج۲ص۱۰۹)ظفير.

(٦)المصلى اذا نسى سجدة التلاوة فى موضعها ثم ذكرها فى الركوع او السجود او فى القعود فانه يخير لها ساجداثم يعود الى ماكان فيه ويعيده استحسانا وان لم يعد جازت صلوته كذا فى الظهيرية فى فصل السهو (عالمگيرى كشورى كتاب الصلاة باب ثالث عشر فى سجود التلاوة ج۱ ص ۱۳۲.ط.س.ج۱ص۱۳٤)

اور اس وقت کیا تو سجدہ سہو لازم ہے۔(۱) فقط۔

سجدہ تلاوت کی تاخیر

(سوال ۲۱۵٦) تاخیر سجدہ تلاوت رواست یانہ؟

(جواب) قال فی الدر المختار وھی علی التراخی. علی المختار(۲) وفی الشامی قولہ یجب ای وجوبا موسعا فی غیر صلاۃ الخ شامی۔(۳) فثبت ان الصحیح فی سجدۃ التلاوۃ ھو الوجوب علی التراخی وان کان الا فضل ھو الا داء علی الفور کذا فی الدر المختار ویکرہ تاخیرھا تنزیھا الخ فقط.(۴) (پس معلوم شد کہ تاخیر سجدہ تلاوت در خارج صلوٰۃ رواست۔ ظفیر)

بعد نماز صبح قبل طلوع آفتاب اور بوقت زوال اور بعد نماز عصر سجدہ تلاوت جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۵۷) صبح کی نماز کے بعد قبل طلوع آفتاب اور بوقت زوال اور بعد نماز عصر قبل غروب آفتاب سجدہ تلاوت جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) جائز ہے۔ کما فی الدر المختار. لا یکرہ قضاء فائتۃ ولو وتراً اوسجدۃ تلاوۃ وصلوٰۃ جنازۃٍ۔ (۵) الخ۔

مشین یا پرندہ سے آیت سجدہ سننے پر سجدہ تلاوت واجب نہیں

(سوال ۲۱۵۸) مشین یا پرندہ کے ذریعہ سے اگر آیت سجدہ سنی جائے تو سجدہ سہو واجب ہو گا یا نہیں۔

(جواب) درمختار میں ہے کہ پرند اور صدی سے آیت سجدہ سننے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا اور صدی حکایت آواز ہے جو پہاڑ وغیرہ سے بطریق واجب صوت معلوم ہوتی ہے پس اس طریق سے مشین میں سن کر بھی سجدہ واجب نہ ہو گا۔ فقط۔(٦)

بغیر نیت تلاوت بھی آیت سجدہ پڑھی تو سجدہ واجب ہو گا

(سوال ۲۱۵۹) بغیر نیت تلاوۃ کے اگر آیت سجدہ پڑھی جائے تو سجدہ واجب ہو گا یا نہیں۔

(جواب) سجدہ اس صورت میں واجب ہو گا۔(۷) فقط۔

دل میں آیت سجدہ پڑھنے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا

(سوال ۲۱٦۰) آیت سجدہ دل ہی دل میں دیکھ کر پڑھی جائے تو سجدہ واجب ہے یا نہیں۔

---

(۱) ولوتلافی الصلاۃ سجدھا فیھا لا خارجھا الخ (در مختار) اما لو سھو اوتذکرھا ولو بعد السلام قبل ان یفعل منا فیا یاتی بھا ویسجد للسھو. (ردالمحتار باب سجود التلاوۃ ج۱ ص ۷۲۳) ولذا کان المختار وجوب سجود السھو لو تذکرھا بعد محلھا (ایضاً ج ۱ ص ۷۲۲.ط.س.ج۲ص۱۱۰) ظفیر. (۲) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب سجود التلاوۃ ج۱ ص ۷۲۱.ط.س.ج۲ص۱۰۹. ۱۲ ظفیر. (۳) رد المحتار . باب سجود التلاوۃ ج۱ ص ۷۱۵.ط.س.ج۲ص۱۰۳. ۱۲ ظفیر. (٤) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب سجود التلاوت ج ۱ ص ۷۲۱.ط.س.ج۲ص۱۰۹. ۱۲ ظفیر.

(۵) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ (قبیل باب الا ذان) ج۱ ص ۳٤۸.ط.س.ج۱ص۳۷۵. ۱۲ ظفیر.

(٦) لا تجب بسماعہ من الصدی والطیر (درمختار) الصدی ھو ما یجیبك مثل ھو تك فی الجبا والصحاری ونحوھما (ردالمحتار باب سجود التلاوۃ ج ۱ص ۷۲۱.ط.س.ج۲ص۱۰۸) ظفیر.

(۷) یجب بسبب تلاوۃ ایۃ ای اکثر ھا مع حرف السجدۃ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار .باب سجود التلاوۃ ج۱ ص ۷۱۵.ط.س.ج۲ص۱۰۳) ظفیر.

(جواب) تلاوت کرنا ضروری ہے بغیر تلاوت کے سجدہ واجب نہیں ہوتا۔ قال فی الدر المختار بسبب تلاوة الخ۔(۱) فقط۔

مجمع عام میں اگر آیت سجدہ واعظ سے سنی جائے تو سب علیٰحدہ علیٰحدہ سجدہ کریں

(سوال ۲۱۶۱) ایک واعظ نے سیکڑوں کے مجمع میں سجدہ کی آیت پڑھی۔ کیا سجدہ تلاوت سب پر ضروری ہے اگر ہے تو کیا واعظ سب کو باجماعت سجدہ کرا سکتا ہے۔

(جواب) آیت سجدہ کے سننے اور پڑھنے سے سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے لہذا پڑھنے والے پر اور سننے والوں پر سجدہ لازم ہو گیا۔ علیٰحدہ علیٰحدہ سب سجدہ کریں۔(۲)

آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کیا آگے یاد نہ تھا تو کیا کرے

(سوال ۲۱۶۲) زید حافظ ہے زید نے نماز پڑھی اور آیت سجدہ تلاوت میں آئی، فوراً سجدہ تلاوت کیا۔ بعد سجدہ کے پھر کھڑا ہوا، مگر اس کو آگے قرآن شریف یاد نہیں آیا۔ زید نے سجدہ تلاوت کرتے وقت رکوع بھی نہیں کیا، لا علمی یا بھول سے، آیا زید سجدہ تلاوت سے اٹھ کر رکوع کرے یا کیا کرے۔

(جواب) ایسی حالت میں کہ نماز میں آیت سجدہ کی تلاوت کی اور آگے کچھ نہیں پڑھتا ہے تو رکوع ہی میں نیت سجدہ کی کر لینے سے سجدہ تلاوت ادا ہو جاتا ہے۔ اور اگر اس نے سجدہ تلاوت کیا تو بہتر یہ ہے کہ اٹھ کر چند آیات پڑھ کر پھر رکوع کرے۔ اور اگر اٹھ کر کھڑا ہو کر فوراً رکوع میں چلا جاوے تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے نماز صحیح ہے۔(۳) فقط۔

تمام قرآن کے سجدہ ہائے تلاوت اخیر میں ایک ساتھ کرے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۶۳) قرآن شریف کے جمیع سجدہ تلاوت کو بعد ختم قرآن ایک بار کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ بھی جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ اسی وقت کر لے۔(۴) فقط (مگر تاخیر کی گنجائش اس وقت ہے جب نماز میں نہ ہو نماز میں فوراً ادا کرے گا۔ ظفیر)

سجدہ تلاوت واجب ہے

(سوال ۲۱۶۴) قرآن شریف میں جو سجدہائے تلاوت ہیں وہ واجب ہیں یا فرض۔

....

(۱) قوله بسبب تلاوة احترزعما لو كتبها اوتهجا ها فلا سجود عليه (ردالمحتار باب سجود التلاوة ج ۱ ص ۷۱۵. ط.س. ج۲ ص ۱۰۳) ظفير.

(۲) وذكر فى المجتبى ان الموجب للسجدة احد ثلاثة التلاوة والسماع والا ئتمام (ردالمحتار باب سجود التلاوة ج۱ ص ۷۱۷. ط.س. ج۲ ص ۱۰۴) ظفير.

(۳) وتودى بركوع وسجود غير ركوع الصلوٰة وسجود ها فى الصلاة وكذا خارجها ينوب عنها الركوع (درمختار) قال فى الحلية والا صل فى ادائها السجود وهو افضل ولو ركع بها على الفور جاز والا لا ا ه اى وان فات الفور لا يصح الخ وفى الحلية اذا سجد اوركع لها على حدة فوراً يعود الىٰ القيام ويستحب ان لا يعقبه بالركوع بل يقرا ايتين او ثلاثا فصا عد اثم يركع (ردالمحتار باب سجود التلاوة ج۱ ص ۷۲۳. ط.س. ج۲ ص ۱۱۱) ظفير.

(۴) وهى على التراخى على المختار ويكره تاخيرها تنزيها الخ ان لم تكن صلوٰية (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب سجود التلاوة ج۱ ص ۷۲۱. ط.س. ج۲ ص ۱۰۹) ظفير الدين غفرله.

(جواب) سجدہائے تلاوۃ واجب ہیں۔(۱) فقط۔

بیٹھ کر آیت سجدہ پڑھی تو سجدہ بیٹھ کر کر سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۲۱٦٥/۱) اگر سجدہ تلاوت بیٹھ کر پڑھے تو سجدہ بیٹھ کر ہی کرے یا کھڑے ہو کر۔

صبح و عصر کے بعد کا سجدہ

(سوال ۲۱٦٦/۲) صبح و عصر کی نماز کے بعد کیا صرف سجدہ کرنا بھی حرام ہے۔

بلا وضو سجدہ تلاوت درست نہیں

(سوال ۲۱٦٧/۳) اگر کسی شخص نے بلا وضو آیت سجدہ پڑھی تو سجدہ تلاوت کرے یا نہ۔

(جواب)(۱) کتب فقہ میں لکھا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ کھڑا ہو کر سجدہ کرے اور سجدہ کر کے کھڑا ہو جاوے (جس حالت میں قرات کی ہو۔ ظفیر) لیکن اگر بیٹھے ہوئے سجدہ تلاوت کرے تب بھی کچھ حرج نہیں۔(۲)

(۲) سجدہ تلاوت وغیرہ درست ہے۔ نماز نفل پڑھنا اس وقت مکروہ ہے۔(۳)

(۳) بعد میں وضو کر کے سجدہ کرے فقط۔(۴) (کیونکہ سجدہ تلاوت واجب ہے اور بلا وضو سجدہ تلاوت کی اجازت نہیں۔ ظفیر)

دوبارہ آیت پڑھنے سے سجدہ تلاوت دوبارہ واجب ہوگا

(سوال ۲۱٦٨) ایک شخص نے نماز میں سورہ سجدہ پڑھی اور سجدہ ادا کیا، پھر کسی وجہ سے نماز دہرانے کی ضرورت ہوئی پھر وہی سورۃ پڑھی تو دوبارہ سجدہ کرنا چاہئے یا پہلا سجدہ کافی ہوگا۔

(جواب) پھر سجدہ کر لینا چاہئے۔(۵) فقط۔

اگر سجدہ تلاوت کا کچھ حصہ پڑھے اور کچھ نہ پڑھے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۱٦٩) آیت سجدہ کے آخری الفاظ نہیں پڑھے سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر وہ کلمہ پڑھا جس میں سجدہ کا لفظ ہے تو سجدہ تلاوت واجب ہو گیا۔(٦) فقط۔

سجدہ تلاوۃ جن کو ادا نہیں کیا ان کی ادائیگی کی صورت کیا ہے

(سوال ۲۱۷۰) ایک حافظ سوائے رمضان شریف کے کبھی سجدہ تلاوت نہیں کرتا اب وہ ان سجود کو ادا کرنا چاہتا

---

(۱) والسجدة واجبة فی هذه المواضع علی التالی والسامع الخ (عالمگیری مصری الباب الثالث عشر سجود التلاوة ج۱ ص ۱۲٤. ط. ماجدیه ج۱ ص ۱۳۲) ظفیر. (۲) والمستحب انه اذا اراد ان یسجد للتلاوة یقوم ثم یسجد واذا رفع راسه من السجود یقوم ثم یقعد کذا فی الظهیریه (عالمگیری مصری باب سجود التلاوة ج۱ ص ۱۲۷. ط. ماجدیه ج۱ ص ۱۳۵) ظفیر. (۳) ویکره ان یتنفل بعد الفجر حتیٰ تطلع الشمس وبعد العصر حتیٰ تغرب الخ ولا باس بان یصلی فی هذین الوقتین الفوائت ویسجد للتلاوة ویصلی علی الجنازة (هدایه باب المواقیت ج ۱ ص ۸۱) ظفیر.

(٤) وشرائط هذا السجدة شرائط الصلوٰة الا التحریمه (عالمگیری مصری. باب سجود التلاوة ج۱ ص ۱۲٦. ط. ماجدیه ج۱ ص ۱۳۵) ظفیر. (۵) وشرط التداخل اتحاد الایة و اتحاد المجلس حتیٰ لو اختلف المجلس واتحدت الا یة او اتحد المجلس واختلفت الا یة لا تتداخل کذا فی المحیط (ایضاً ج۱ ص ۱۲۵. ط. ماجدیه ج۱ ص ۱۳۷) ظفیر.

(٦) یجب بسبب تلاوة ایة ای اکثرها مع حرف السجدة (درمختار) هذا خلاف الصحیح الذی جزم به فی نور الا یضاح ففی السراج وهل تجب السجدة بشرط قراءة جمیع الایة ام بعضها فیه اختلاف والصحیح انه اذا قرا حرف السجدة وقبله کلمة او بعده کلمة وجب السجود والا فلا الخ (ردالمحتار باب سجود التلاوة ج۱ ص ۷۱۵. ط. س. ج۲ ص ۱۰۳) ظفیر.

ہے مگر کفارہ کی طاقت نہیں رکھتا۔

(جواب) اندازہ کر کے سجدہ تلاوت پورے کرے روزانہ جس قدر ہو سکے سجدہ بہ نیت قضاء کر لیا کرے۔ اس کا کفارہ یہی ہے کہ سجدے کرے۔(۱) فقط۔

سجدہ تلاوت کی اطلاع

(سوال ۲۱۷۱) امام کو پہلے سے یہ کہنا کہ میں فلاں رکعت میں سجدہ تلاوت کروں گا ہوشیار رہو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط۔

سجدہ تلاوت فرض ہے یا واجب اور اس کی ادائیگی کا کیا طریقہ ہے

(سوال ۲۱۷۲) سجدہ تلاوت فرض ہے یا واجب اور کس طرح ادا کرنا چاہئے یعنی سجدہ میں اور سجدہ شروع کرنے سے پہلے یا بعد سجدہ کے کیا کیا پڑھنا چاہئے۔ اور جب تلاوت قرآن میں مشغول ہو اور آیت سجدہ کی پڑھتا ہے تو اسی وقت دوزانوں ہو کر سجدہ ادا کرے یا کھڑے ہو کر؟

(سوال ۲۱۷۳/۲) نیز اگر ایک دفعہ آیت سجدہ کو بزبان عربی اور بعد میں ترجمہ پر دہرائے اسی طرح کسی کو پڑھاتا ہے یا خود حفظ کرتا ہے جو کہ آیت سجدہ چند دفعہ تلاوت ہو جاتی ہے۔ ان سب صورتوں میں سجدہ تلاوت ایک دفعہ ہوگا یا جدا جدا؟

(سوال ۲۱۷۴/۳) نیز جن وقتوں میں ہر قسم کی نماز پڑھنی مکروہ ہے سجدہ تلاوت دینا جائز ہے؟ مثلاً فجر کے فرضوں کے بعد تا طلوع آفتاب، یا دوپہر یا بعد نماز عصر، ایسا ہی صبح صادق کے وقت فجر کی سنتوں سے پہلے یا سنت اور فرض کے درمیان؟

(سوال ۲۱۷۵/٤) نیز اگر نابالغ بچہ کو سبق پڑھا رہا ہے تو بچہ کی طرف سے خود سجدہ کرے یا معاف ہے؟

(سوال ۲۱۷۶/۵) یا اگر تلاوت کے وقت آیت سجدہ کوئی پڑھنے والے سے سن لیتا ہے اگر اس نے خود بخود سمجھ کر ادا کر دیا فبہا ورنہ اس کا سجدہ نہ ادا کرنا پڑھنے والے پر کوئی باعث گناہ کا ہوتا ہے یا سننے والوں کی طرف سے بھی پڑھنے والا ادا کرے؟

(جواب) سجدہ تلاوت واجب ہے۔ طریق اس کا یہ ہے کہ اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں جاوے۔ تین بار یا زیادہ برعایت سبحان ربی الاعلیٰ کہہ کر اللہ اکبر کہہ کر اٹھ جاوے سجدہ ادا ہو گیا اگر بیٹھے ہوئے سجدے میں گیا اور بعد سجدے کے پھر بیٹھا رہا تب بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ کھڑے ہو کر سجدے میں جاوے اور سجدے کے بعد کھڑا ہو جاوے۔ (یجب بسبب تلاوۃ اٰیۃ ای اکثر ھا مع حرف السجدۃ (درمختار) وھی سجدۃ بین تکبیر تین

---

(۱) وھی علی التراخی علی المختار ویکرہ تاخیرھا تنزیھا الخ ان لم یکن صلوٰتیۃ (درمختار) حتی لو داھا بعد مدۃ کان مودیا اتفاقا لا قاضیا الخ لو تراخی کان اداء مع ان المرجح انہ علی الفور ویا ثم بتا خیرہ (ردالمحتار باب السجود التلاوۃ ج۱ ص ۷۲۱. ط.س. ج۲ ص۱۰۳) ظفیر.

مسنونتین جهراوبین قیامین مستحبین بلا رفع ید وتشهد وسلام وفیها تسبح السجود (درمختار) جمیل الرحمن.

(۲) ان سب صورتوں میں ایک سجدہ واجب ہوگا (ولو کررها فی مجلس تکررت وفی مجلس واحد لا تتکرر بل کفته واحدة الخ درمختار . سجود التلاوة)

(۳) طلوع اور غروب اور زوال آفتاب کے وقت سجدہ تلاوت بھی حرام ہے مگر جب کہ آیت سجدہ انہی اوقات میں پڑھی تو سجدہ بھی ان اوقات میں درست ہے اور صبح کی نماز کے بعد تا طلوع آفتاب اور بعد نماز عصر تا غروب اور بعد صبح صادق سجدہ تلاوت درست ہے۔ ذکره تحریما صلاة ولو علی جنازة وسجدة تلاوة وسهو مع شروق واستواء وغروب الخ وکره نفل الی قوله بعد صلاة فجروصلاة عصر لا قضاء فائتة وسجدة تلاوة وصلوٰة جنازة وکذا بعد طلوع فجر سویٰ سنة الخ (تنویر)

(۴) بچہ نابالغ پر سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوتا۔

(۵) سننے والوں پر سجدہ کرنا واجب ہوتا ہے۔ اگر انھوں نے نہ کیا تو پڑھنے والے پر کچھ گناہ نہیں ہے اور پڑھنے والا سننے والوں کی طرف سے سجدہ نہیں کرسکتا......

(فالسبب التلاوة وان لم یوجد السماع کتلاوة الا صم والسماع شرط فی حق غیر التالی (درمختار) جمیل الرحمن.)

الباب الثالث عشر فی صلوٰۃ المریض

(بیماروں کے لئے ارکان نماز میں رعایتیں)

بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کے پیچھے کھڑے ہونے والے کی اقتداء درست ہے

(سوال ۲۱۷۷) جو امام نماز بیٹھ کر پڑھاوے مگر اس کو کچھ عذر تکلیف کا بھی ہے جس سے وہ کھڑا نہیں ہو سکتا اور تمام کاروبار کھڑا ہو کر کرتا ہے تو نماز اس کی اور مقتدیوں کی درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر معذور ہے کہ کھڑا ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا تو بیٹھ کر اس کی نماز درست ہے اور اس کے پیچھے مقتدیوں کی نماز بھی درست ہے۔(۱) اور اگر وہ ایسا معذور نہیں ہے بلکہ کھڑا ہو کر نماز ادا کرنے پر قادر ہے تو اس کی نماز درست نہیں اور اس کے پیچھے مقتدیوں کی نماز بھی صحیح نہ ہو گی۔(۲) فقط۔

ایک ہی چادر میں لپٹ کر نماز درست ہے

(سوال ۲۱۷۸) مریض اگر باعث سردی رزائی یا چادر اوڑھ کر نماز پڑھے کہ سارا جسم مع منہ و سر اس ملبوس سے پوشیدہ ہو اور ستر اس کا مثل زانو یا فخذ یا سرین مکشوف غیر مستور ہو مریض کی نظر سے اور جو شخص اس کے پاس ہو اس کی نظر سے بھی پوشیدہ ہو تو نماز اس مریض کی جائز ہو گی یا نہیں۔

مجبوری کی وجہ سے ناپاک کپڑوں کے ساتھ نماز

(سوال ۲۱۷۹/۲) مریض مجبور اگر نماز مع نجاست ادا کرے تو بعد صحت کے قضاء لازم ہو گی یا نہیں۔

(جواب) (۱) نماز اس مریض کی صحیح ہے۔(۳)

(۲) مجبوری کی حالت میں کپڑا پاک نہ ہو سکے اور نہ رہ سکے نماز اس کی صحیح ہے۔ اور اگر پاک کپڑا بدل سکتا تھا اور نہ بدلا تو قضا لازم ہو گی۔(۴) فقط۔

سخت بیماری میں روزہ و نماز کا ترک اور اس کا کفارہ

(سوال ۲۱۸۰) زید کی دادی کا عرصہ پانچ سال تک ایک ایسے مرض میں مبتلا رہ کر جس کی وجہ سے ان کا ایک ہاتھ پیر بیکار ہو گیا تھا جس کو مرض فالج تجویز کیا جاتا ہے بعمر ۵۸ سال انتقال کیا۔ جس وقت تک وہ چلتی رہیں اور ہوش و حواس قائم رہے اس وقت تک وہ نماز روزہ ادا کرتی رہیں مگر جس وقت سے وہ چلنے پھرنے سے ناقابل اور ہوش و حواس بھی قائم نہ رہے روزہ نماز بھی ترک ہو گیا۔ خود یا کسی کے کہنے سے اگر نماز پڑھنے کے لئے پلنگ ہی پر

---

(۱) ویصح اقتداء القائم بالقاعد الذی یرکع ویسجد لا اقتداء الراکع والساجد بالمومی (عالمگیری مصری باب الامامة ج۱ ص ۷۹. ط.ماجدیه ج۱ ص۸۵) ظفیر. (۲) من فرائضها التی لا تصح بدونها التحریمة الخ ومنها القیام الخ فی الفرض الخ لقادر علیه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة بحث القیام ج ۱ ص ٤١٤. ط.س. ج۱ ص٤٤٢ ظفیر.

(۳) والشرط سترها عن غیره ولو حکما کمکان مظلم لا سترها عن نفسه به یفتی فلو راها من زیقه لم تفسدوان کره (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰة ج۱ ص ۳۸۰. ط.س. ج۱ ص٤٠٩) ظفیر.

(٤) وان استوعب عذر تمام وقت صلوٰة مفروضة الخ وحکمه الوضو لما غسل ثوبه ونحوه الخ وان سال علی ثوبه فوق الدرهم جاز له ان لا یغسله ان کان لو غسله تنجس قبل الفراغ منها ای الصلاة والا الخ فلا یجوز ترک غسله (الدر المختار علی هامش ردالمحتار احکام المعذور ج۱ ص ۲۸۱. ط.س. ج۱ ص۳۰۵) ظفیر.

قبلہ رو بٹھادیا جاتا تھا تو نماز پڑھنے لگتی تھی مگر نماز میں ادھر ادھر دیکھتی رہتی تھی۔ لہٰذا بحالت مذکورہ جب کہ اکثر اوقات ان کو پیشاب پاخانہ کی بھی خبر نہ رہتی تھی ان پر نماز روزہ فرض تھا یا نہیں۔ اگر فرض تھا تو اب ان کی ادائیگی کس حساب سے اور کس طرح کی جاوے۔

(جواب) روزہ تو ایسے مرض میں مؤخر ہو جاتا ہے اور ایسی حالت میں فدیہ روزہ کا دینا واجب ہو جاتا ہے۔(۱) اور وہ کافی ہو جاتا ہے نماز ان کے ذمہ فرض ہے البتہ نمازیں جو انہوں نے ایسی حالت میں پڑھیں وہ ہو گئیں (۲) اور جو نماز بالکل نہیں پڑھی اس کا فدیہ وارثوں کو دے دینا چاہئے گو بدون وصیت کے اور بدون اس کے کہ وہ کچھ ترکہ چھوڑیں فدیہ دینا وارثوں کے ذمہ واجب نہیں ہوتا لیکن فدیہ کا دے دینا بہتر ہے اور امید ہے کہ وہ فدیہ ان کی فوت شدہ نمازوں کا ہو جاوے گا۔(۳) فقط

آنکھیں بنوانے والا نماز کس طرح ادا کرے

(سوال ۲۱۸۱) قدح چشم کے متعلق یہ دریافت کرنا ہے کہ ڈاکٹر بہت تاکید کرتے ہیں کہ سر کو ذرا بھی حرکت نہ ہو۔ نماز کی بابت کیا حکم ہوگا۔ قطعاً ادا نہ کرے اور اگر ادا کرے تو کیسے۔ سر کی حرکت کرنے کی قطعی ممانعت ہے۔ وضو کرے تو کس طور سے یا تیمّم کرے تو کس طرح۔ اور اس کے بعد تین روز تک آنکھ پر پٹی بندھی رہتی ہے اس حالت میں جو وضو کرے یا کسی دوسری وجہ سے تیمّم کرے تو صرف جبڑہ پر مسح کرے یا کل چہرہ پر یعنی کل چہرہ کو نہ دھوئے یا جو جلد جبڑہ سے علیٰحدہ ہے اس کو ہاتھ سے تر کرے اس وجہ سے کہ دھو نہیں سکتا۔

(جواب) شامی میں ہے قوله وان تعذر القعود ولو حكماً كما لو قدر على القعود ولكن بزغ الطبيب الماء من عينيه وامره بالا ستلقاء ايا ماً اجزاء ه ان يستلقي ويرمى لان حرمة الاعضاء كحرمة النفس الخ۔(۴) اس کا حاصل یہ ہے کہ قعود دشوار ہو اگرچہ حکماً ہو مثلاً یہ کہ بیٹھ سکتا ہے لیکن ڈاکٹر نے اس کی آنکھ بنائی اور اس نے یہ کہا کہ چند دن چت لیٹا رہ تو اس کو یہ کافی ہے کہ چت لیٹا رہے اور اشارہ سے نماز پڑھے اور ظاہر ہے کہ اشارہ میں حرکت سر کی ضروری ہے بدون اس کے نماز نہیں ہو سکتی اور ترک کرنا نماز کا بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ عقل سالم ہے بیہوشی نہیں ہے۔

قاری عبدالرحمٰن صاحب پانی پتی نے جب آنکھ بنوائی تو اشارہ سے نماز پڑھتے رہے اور ڈاکٹر نے اجازت دے دی تھی اور بظاہر کچھ نقص نہ آیا تھا۔ پس اشارہ سر کی اجازت برائے نماز لینی چاہئے اور اگر اجازت نہ دے تب بھی نماز چھوڑنی نہ چاہئے۔ اور آنکھ پر جب پٹی ہو تو باقی چہرے کے دھوئے اور پٹی پر مسح کرے۔ اور اگر باقی چہرے کو دھونے سے تری کی سرایت آنکھوں کی طرف ہونے کا خوف ہو اور وہ آنکھ کو مضر ہو تو کل چہرے پر بھی

---

(۱) وللشيخ الفاني العاجز عن الصوم الفطر ويفدى وجوبا الخ (درمختار) للشيخ الفاني اى الذى فنيت قوته او اشرف على الفناء ولذاعرفوه بانه الذى كل يوم فى نقص الى ان يموت الخ عن الكرمانى المريض اذا تحقق الياس من الصحة فعليه الفدية لكل يوم من المرض ا ه (ردالمحتار كتاب الصوم فصل فى العوارض المبيحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۶۳ .ط.س. ج۱ ص۴۲۷) ظفير. (۲) من تعذر عليه القيام لمرض الخ صلى قاعد او لو مستندا الى وسادة الخ كيف شاء (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلوٰة المريض ج۱ ص ۷۰۸ .ط.س. ج۲ ص۹۵) ظفير. (۳) ولو مات وعليه صلوٰت فائتة واوصى بالكفارة يعطى لكل صلوٰة نصف صاع من بر كا لفطرة وكذا حكم الوتر والصوم وانما يعطى من ثلث ماله (درمختار) واما اذا لم يوص فتطوع بها الوارث فقد قال محمد فى الريادات انه يجزيه انشاء الله تعالىٰ (ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج۱ ص ۶۸۵ ج۱ ص ۶۸۶ .ط.س. ج۲ ص۷۲) ظفير.

(۴) ردالمحتار باب صلوٰة المريض جلد اول ص ۷۱۱ .ط.س. ج۲ ص۹۹.۱۲ ظفير.

مسح درست ہے اور باقی اعضائے وضو کو دھونا اور اگر کسی عذر کی وجہ سے تیمم کرے تو تیمم موافق قاعدے کے کرے کہ ایک ضرب کے بعد چہرے پر جبڑے کے اوپر کو ہاتھ پھیرے اور دوسری ضرب میں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کرے(۱)۔ فقط۔

ضعف کی وجہ سے بیٹھ کر نماز درست ہے

(سوال ۲۱۸۲) ایک شخص بہت ضعیف اور کمزور ہے حواس ٹھیک نہیں رہتے، نماز پنجگانہ بیٹھ کر ادا کرتا ہے اس کی نماز صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) جس قدر طاقت ہو اسی کے موافق نماز ادا ہو جاوے گی۔ اگر قیام کی طاقت نہ ہو تو قعود سے اور اگر قعود کی طاقت نہ ہو تو لیٹ کر نماز ادا کرنا صحیح ہے۔(۲) الغرض تکلیف بقدر وسعت ہے۔ قال اللہ تعالیٰ لا یکلف اللہ نفساً الا وسعها (۳) الآیۃ فقط۔

وضو یا تیمم کی طاقت نہ ہو تو نماز فرض ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۸۳) مریض میں اتنی قوت نہیں کہ خود وضو یا تیمم کر سکے تو اس پر نماز واجب ہے یا نہیں۔

بعض وقت معاون موجود ہو اور بعض وقت نہیں تو کیا کرے

(سوال ۲۱۸۴/۲) اس مریض کو بعض وقت کوئی تیمم کرانے والا موجود ہوتا ہے۔ اور بعض وقت نہیں تو اس صورت میں نماز کا کیا حکم ہوگا۔

جب مریض میں قبلہ رخ ہونے کی طاقت نہ ہو تو کیا کرے۔

(سوال ۲۱۸۵/۳) مریض خود قبلہ رخ نہیں ہو سکتا اور کوئی اس کے پاس بھی نہیں تو کیا حکم ہے۔

اخیر وقت میں کئی وقت کی نماز نہیں پڑھی تو کیا کیا جائے

(سوال ۲۱۸۶/۴) ایک شخص کا انتقال ۲۰ شوال کو ہوا اور رجب سے ۲۰ شوال تک یہ صورت رہی کہ کبھی اس نے نماز پڑھی اور کبھی نہیں حالانکہ اس کو اس قدر قوت رہی کہ پانی مانگ سکے اور سر اٹھا سکے۔

(جواب) (۱، ۲، ۳) ان صورتوں میں دوسرے شخص سے اعانت وضو یا تیمم وغیرہ میں لے اور بلا وضو تیمم کے اور بلا استقبال قبلہ کے نماز نہ پڑھے اور نماز ان صورتوں میں ساقط نہیں ہوئی جس طرح اور جس وقت میسر ہو ادا یا قضاء اس نماز کو پڑھے۔(۴)

(۴) اس کے ذمہ وہ نمازیں فرض رہیں اور وصیت کرنا فدیہ کی اس کے ذمہ لازم تھی، پس وصیت ایک ثلث ترکہ سے فدیہ اس کی نمازوں کا اداء کیا جاوے اور ثلث سے زیادہ میں وارثوں کو اختیار ہے اگر وہ چاہیں ادا کر دیں، اور یہ

---

(۱) وحكم مسح جبيرة الخ او خرقة قرحة وموضع فصد وكى ونحو ذلك كعصابة جراحة كغسل لا تحتها فيكون فرضا الخ ويجمع الخ معه اى غسل الاخرى الخ ويترك المسح كا لغسل ان ضر والا ، لا يترك (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المسح على الخفين جلد اول ص ۲۵۷ . ط.س. ج۱ ص۲۷۸ . ۱۲ ظفير. (۲) واذا عجز المريض عن القيام صلى قاعداً يركع ويسجد الخ فان لم تستطع الركوع والسجود او مايماء يعنى قاعداً الخ فان لم يستطع القعود استلقى على ظهره وجعل رجليه الى القبلة الخ (هدايه باب صلاة المريض ج۱ ص ۱۴۴) ظفير. (۳) سورة البقرة اخير ركوع ۱۲ ظفير. (۴) نماز کے لئے چونکہ وضو یا تیمم ضروری ہے، خواہ خود کرے یا دوسروں کے ذریعہ۔ اما الشرائط المجمع عليها فستة الخ الطهارة من الحدث الخ اما الطهارة من الحدث قد مها لكونها اهم الشروط واكدها حتى انها لا تسقط ، بحال ولا يجوز الصلوٰة بدونها اصلا بخلاف غيرها من الشروط (غنية المستملى ص ۱۳) استقبال قبلہ بھی شرط ہے مگر فقہاء نے صراحت کی ہے کہ عاجز کے لئے جہت پر قدرت ہو وہی کافی ہے و مریض صاحب فراش ، لا يمكنه ان يحول وجهه وليس بحضرته احد يوجهه يجزيه صلوٰته الى حيثما شاء الخ (عالمگيرى كشورى كتاب الصلاة باب ثالث فصل ثالث ج۱ ص ۶۲ . ط. ماجديه ج۱ ص۶۳) ظفير.

بہتر ہے ورنہ ان پر کچھ گناہ نہیں ہے۔(۱) فقط۔

جسے طاقت نہ ہو وہ نماز کا فدیہ دے سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۸۷) جو شخص ناطاقت ہے وہ اپنی عمر کے روزے اور نماز کے قضاء کی بابت فدیہ دینا چاہتا ہے وہ روپیہ مدرسہ دینی میں کس مصرف میں خرچ ہو سکتا ہے اس میں تملیک ضروری ہے یا نہیں۔

(جواب) شیخ فانی کو روزہ کا فدیہ دینا تو درست ہے لیکن(۲) نماز کا فدیہ خود اس کو دینا درست نہیں ہے اور نمازیں اس فدیہ سے ساقط نہ ہوں گی کیونکہ نماز میں یہ وسعت ہے کہ اگر کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکے بیٹھ کر پڑھے اور اگر بیٹھ کر بھی نہ پڑھ سکے تو لیٹ کر پڑھے اور اگر رکوع و سجود کے ساتھ نہیں پڑھ سکا تو اشارہ سے پڑھے(۱) البتہ بعد اس کے مرنے کے جو نمازیں اس کے ذمہ رہ جاویں یا روزے رہ جاویں اور وہ وصیت فدیہ دینے کی کرے اور مال بھی چھوڑ دے تو اس کے وارثوں کے ذمہ فدیہ کا اداء کرنا ضروری ہے اور حکم اس کا زکوٰۃ کا سا ہے تملیک فقیر اس میں ضروری ہے۔ پس اگر مدارس اسلامیہ میں طلبہ مساکین کے لئے دیا جاوے تو یہ بھی درست ہے اور اس میں زیادہ ثواب ہے کیونکہ علم دین کے طلبہ کی امداد ہے۔ فقط۔

کشتی سے باہر اتر کر نماز پڑھی تو ہوئی یا نہیں

(سوال ۲۱۸۸) ایک مرتبہ میں پیر صاحب کی ملاقات کو گیا میں نے کشتی سے باہر اتر کر نماز پڑھی جائز ہے یا نہ۔

(جواب) صلی الفرض فی فلك جار قاعداً بلاعذر صح لغلبة العجز واساء وقالا لا یصح الابعذر وھو الا ظھر برھان والمربوطة فی الشط کالشط، فی الا صح الخ در مختار(۴) قوله جار ای سائر ا استراز من المربوطة قوله والمربوطة فی الشط کالشط) فلا تجوز الصلوٰة فیھا قاعداً اتفاقاً وظاھر ما فی الھدایة وغیرھا الجواز قائماً مطلقاًای استقرت علی الارض اولا وصرح فی الا یضاح یمنعه فی الثانی (ای فی عدم الا ستقرار) حیث امکنه الخروج الحاقاً لھا بالدابة نھرو اختاره فی المحیط والبدایع وعزاه فی الا مداد ایضاً الی مجمع الروایات عن المصفی وجزم به فی نورالا یضاح وعلی ھذا ینبغی ان لا تجوز الصلوٰة فیھا سائرة مع امکان الخروج الی البر وھذه المسئلة الناس عنھا غافلون شرح المنیة (۵) والمربو طة بلجة البحران کان الریح یحرکھا شدیداً فکا السایرة والا فکالوافقة ویلزم استقبال القبلة عند الا فتتاح وکلمادارت ولوام قوماً فی فلکین مربوطین صح والالا

---

(۱) ولو ما ت وعلیه صلوات فائتة واوصی بالکفارة یعطی لکل صلاة نصف من بروکذا حکم الوترو الصوم وانما یعطی من ثلث ما له (درمختار) فلو زادت الو صیة علی الثلث لا یلزم الولی اخراج الزائد الا باجازة الوارثة (ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸۵ .ط.س.ج۲ص۷) ظفیر. (۲) والشیخ الفانی الذی لایقدر علی الصیام یفطر و یطعم لکل یوم مسکینا کما یطعم فی الکفارات (ھدایه کتاب الصوم باب یوجب القضاء والکفارة ج ۱ ص ۲۰۴) ظفیر. (۳) من تعذر علیه القیام ای کله لمرض الخ صلی قاعدا الخ کیف شاء الخ وان تعذر الخ اوماً قاعدا الخ وان تعذر القعود او ماً مستلقیا الخ وان تعذر الا یماء براسه وکثرت الفوائت الخ سقط القضاء عنه (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صلوٰة المریض ج ۱ ص ۷۰۸ .ط.س.ج۲ص۹۵) ظفیر. (۴) الدرالمختارعلی ھامش ردالمحتار باب صلوٰة المریض مطلب فی الصلاة فی السفینة ج۱ ص ۷۱۳ .ط.س.ج۲ص۱۰۱. ۱۲ ظفیر.

(۵) ردالمحتار باب ایضاً ج۱ ص۷۱۳ و ج۱ ص ۷۱۴. ط.س.ج۲ص۱۰۱. ۱۲ ظفیر.

،در مختار۔(۱) ان روایات سے واضح ہے کہ کشتی اگر کنارہ پر کھڑی ہو تو وہ اگر زمین پر مستقر نہ ہو تو اس میں جواز صلوٰۃ میں اختلاف ہے ہدایہ وغیرہ میں اس کا جواز منقول ہے اور محیط وبدائع وغیرہ میں عدم جواز کو صحیح کہا ہے اور یہی احوط ہے کما ہو ظاہر۔ فقط۔

بیہوشی کے بعد ہوش آئے تو نمازوں کے لئے کیا کرے

(سوال ۲۱۸۹) اگر کوئی شخص کثرت مرض کی وجہ سے چوبیس گھنٹہ تک بیہوش رہے بعد اس کے کبھی کبھی جب ہوش میں آوے تو بجز اشارہ کے نماز نہیں پڑھ سکتا، آیا نماز فائتہ کی قضا آوے گی یا نہیں۔ اگر قضا آوے گی تو حالت مذکورہ میں اشارہ سے پڑھ لیوے تو کافی ہوگی یا نہیں۔ اور چوبیس گھنٹہ سے زائد بیہوش رہے تو کیا حکم ہے۔

(جواب) در مختار صلوٰۃ المریض میں ہے ومن جن اواغمی علیه الخ یوماً ولیلة قضی الخمس وان زاد وقت صلوٰۃ سادسة لا، للحرج الخ (۲) اس سے معلوم ہوا کہ چوبیس گھنٹہ سے زیادہ بیہوش رہا اور چھ نمازیں یا اس سے زیادہ قضا ہوگئیں تو قضاء لازم نہ ہوگی بصورت لزوم قضاء اگر بحالت مرض فوت شدہ نمازوں کو اشارہ سے پڑھ لے گا تو نماز ادا ہو جائے گی۔(۳) فقط۔

کیا سال بھر کی نماز کا کفارہ صرف ایک نسخہ قرآن ہو سکتا ہے

(سوال ۲۱۹۰) کسی شخص کی سال بھر کی نماز فوت ہوگئی بوقت موت اس نے کہا کہ میری سال بھر کی نمازوں کا کفارہ کے بدلہ ایک قرآن شریف دے دینا کیونکہ میرے میں اتنی طاقت نہیں جو تمام نمازوں کا کفارہ ادا کر دوں۔ کیا ازروئے شرع یہ قرآن شریف اس کی سال بھر کی قضا شدہ نمازوں کا کفارہ ہو جائے گا۔

(جواب) ایک قرآن شریف سے تمام نمازوں کا کفارہ ادا نہ ہوگا بلکہ ایک دن کی نمازوں کا کفارہ ساڑھے دس سیر گندم بوزن انگریزی یا اس کی قیمت ہے جو کہ قریب ڈیڑھ روپیہ کے ہوتی ہے اور ایک ماہ کی نمازوں کا کفارہ ۴۵ للعہ ہوا ہے اور بارہ ماہ کا اس سے اندازہ کر لیا جاوے صماللعہ ۵۴ پس اگر اس شخص کے ترکہ کے ایک ثلث میں اس کی گنجائش ہے تو پورا کفارہ نمازوں کا دینا چاہئے۔(۴) فقط۔

بیٹھنے کی طاقت نہ ہو تو کس طرح نماز پڑھے

(سوال ۲۱۹۱) جو شخص ایسا لاغر ہو جاوے کہ بیٹھ نہ سکے تو کس طرح سے نماز پڑھے اور سنن ونوافل بھی پڑھے یا فرض بھی۔

---

(۱) الدرا لمختار علی هامش ردالمحتار باب صلوٰۃ المریض ج ۱ ص ۷۱٤. ط.س. ج۲ ص ۱۰۱. ۱۲ ظفیر.
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المریض ج ۱ ص ۷۱٤. ط.س. ج۲ ص ۱۰۲. ۱۲ ظفیر.
(۳) وان تعذر القعود او ما بالرکوع والسجود مستلقیا علی ظهره وجعل رجلیه الی القبلة الخ (عالمگیری کشوری الباب الرابع عشر فی صلوٰۃ المریض ج ۱ ص ۱۳٤. ط. ماجدیه ج۱ ص ۱۳٦) ظفیر.
(٤) ولو مات علیه صلوات فائتة واوصی بالکفارة یعطی لکل صلاة نصف صاع بر کا لفطرة وکذا حکم الوتر والصوم وانما یعطی من ثلث ما له الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج۱ ص ٦۸۵ و ج۱ ص ٦۸٦. ط.س. ج۲ ص ۷۲) ظفیر...... قیمت کا جو حساب درج ہے وہ ۱۳۴۴ھ کا ہے۔ ہمارے اس زمانہ ۱۳۸۱ھ میں قیمت میں پہلے سے بڑا فرق ہو جائے گا اس لئے کہ آج ساڑھے دس سیر گیہوں کی قیمت کم از کم چار روپے ہوگی، بہر حال گیہوں کا حساب تو وہی رہے گا جو درج ہے لیکن قیمت کا اندازہ وقت کے وقت لگایا جائے گا خواہ کم ہو خواہ زیادہ، اس وقت ساڑھے دس سیر گیہوں کی قیمت کم از کم للعہ ۴ ہوگی اور اس حساب سے ایک ماہ کی نمازوں کا کفارہ عہ ۱۲۰ ہوا اور سال بھر کا پندرہ سو تیرہ روپے دو آنے واللہ اعلم ا ظفیر۔

(جواب) جو شخص بیٹھ کر اشارہ سے بھی نماز نہ پڑھ سکے وہ لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھے اور سنت اور نفل کا ادا کرنا ضروری نہیں۔ اگر پڑھ سکے تو بہتر ہے نہ پڑھے تو کچھ گناہ نہیں ہے۔(۱) فقط۔

مرض کی وجہ سے شراب کی پٹی باندھی گئی تو نماز کیسے ادا کرے

(سوال ۲۱۹۲) ایک شخص کے پیر میں زخم ہو گیا...... ڈاکٹر نے شراب کا پھایا باندھ دیا اور تاکید کر دی کہ اس کو کھولا نہ جاوے تو وہ اس پٹی کے بندھے ہوئے پر نماز پڑھ سکتا ہے۔

(جواب) وہ اسی حالت میں نماز پڑھ لیوے نماز اس کی درست ہے۔(۲) فقط۔

عورت بوقت ولادت نماز کس طرح پڑھے

(سوال ۲۱۹۳) عورت حالت دردزہ میں باوجود یہ کہ ہوش و حواس درست ہوں اور بظاہر بچہ کے ضائع ہونے کا اندیشہ نہ ہو مگر رطوبت خون وغیرہ جاری ہو اور بچہ کا کچھ حصہ جسم سے نکلنا باقی ہو اور نماز کا وقت ہو اور وہ محض آداب طہارت یا حرمت نماز کا یا یہ خیال کر کے کہ تمام جسم خون آلودہ ہو گا نماز نہ پڑھے تو گنہگار ہو گی یا نہیں۔ اور نماز پڑھے یا نہ پڑھے۔

(جواب) ایسی حالت میں اگر وقت نماز کے نکلنے کا اندیشہ ہو تو وہ عورت وضو کر کے اگر ہو سکے ورنہ تیمّم کر کے نماز ادا کرے اور اس خون کا خیال نہ کرے کیونکہ وہ دم استحاضہ ہے، مانع عن الصلوٰۃ نہیں ہے۔ شامی میں ہے ولو لم تصل تکون عاصیةً لربها (۳) الخ اور شرح منیہ میں ہے فلا یجوز لها تفویت الصلوٰۃ الخ۔ فقط۔

ریاح کے مریض کو نماز میں ریاح خارج ہو جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۹۴) اگر کسی شخص کو نفخ کا مرض ہو تو وہ تازہ وضو کر کے نماز ادا کر سکتا ہے اور اگر بحالت نماز ریح خارج ہو جاوے تو کیا حکم ہے۔

(جواب) اگر وہ شخص شرعی معذور ہو چکا ہے یعنی یہ مرض خروج ریح کا اس کو اس قدر زیادہ ہے کہ کسی وقت اس کو ایسی نوبت آچکی ہے کہ تمام وقت نماز میں اس قدر مہلت اس کو اس مرض نے نہیں دی کہ وضو کر کے فرض وقت بدون اس عذر کے پڑھ سکا ہو تو اس کے لئے یہ جائز ہے کہ ایک دفعہ وضو کر کے وقت کے اندر نماز پڑھ سکتا ہے اگرچہ ریح نماز میں خارج ہوتی رہے۔ در مختار۔(۴) فقط۔

....

(۱) وان تعذر القعود ولو حكما او ما مستلقيا على ظهره ورجلا نحو القبلة الخ او على جنبه الا يمن او الا يسر ووجهه اليها الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة المريض ج۱ ص ۷۱۱ وج ۱ ص ۷۱۲. ط.س. ج۲ ص۹۹) ظفير.

(۲)

(۳) امراة خرج راس ولدها وخافت فوت الوقت توضات ان قدرت والا تيممت وجعلت راس ولدها فى قدر او حفيرة وصلت قاعدة بر كوع وسجود فان لم تستطعهما تومى ايماء اى تصلى بحسب طاقتها ولا تفوت الصلوٰة عن وقتها لانها لم تصر نفساء بخروج بعض الو لدما لم ترالدم بعد خروج الولد كله والدم الذى تراه فى حالة الولادة قبل خروج الولد استحاضة لا تضع الصلوٰة فكانت مكلفة بقدر وسعها فلا يجوز لها تفويت الصلوٰة عن وقتها الا ان عجزت بالكلية كما فى سائر المرضى (غنية المستملى شرح المنية ص ۲۶۵ و ص ۲۶۶) ظفير.

(۴) وصاحب عذر من به سلس البول لا يمكنه امساكه اواستطلاق بطن اوانفلات ريح الخ ان استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة بان لا يجد فى جميع وقتها زمنا يتوضا ويصلى فيه خاليا عن الحدث ولو حكما الخ وحكمه الوضوء لا غسل ثوبه ونحوه لكل فرض ثم يصلى به فيه فرضا ونفلا الخ (الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار مطلب احكام المعذور ج۱ ص ۸۰. ط.س. ج۱ ص ۳۰۵) ظفير.

کنارہ پر بندھی ہوئی کشتی میں نماز جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۹۵) اگر کشتی کنارہ پر بندھی ہوئی ہو تو کھڑے ہو کر بدون مستقر زمین کے نماز جائز ہے یا نہیں۔ اور خلاصۃ الفتاوی جلد اول ص ۱۹۴ میں ناجائز تحریر کرتے ہیں۔

(جواب) ہدایہ میں ہے والمربوط کالشط ھو الصحیح۔(۱) ومثله فی الدر المختار وفی ردالمحتار قوله والمربوطة والشط) فلاتجوز الصلوٰة فیها قاعداً اتفاقاً وظاهر ما فی الهدایة وغیرها الجواز قائماً مطلقاً ای استقرت علی الارض اولا وصرح فی الا یضاح یمنعه فی الثانی حیث امکنه الخروج الحاقاً لها بالهدایة الخ۔(۲) معلوم ہوا کہ صحیح یہ ہے کہ کشتی مربوطہ علی الشط میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنا درست ہے البتہ بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں ہے۔ لیکن احوط یہ ہے کہ کشتی سے باہر کنارہ پر نماز پڑھے تاکہ خلاف سے نکل جاوے۔ فقط۔

---

(۱) هدایه باب صلاة المریض ج۱ ص ۱۴۵. ۱۲ ظفیر.
(۲) ردالمحتار باب صلاة المریض . مطلب فی الصلاة فی السفینة ج۱ ص ۷۱۴ .ط.س.ج۱ص ۱۰۱. ۱۲ ظفیر.

الباب الرابع عشر فی صلوٰۃ المسافر
مسافر نماز کس طرح ادا کریں
(نیز اس باب کے دوسرے مسائل)

بلا ارادہ اتفاق سے پندرہ دن رہ جائے تو کیا کرے

(سوال ۲۱۹۶) چند اشخاص تجارت پارچہ کو جاتے ہیں اور ایک جگہ قیام کرتے ہیں، قریب کے مواضعات میں پارچہ فروخت کر کے رات کو جائے قیام پر واپس آجاتے ہیں اور نماز کو قصر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا ارادہ قیام کا نہیں پارچہ فروخت ہونے پر چلے جاویں گے۔ ایسی حالت میں اگر پندرہ روز یا زیادہ قیام کی نوبت آجاوے تو کیا حکم ہے۔

(جواب) جب کہ اول پختہ ارادہ پندرہ دن قیام کا وہاں نہ ہو اگرچہ پندرہ دن یا زیادہ اتفاق سے قیام ہو جاوے تو ایسی حالت میں نماز کو قصر کرنا چاہئے۔(۱) فقط۔

جس راستہ سے سفر ہو اسی کا اعتبار ہے

(سوال ۲۱۹۷) اجمیر ہمارے یہاں سے براہ پیادہ بیس کوس ہے اور براہ ریل اسی کوس ہے۔ اگر براہ ریل سفر کریں تو قصر کرنا ہوگا یا نہیں۔

(جواب) اگر ریل کے راستہ سے سفر کرنا ہو تو قصر واجب ہوگا۔(۲)

جہاں باپ مقیم ہو بیٹا پندرہ دن کی نیت کے بغیر قصر نہ کرے گا

(سوال ۲۱۹۸) ایک شخص بسلسلہ روزگار اپنے وطن سے بھر تپور آئے، بھر تپور میں اس کے قیام کو چالیس برس کا عرصہ گذر گیا، اس درمیان میں وہ رخصت لے کر اپنے وطن کو بھی جایا کرتے تھے لیکن کبھی گھر کے آدمیوں کو بھی یہاں پر لے آیا کرتے تھے، بھر تپور میں مکان کرایہ پر لے کر رہتے تھے۔ ان کا لڑکا محمد رفیق ہمراہ تھا اب وہ دہلی روزگار کی غرض سے چلے گئے۔ دہلی میں رہتے ہوئے چار پانچ برس ہوگئے۔ اب اگر محمد رفیق دہلی سے بھر تپور اپنے باپ کے پاس آوے تو نماز پوری پڑھے یا قصر کرے۔

(جواب) بھر تپور میں اگر بہ نیت قیام پندرہ یوم نہ آنا ہو تو نماز قصر کرنی چاہئے کیونکہ بھر تپور وطن اقامت تھا سفر کرنے سے باطل ہوگیا۔(۳) فقط۔

امر تسر چھوڑ کر لاہور کو وطن اقامت بنالیا وہ اب امر تسر میں کس طرح نماز ادا کرے

(سوال ۲۱۹۹) ایک شخص پہلے امر تسر میں رہتا تھا پھر لاہور میں مع بال بچوں کے اور بیوی کے چار برس سے

---

(۱) ولا یزال علی حکم السفر حتیٰ ینوی الا قامة فی بلدة او قریة خمسة عشر یوما او اکثر الخ ولو دخل مصرا علی عزم ان یخرج غدا او بعد غدو لم ینو مدة الا قامة حتی بقی علی ذالك سنین قصر (هدایه باب صلوٰة المسافر ج ۱ ص ۱۴۹) ظفیر.
(۲) فان قصد بلدة والی مقصده طریقان احدهما مسیرة ثلثة ایام ولیا لیها والا خر دو نها، فسلك الطریق الا بعد کان مسافرا عندنا هکذا فی فتاویٰ قاضی خان (عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۱۳۶ الباب الخامس فی صلوٰة المسافر. ط. ماجدیه ج ۱ ص ۱۳۸) ظفیر. (۳) وطن الا قامة یبطل بوطن الاقامة وبا نشاء السفر وبالوطن الا صلی (عالمگیری کشوری باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۱۴۰. ط. س. ج ۱ ص ۱۴۲) ظفیر.

اقامت گزین ہے اور امرتسر میں کچھ زمین بھی ہے اور بھائی بہن بھی لاہور میں رہتے ہیں اگر امرتسر اور لاہور میں مسافت سفر کی ہو تو اس شخص کو امرتسر میں قصر کرنا ہوگا یا نہیں۔

(جواب) اگر اس شخص نے لاہور کو وطن اصلی بنالیا ہے اور امرتسر کی سکونت ترک کردی تو امرتسر میں اگر پندرہ دن کی اقامت کی نیت نہیں کی تو وہاں قصر کرے گا۔ **کما فی الدر المختار الوطن الاصلی یبطل بمثلہ اذا لم یبق لہ بالاول اھل الخ۔**(۱) فقط۔

مسافت قصر ۴۸ میل ہے

(سوال ۲۲۰۰) منزل کتنے کوس ہوگی۔ انگریزی کوس کے حساب سے نماز کے لئے قصر تین منزل میں کرنا چاہئے یا کیا۔

(جواب) ہمارے نزدیک معمول سفر قصر کے لئے ۴۸ میل ہیں۔ سولہ ۱۶ میل کی ایک منزل قرار دی گئی ہے۔ فقط۔

بوقت اطمینان مسافر سنتیں پڑھے گا

(سوال ۲۲۰۱) مسافر محض فرض ہی ادا کرے یا سنن بھی

(جواب) درمختار میں ہے **ویاتی المسافر بالسنن ان کان فی حال امن وقرار والا بان کان فی خوف وقرار لایاتی بھا ھو المختار لانہ ترک لعذر الخ قیل الا سنۃ الفجر الخ وفی الشامی قال فی شرح المنیۃ والاعدل ماقالہ الھند وانی قلت والظاھر ان ما ھو فی المتن ھو ھذا۔**(۲) ص ۱۵۲ جلد اول شامی۔

اس عبارت سے واضح ہوا کہ مسافر اگر حالت امن میں ہے اور ٹھیرا ہوا ہے تو سنتیں پڑھے اور اگر امن کی حالت نہیں ہے بلکہ سفر کی جلدی ہے اور خوف ہے تو سنتیں چھوڑ دے اور بعض فقہاء نے فرمایا کہ سنتیں صبح کی پھر بھی نہ چھوڑے۔ فقط۔

مسافر کتنی مسافت پر قضا کرے

(سوال ۲۲۰۲) مسافر کو کتنے کوس پر قصر کرنا چاہئے اور ہر کوس کتنے میل کتنے قدم پختہ کا ہوگا۔

(جواب) سفر اگر تین منزل یعنی تین دن کا ہو تو مسافر پر قصر لازم ہے اور بعض فقہاء نے منازل کے عوض فراسخ اور میل سے تحدید فرمائی ہے۔(۳) اس میں تین قول ہیں۔ بعض نے ۲۱ فرسخ یعنی ۶۳ میل اور بعض نے ۱۸ فرسخ یعنی ۵۴ میل اور بعض نے ۱۵ فرسخ یعنی ۴۵ میل مقرر کیے ہیں اور مفتی بہ قول ثانی یا ثالث ہے۔ قال فی الشامی۔ **ثم اختلفوا فقیل احد وعشرون وقیل ثمانیۃ عشر وقیل خمسۃ عشر والفتوی علی الثانی لانہ الا وسط**

....

(۱) الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ المسافر ج ۱ ص ۷۴۲. ط.س. ج۲ ص ۱۳۲. ۱۲ ظفیر.

(۲) ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ج۱ ص ۷۴۲. ط.س. ج۲ ص ۱۳۱. ۱۲ ظفیر.

(۳) قاصد مسیرۃ ثلاثۃ ایام ولیا لیھا من اقصر ایام السنۃ ولا یشترط سفر کل یوم الی اللیل بل الی الزوال والا اعتبار بالفراسخ علی المذھب (درمختار) قال فی النھایۃ ای التقدیر بثلاث مراحل قریب من التقدیر بثلاثۃ ایام الخ وکذا ما فی الفتح من انہ قیل یقدر باحدو عشرین فرسخا وقیل بثمانیۃ عشر وقیل بخمسۃ عشر وکل من قدر عینھا اعتقدانہ مسیرۃ ثلاثۃ ایام (ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ج۱ ص ۷۳۴. ط.س. ج۲ ص ۱۲۲) ظفیر.

وفی المجتبی. فتوی ائمة خوارزم علی الثالث.(۱)اور مذہب ثالث یہ ہے کہ تین دن میں جس قدر مسافت طے ہوتی ہو عادتاً اس میں قصر واجب ہے اور میل چار ہزار ذراع کا ہے یا چار ہزار قدم کا، کذا فی الشامی۔(۲)

جو حنفی مسافر قصر کی جگہ پوری نماز پڑھے اس کا حکم کیا ہے

(سوال ۲۲۰۳)ایک مسافر حنفی نے نماز میں قصر نہ کیا دریافت کرنے سے جواب دیا کہ جب قصر کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ نماز ہی نہیں پڑھی اور دل اچاٹ ہو جاتا ہے اس وجہ سے قصر نہیں کرتا مجبوراً قول امام شافعی کو لیتا ہوں اس صورت میں اس مسافر کی نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) یہ اس مسافر نے برا کیا امام شافعی کے مذہب پر اس بارہ میں حنفی کو عمل کرنا درست نہیں ہے، اپنے مذہب کے موافق ضرور قصر کرے۔ قصر کرنا واجب ہے۔(۳)باقی اگر اس نے تنہا نماز پڑھی تو ہو گئی اور اگر امام ہوا تو مقتدیوں کی نماز نہیں ہوئی۔(۴)فقط۔

اگر کہیں اولاً پندرہ یوم اقامت کی نیت کی تو آس پاس دورہ میں پوری نماز پڑھنا ہو گی

(سوال ۲۲۰۴)ایک آفیسر کا صدر مقام سکندر آباد ہے جہاں ان کے بال بچے بھی رہتے ہیں اور ان کی ملازمت دوازدہ ماہ کی دورہ کی ہے۔ سکندر آباد سے ایک طرف علاقہ ۳۲ میل اور ایک طرف پانچ میل اور ایک طرف ۲۱ میل اور ایک طرف ۲۲ میل کے قریب قریب ہے۔ دورہ میں کسی جگہ پر دس روز سے زیادہ قیام نہیں ہوتا اور خاص سکندر آباد میں بھی دس روز سے زیادہ قیام نہیں ہوتا۔ اس صورت میں آفیسر مذکورہ بالا کو سکندر آباد یا دیگر مقامات میں نماز قصر پڑھنی چاہئے یا پوری کیا حکم ہے۔

(جواب) قاعدہ یہ ہے کہ موضع اقامت میں جب تک پندرہ دن کے قیام کی نیت ایک دفعہ میں نہ ہو اس وقت تک قصر ہی کرنا چاہئے اور دورہ میں چونکہ کوئی مقام مسافت شرعیہ یعنی قصر کے قابل نہیں ہے پس اگر اول سکندر آباد میں نیت اقامت پندرہ دن کی ہو چکی ہے تب تو پھر دورہ میں قصر کہیں نہیں ہے اور اگر سکندر آباد میں ہی اول نیت اقامت پندرہ دن کی نہ ہوئی تھی اور نہ پھر کسی دوسرے مقام میں نیت پندرہ دن کے قیام کی ہوئی تو پھر برابر قصر کرے یعنی سکندر آباد میں بھی اور دورہ میں بھی۔(۵)فقط۔

جہاز کے ملازم کے احکام

(سوال ۲۲۰۵)بعض آدمی دور پردیس مثلاً رنگون وغیرہ جا کر ایسے جہازوں میں نوکری کرتے ہیں جن کا اپنے شہر وبندر کے علاوہ دوسرے شہروں میں آنا جانا نہیں ہوتا بلکہ اسی شہر میں ایک دوسرے جہازوں کی آمدورفت کے لئے

---

(۱)ردالمحتار باب صلاة المسافر ج۱ ص ۷۳۵.ط.ہ.س.ج۲ص۱۲۳ ۱۲ ظفیر.

(۲)الفر سخ ثلاثة امیال والمیل اربعة الآف ذراع (ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ص ۷۳۵.ط.س.ج۲ص۱۲۳) ظفیر.

(۳)والقصر لازم عندنا الخ والا ثار فی ذالك كثیرة وهی تدل الی ان الفرض رکعتان وان الا تمام منكرو لو كان جائزا بفعله علیه الصلوٰة والسلام مرة تعلیما للجواز (غنیة المستملی ص ۴۹۹ وص ۵۰۰) ظفیر.

(۴)فلوا تم مسافران قعد فی القعدة الاولی تم فرضه ولكنه اساء لو عا مداً لتا خیرا لسلام وترك واجب القصر واحب تكبیرة افتتاح وخلط النفل بالفرض الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتا ر باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۹. ط.س.ج۲ص۱۲۸) ظفیر.

(۵)لایزال علی حكم السفر حتی ینوی الاقامة فی بلدة اوقریة خمسة عشر یوما اواكثر وان نوی اقل من ذالك قصر (هدایه باب صلاة المسافر ج۱ ص ۱۴۸) ظفیر.

راستہ صاف کرنے کا کام کرتے ہیں۔

جو لوگ ہمیشہ گھاٹ پر رہا کرتے ہیں

(سوال ۲/ ۲۲۰۶) اور بعض لوگ ایسے جہازوں کی ملازمت کرتے ہیں جو ہمیشہ گھاٹ ہی پر مربوط رہتے ہیں اور برابر اپنی جگہ پر ثابت رہتے ہیں۔

جو برابر سفر میں رہے

(سوال ۲۲۰۷/۳) بعض لوگ تجارتی جہازوں میں نوکر ہوتے ہیں جن کا کام فقط انتقال من مصر الی مصر ہے کہیں قیام کا اطمینان نہیں، ہاں کبھی کبھی شہر میں ماہ ڈیڑھ ماہ کا قیام بھی ہو جاتا ہے لیکن ملازم اس بارہ میں افسر کے تابع ہوتے ہیں بلکہ ان کو خبر بھی نہیں ہوتی کہ جہاز کب تک ٹھہرے گا اور کب چھوٹے گا۔ ان تینوں صورتوں میں ملازمین جہاز کو نماز قصر کرنی چاہئے یا پوری پڑھنا چاہئے یا کچھ فرق ہے باہم صورتوں میں۔

(جواب) پہلی اور دوسری صورت میں وہ لوگ مقیم ہیں پوری نماز پڑھیں گے کیونکہ جب وہ کسی شہر رنگون وغیرہ میں بغرض ملازمت گئے اور وہاں پندرہ دن یا زیادہ کی اقامت کی نیت کی اور پھر ایسے جہازوں میں نوکری کرلی کہ جو سفر نہیں کرتے تو وہ مسافر نہیں ہوئے لہذا پوری نماز پڑھیں گے۔

(۳) اور تیسری صورت میں وہ مسافر ہیں نماز قصر کریں گے۔ پہلی دونوں صورتوں میں اتمام صلوٰۃ کی دلیل عبارت درمختار ہے حتیٰ یدخل موضع مقامه الخ اوینوی اقامة نصف شهر بموضع واحد صالح لها من مصر او قرية الخ۔(۱) اور تیسرے مسئلہ کی دلیل یہ ہے فیقصر ان نوی الا قامة فی اقل منه ای من نصف شهر اونوی فيه لكن فی غير صالح كبحر اوجزيرة الخ اولم يكن مستقلاً برايه الخ (در مختار) قوله اولم يكن مستقلاً برايه عطف على قوله ان نوى اقل وصورته نوى التابع الاقامة ولم ينوها المتبوع اولم يدر حاله فانه لا يتم الخ شامی۔(۲) فقط۔

ایسی اقامت جہاں پندرہ یوم کی نیت نہ ہو قصر کرے

(سوال ۲۲۰۸) زید کا وطن اصلی دہلی میں ہے اور جائے اقامت صدر مقام کانپور میں ہے اور اس کو صدر مقام میں اتفاق قیام کا مدام پندرہ دن سے کم پڑتا ہے تو جائے اقامت میں زید قصر کر سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) جائے اقامت سے سفر کرنے کے بعد وہ وطن اقامت باطل ہو جاتا ہے۔(۳) پھر اگر وہاں پندرہ دن قیام کی نیت نہیں کی تو قصر کرنا چاہئے۔ فقط۔

جس کی سکونت دو جگہ ہو وہ نماز کس طرح پڑھے گا

(سوال ۲۲۰۹) ایک شخص دو موضع را برائے سکونت است یک در کوئٹہ و یک در جیکب آباد۔ در گرما کوئٹہ مقیم و در سرما جیکب آباد۔ و در درمیان ہر دو موضع مسافت سفر است۔ اگر برائے کاروبار در جیکب آباد۔ یا کوئٹہ آمد قصر

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج۱ ص ۷۳۶ و ج۱ ص ۷۳۷ .ط.س.ج۲ ص ۱۲۴ .۱۲ ظفير. (۲) ردالمحتار باب صلوٰة المسافر ج ۱ ص ۷۳۷ و ج ۱ ص ۷۳۸ .ط.س.ج۲ ص ۱۲۵ .
(۳) وطن الاقامة يبطل بوطن الا قامة وبانشاء السفر والوطن الا صل (عالمگیری کشوری باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۱۴۰ .ط.ماجدیه ج۱ ص ۱۴۲) ظفير.

کند یا تمام خواند۔ عیال و اطفال باخود ہر جا کہ می باشد ہمراہ او می باشند و در موضع گرماو سرما مکانات و عقار و دیگر سامان گذر است و بس۔

(جواب) اگر ہر دو موضع را وطن اصل و جائے قرار گرفتہ است و در ہر دو موضع مکان و عقار است و اہل و عیال در ہر دو موضع می باشند در ہر دو موضع نماز تمام کند قال فی الشامی من شرح المنیة ولو کان له اهل ببلدتین فاتیهما دخلاصار مقیماً الخ۔ فقط۔

جہاں مسلسل پندرہ یوم اقامت کی نیت نہ ہو قصر کرے

(سوال ۲۲۱۰) ہم لوگ پندرہ سال سے قصبہ تراوڑی میں تجارت کرتے ہیں اور مال لاکر فروخت کرتے ہیں اور یہاں آکر دیہات کو چلے جاتے ہیں۔ مگر مکان کرایہ پر لے رکھا ہے۔ مکان سے جب ہم آتے ہیں چار پانچ مہینہ رہتے ہیں مگر پندرہ روز ٹھہرنا نہیں ہوتا۔ دو روز باہر جاتے ہیں دو روز تراوڑی رہتے ہیں۔ نیت یہ ہوتی ہے کہ چار ماہ رہ کر وطن جائیں گے تو نماز قصر پڑھیں یا پوری۔

(جواب) جب کہ اس جگہ جہاں آپ لوگ بغرض تجارت جاتے ہیں پندرہ دن کے قیام کی نیت نہیں ہوتی بلکہ یہ نیت ہوتی ہے کہ دو چار دن ٹھہر کر باہر دیہات میں پھریں گے۔ کسی گاؤں میں دو دن کسی میں چار دن رہیں گے۔ اسی طرح چار پانچ مہینہ گذارے جاتے ہیں تو اس صورت میں نماز قصر پڑھنی چاہئے کذا فی کتب الفقہ۔(۱) فقط۔

دو دن والے کا حکم

(سوال ۲۲۱۱) شخصے دو خانہ می دارد، درمیان ہر دو خانہ مسافت سفر است۔ عیال باخود ہر جا کہ می باشد میدارد۔ اہلیہ یک می دارد در یک خانہ۔ پس اگر برائے کاروبار در خانہ دیگر آید کہ عیال باخود نمی آرد قصر کند یا نہ۔

(جواب) اگر ہر دو را وطن اصل شمردہ است و ارادہ ترک یکے از انہا نکردہ است و یک مقام را ترک کردہ بدیگر مقام سکونت نگرفتہ است ہر دو وطن اصلی است در ہر یک از ان نماز تمام کند۔ والتفصیل فی شرح المنیہ۔(۲) فقط۔

جب معلوم نہ ہو کہ کتنا قیام کرنا ہوگا

(سوال ۲۲۱۲) ہم لوگ فیلڈ پر آئے ہوئے ہیں، ہم لوگوں کی یہ حالت ہے کہ ہم کو معلوم نہیں ہے کہ ہم اپنے قیام پر کتنی مدت ٹھہریں گے یا کتنا سفر کریں گے مگر اکثر سفر کی بابت معلوم ہے کہ دس پندرہ میل سے زیادہ نہیں چلتے۔ قیام کی بابت یہ ہے کہ اسی جگہ پر مہینہ قیام کریں اسی جگہ سے دس دن کے بعد کوچ کر جائیں۔ غرض ہم لوگ اپنے اختیار میں نہیں، ایسی حالت میں نماز قصر پڑھیں یا پوری جب کہ قیام اور سفر کا کچھ حال معلوم نہیں۔

(جواب) ایسی حالت میں آپ لوگ نماز پوری پڑھا کریں کیونکہ یہ اصل ہے اور حکام کی نیت کا حال معلوم نہیں

---

(۱) لا یزال علی حکم السفر حتی ینوی الا قامة فی بلدة او قریة خمسة عشر یوما اواکثر وان نوی اقل ذالك قصر (هدایه باب صلوٰة المسافر ج۱ ص ۱٤۸) ظفیر. (۲) فالا صلی وهو مولدالا نسان او موضع تاهل به الخ وفی المبسوط هوالذی نشا فیه او توطن فیه او تاهل فقوله او توطن فیه یتناول ما عزم القرار فیه وعدم الا رتحال وان لم یتا هل فعلی هذا لو عزم من له ابوان فی بلد علی القرار فیه وترك الو طن الذی کان قبله له یکون وطناله ولو تزوج المسافر ببلد ولم ینو الاقامة به قیل لا یصیر مقیما وقیل یصیره مقیما وهو الا وجه لما مر من حدیث عثمان رضی الله تعالیٰ عنه ولو کان له اهل ببلد تین فایتهما دخلها صارمقیما وان ما تت زوجته فی احد یهما وبقی له فیها ورو عقارالخ (غنیة المستملی ص ۵۰۵) ظفیر.

ہے۔(۱) فقط۔

مسافر نے ظہر پوری چار رکعت پڑھ لی تو اعادہ واجب ہے

(سوال ۲۲۱۳) مسافر نے سہواً چار رکعت ظہر پڑھی تو نماز کا اعادہ کرے یا نہیں۔

(جواب) اعادہ کرے وجوباً۔(۲)

امام مسافر نے قصداً چار پڑھی تو مقتدی کی نہیں ہوئی

(سوال ۲۲۱۴) امام مسافر نے بالقصد چار رکعت ظہر پڑھی اور جانتا ہے کہ قصر کرنا چاہئے تو مقتدی کی نماز ہوئی یا نہیں۔ مقتدی کو بعد ختم نماز علم ہوا کہ قصداً چار پڑھی ہیں تو مقتدی کیا کرے اور امام کا کیا حکم ہے دونوں حنفی ہیں۔ بینوا توجروا۔

(جواب) مقتدیوں کی نماز نہیں ہوئی اور امام کا فرض ادا ہو گیا۔ اگر قاعدہ درمیانی کر لیا تھا۔ مگر تاخیر واجب کی وجہ سے بصورت نہ کرنے سجدہ سہو کے اعادہ واجب ہے۔(۳) فقط۔

جو جس راستہ سے سفر کرے اسی کا اعتبار ہے

(سوال ۲۲۱۵) تین شخص ایک ایسے مقام کو چلے جس کے مختلف راستے مختلف مسافت رکھتے ہیں۔ ایک شخص براہ راست جو کہ مسافت تیس کوس ہے جاتا ہے۔ دوسرا شخص براہ سڑک پختہ جو چکر کھاتے ہوئے جاتی ہے اور مسافت چھتیس کوس ہے جاتا ہے۔ اور تیسرا شخص بذریعہ ریل جو چکر سے جاتی ہے اور مسافت چالیس کوس ہے جاتا ہے۔ اس صورت میں مسافر نمبر ۲، نمبر ۳ مسافر مانے جاویں گے یا نہیں اور ان کو نماز قصر پڑھنی چاہئے یا نہیں اور تینوں راستوں میں سے کون سا صحیح مانا جاوے گا۔

کم مسافت سمجھ کر پوری نماز پڑھتا رہا بعد میں تحقیق سے معلوم ہوا مسافت قصر تھی کیا کرے

(سوال ۲۲۱۶/۲) ایک شخص ایک مقام کو گیا جس کی مسافت بعد تحقیق اپنے خیال میں حد سفر سے کم مسافت خیال کرتا ہے بایں وجہ وہ پوری نماز پڑھتا رہا، چار پانچ روز بعد تحقیق ہوا کہ مسافت حد سفر سے زیادہ ہے تو اس نے پوری نمازیں پڑھی تھیں اس کا اعادہ کرے یا نہیں اور ایک شخص نے ایسے مقام کو جو مسافت شرعی سے کم ہے جو مسافت شرعی پر خیال کر کے قصر کرتا رہا چند روز بعد معلوم ہوا کہ یہ مقام حد سفر سے کم ہے تو وہ ان نمازوں کا اعادہ کرے یا نہ۔

(۱) (لم یکن مستقلاً برائه کعبدوامرأة اوبلدة ولم ینوها ای مدة الا قامة الخ ولو بقی سنین الخ والمعتبر نیة المتبوع لانه . الا صل لا التابع کامراة الخ عبد الخ و جندی اذا یرتزق من الا میراوبیت المال واجیر واسیر وغریم وتلمیذ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۸ .ط.س. ج۲ص۱۲۶) ظفیر. (۲) فلو اتم مسافران تعمد فی القعدة الا ولی ثم فرضه ولکنه اساء لوعا مداً لتاخیر السلام وترك واجب القصر الخ وهذا لا یحل کما حرره القهستانی بعد ان فسر ساء باثم واستحق النار (درمختار) فعلم ان الا ساء ة هنا کراهة التحریم (ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۹ وج ۱ ص ۷٤۰ .ط.س. ج۲ص۱۲۸ وکذا کل صلاة ادیت مع کراهةالتحریم تجب اعادتها (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة مطلب واجبات الصلوٰة ج ۱ص ٤۲۵ .ط.س. ج۱ص٤۵۷) ظفیر. (۳) فلو اتم مسافر ان قعد فی القعدة الاولیٰ تم فرضه ولکنه اساء الخ وما زاد نفل کمصلی الفجر اربعاوإن لم یقعدبطل فرضه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ص ۷۳۹ وج ۱ ص ۷٤۰) مقتدی جو مقیم ہوں ان کی نماز اس لئے نہیں ہوئی کہ مفترض کی نماز متنفل کے پیچھے درست نہیں اور صورت مسؤلہ میں امام کی باقیہ دو رکعتیں نفل ہوئیں واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

حالت سفر کی قضا نمازوں کی ادائیگی بصورت قصر ہی ہوگی

(سوال ۲۲۱۷/۳) سفر میں جو نمازیں قضا ہوئی ہوں ان کو حضر میں پوری پڑھے یا قصر کرے اور سفر میں جو نماز پوری پڑھی گئی ان کو اعادہ کرے یا وہ ہوگئی۔

(جواب) جس راستہ کو جو کوئی سفر کرتا ہے اسی راستہ کا اعتبار ہے۔ لہذا نمبر ۲ نمبر ۳ مسافر شرعی ہیں وہ قصر کریں گے۔(۱)

(۲) پہلا شخص اگر قعدہ درمیان میں بیٹھا ہے تو اس کی نماز فرض ادا ہوگئی اعادہ فرض نہیں ہے اور دوسرا شخص ان نمازوں کا اعادہ کرے۔(۲)

(۳) اس کا حکم یہ ہی ہے کہ سفر کی قضا شدہ نمازوں کو حضر میں بھی قصر کرے(۳) اور جو نمازیں سفر میں پوری پڑھی گئی ان میں اگر قعدہ اولیٰ کر چکا ہے تو وہ ہوگئی۔(۴) فقط۔

معلوم نہ ہو کہ کتنے دن قیام کرنا پڑے تو کیا کرے

(سوال ۲۲۱۸) زید نے بکر کو حکم دیا کہ تم فیلڈ پر جاؤ اور مقام فیلڈ بصرہ قرار دیا لیکن یہ یقین نہیں کہ دس روز قیام ہوگا یا کم یا زیادہ۔ اور بعض لوگوں کو حکم ملتا ہے کہ تم اس مقام پر مستقل ہوگے اور کسی کو حکم ملتا ہے کہ تم کو جس جگہ سے مانگ آئے گی روانہ کیا جائے گا لیکن پختہ طور پر کسی کو بھی یقین نہیں ہے کہ کتنے روز قیام ہوگا۔ تو نماز قصر پڑھنی چاہئے یا پوری۔

(جواب) ایسی حالت تردد میں نماز قصر پڑھنی چاہئے۔(۵) فقط۔

مسافر سنن و نوافل ترک کر سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۲۲۱۹) مسافر کو سنن و نوافل پڑھنے کے بارہ میں کیا حکم ہے اگر ترک کرے گا تو گنہگار ہوگا یا نہیں۔

(جواب) حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر مسافر حالت امن و قرار میں ہو اور عجلت و سیر میں نہ ہو تو سنن و رواتب کو ادا کرے اور اگر امن و قرار کی حالت نہ ہو بلکہ جلدی ہو اور خوف ہو تو سنن کو چھوڑ دے۔ در مختار باب صلوٰۃ المسافر میں

---

(۱) ولو لموضع طریقان احدهما مدة السفر والا خرا قل ، قصر فی الا ول ولا الثانی (درمختار) ای ولو کان اختیار السلوك فیه بلاغرض صحیح خلافا للشافعی کما فی البدائع (ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۵ .ط.س.ج۲ص۱۲۳)
(۲) فلو اتم مسافران قعد فی القعدة الا ولی تم فرضه ولکنه اساء الخ واما زاد نفل الخ وان لم یقعد بطل فرضه (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب صلوٰة المسافر ج ۱ ص ۷۳۹ و ج ۱ ص ۷۴۰ .ط.س.ج۲ص۱۲۸) اور دوسرے شخص نے چار کی جگہ دو پڑھی اس لئے سرے سے اس کی نماز نہیں ہوئی، بقی من المفسدات ارتداد بقلبه وموت الخ وترك رکن بلا قضاء (ایضاً باب ما یفسد الصلوٰة ج ۱ ص ۵۸۸ و ج ۱ ص ۵۸۹ .ط.س.ج۱ص۶۲۹) ظفیر.
(۳) والقضاء یحکی ای یشابه الا داء سفر او حضر الانه بعد ما تقرر لا یتغیر (درمختار) قوله سفر او حضر ای فلو فاتته صلاة السفر وقضا فی الحضر یقضیها مقصورة کما لواداها وکذا فائتة الحضر تقضی فی السفر تامة (ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۴۵ .ط.س.ج۲ص۱۳۵) ظفیر. (۴) فلو اتم مسافران قعد فی القعدة الا ولی تم فرضه الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۹ .ط.س.ج۲ص۱۲۸) ظفیر. (۵) والمعتبر نیة المتبوع لانه الا صل لا التابع کامرأة الخ وعبد الخ وجندی واجیر الخ ولا بد من علم التابع بنیة المتبوع فلو نوی المتبوع الا قامة ولم یعلم التابع فهو مسافر حتی یعلم علی الا صح (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلوٰة المسافر ج ۱ ص ۷۴۴ و ج ۱ ص ۷۴۵ .ط.س.ج۲ص۱۳۳) او لم یکن مستقلا برائه الخ اودخل بلدة ولم ینوها ای مدة الا قامة بل ترقب السفر الخ (ایضاً ج ۱ ص ۷۳۸ .ط.س.ج۲ص۱۲۶) ظفیر.

ہے ویاتی المسافر بالسنن ان کان فی حال امن و قرار والا بان کان فی خوف وقرار لا یاتی بها هو المختار الخ(۱)فقط۔

جو شخص برابر دورہ میں ہو وہ کس طرح نماز ادا کرے

(سوال ۲۲۲۰)ایک شخص بوجہ ملازمت کسی ایسی جگہ تعینات ہے جہاں ہمیشہ دورہ کرتا ہے اور وہ پندرہ دن کہیں قیام نہیں کرسکتا اس صورت میں جب کہ وہ تین منزل کا سفر کر کے اپنے حلقہ میں پہنچ جاوے تو پھر وہ نماز قصر پڑھے گا یا پوری پڑھے گا۔

(جواب)مسئلہ یہ ہے کہ وطن اقامت یعنی جس جگہ وہ بوجہ ملازمت وغیرہ کے مقیم ہے جس وقت وہاں سے سفر تین منزل کا کیا جاوے تو وہ وطن اقامت باطل ہو جاتا ہے پس اگر دورہ تین منزل کا یا زیادہ کا کر کے وہاں یعنی جائے اقامت میں واپس آوے تو اگر پندرہ دن کے قیام کی نیت ہو گی تو نماز پوری پڑھنی ہو گی اور اگر پندرہ دن کے قیام کی نیت نہ ہو تو قصر کرنا ہو گا۔(۲)فقط۔

بلا نیت سفر سے قصر نہیں ہے

(سوال ۲۲۲۱)ایک شخص نے سیر کی نیت کی مگر کسی جگہ کی نیت نہیں کی مہینوں اور برسوں سفر میں رہا وہ قصر کرے یا تمام۔

(جواب)وہ شخص کہ جس نے ابتداءً یا کسی موقع سے تین دن کے سفر کی نیت نہیں کی نماز پوری پڑھے قصر نہ کرے۔(۳)ومن طاف الدنیا بلا قصد لم یقصر۔(۴)فقط۔

جو چل پھر کر تجارت کرتا ہے اور کہیں ایک رات سے زیادہ قیام نہیں کرتا وہ کس طرح نماز ادا کرے گا

(سوال ۲۲۲۲)ایک شخص گھر سے باہر تیس چالیس کوس کے فاصلہ پر چالیس یا پچاس یا زیادہ مسافت کے درمیان پھر کر سوداگری کرتا ہے اور کسی شہر میں ایک رات سے زیادہ نہیں رہتا ایسا شخص صوم وصلوٰۃ میں مسافر کا حکم رکھتا ہے یا نہیں۔

(جواب)وہ شخص مسافر ہے احکام سفر اس پر جاری ہوں گے اور نماز کو قصر کرے گا۔(۵)فقط۔

....

(۱)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ج ۱ ص ۷۴۲.ط.س.ج۲ص ۱۳۱. ۱۲ ظفیر.

(۲)ویبطل وطن الاقامة بمثله وبالو طن الا صل وبانشاء السفر (درمختار) قال فی البدائع لوقام خراسان بالکوفةنصف شهر ثم خرج منها الی مکةفقبل ان یسیر ثلاثة ایام عاد الی الکوفة لحاجة فانه یقصر لان وطنه قد بطل بالسفر (ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ج۱ ص ۷۴۳.ط.س.ج۲ص ۱۳۲) ظفیر.

(۳)ولا یزال علی حکم السفر حتیٰ ینوی الا قامة فی بلدة اوقریة خمسةعشر یوما اواکثر وان نوی اقل ذالك قصر الخ (هدایه باب صلاۃ المسافر ج۱ ص ۱۴۹) ظفیر.

(٤)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ج۱ ص ۷۳۳.ط.س.ج۱ص۱۲۲.۱۲ ظفیر غفرله الله ذنوبه.

(٥)ولا یزال علی حکم السفر حتی ینوی الا قامة فی بلدة او قریة خمسة عشر یوما اواکثروان نوی اقل من ذالك قصر الخ ولود خل مصر اعلی عزم ان یخرج غدا او بعد غدولم ینو مدة الا قامة حتی بقی علی ذالك سنین قصر (هدایه باب صلاۃ المسافر ج۱ ص ۱۴۹) ظفیر.

امام مقیم کی اقتداء جب مسافر تیسری رکعت میں کرے پھر وہ کس طرح نماز پوری کرے

(سوال ۲۲۲۳) امام مقیم ہے جب امام نے ظہر یا عشاء کی دو رکعت پڑھ لی تب مسافر تیسری رکعت میں شامل ہوا۔ دو رکعت امام کی ہمراہ اخیر کی پڑھ کر۔ مسافر ہمراہ امام کے سلام پھیر دے یا اور دو رکعت بھری پڑھ کر سلام پھیرے۔

امام مقیم کی جب مسافر اقتداء کرے تو چار کی نیت کرے یا دو کی

(سوال ۲/۲۲۲٤) امام مقیم ہے، مسافر دو رکعت کی نیت کرے یا چار کی۔

(جواب)(۱) دو رکعت اور پڑھے۔(۱)

(۲) چار کی۔(۲) فقط۔

گارڈ اور ڈرائیور قصر پڑھے گا یا پوری

(سوال ۲۲۲۵) گارڈ لوگ اور ڈرائیور جو سفر کرتے ہیں روزانہ دو سو میل چل کر آٹھ گھنٹہ آرام اور قیام کرتے ہیں اس میں نماز قصر ادا کرے یا اہل اخبیہ کی طرح پوری نماز پڑھے۔

(جواب) ظاہر ہے کہ گارڈ وغیرہ جو روزانہ سفر کرتے ہیں وہ قصر کریں گے اور اہل اخبیہ بھی اہتمام اس وقت کرتے ہیں کہ نیت اقامت کریں اور گارڈ وغیرہ ظاہر ہے کہ نیت اقامت پانزدہ روز کی نہیں کرتے(۳) **فی الدر المختار بخلاف اهل الاخبية نووها فی المفازة فانها تصح فی الا صح الخ۔**(۴) فقط۔

خود تجارت ایک شہر میں کرے اور بچے دوسرے شہر میں ہوں تو وہاں کس طرح نماز ادا کرے

(سوال ۲۲۲٦) ایک شخص کی اسی شہر میں دوکان ہے اور اس کے بچے دوسرے شہر میں رہتے ہیں جو ۴۸ میل سے زیادہ مسافت پر ہے اور یہ دوکاندار بچوں کی خبر گیری کے واسطے جایا کرتا ہے۔ آیا وہاں قصر کرے یا نہیں۔

(جواب) قصر کرے۔(۵) فقط۔

زید گھوم کر تجارت کرتا ہے اور سامان ایک جگہ رکھتا ہے لیکن وہاں وہ خود ایک ہفتہ سے زیادہ نہیں رہتا تو وہ نماز پوری پڑھے یا قصر

(سوال ۲۲۲۷) زید نے اپنا اسباب تجارت اپنے وطن سے سو ۱۰۰ میل کے فاصلہ پر لے جا کر وہاں ایک مکان کرایہ پر لے رکھا ہے اور اس مقام سے اسباب لے جا کر دیہات و بیرونجات میں فروخت کرتا ہے۔ بیرونجات سے کبھی ہفتہ کبھی دس روز میں اپنے جائے قیام پر واپس آتا ہے۔ دو چار روز یا ایک ہفتہ وہاں قیام کر کے پھر اسباب لے کر چلا جاتا ہے اور اس کو فروخت کر کے آٹھ دس روز میں واپس آتا ہے۔ اسی طرح چار چھ روز گذار کر وطن اصل کو

---

(۱) ان اقتدى مسافر بمقيم اتم اربعاً (عالمگیری مصری باب صلاة المسافر ج۱ ص ۱۳۳ .ط.ماجدیه ج۱ ص ۱٤۲) ظفیر. (۲) ایضاً.

(۳) ولا يزال على حكم السفر حتى ينوى الا قامة فى بلدة اوقرية خمسة عشر يوما اواكثر (هدايه باب صلاة المسافر ج۱ ص ۱٤۹) ظفیر. (٤) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلوٰة مسافر ج۱ ص ۷۳۸ .ط.س.ج۱ص۱۲۷ .۱۲ ظفیر. (۵) لايزال على حكم السفر حتى ينوى الا قامة فى بلدة او قرية خمسة عشر يوما (هدايه باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۱٤۹) ظفیر.

واپس آتا ہے۔ زید جس مقام پر اسباب تجارت رکھتا ہے وہ وطن اقامت بن جائے گا یا نہیں اور زید کو نماز قصر ادا کرنی چاہئے یا نہیں۔

(جواب) اگر اول اس جائے اقامت میں پندرہ دن کے قیام کی نیت کرلی ہے تو اس صورت میں وہاں اور قرب وجوار کے دیہات پر جہاں تک مسافت قصر نہ ہو نماز پوری پڑھتا رہے گا اور اگر جائے اقامت میں اول دفعہ بھی پندرہ روز کے قیام کی نیت نہیں کی تو پھر برابر قصر کرے گا۔(۱) فقط۔

بیڑے باندھنے والے جو دریا میں رہتے ہیں قصر کریں یا پوری نماز پڑھیں

(سوال ۲۲۲۸) پنجاب کے آدمی جمنا وغیرہ دریا میں بیڑے باندھتے ہیں یعنی لکڑیاں کڑیاں ٹورو غیرہ جنگلوں میں سے باندھ کر دریا میں بہا کر دوسرے شہروں میں دریا کے راستہ سے لے جاتے ہیں اور غالباً نو مہینہ اسی سفر میں رہتے ہیں کہیں دس روز کہیں بیس روز اور کہیں اس سے کم وزیادہ رہنا پڑتا ہے۔ دریا میں ان کا سفر ہوتا ہے لکڑیوں پر بیٹھے چلے جاتے ہیں جس جگہ لکڑیاں باندھتے ہیں وہاں زیادہ قیام ہوتا ہے، دریا سے باہر آکر کھانا وغیرہ پکا لیتے ہیں ان کے لئے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے اور ان کو نماز قصر پڑھنی چاہئے یا نہیں۔

(جواب) ان کو نماز قصر کرنی چاہئے جب کہ سفر ان کا تین منزل یا اس سے زیادہ ہے اور نماز حتی الوسع وقت پر پڑھنی چاہئے اور بہتر ہو کہ جس طرح کھانے وغیرہ کی ضرورت سے کنارہ اتر کر یہ کام کرتے ہیں اسی طرح نماز کے لئے ایسا کریں۔ (۲) اور ان کی کڑیوں اور تختوں وغیرہ مجتمعہ پر بھی چلے ہوئے نماز پڑھنا درست ہے جیسا کہ کشتی میں۔(۳) فقط۔

جو مسافر وطن پہنچ کر بھی نادانی سے قصر کرتا رہا ہو تو اس پر اور اس کی اقتداء کرنے والے پر اعادہ ضروری ہے۔

(سوال ۲۲۲۹) زید بحالت سفر قصر نماز ادا کرتا ہوا وطن اصلی پہنچا چونکہ مسئلہ معلوم نہ تھا اس لئے زمانہ قیام وطن میں بھی نماز قصر پڑھتا رہا، امامت کی تب بھی قصر ہی کیا تو امام ومقتدیوں کے لئے کیا حکم ہے۔

(جواب) اس صورت میں جس قدر نمازیں اس نے اپنے وطن اصلی میں قصر کی ہیں ان کا اعادہ کرنا اس کے ذمہ اور ان لوگوں کے ذمہ جنھوں نے اس کے پیچھے نماز پڑھی ہے لازم ہے۔(۴) فقط۔

مقیم مقتدی، مسافر امام کے پیچھے نماز کس طرح پوری کرے گا

(سوال ۲۲۳۰) امام مسافر ہے اور مقتدی مقیم ہیں اور چار رکعت کی نماز ہے۔ جب امام دو رکعت پوری کر چکا تو اس نے سلام پھیر دیا۔ اب مقتدی الحمد پڑھیں۔ یا ساکت کھڑے ہو کر رکوع کریں۔

---

(۱) ولایزال علی حکم السفر حتی ینوی الا قامة فی بلدة او قریة خمسة عشر یوما اواکثر (عالمگیری مصری ظفیر. ص ۱۳۰.ط.ماجدیہ ج۱ص۱۳۹) (۲) وان نوی الا قامة اقل من خمسة عشر یوما قصر (عالمگیری مصری باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۱۳۱.ط.ماجدیہ ج۱ص۱۳۹) ظفیر. (۳) اما الصلوٰة فی السفینة فالمستحب ان یخرج من السفینة للفریضة اذا قدر، واذا صلی قاعدا فی السفینة وھی تجری مع القدرة علی القیام تجوز مع الکراھة الخ (عالمگیری مصری باب صلاة المسافر ج۱ ص ۱۳۴.ط.ماجدیہ ج۱ص۱۴۳) ظفیر. (٤) الوطن الا صلی ھو موطن ولا دته او تاھله او توطنه یبطله بمثله اذا لم یبق بالاول اھل فلو بقی لم یبطل بل یتم فیھما (درمختار) ای بمجرد الدخول وان لم ینو اقامة (ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ص ۷٤۲ و ج۱ ص ۷٤۳ .ط.س.ج۲ص ۱۳۱) ظفیر.

(جواب) جب امام مسافر ہے تو مقتدی بقیہ نماز کو بغیر قرات و فاتحہ پڑھے پوری کریں۔ وصح اقتداء المقیم بالمسافر فی الوقت وبعده فاذا قام المقیم الی الاتمام لا یقرأ(۱)

جہاں شادی کرے وہ وطن کے حکم میں ہے یا نہیں

(سوال ۲۲۳۱) مثلاً زید ساکن دیوبند کا نکاح الہ آباد ہوا تواب محض نکاح ہو جانے سے الہ آباد زید کا وطن اصل ہو جائے گا یا وہاں سکونت اختیار کرنا بھی شرط ہے۔ صاحب مراقی الفلاح و در مختار وغیرہ محض تزوج کو لکھتے ہیں اور کبیری وغیرہ میں سکونت کی قید لگائی ہے۔ فتویٰ کس قول پر ہے۔

عورت جب شادی کے بعد والدین کے گھر جائے اور پندرہ دن سے کم کی نیت کرے تو قصر کرے یا پوری پڑھے

(سوال ۲/۲۲۳۲) بعد نکاح جب عورت اپنے شوہر کے یہاں چلی جاوے۔ اگر پھر والدین کے یہاں آوے اور پندرہ یوم سے کم قیام کا ارادہ ہو تو قصر کرے یا اتمام۔

سسرال میں جا کر نماز پوری پڑھی تو کیا حکم ہے

(سوال ۳/ ۲۲۳۳) اگر زید مذکر ساکن دیوبند الہ آباد جا کر اتمام کرے اور مقیمین کو پوری نماز پڑھاوے تو اعادہ کی تو ضرورت نہیں؟

(جواب) (۱) شامی نے قول در مختار اور تاہلہ کی تحت میں شرح منیہ سے نقل فرمایا ہے(۲)۔ ولو تزوج المسافر ببلدو لم ینو الا قامة به فقیل لا یصیر مقیما وقیل یصیر مقیما وهو الا وجه الخ اس سے معلوم ہوا کہ محض تزوج سے وہاں مقیم ہو جاتا ہے یہی اصح و اوجہ ہے۔ یعنی وہاں جا کر نماز پوری پڑھنی چاہئے۔

(۲) پوری نماز پڑھے کہ وہ بھی اس کا وطن اصلی ہے۔(۳)

(۳) اس کا حکم اوپر نمبر ا کے جواب سے معلوم ہو گیا کہ اس کو پوری نماز پڑھنی چاہئے۔ فقط۔

بحالت سفر کب سے قصر واجب ہے اور کیا پوری نماز نہیں پڑھ سکتا

(سوال ۲۲۳۴) بحالت سفر نماز کس وقت واجب ہوتی ہے اور وجوب قصر کی حالت میں اگر برائے ثواب پوری نماز ادا کر لی جاوے تو درست ہے یا نہیں۔

(جواب) جس وقت بارادہ مسافت قصر یعنی تین منزل شہر سے باہر نکلے اور بستی و آبادی سے باہر ہو جاوے اسی وقت سے نماز قصر کرے (۴) اور سفر میں نماز پوری کرنا ممنوع ہے قصر ہی کا حکم ہے اور جو حکم شریعت کا ہے اسی کی پابندی کرنی چاہئے۔(۵) فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلوٰة المسافر ج ۱ ص ۷۴۰ .ط.س.ج۲ص ۱۳۰.۱۲ ظفیر.

(۲) ردالمحتار باب صلاة المسافر مطلب فی الوطن الا صلی ووطن الا قامة ج۱ ص ۷۴۲.ط.س.ج۲ص ۱۳۱.۱۲ ظفیر. (۳) الوطن الا صلی هو موطن الا صلی هو موطن ولا دته او تاهله او تو طنه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار .باب صلاة المسافر مطلب فی الوطن الا صلی الخ ج ۱ ص ۷۴۲ .ط.س.ج۲ص ۱۳۱) ظفیر.

(۴) من خرج من عمارة موضع اقامةمن جانب خروجه الخ قاصدا الخ مسیرة ثلاثة ایام ولیالیها من اقصر ایام السنة الخ صلی الفرض الرباعی رکعتین (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب صلاة المسافر ج ص ۷۳۲.ط.س.ج۲ص ۱۲۱)

(۵) صلی الفرض الرباعی رکعتین وجو بالقول ابن عباس ان الله فرض علی لسان نبیکم صلاة المقیم اربعا والمسافر رکعتین (درمختار) قوله وجو با فیکره الا تمام عندنا حق روی عن ابی حنیفة انه قال من اتم الصلاة فقد اساء وخالف السنة شرح المنیة (ردالمحتار باب صلاة المسافر ج۱ ص ۷۳۵.ط.س.ج۲ص ۱۲۳) ظفیر.

مسافر امام قعدہ اولیٰ اٹھ کر جب تیسری رکعت ملالے تو مقتدی کی نماز فاسد ہوگی یا نہیں

(سوال ۲۲۳۵) مسافر امامت کرد بعد از قعدہ اولیٰ کہ در حق او مفروض است برخاست در رکعت ثالث بسجدہ مقید کرد نماز جماعت مقیمین فاسد گردیدانہ۔ و در در المختار باب المسافر تحت قولہ لم یصر مقیماً تحریری کند فلو اتم المقیمون صلوٰتھم معه فسدت لا نه اقتداء المفترض بالمتنفل ظهیریه. ای اذا قصد متا بعته اما لو نووا مفارقته ووافقوه صورة فلا فسادافاده الخیر الرملی(۲)وایضاً۔ قال صاحب ردالمحتار در منح الخالق حاشیہ بحر الرائق باب مسافر قال الرملی یجب تقییده بما اذا لم ینووا مفارقته اما اذا نووامفارقة لاتفسد صلوتهم وان وافقوه فی الا تمام صورة اذ لا مانع من صحة مفارقته بعد اتمام فرضه الخ ج ۲ ص ۱۴۶ بحر الرائق۔ دریں صورت چہ حکم است۔

(جواب) یہ مسئلہ ایسا ہی ہے جیسا ردالمحتار اور بحر الرائق میں منقول ہے۔ تقیید مذکور ضروری ہے۔ فقط (یعنی پیروی کی نیت سے اگر مقیم پوری کرے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ ظفیر)

مسافر کو مقیم امام کے پیچھے چار کی نیت کرنی چاہئے

(سوال ۲۲۳۶) مسافر کو مقیم کے پیچھے نماز ظہر میں چار رکعت کی نیت کرنا چاہئے یا دو رکعت کی۔ اور جب کہ نماز ظہر میں مقیم کا دو رکعت کے بعد قعدہ کرنا واجب ہے اور مسافر کا فرض ہے تو کس دلیل سے مسافر کی نماز مقیم کے پیچھے ہو جاتی ہے۔

(جواب) چار رکعت کی نیت کرنی چاہئے کیونکہ مسافر پر بھی باقتداء مقیم چار رکعت فرض ہو جاتی ہے اور قعدہ اولیٰ (اس پر) فرض نہیں رہتا۔(۳) فقط۔

فوجی قصر کریں یا پوری پڑھیں

(سوال ۲۲۳۷) یہاں پر تقریباً تین سو آدمی رہتے ہیں اور جو آدمی ہیں انگریزوں کے نوکر توپخانہ وغیرہ میں ہیں اور افسروں کو بھی یہ معلوم نہیں کہ یہاں کتنی مدت رہنا ہوگا تو عصر و عشاء وغیرہ کی نماز چار رکعت پڑھیں یا دو رکعت، اگر دو رکعت کا حکم ہو اور چار رکعت پڑھ لیوے تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) ایسی حالت میں چار رکعت ہی پڑھنی چاہئے کیونکہ اگر دو رکعت واجب ہوں اور چار پڑھ لی جاویں بشرطیکہ درمیان قعدہ کر لیا جاوے تو نماز ہو جاتی ہے۔ کذا فی کتب الفقہ۔(۴) فقط۔

---

(۱) ردالمحتار باب صلاة المسافر ج۱ ص ۷۴۱.ط.س.ج۲ص ۱۳۰.۱۲ ظفیر.
(۲) وان اقتدى المسافر بالمقيم فى الوقت اتم اربعا لانه يتغير فرضه الى اربع للتبعية (هدايه باب صلاة المسافر ج ۱ص ۱۴۹) ظفير.
(۳) لانه اجتمع فى هذه الصلاة ما يو جب الا ربع وما يمنع فرجحنا ما يوجب الاربع احتياطا (ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۳.ط.س.ج۲ص ۱۲۲) فلو اتم مسافران قعد فى القعدة الاولى تم فرضه الخ وما زاد نفل (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۹.ط.س.ج۲ص۱۲۸) ظفير.

وطن اقامت میں پندرہ دن کی نیت ہو تو پوری پڑھے ورنہ قصر کرے

(سوال ۲۲۳۸) زید کا وطن اصلی الٰہ آباد ہے اور ملازم انبالہ میں ہے ہمیشہ دورہ میں رہنا پڑتا ہے۔ انبالہ میں صرف دو ایک روز قیام ہوتا ہے اور ضلع کے بعض مقام ۳۶ میل سے زیادہ ہیں اور بعض مرتبہ انبالہ کے قرب وجوار میں دورہ کرنا پڑتا ہے اس کو نماز قصر پڑھنی چاہئے یا پوری۔

(جواب) وطن اصل زید کا تو الٰہ آباد ہی رہے گا اور انبالہ وطن اقامت ہے وہاں اگر پندرہ روز قیام کی نیت کی گئی تو پوری نماز پڑھنی ہوگی ورنہ قصر کرنا ہوگا۔(۱) اور انبالہ میں اگر پندرہ روز قیام کی نیت ہوئی اور وہاں نماز پوری پڑھی گئی تو پھر جب انبالہ سے ۴۸ میل سفر کا ارادہ ہو تو قصر کرے ورنہ پوری نماز پڑھے۔(۲) فقط۔

مسافر سہواً چار کی نیت کرلے تو کتنی رکعت ادا کرے

(سوال ۲۲۳۹) مسافر نے سہواً چار رکعت کی نیت باندھی تو دو رکعت پڑھے یا چار اور سجدہ سہو کرے یا نہ۔

مسافر نے امام کو مقیم سمجھا اور اقتدا کی تو کیا کیا جاوے

(سوال ۲۲۴۰/۲) مسافر نے امام کو مقیم سمجھ کر اقتداء کی۔ سلام پھیرنے پر معلوم ہوا کہ امام مسافر تھا، اب وہ امام کے ساتھ سلام پھیر دے یا چار رکعت پوری کرے۔

(جواب)(۱) وہ دو ہی رکعت پڑھے اور سجدہ سہو نہ کرے۔(۳)

(۲) امام کے ساتھ سلام پھیر دے۔ فقط۔(۴)

وہ گارڈ کالکا سے شملہ جاتا ہے قصر کرے گا یا نہیں

(سوال ۲۲۴۱) ایک شخص ریلوے گارڈ ہے ہر روز کالکا سے شملہ گاڑی لے کر جاتا ہے ۶۰ میل کا فاصلہ ہے تو اس کو نماز پوری پڑھنی چاہئے یا قصر۔ اگر قصر پڑھے تو پہلے سے جو پوری نماز پڑھی گئی وہ ہوئی یا نہیں۔ علاوہ ازیں حالت سفر میں سنتوں کا پڑھنا دشوار ہے صرف ریل سے اتر کر فرض پڑھ سکتا ہے۔ چار منٹ کی مہلت ہوتی ہے اور انجن میں نماز کی جگہ اور گنجائش نہیں۔ اور وہ شخص شملہ اور کالکا دونوں جگہ مسافر شمار ہوگا یا کیا۔

(جواب) اس صورت میں نماز قصر پڑھنی چاہئے۔(۵) اور اگر پہلے پوری نمازیں پڑھی گئیں اور درمیان کا قعدہ کیا

....

(۱) اوینوی اقامة نصف شهر حقيقة او حكما الخ بموضع واحد صالح لها الخ فيقصران نوى الا قامة فى اقل منه اى من نصف شهر (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج۱ ص ۷۳۶. ط.س. ج۲ ص ۱۲۵) ظفير.

(۲) ويبطل وطن الا قامة بمثله وبا لوطن الاصلى وبا نشاء السفر الخ (ايضاً ج۱ ص ۷۴۳. ط.س. ج۲ ص ۱۲۹) ظفير.

(۳) صلى الفرض الرباعى ركعتين وجوبا لقول ابن عباس ان فرض على لسان نبيكم صلوة المقيم اربعا والمسافر ركعتين (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج۱ ص ۷۳۵. ط.س. ج۲ ص ۱۲۳) رہا نیت میں عدد کی غلطی اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ لا بد من التعيين عندا لنية الخ لفرض الخ دون تعيين عددركعاته لحصولها ضمنا فلا يضر الخطا فى عددها (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰة مطلب فى النية ج ۱ ص ۳۸۸ ج ۱ ص ۳۹۰. ط.س. ج۱ ص ۴۱۸) ظفير.

(۴) ايضاً ۱۲ ظفير.

(۵) ولايزال على حكم السفر حتى ينوى الا قامة فى بلدة او قرية خمسة عشر يوما اواكثر وان نوى اقل من ذالك قصر (هدايه باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۱۴۹) ظفير.

گیا تھا تو وہ نماز ہو گئیں اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔(۱) اور سنتوں کی قضاء بھی نہیں ہے(۲) اور کالکا اور شملہ دونوں جگہ وہ مسافر شمار ہو گا۔ فقط۔

تین منزل کا سفر ہو تو قصر کرے

(سوال ۲۲۴۲) اگر کوئی شخص ہمیشہ دریائی سفر میں رہے یا جہاز کی نوکری کرے یا مہینہ میں دس روز جہاز سفر کرے اور دس پندرہ روز اپنے مکان پر وہ نماز قصر پڑھے یا پوری۔

(جواب) جس زمانہ میں سفر میں رہے اور جہاز میں سفر کرے بشرطیکہ سفر تین منزل کا ہو تو وہ قصر کرے(۳) اور جس وقت اپنے وطن میں پہنچے اور وطن میں رہے ان دنوں میں نماز پوری پڑھے۔(۴) فقط۔

رات جائے قیام پر گذرے اور دن میں چکر لگائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۲۴۳) ایک شخص رخصت سے واپس آکر ایک ایسی جگہ متعین ہوا کہ اس کو تین چار میل روزانہ جانا پڑتا ہے مگر رات کو اپنے جائے قیام پر واپس آجاتا ہے وہ مسافر رہے گا یا مقیم۔

(جواب) اگر اس نے اس جگہ متعینہ میں اول پندرہ روز کے قیام کی نیت کرلی تھی تو وہ مقیم ہو گیا۔ پھر اگر روزانہ دو چار میل کہیں جانا پڑے تو اس سے وہ مسافر نہیں ہوتا اس کو نماز پوری ہی پڑھنی چاہئے۔ اور اگر دوسری جگہ کی تبدیلی ہو جاوے تو وہاں بھی یہی حکم ہو گا۔

جہاز کا ملازم جسے معلوم نہیں کہ کہاں کتنے دن رہنا ہو، قصر کرے

(سوال ۲۲۴۴) میں مال جہاز میں ملازم ہوں، جہاز ہمیشہ دور دراز ممالک میں پھرتا رہتا ہے۔ کبھی ایک جگہ دس پندرہ دن، مہینہ دو مہینہ کھڑا رہتا ہے، معلوم نہیں ہوتا کہ کب وہاں سے روانہ ہو گا۔ اور بعض جہاز ایک مقام مقرر سے دوسرے مقام مقرر تک جاتا ہے۔ اور ہم کو چھ سات یا نو دس مہینہ کے بعد یا برس دو برس میں مکان جانے کا اتفاق ہوتا ہے۔ تو ہم کو ایسی حالت میں نماز قصر پڑھنی چاہئے یا پوری۔

(جواب) اس صورت میں جب تک اپنے وطن میں پہنچا نہ ہو نماز کو برابر قصر کرنا چاہئے اور جب وطن پہنچو اس وقت نماز پوری پڑھو اور جو مقرر جگہ سے مقرر جگہ تک جاتا ہے اس کے ملازم کا بھی یہی حکم ہے کہ برابر بحالت سفر

---

(۱) فان صلی اربعة وقعد فی الثانية قدر التشهد اجزته والا خريان نافله ويصير مسيئا لتا خير السلام (عالمگیری کشوری صلوٰۃ المسافر ج ۱ ص ۱۳۷ . ط. ماجدیه ج۱ ص ۱٤۱) ظفیر.

(۲) ولايقضيها الا بطريق التبعية لقضاء فرضها قبل الزوال لا بعده الخ بخلاف سنة الظهر وكذا الجمعة فانه ان خاف فوت ركعة يتركها ويقتدی ثم ياتی بها علی انها سنة فی وقته ای الظهر (درمختار) فلا تقضی بعده لا تبعا ولا مقصودا الخ (ردالمحتار باب ادراك الفريضه ج۱ ص ٦٧٢ . ط.س. ج۲ ص ۵۷) ظفير.

(۳) ولايزال علی حكم السفر حتی ينوی الا قامة فی بلدة او قرية خمسة عشر او اكثر وان نوی اقل من ذالك قصر (هدایه باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۱٤۹) ظفیر.

(٤) الوطن الا صلی الخ يبطل بمثله اذا لم يبق له بالاول...... اهل فلوبقی لم يبطل بل فيهما (درمختار) ای بمجرد الدخول وان لم ينوا قامة (ردالمحتار باب صلوٰۃ المسافر ج۱ ص ٧٤٢ وج۱ ص ٧٤٣ . ط.س. ج۲ ص ۱۲۸) ظفیر.

(۵) وان دخل اولا ما نوی المبيت فيه يصير مقيما ثم بالخروج الی الموضع الا خر لا يصير مسافرالان موضع واقامة الرجل حيث يبيت به (ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۸ . ط.س. ج۲ ص ۱۲۸) اوينوی الخ اقامة نصف شهر الخ بموضع واحد الخ فيقصران نوی الاقامة فی اقل منه (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳٦ . ط.س. ج۲ ص ۱۲۵) ظفير.

نماز قصر پڑھے۔(۱)

گیا قصر والے راستے سے اور واپسی غیر قصر والے راستے سے ہوئی تو واپسی پر قصر کرے یا نہیں

(سوال ۲۲۴۵) ایک گاؤں کے دو راستے ہیں۔ اگر ریل میں جاوے تو قصر لازم ہے اور پیدل کے قریب راستہ کو جانے سے پوری نماز پڑھے گا۔ اس گاؤں میں ریل سے گیا اور چند روز قیام کیا قصر نماز پڑھتا رہا۔ واپسی کے وقت پیدل راستہ سے آیا تو گھر پہنچنے تک قصر نماز پڑھے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں واپسی میں بھی وہ شخص قصر کرے گا جب تک کہ اپنے وطن میں نہ پہنچ جاوے۔ کیونکہ اس گاؤں میں اس نے پندرہ دن قیام کی نیت نہیں کی تھی اور وہ گاؤں وطن اقامت ہنوز نہیں ہوا تھا۔

دس کوس چل کر نیت سفر فسخ کردی تو کیا کرے

(سوال ۲۲۴۶) زید سفر کو چلا دس کوس چل کر نیت سفر فسخ کردی اور وطن واپس ہوا تو واپسی میں نماز قصر پڑھے یا نہ۔

(جواب) اس صورت میں پوری نماز پڑھے۔ عالمگیری میں ہے اما اذا لم یسر ثلثة ایام فعزم علی الرجوع اونوی الاقامة یصیر مقیماً وان کان فی المفازة(۳) فقط۔

جو مسافر قصر کو نہ مانے اس کا کیا حکم ہے

(سوال ۲۲۵۲) زید۔ مسافر پر قصر کا معتقد نہیں ہے یا معتقد تو ہے مگر قصر نہیں کرتا۔ ہر دو صورت میں کیا حکم ہے۔

(جواب) مسافر بہ سفر شرعی کو قصر کرنا واجب ہے جو شخص قصر کا اعتقاد نہ رکھے یا قصر نہ کرے وہ مبتدع اور عاصی ہے اور تارک واجب ہے کما بسط فی الاحادیث وتفصیله فی کتب الفقه۔(۴) فقط۔

سفر میں منزل کا اعتبار ہے یا فرسخ کا

(سوال ۲۲۵۳) قال فی الهدایه ولا عبرة بالفراسخ وهو الصحیح (۵)ا ه وفی الدر المختار. ولا اعتبار علی فراسخ علی المذهب. انتهی(۶) وفی حاشیة الهدایة .قوله هو الصحیح احترازاً عن قوله عامة المشائخ لا نه قدروه بالفراسخ ثم اختلفوا فیما بینهم فقیل احد وعشرون فرسخا وقیل ثما نیة عشر وقیل خمسة عشرو الفتویٰ علی ثمانیة عشر کذا فی المحیط۔(۷) انتہی اور در حاشیہ مالابد منہ لیکن آنست کہ در مذہب حنفیہ اعتبار امیال وفراسخ نیست ودر عالمگیری از ہدایہ می آرد ولا تغیر بالفراسخ اما چہل وہشت میل چنانکہ

---

(۱) او دخل بلدة ولم ینوها ای مدة الا قامة بل ترقب السفر غداً اوبعده ولو بقی ذالك سنین (درمختار) قوله ولم ینوها وکذا اذا نواها وهو مترقب السفر کما فی البحر لان حالته تناف عزیمته (ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۸ .ط.س. ج۲ ص ۱۲۶) ظفیر. (۲) ولو لموضع طریقان احدهما مدة السفر والا خر اقل، قصر فی الاول لا الثانی الخ حتی یدخل موضع مقامه الخ اوینوی الخ اقامة نصف شهر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۵ وج۱ ص ۷۳۶ .ط.س. ج۲ ص ۱۲۳) ظفیر. (۳) عالمگیری مصری . باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۱۳۰ .ط. ماجدیه ج۱ ص ۱۳۹ . ۱۲ ظفیر. (۴) والقصر عندنا واجب کذا فی الخلاصه (عالمگیری صلاة المسافر ج ۱ ص ۱۳۰ .ط. ماجدیه ج۱ ص ۱۳۹) ظفیر. (۵) هدایه باب صلاةالمسافر ج۱ ص ۱٤۸ . ۱۲ ظفیر.
(۶) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۵ .ط.س. ج۲ ص ۱۲۳ . ۱۲ ظفیر.
(۷) دیکھئے حاشیه هدایه. باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۱٤۸ . ۱۲ ظفیر.

مصنفؒ اختیار کردہ مذہب شافعی است۔ جب کہ حنفیہ کے نزدیک میل و فرسخ کا اعتبار نہیں تو جہاز کے سفر میں کس طور پر نماز قصر پڑھیں گے۔

(جواب) اصل مذہب بے شک یہ ہے کہ منازل کا اعتبار ہے یعنی تین دن کی مسافت معتبر ہے لیکن ۴۸ میل بھی تین منزل ہوتے ہیں اس لئے معمول بہ یہی ہے۔ اور مالابد منہ میں اس کو اختیار کیا گیا ہے، (۱) اور دریا کے سفر میں کشتی و جہاز کی مسافت کا اعتبار ہے یعنی تین دن میں جس قدر سفر طے ہوتا ہے اعتدال ریح کے ساتھ اس میں قصر کا حکم ہے۔ (۲) فقط۔

خسر کا گھر وطن اصلی نہیں

(سوال ۲۲۵٤) کسے از وطن اصلی خود بہ نیت نکاح بجائے دور بمسافت قصر رفتہ زنے را نکاح کردہ در وطن اصلی خو بیاورد و آں زن بعد نکاح بمکان شوہر خود قریب از بست سال بطور مستندی ماند مگر خانہ پدرش درانجا موجود است، دریں حالت اگر زوجش گاہ بگاہ نیت سفر بخانہ آں خسر یا در اطراف آں برو ند آیا زوج نماز قصر خواند یا تمام کند و خانہ خسر برائے او وطن اصلی است یا نہ۔

(جواب) ہر گاہ آنکہ بلد دیگر نکاح کردہ زوجہ خود را بوطن اصلی خود آوردو خود بموضع تاہل و تزوج یعنی مسکن زوجہ خود اقامت نہ کرد و مستقر نہ شدو نہ زوجہ خود درانجا گذاشت، آں بلد وطن او نہ شدہ است پس بمجرد دخول دراں بلد مقیم نخواہد شد و اتمام نماز لازم نخواہد شد بلکہ قصر بخند کذا یظہر من کتب الفقہ۔ و فقہاء کہ موضع تزوج را وطن فرمودہ اند مراد آنست کہ زوجہ او در آں جا مقیم باشد و ہر گاہ زوجہ اش آنجا مقیم نیست و خود نیز درانجا سکونت نکردہ بلکہ زوجہ خود را بوطن خود بیاورد پس محض اقامت خسر و وجود خانہ آں خسر درانجا مفید ایں امر نخواہد شد کہ آں بلد را وطن شوہر گفتہ شود **ولو کان له ببلد تین فایتها دخل صار مقیماً فان ماتت زوجته فی احداهما وبقی له فیها دور و عقار قیل لا یبقی وطناً له اذا لمعتبر الا هل دون الدار الخ** (۳) ونیز در جائیکہ اشتباہ باشد کہ قصر کند یا نہ کند آنجا اتمام نماز احوط است **قال فی الشامی فی موقع الا شتباه . لانه اجتمع فی هذه الصلوٰة مایو جب لا ربع وما یمنع فر جحنا ما یو جب الا ربع احتیاطاً .** (٤) و ظاہر است کہ بصورت اختلاف احتیاط در اتمام نماز است نہ در قصر۔ فقط۔

وطن اصلی سے اگر کسی شہر میں اقامت کی پھر کشتی یا جہاز میں ملازم ہو گیا تو کیا کرے

(سوال ۲۲٤۷/۱) بعض جہاز راں اور کشتی بان اپنے وطن اصلی سے آکر شہر یا گاؤں میں اولاً کسی جگہ بہ نیت اقامت مقیم ہو جاتے ہیں پھر کچھ دنوں تلاش و کوشش کے بعد کسی جہاز یا کشتی میں ملازم ہو جاتے ہیں اور بعض لوگ بلا نیت اقامت کسی جگہ ٹھہر جاتے ہیں بعدہ ملازم ہو کر اپنے کام میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ ان حالات میں ان پر قصر واجب ہو گا یا نہیں۔

---

(۱) مگر وقتیکہ قصد کنند دفعۃً واحدۃً سفر چہل و ہشت کردہ را (مالا بدمنه فصل نماز مسافر ص ٦٠) ظفیر۔

(۲) وانما یعتبر فی کل موضع منهما ما یلیق بحاله (عالمگیری مصری باب صلاة المسافر ج۱ ص ۱۳۰ ط۔ ماجدیه ج۱ ص۱۳۸) ظفیر۔

(۳) ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ص ۷٤۲ ط۔س۔ ج۲ ص ۱۳۱۔ ۱۲ ظفیر۔

(٤) ردالمحتار باب صلاة المسافر تحت قوله قاصدا ج۱ ص ۷۳۳ ط۔س۔ ج۲ ص ۱۲۲۔ ۱۲ ظفیر۔

جہاں جہاز دو تین ماہ رک جائے وہاں اقامت کی نیت سے مقیم ہو گیا نہیں

(سوال ۲/۲۲۴۸) بعض تجارتی جہاز دور دراز ملکوں سے آکر کسی بندرگاہ میں دو تین ماہ تک مقیم ہو جاتے ہیں ایسی حالت میں ان کے اہلکار نیت اقامت سے مقیم بن سکتے ہیں یا نہیں۔

مال بوٹ کے ملازم مقیم نہیں

(سوال ۳/۲۲۴۹) بعض مال بوٹ اکثر بندرگاہوں کے پل پر بطور مال گودام کے ہمیشہ بند رہتا ہے اس کے اہل کار جو ممالک غیر کے باشندے ہوتے ہیں اور ہمیشہ اس میں بود وباش رکھتے ہیں مقیم کہلائیں گے یا مسافر

(جواب)(۱) جو لوگ دور دراز مسافت سے آئے اور کسی جگہ انہوں نے نیت اقامت پانزدہ ۱۵ یوم نہ کی اور پھر ملازم جہاز وکشتی ہو کر سفر کرتے رہے، خواہ قلیل یا کثیر وہ برابر مسافر ہی رہیں گے اور قصر کریں گے۔ بعدم علۃ الاتمام۔ اور جو لوگ کہیں مقیم تھے یا باہر سے آکر مقیم ہو گئے اور پھر تین دن کے سفر کے ارادہ سے نہیں نکلے وہ پوری نماز پڑھیں گے قصر نہ کریں گے۔(۱)

(۲) شامی میں ہے، والملاح مسافر الخ وسفینۃ .ایضاً، لیست بوطن ۱ ۵ بحر وظاھرہ ولو کان مالہ واھلہ معہ فیھا ثم رایتہ صریحا فی المعراج۔(۲) پس معلوم ہوا کہ وہ اہل کار مقیم نہ ہوں گے مسافر ہی رہیں گے اور نماز قصر کریں گے۔

(۳) مسافر رہیں گے۔ کما مر۔ فقط۔

کتنے منزل کا سفر شرعی ہوتا ہے

(سوال ۲۲۵۰) ایک منزل کتنے کوس یا کتنے میل کی ہوتی ہے۔

(جواب) کتب فقہ میں یہ لکھا ہے کہ سفر شرعی تین منزل کا ہوتا ہے اور صحیح یہ ہے کہ میلوں کا اعتبار نہیں ہے بلکہ منزلوں کا ہے۔ اور بعض فقہاء نے میلوں کا اعتبار کیا ہے، اس میں تین قول ہیں۔ ایک منزل کے ۲۱ یا ۱۸ یا ۱۵ میل لکھے ہیں اور فتویٰ ۱۸ میل پر ہے اور عند البعض پندرہ ۱۵ میل پر(۳) فقط۔

سفر سے واپسی پر گھر سے علیحدہ بازار میں قیام کرے تو وہ مسافر ہے یا نہیں

(سوال ۲۲۵۱) ایک شخص مسافرت سے وطن مالوف میں آیا اپنے مسکن سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر بازار میں درزی کا کام کرتا ہے اور کبھی کبھی دو چار رات بھی وہاں پر رہتا ہے، وہ شخص نماز قصر کرے یا پوری پڑھے۔

(جواب) جس بستی اور آبادی میں وہ رہتا ہے اسی کے خروج ودخول کا نماز قصر وعدم قصر میں اعتبار ہے پس جو بازار

---

(۱) ولا بد للمسافر من قصدمسافۃ مقدرۃ بثلاثۃ ایام حتی یترخص برخصۃ المسافرین والا لا یترخص ابدا ولو طاف الدنیا جمیعھا الخ ولا یزال علی حکم السفر حتی ینوی الا قامۃ فی بلدۃ اوقریۃ خمسۃ عشر یوما او اکثر (عالمگیری مصری صلاۃ المسافر ج ۱ ص ۱۳۰ .ط.ماجدیہ ج۱ ص ۱۳۹) ظفیر.

(۲) ردالمحتار باب صلاۃ المسافر تحت قولہ کبحر (ج ۱ ص ۷۳۷ .ط.س. ج۲ ص ۱۲۶) ظفیر.

(۳) اعلم ان اقل مدۃ السفر عند نا مسافۃ ثلثۃ ایام من اقصر ایام السنۃ بالسیر الوسط وھومشی الا قدام ولا بل والبر واعتدال الریح فی البحر الخ وصح صاحب الھدایۃ انہ لا یعتبر التقدیر بالفراسخ لکن قال المرغینانی وعامۃ المشائخ قدرھا بالفراسخ فقیل احد وعشرون فرسخا وقیل ثمانیۃ عشر فرسخا قال المرغینانی وعلیہ الفتویٰ وقال العتابی فی جوامع الفقہ ھوالمختار وقیل خمسۃ عشر فرسخا الخ (غنیۃ المستملی صلاۃ المسافرفی المدۃ ص ۴۹۷) ظفیر.

کہ بستی مذکورہ سے منفصل ہے جیسا کہ بلادبنگال میں سنایا گیا ہے اس میں دخول و خروج کا اعتبار نہیں ہے پس شخص مذکور جب تک اس بستی میں اور اس کی عمارات میں داخل نہ ہوگا اس وقت تک قصر کرتا رہے گا۔ قال فی الشامی واما الفناء فھو المکان المعدلمصالح البلد کرکض الدواب ودفن الموتیٰ والقاء التراب فان اتصل بالمصر اعتبر مجا وزته وان انفصل بغلوة او مزرعة فلا کما یاتی ۔(۱)فقط۔

باپ بیٹے کے یہاں اور بیٹا باپ کے گھر مسافر ہے یا مقیم

(سوال ۱/۲۲۵۸) ایک شخص اپنے والد کی جائے سکونت سے دور دراز فاصلہ پر رہتا ہے، اگر بیٹا باپ کی جائے سکونت میں یا باپ بیٹے کی جائے سکونت میں جاوے تو قصر پڑھیں گے یا نہیں۔

جس جگہ جائداد ہے وہاں قصر پڑھے یا پوری

(سوال ۲/۲۲۵۹) ایک شخص کی اور اس کے باپ بھائیوں کی جائداد اور مکانات ایک قریہ میں واقع ہیں، پہلے ان مالکان کی رہائش اور سکونت بھی اسی قریہ میں تھی، اب کچھ عرصہ سے دوسری جگہ سکونت منتقل کرلی ہے، ان میں سے ایک شخص فصل کے موقع پر وہاں جاکر آمدنی وصول کرلاتا ہے، تو جو شخص وہاں جاتا ہے وہ قصر پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱) جب کہ وطن اصلی ہر ایک کا علیٰحدہ علیٰحدہ ہو گیا ہے تو ہر ایک ان میں سے دوسرے کے وطن میں جانے سے مقیم نہ ہوگا بلکہ قصر نماز پڑھے گا۔(۲)

(۲) اگر پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کا وہاں قصد ہے تو قصر پڑھے گا اور اگر پندرہ دن یا زیادہ قیام کے ارادہ سے وہاں جاوے گا تو پوری نماز پڑھے گا۔ اور اگر کچھ ارادہ پختہ نہ ہو بلکہ یہی ارادہ ہے کہ دو چار دن میں چلا جاؤں گا یا جب وصول ہوگا چلا جاؤں گا تو برابر قصر کرے گا۔ اگرچہ بلا ارادہ زیادہ دونوں ٹھہرنا ہو جاوے۔(۳) فقط۔

سفر شرعی میں قصر کے ترک سے گنہگار ہوگا یا نہیں

(سوالؒ ۲۲۶۰) جو شخص سفر میں قصر نہ کرے تو گنہگار ہوگا یا نہیں اگر گنہگار ہے تو کیوں۔ کیا ومن تطوع خیراً فلنفسه کا اطلاق اس پر ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) امام صاحبؒ کا مذہب یہ ہے کہ سفر شرعی میں قصر نماز واجب ہے قصداً پوری نماز پڑھنا ممنوع

....

(۱) ردالمحتار باب صلاة المسافر تحت قوله من خرج من عمارة موضع اقامة ج ۱ص ۷۳۲ .ط.س. ج۲ص ۱۲۱. ۱۲ ظفیر. (۲) ولو وطن الاصلی ھو موطن ولا دته اوتاھله او توطنه یبطل بمثله اذا لم یبق له بالا ول اھل (الدر المختارعلی ھامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۴۲ .ط.س. ج۲ص۱۲۸) ظفیر. ولو کان له اھل ببلدتین فایتھما دخلھا صارمقیما فان ماتت زوجته فی احدھما وبقی له فیھا دور وعقار قیل لایبقی وطنا له اذا المعتبر الا ھل دون الد ار (ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۴۲ .ط.س. ج۲ص۱۲۸) الوطن الا صلی الخ یبطله بمثله اذا لم یبق له بالا ول اھل (درمختار) ای وان بقی له فیه عقار الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ص ۷۴۲ .ط.س. ج۲ص۱۲۸) ظفیر. (۳) ولا یزال علی حکم السفر حتی ینوی الا قامة فی بلدة اوقریة خمسة عشر یوما اواکثر (عالمگیری ج۱ ص ۱۳۰ .ط. ماجدیه ج۲ص۱۳۹) اوینوی الخ اقامة نصف شھر الخ بموضع واحد صالح لھا فیقصران نوی الا قامة فی اقل منه ای من نصف شھر الخ او دخل بلدة ولم ینوھا ای مدة الا قامة بل ترقب السفر غدا او بعده ولو بقی ذالك سنین (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج۱ ص ۷۳۶ .ط.س. ج۲ص۱۲۵) ظفیر.

ہے۔(۱) کیونکہ یہ حدود اللہ سے تجاوز ہے **ومن یتعد حدود اللہ فاؤلئك هم الظالمون**۔(۲) اور **من تطوع خیراً** میں یہ داخل نہیں ہے کیونکہ یہ حکم شارع علیہ السلام کے خلاف کرنا خیر نہیں ہے بلکہ وہ شر ہے۔

مرد سسرال میں مقیم ہوتا ہے یا مسافر

(سوال ۲۲۶۱/۱)(الف) زید کا نکاح سہارنپور ہوا جو اس کے وطن سے سو ۱۰۰ میل ہے۔ زید منکوحہ کو وطن لے آیا۔ اگر زید ایسی صورت میں سہارنپور جائے کہ اس کی منکوحہ سہانپور نہ ہو تو زید مقیم ہوگا یا مسافر۔

(سوال ۲۲۶۲/۲)(ب) اگر زید کی منکوحہ فوت ہو جائے تو وہ سہارنپور جا کر مقیم ہوگا یا مسافر۔

(سوال ۲۲۶۳/۳)(ج) زید ساکن الہ آباد اور ہندہ سکنہ سہارنپور۔ دونوں سفر کرتے ہوئے مراد آباد پہنچے، وہاں دونوں کا نکاح ہو گیا تو زید مراد آباد میں مقیم ہوگا یا مسافر۔

(جواب) در مختار میں ہے **لو کان له اهل ببلدتین فایتها دخلها صار مقیماً فان ماتت زوجته فی احداهما وبقی له فیها دور وعقار قیل لا یبقی وطناً له اذا لمعتبر الا هل دون الدار کما لو تاهل ببلدة واستقرت سکناً له ولیس له فیها دار وقیل تبقی الخ**۔(۳) اس سے دوسری صورت یعنی (ب) کا جواب تو واضح ہو گیا کہ زوجہ کے مر جانے کے بعد سہارنپور اس کا وطن اصلی نہ رہے گا خصوصاً جب کہ وہاں اس کا گھر اور زمین بھی نہیں ہے کیونکہ اختلاف جو کچھ ہے وہ بصورت دار و عقار باقی رہنے کے ہے اور اس میں اتمام احوط ہے۔ اور پہلی صورت (الف) میں بھی جب کہ اس کی زوجہ وہاں نہیں ہے تو بظاہر وہاں جا کر مقیم نہ ہوگا۔ اور تیسری صورت (ج) میں بھی مراد آباد ان کا وطن نہ ہوگا اس میں تو کچھ شبہ نہیں ہے صرف شبہ روایت شرح منیہ (۴) کی موافق پہلی صورت میں ہے، لیکن فقہا نے یہ قاعدہ بھی لکھ دیا ہے کہ جہاں شبہ ہو وہاں پوری نماز پڑھے کہ اس میں احتیاط ہے جیسا کہ شامی میں موقع شبہ میں لکھا ہے **لا نه اجتمع فی هذه الصلوٰة ما یوجب الا ربع وما یمنع فرجحنا ما یوجب الاربع احتیاطاً الخ شامی**۔(۵) فقط۔

پہلا وطن اصلی وطن کے حکم میں ہے یا نہیں

(سوال ۲۲۶۴) ایک شخص کی اراضی مکان ضلع جالندھر میں ہے اور اب وہ مع اہل و عیال بوجہ اراضی ملنے کے ضلع لائلپور میں چلا گیا وہاں سکونت اختیار کر لی۔ چونکہ ضلع جالندھر میں بھی اس کے مکانات اور زمین ہے اس کے انتظام کے لئے اس کو بعد شش ماہ یا اس سے کم و بیش مدت میں آنا پڑتا ہے آیا وہ شخص یہاں آکر نماز پوری پڑھے یا قصر کرے۔

---

(۱) صلی الفرض الرباعی رکعتین وجوبا الخ والا کمال لیس رخصة فی حقه بل اساءة (درمختار) قوله وجوبا فیکره الا تمام عندنا حتی روی عن ابی حنیفه انه قال من اتم الصلاة فقد اساء وخالف السنة (ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۵. ط.س. ج۲ ص۱۲۳) ظفیر. (۲) سورة البقر رکوع ۲۹ . ۱۲ ظفیر.

(۳) ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۴۲. ط.س. ج۲ ص۱۲۸. ۱۲ ظفیر.

(۴) شرح منیہ کی وہ روایت یہ ہے کہ قال فی شرح المنیة ولو تزوج المسافر ببلدو لم ینوالا قامة به فقیل لا یصیر مقیما وقیل یصیر مقیما وهوا لا وجه (ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۴۲. ط.س. ج۲ ص۱۲۸) ظفیر.

(۵) ردالمحتار باب صلاة المسافر تحت قوله قاصدا ص۱ ض ۷۳۳. ط.س. ج۲ ص۱۲۲) ظفیر.

(جواب) اس میں اصح واحوط یہی ہے کہ وطن اول بھی وطن اصلی ہے۔ وہاں نماز پوری پڑھے جیسا کہ بعض فقہاء کے اقوال سے اس کو ترجیح معلوم ہوتی ہے، نیز اس قاعدہ سے بھی اتمام راجح ہے جس کو علامہ شامیؒ نے امام ابو یوسف کے قول کی ترجیح میں نقل کیا ہے کہ جس موقعہ پر قصر اور اتمام میں اشتباہ ہو تو وہاں اتمام کو ترجیح ہوتی ہے کیونکہ احتیاط اسی میں ہے۔ وہ عبارت یہ ہے کہ جو شروع صلوٰۃ مسافر میں علامہ نے نقل کی ہے۔ کما فی التجنیس اذا افتتح الصلوٰۃ فی السفینة حال اقامة فی طرف البحر فنقلتها الریح ونوی السفریتم صلوٰۃ المقیم عند ابی یوسف رحمه الله خلافاً لمحمدؒ لانه اجتمع فی هذه الصلوٰۃ ما یوجب الا ربع وما یمنع فرجحنا ما یوجب الاربع احتیاطاًالخ ۔(۱) شامی۔

اپنے موضع سے نکل کر قصر شروع کردے خواہ وہاں سے وہ نظر آتا ہی کیوں نہ ہو

(سوال ۲۲۶۵) اس ملک میں مکانات متصل اور ان میں باغات ہوتے ہیں، باوجود اتصال کے نام مواضعات کے علیٰحدہ علیٰحدہ ہوتے ہیں اگر کسی کو بارادہ سفر اپنے مکان سے نکل کر دوسرے موضع میں پہنچنے کے بعد وقت نماز آگیا ہو اور وہاں سے اپنا موضع بھی نظر آتا ہو تو یہ مسافر قصر کرے یا اتمام۔

(جواب) اس صورت میں وہ شخص قصر کرے گا کیونکہ قصر کے لئے تجاوز کرنا اپنی بستی کی آبادی سے شرط ہے۔ نظر آنا آبادی کا مانع قصر سے نہیں ہے۔ کما فی الدر المختار من خرج من عمارة موضع اقامة من جهة خروجه وان لم یجا وز من الجانب الا خر الخ ۔(۲) فقط۔

سفر شرعی کے ارادہ سے نکلنے والا نکلتے ہی قصر شروع کردے

(سوال ۲۲۶۶) ایک شخص نے بمبئی جانے کا ارادہ کیا اور ارادہ گھر سے یہی ہے کہ میں چھ مہینہ رہوں گا۔ تو اب یہ شخص قصر کرے گا یا اتمام۔

(جواب) راستہ میں وہ شخص قصر کرے گا کیونکہ وہ شخص سفر شرعی کے ارادہ سے گھر سے نکلا ہے لہٰذا علت قصر پائی گئی۔ باقی جب بمبئی پہنچے گا اور وہاں اس کی نیت چھ ماہ کے قیام کی ہے تو وہاں نماز پوری پڑھے گا۔ کما فی الدر المختار من خرج من عمارة موضع اقامة الخ قاصداً سیرة ثلثة ایام ولیالیها الخ صلی الفرض الرباعی رکعتین وجوباً الخ حتی یدخل موضع اقامة ان سار مدة السفر الخ۔(۳) فقط۔

پہلے قیام کی نیت تھی پھر نیت بدل گئی تو قصر کرے گا

(سوال ۲۲۶۷) زید مسافر نے قصبہ میں پندرہ روز قیام کی نیت کر کے چار رکعت پڑھا دی مگر عصر کے وقت پندرہ روز قیام کی نیت فسخ کردی اور چار رکعت والی نماز کو دو ہی رکعت پڑھنا پڑھانا شروع کردی تو یہ امامت و نمازیں صحیح ہوئی یا نہیں۔ مسافر کو بعد نیت قیام عزم فسخ کرنے پر پوری نماز پڑھنی چاہئے یا قصر۔

(جواب) زید کا پہلے بہ نیت قیام پوری نماز پڑھنا اور بعد کو بوجہ فسخ کرنے نیت قیام کے قصر کرنا درست و صحیح ہے۔

---

(۱) ردالمحتار باب صلاة المسافر تحت قوله قاصداً ج۱ ص ۷۳۳ .ط.س.ج۲ص ۱۲۲ ۱۲ ظفیر.
(۲) الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۲ .ط.س.ج۲ص ۱۲۱. ۱۲ ظفیر.
(۳) الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج۱ص ۷۳۲ وج ۱ ص ۷۳۳ .ط.س.ج۲ص ۱۲۱. ۱۲ ظفیر.

مسافر کو بعد فسخ کرنے نیت قیام قصر ہی پڑھنا چاہیئے۔(۱) فقط۔

ارادہ سفر سے آس پاس مختلف دیہاتوں کا اتنا چکر لگائے کہ اس کی مجموعی مسافت، مسافت شرعی کو پہنچ جائے تو کیا حکم ہے۔

(سوال ۲۲۶۸) شخصے بارادہ سفر میرود و سفرش در دیہات و مواضع است و یک موضع از موضع آخر چنداں نیست کہ حکم قصر صلوٰۃ برو عائد شود مثلاً بعض موضع از یک موضع بر مسافت نہ میل است و بعض از بعض یازدہ میل و بعض ہشت میل و بعض شانزدہ میل۔ مثلاً لیکن دورہ او دریں دیہات زائد از مسیرۃ سہ ایام می شود دریں صورت برو قصر واجب است یا نہ۔

(جواب) ہرگاہ قصد شخص مذکور بوقت خروج برائے سفر دورہ جمیع دیہات مذکور است کہ مسافتش سہ یوم یا زیادہ از مسیرۃ سہ یوم یعنی سہ منزل است قصر برو واجب است من خرج من عمارۃ موضع اقامۃ الخ قاصداً مسیرۃ ثلثه ایام ولیالیها الخ در مختار(۲) فقط۔

سفر شرعی میں قصر کرے خواہ تھوڑی دور پر قیام ہی کیوں نہ کرنا پڑے

(سوال ۱/۲۲۶۹) میں مسافر مارواڑ کا ہوں اور احمد آباد علاقہ میں چار پانچ ماہ کے ارادہ سے جاتا ہوں مگر کسی کام کی وجہ سے ہر دن کوس دو کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ ڈالتا ہوں۔ مثلاً آج یہاں تو کل کسی دوسرے مقام میں دو تین میل کے فاصلہ پر پڑاؤ ہوتا ہے۔ تو اس صورت میں قصر کرنا چاہیئے یا نہ۔

جنگل میں ایک ماہ کے ارادہ سے قیام کرے گا تو بھی قصر ہی کرنا ہوگا

(سوال ۲/۲۲۷۰) مسافر باہر جنگل میں ایک ماہ کامل کے ارادہ سے مقیم ہوا تو قصر کرے یا پوری نماز پڑھے۔

(جواب) (۱) اس صورت میں نماز قصر پڑھنی چاہیئے۔(۳)

(۲) جنگل میں مقیم نہیں ہوتا اس لئے اس کو نماز قصر پڑھنی چاہیئے۔(۴) فقط۔

سفر میں وتر معاف نہیں اور سنن پڑھنا بھی ثابت ہے

(سوال ۲۲۷۱) ایک شخص مدعی ہے کہ مسافر کے لئے سنن اور وتر معاف ہے اور ترک کرنے سے گناہ نہیں ہے اور رسول اللہ ﷺ نے سفر میں کبھی نہیں پڑھے ہیں تو یہ دعویٰ صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) وتر واجب ہیں ان کا ترک کسی حال میں جائز نہیں ہے مسافر ہو یا مقیم۔ اور سنن کے بارہ میں افضل یہ ہے

---

(۱) ولایزال علی حکم السفر حتی ینوی الا قامة فی بلدة خمسة عشر یوما او اکثروان نوی اقل من ذالك قصر (هدایه باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۱٤۹) ولو کان مسافر افی اول الوقت ان صلی صلاة السفر ثم اقام فی الوقت لا یتغیر فرضه وان لم یصل حتی اقام فی اخر الوقت ینقلب فرضه اربعا، وان لم یبق من الوقت الا قدر ما یسع فیه بعض الصلاة (عالمگیری مصری صلاة المسافر ج ۱ ص ۱۳۲ .ط.ماجدیه ج۱ص۱٤۱) ظفیر. (۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۲ .ط.س.ج۲ص۱۲۱. ۱۲ ظفیر. (۳) اوینوی الخ اقامة نصف شهر حقیقة او حکما الخ بموضع واحد صالح لها من مصر اوقریة الخ فیقصر ان نوی الاقامة فی اقل منه ای من نصف شهر اونوی فیه لکن فی غیر صالح کبحر وجزیرة او نوی فیه بموضعین مستقلین الخ او دخل بلدة ولم ینوها ای مدة الا قامة بل ترقب السفر غدا اوبعده ولو بقی علی ذالك سنین (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳٦ .ط.س.ج۲ص۱۲۵) ظفیر.

(٤) وصلاحیة الموضع حتی نوی الاقامة فی براوبحر او جزیرة لم یصح (عالمگیری مصری صلاة المسافر ج۱ ص ۱۳۰ .ط.ماجدیه ج۱ص۱۳۹) ظفیر.

کہ حالت امن و قرار میں پڑھے اور اگر عجلت ہے تو ترک کردے اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔(۱) اور ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سفر میں سنن پڑھی ہیں۔(۲) فقط۔

جو برابر سفر میں رہے قصر کرے

(سوال ۲۲۷۲) ایک شخص سہارنپور کے ریلوے دفتر میں ملازم ہیں اور ان کا مکان سہارنپور سے ۷۲ میل کے فاصلہ پر ہے۔ ان کو چوبیس گھنٹہ ریل گاڑی ہی میں رہنا پڑتا ہے اور انبالہ تک اور ادھر غازی آباد تک جانا ہوتا ہے۔ ان کو نماز قصر پڑھنی چاہئے یا پوری۔

(جواب) ایسی حالت میں جب تک اپنے وطن اصلی جانا نہ ہو قصر ہی پڑھتے رہیں۔(۳) فقط۔

کشتی اور جہاز پر رہنے والے قصر نماز پڑھیں

(سوال ۲۲۷۳) جو جہاز خلیج میں رات کو کنارہ پر مربوط رہتے ہیں اور دن کو تین مرتبہ نصف ساعت کی مقدار میں اس پار سے اس پار کو آتے جاتے ہیں، آیا اس جہاز کے ملازمین نماز قصر کریں گے یا پوری پڑھیں گے اور وطن اصلی ان لوگوں کا تین روز کا فاصلہ ہے اور یہ لوگ جہاز ہی میں رہتے ہیں، کھانا پینا اور سونا جہاز ہی میں ہوتا ہے۔

(جواب) جو لوگ دور سے آکر جہاز کی ملازمت کرتے ہیں مثلاً تین دن کی مسافت یا زیادہ طے کر کے آکر جہاز میں ملازم ہو جاتے ہیں اور پھر برابر دریا میں جہاز چلاتے رہتے ہیں کسی موضع صالح للاقامۃ میں پندرہ دن کے قیام کی نیت سے قیام نہیں کرتے تو وہ مسافر ہیں نماز قصر پڑھیں، درمختار میں ہے **فیقصر ان نوی الا قامة فی اقل منه ای من نصف شهر اونوی فیه لکن فی غیر صالح کبحر او جزیرة الخ (درمختار) قوله کبحر قال فی المجتبی والملاح مسافر الا عند الحسن وسفینة ایضاً لیست بوطن ا ه الخ۔**(۴) فقط۔

ریلوے ڈرائیور جو انجن پر دوڑتا رہتا ہے قیام ایک جگہ چند گھنٹوں سے زیادہ نہیں رہتا کیا کرے

(سوال ۲۲۷۳/۱) ایک ڈرائیور جو کہ ریل گاڑی چلاتا ہے اپنے ہیڈ کوارٹر یعنی مستقر سے روانہ ہو کر سو میل یا کم و بیش دورہ کرتا ہے اور جب اپنی ڈیوٹی پوری کر لیتا ہے تو دوسرے مستقر پر جا کر کم از کم بارہ گھنٹہ یا چوبیس گھنٹہ آرام کرتا ہے پھر چند گھنٹہ بعد دوسری گاڑی لے کر واپس ہوتا ہے۔ جب اپنے پہلے مستقر پر پہنچتا ہے تو یہاں بھی اس کو اتنے ہی قیام کا موقع ملتا ہے تو اس کو ہر دو جگہ قصر کرنا چاہئے یا پوری نماز پڑھنی چاہئے۔

(جواب) اس کو دونوں جگہ نماز قصر پڑھنی چاہئے۔(۵) فقط۔

---

(۱) ویاتی المسافر بالسنن ان کان فی حال امن و قرار والا بان کان فی خوف وقرار لایاتی بها هو المختار (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۴۲ .ط.س. ج۲ ص ۱۳۱) ظفیر.

(۲) وروی عن ابن عمر ان النبی صلی الله علیه وسلم کان لایتطوع فی السفر قبل الصلوٰة ولا بعدها وروی عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم انه کان یتطوع فی السفر (ترمذی شریف باب ماجاء فی التطوع فی السفر ج ۱ ص ۷۲) ظفیر.

(۳) من خرج من عمارة موضع اقامة الخ قاصدا الخ مسیرة ثلثة ایام ولیالیها الخ صلی الفرض الرباعی رکعتین وجو با الخ حتی ید خل موضع مقامه الخ اوینوی الخ اقامة نصف شهر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار با ب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۲ .ط.س. ج۲ ص ۱۲۱) ظفیر. (۴) ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ص ۷۳۷ .ط.س. ج۲ ص ۱۲۶ . ۱۲ ظفیر.

(۵) من خرج من عمارة موضع اقامة الخ قاصد الخ مسیرة ثلاثة ایام ولیالیها الخ صلی الفرض الرباعی رکعتین وجوبا الخ فیقصر ان نوی الا قامة فی اقل منه ای من نصف شهر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۲ تا ج ۱ ص ۷۳۷ .ط.س. ج۲ ص ۱۲۱ ...... ۱۲۳) ظفیر.

ملازم اپنے آقا کے تحت ہے وہ قصر کرے تو یہ بھی کرے

(سوال ۲۲۷۴) ایک شرعی مسافر کسی موضع میں پہنچا اور وہاں کے ایک باشندہ کو بایں شرط ملازم رکھا کہ جب تک میں سفر میں رہوں، تم میرے ساتھ رہنا۔ انتہائی مسافت کچھ بیان نہیں کی۔ اس موضع سے نکل کر پانچ چھ میل کے فاصلہ پر کسی گاؤں میں پہنچا۔ بغیر نیت اقامت چار ہفتہ وہاں رہا اور برابر نماز قصر پڑھتا رہا، اب ملازم کے لئے کیا حکم ہے۔ بہ تبعیت آقا خود بھی قصر کرے گا یا اتمام۔

(جواب) ملازم مذکور اس صورت میں تابع اپنے آقا کے ہے جو نیت آقا کی ہو گی اسی کی متابعت ملازم پر ہو گی، لیکن نیت متبوع کا معلوم ہونا ضروری ہے۔ درمختار میں ہے والمعتبر نیة المتبوع الخ(۱) ولابدمن علم التابع بنية المتبوع الخ وفی ردالمحتار قوله واجیرای مشاهرة او مسانهةً الخ(۲) پس جب کہ اجیر تابع مستاجر کے ہوتا ہے اسی طرح ملازم مذکور بھی تابع ہو گا کیونکہ وہ بھی اجیر مشاہرۃ ہے۔ فقط۔

چند گاؤں میں چکر کاٹنے سے مسافت پوری ہو جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۲۷۵) ایک شخص کے چند دیہات ہیں جو اس کے وطن سے ہر ایک مسافت قصر سے کم ہے۔ اگر یہ شخص اپنے ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں کو یکے بعد دیگرے منتقل ہوتا رہا جس سے مسافت قصر پوری ہو جاتی ہے اور اسی قصد سے وطن سے گیا ہو تو اس شخص کے لئے احکام سفر ثابت ہوں گے یا نہیں۔

(جواب) اس پر احکام قصر ثابت ہوں گے۔ فقط۔(۳)

غیر مقلدین کا تین میل پر قصر کرنا اور ان کی مستدل حدیث کی تاویل

(سوال ۲۲۷۶) عند الفقہاء ۴۸ میل پر دوگانہ مسافر پڑھتا ہے اور غیر مقلد تین میل پر دوگانہ پڑھتے ہیں۔ ثبوت میں حضرت انسؓ کی حدیث پیش کرتے ہیں جس میں آنحضرت ﷺ نے تین میل پر دوگانہ پڑھا ہے، اس حدیث کا کیا مطلب ہے۔

(جواب) تین منزل (جس کے ۴۸ میل ہوتے ہیں) کی مسافت کا ارادہ ہو تو شہر سے باہر نکلتے ہی قصر شروع ہو جاتا ہے (۴) اور یہی تاویل ہے اس حدیث شریف کی جس میں یہ آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مدینہ شریف سے باہر تین میل پر قصر کیا یعنی ارادہ آپ کا دور کا تھا مگر تین میل پر مدینہ سے نکل کر وقت نماز کا ہوا تو آپ نے قصر نماز پڑھی۔ فقط۔

اجیر اگر اپنے وطن میں پہنچے تو وہ مقیم کے حکم میں ہو گا خواہ اس کا مالک ساتھ ہی کیوں نہ ہو

(سوال ۲۲۷۷) اجیر مشاہرۃ یعنی ملازم اگر سفر کرتا ہو امع اپنے آقا کے اپنے موضع میں پہنچے تو قصر کرے گا یا

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷٤٤ .ط.س. ج۲ص ۱۳۳ ۱۲.
(۲) ردالمحتار باب صلاة المسافر ج۱ ص ۷٤٥ .ط.س. ج۲ص ۱۳٤ ۱۲ ظفیر.
(۳) فاذا قصد بلدة والی مقصده طریقان احدهما مسیرة ثلاثة ایام ولیالیها , الاخر دونها فسلك الطریق الابعد كان مسافرا عندنا هكذا فی فتاویٰ قاضی خان (عالمگیری مصری باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۱۳۰ .ط. ماجدیه ج۱ ص۱۳۸) ظفیر.
(٤) من خرج من عمارة موضع اقامة الخ قاصدا الخ مسیرة ثلاثة ایام ولیالیها الخ ولا اعتبار بالفراسخ علی الذهب (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳٥ .ط.س. ج۲ ص ۱۲۱) ظفیر.

پوری نماز پڑھے گا۔ فتاوی حمادیہ میں ہے عبد سافر مع مولیٰ فدخلا فی وطن العبد لا یصیر ان مقیمین . اما العبد فلا نه تابع واما المولیٰ لم توجد نیة الا قامة ولا دخول الوطن الا صلی ۔ یہ مسئلہ عبد ہی کے ساتھ مخصوص ہوگا یا اجیر کا بھی یہی حکم ہے۔

(جواب) اجیر مشاہرۃً اگرچہ بلحاظ تبعیت عبد کے حکم میں ہے اور کوئی شبہ نہیں کہ وطن اقامت میں اگر یہ صورت پیش آئے تو عبد کی طرح اس کی نیت کا بھی اعتبار نہ ہوگا۔ اس کی اقامت وسفر کا مدار مستاجر کی نیت پر ہے لیکن وطن اصلی میں یہ صورت نہیں کیونکہ وہاں تو پہنچتے ہی سفر باطل ہو جاتا ہے۔ نیت وعدم نیت کا اس پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ لہذا اگر اجیر مستاجر کے ساتھ اپنے وطن اصلی میں پہنچے تو سفر فوراً باطل ہو جائے گا اور اس کے علاوہ اور جگہ متبوع کی نیت کے تابع رہے گا۔ در مختار میں ہے والمعتبر نیة المتبوع لانه الا صل لا التابع کامرأة وفاهامهرها المعجل وعبد الخ واجیر الخ مع زوج و مولیٰ ومستاجر الخ۔(۱) فقط۔

مقتدی مسافر مقیم امام کے پیچھے کتنی رکعت کی نیت کرے

(سوال ۲۲۷۸) امام مقیم ہے، مقتدی مسافر تو کیا مقتدی چوگانہ نیت کرے یا دوگانہ۔

(جواب) مسافر کو اقتداء مقیم کی جائز ہے اور مقتدی مسافر امام مقیم کی اتباع کی وجہ سے چار رکعت پڑھے گا اور چار ہی رکعت کی نیت کرے گا۔ در مختار میں ہے واما اقتداء المسافر بالمقیم فیصح فی الوقت ویتم الخ۔(۲)

ایک شہر چھوڑ کر دوسرے میں چلا گیا اب پہلے میں آئے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۲۷۹) ایک شخص نے کسی وجہ سے اپنے اہل وعیال کو الف شہر سے ب شہر کو بھیج دیا اور وہ الف شہر کے گردونواح میں مسافت طے کر کے وقت گذارتا ہے۔ اگر وہ شخص الف شہر میں آئے جہاں اس کا کرایہ کا مکان مقفل ہے تو وہاں وہ مقیم کہلایا جائے گا یا مسافر۔

دوسرے جب وہ شخص ب شہر میں جائے جہاں اس کے کل عزیز واقارب ہیں مگر وہاں اس کا قیام دس روز سے بھی کم ہے اور اسے الف شہر واپس آنا ہے جہاں وہ مستقل طور پر قیام پذیر ہے تو ایسی صورت میں وہ ب شہر میں مقیم سمجھا جائے گا یا مسافر؟ اس کو ہر طرح کا آرام ب شہر میں ہے اور الف شہر میں اس کے اہل وعیال عارضی طور پر چلے گئے ہیں۔

(جواب) معلوم ہوتا ہے کہ اس کا وطن اصلی ب شہر ہے جہاں اس کے کل عزیز واقارب ہیں۔ پس اگر اس کا وطن اصلی ب شہر ہی ہے تو وہاں پہنچتے ہی فوراً نماز پوری پڑھنی چاہئے اور الف شہر میں اگر وہ بوجہ ملازمت رہتا ہے تو وہ وطن اقامت ہے اگر وہاں پندرہ دن یا زیادہ کے قیام کی نیت ہو تو نماز پوڑی پڑھے ورنہ قصر کرے۔ حاصل یہ ہے کہ وطن اصلی میں نماز پوری پڑھنی چاہئے اگرچہ ایک دوروز کو وہاں آوے، اور وطن اقامت میں اگر پندرہ دن کی نیت قیام کی

(۱) الد المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۴۴ و ج ۱ ص ۷۴۵ شامی میں ہے قوله واجیر ای مشاهرة او مسانهة الخ (ردالمحتار باب ایضاً ج۱ ص ۷۴۵.ط.س.ج۲ص ۱۳۴) ظفیر.

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۴۱.ط.س.ج۲ص ۱۳۰.۱۲ ظفیر.

ہو تو پوری نماز پڑھنی چاہئے ورنہ قصر کرے اور وطن اصلی وہ ہے اس کی پیدائش ہے اور والدین رہتے ہیں اور نکاح ہوا ہے غرض جس جگہ کا وہ اصلی رہنے والا ہے وہ وطن اصلی ہے جب تک اس کو چھوڑ کر دوسرا وطن نہ بنالیوے وہی وطن اصلی رہے گا۔(۱) فقط۔

کس قدر سفر پر قصر ہے

(سوال ۲۲۸۰) نماز قصر کس قدر سفر میں ہے

(جواب) تین منزل سفر پر قصر واجب ہے۔(۲)

قصر نہ کرے تو گنہگار ہوگا یا نہیں

(سوال ۲۲۸۱) نماز قصر نہ کرے تو گنہگار ہوتا ہے یا نہیں؟

(جواب) گنہگار ہوتا ہے۔(۳)

قصر کی حالت میں سنت و وتر ہے یا نہیں

(سوال ۲۲۸۲) قصر کی حالت میں سنت و وتر ہے یا نہیں۔

(جواب) وتر پڑھنے ضروری ہیں اور سنتوں کو بھی اطمینان و فرصت میں نہ چھوڑے۔(۴)

ظہر و عصر ایک وقت میں سفر کے اندر جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۲۸۳) نماز ظہر و عصر سفر کی حالت میں ملا کر پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) ایک وقت میں دونوں کو پڑھنا جائز نہیں۔(۵)

بطور دورہ سفر کرنے والے پر قصر ہے یا نہیں

(سوال ۲۲۸۴) ملازمت کی حالت میں جو لوگ سفر بطور دورہ کرتے ہیں ان پر قصر واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) تین منزل کا سفر ہو تو قصر لازم ہے۔ یعنی دورہ میں اخیر تک جہاں جانے کا ارادہ ہے، وہ اگر تین منزل دور ہے تو قصر کرنا چاہئے(۱)۔

قصر کرنے والے امام نے نماز پوری پڑھ لی تو امام و مقتدی کی نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۲۲۸۵/۱) ایک مسافر قصر پڑھنے والا نماز عشاء کا امام ہو اور بجائے قصر کے پوری چار رکعت نماز پڑھی وہ نماز امام و مقتدیوں کی ہوئی یا نہیں۔

---

(۱) الوطن الاصلی هو موطن ولادته او تاهله او توطنه يبطل بمثله اذا لم يبق له بالاول واهل فلو بقى لم يبطل الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار ج۱ ص ۷۴۲ .ط.س.ج۲ص۱۳۱) ظفير. (۲) السفر الذى يتغير به الا حكام ان يقصد مسيرة ثلثة ايام ولياليها بسير الا بل ومشى الا قدام الخ والسير المذكور هو الوسط (هدايه باب صلاة المسافر ج۱ ص ۱۴۸) ظفير. (۳) وفرض المسافر فى الرباعية ركعتان لا يزيد عليها الخ وان صلى اربعا وقعد فى الثانية قدر التشهد اجزاته الا وليان عن الفرض والا خريان له نافلة (هدايه ايضاً) . (۴) وبعضهم جوز للمسافرترك السنن والمختار انه لا ياتى بها فى حال الخوف وياتى بها فى حال القرار والامن (عالمگيرى ج۱ ص ۱۳۰ .ط.ماجديه ج۱ص۱۳۹) ظفير. (۵) ولا جمع بين فرضين فى وقت بعذر سفرو مطر خلافاللشافعى وما رواه محمول على الجمع فعلاً، لا وقتا فان جمع فسد و لو قدم الفرض على وقته وحرم لوعكس اى اخره عنه وان صح بطريق القضاء (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الصلوٰة قبيل باب الا ذان ج۱ ص ۳۵۴ و ج۱ ص ۳۵۵. ط.س.ج۱ص۳۸۱) ظفير. (۱) اقل مسافة تتغير فيها الا حكام مسيرة ثلاثة ايام الخ والقصر واجب (عالمگيرى باب فى صلاة المسافر ج ۱ ص ۱۲۹ .ط.ماجسيه ج۱ص۱۳۸) ظفير.

ریل کے سفر میں پوری نماز پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۲/۲۲۸۶) دوسرے یہ کہ اگر قصر کرنے والا اس خیال سے کہ سفر ریل آرام کا ہے قصر نہ کرے تو کیا وہ گنہگار ہوگا؟

(جواب) امام اگر دو رکعت پر بیٹھ گیا ہے تو اس کی نماز ہوگئی اور مقتدیوں نے اگر اس کے ساتھ ساتھ نماز پوری کی تو ان کی نماز نہیں ہوئی۔ کما مر الشامی۔ فلو اتم المقیمون صلاتهم معه فسدت لانه اقتد المفترض بالمتنفل ای اذا قصدوا متابعة الخ ۔(۱)

(۲) قصر کرنا مسافر کو لازم ہے کہ ریل کا سفر آرام دہ ہے۔ پوری نماز پڑھنا درست نہیں۔(۲) فقط۔

ساٹھ میل کی دوری پر جانا ہو تو قصر کرے یا نہیں

(سوال ۱/۲۲۸۷) زید نے اپنے وطن اصلی سے ب شہر کو جو ۶۰ میل سے زائد فاصلہ پر ہے جاتا ہے مگر اس کی نیت بروقت روانگی ۱۵ یوم سے زیادہ ب شہر میں قیام کرنے کی ہے ایسی صورت میں راہ میں اسے قصر کرنا چاہئے یا نہیں۔

پندرہ دن قیام کے بعد چلے گا تو سفر یہاں سے شمار ہوگا یا پہلے شہر سے

(سوال ۲/۲۲۸۸) مثلاً زید ب پہلے شہر سے بعد قیام زائد از ۱۵ یوم ج شہر کو جائے تو قصر کرنے کے لئے فاصلہ کا شمار ب شہر سے کیا جائے گا یا زید کے وطن اصلی سے۔

مقیم مسافر کے پیچھے چار رکعت کی نیت کرے

(سوال ۳/۲۲۸۹) مقیم کو مسافر امام کے پیچھے مثلاً نماز عصر میں چار رکعت کی نیت کرنی چاہئے یا دو رکعت کی۔

(جواب)(۱) نماز کو قصر کرنا چاہئے۔(۳)

(۲) اس صورت میں فاصلہ کا شمار ب شہر سے کیا جاوے گا۔(۴)

(۳) چار رکعت کی نیت کرنی چاہئے، دو رکعت اپنی امام کے ساتھ اور دو بعد میں پڑھے گا۔(۵) فقط

جہاں نکاح ہو کیا وہ مطلقاً وطن اصلی کے حکم میں ہے

(سوال ۱/۲۲۹۰) در مختار میں وطن اصلی میں اس جگہ کو بھی لکھا ہے او تاہله، یعنی نکاح کرنے کی جگہ، تو کیا مطلقاً وہ جگہ جہاں نکاح ہوا ہے وطن اصلی ہے یا اس کا کچھ اور مطلب ہے۔ اور اس کی کیا تفصیل ہے۔

---

(۱) ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ج ۱ ص ۷۴۱. ط.س. ج۲ص ۱۳۰ ۱۲ ظفیر.

(۲) والقصر لازم عند نا الخ وهی تدل علی ان الفرض رکعتان وان الا تمام منکر ولو کان جائز الفعله علیه الصلاة والسلام مرة تعلیما للجواز (غنیة المستملی فصل صلاة المسافر ص ۴۹۹) ظفیر.

(۳) من خرج من عمارة موضع اقامة قاصدامسیرة ثلاثة ایام ولیا لیها الخ صلی الفرض الرباعی رکعتین وجوبا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۲. ط.س. ج۲ص ۱۲۱)

(۴) ویبطل الا قامة بمثله و بالوطن الا صلی وبا نشاء السفر (ایضاً ج ۱ ص ۷۴۳. ط.س. ج۲ص ۱۳۲) ظفیر.

(۱) وصح اقتداء المقیم بالمسافر فی الوقت وبعده فاذا قام المقیم الی الا تمام لا یقرا ویسجد للسهو فی الا صح لانه کاللا حق والقعد تان فرض علیه وقیل لا (ایضاً ج ۱ ص ۷۴۰. ط.س. ج۲ص ۱۳۰) ظفیر.

عورت کا وطن اصلی سسرال ہے یا والدین کا گھر اور اگر کوئی وطن اقامت سے دس بارہ میل سفر کرے تو مسافر ہوگا یا نہیں

(سوال ۲/۲۲۹۱) عورت کا وطن اصلی اس کی سسرال ہے یا والدین کا گھر وطن ولادت سے کیا مراد ہے، مطلقاً یا وہ جگہ جس کو عرف میں وطن کہتے ہیں۔ اگر کوئی شخص کسی جگہ ملازم ہو اور اس کا وطن وہاں سے سفر شرعی کی مسافت پر ہو تو اگر یہ شخص ملازمت کی جگہ سے دس بارہ میل کا سفر کرے تو مسافر ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱) وطن اصلی کے معنی یہ لکھتے ہیں کہ وطن قرار ہو یعنی وہاں رہنا مقصود ہو پس موضع تاہل یعنی تزوج وطن اصلی اسی وقت ہوتا ہے کہ وہاں رہنا مقصود ہو اور اس کی زوجہ وہاں رہتی ہو۔ یہ مطلب نہیں کہ اگر کسی جگہ سے نکاح کر کے عورت کو لے آیا تو پھر بھی وہ موضع نکاح وطن ہو جاوے۔ حاصل یہ ہے کہ جس جگہ اس کی زوجہ رہتی ہے اور اس کو وہاں رہنا مقصود ہے تو وہ بھی وطن اصلی ہے۔ اگر دو زوجہ دو شہروں میں رہتی ہیں تو دونوں وطن اصلی ہیں۔ **ولو کان ببلدتین فایتھما دخل صار مقیماً**۔(۲) شامی۔

اس عبارت سے واضح ہے کہ زوجہ کا وہاں رہنا اور ہونا بہتر ہے۔ محض نکاح کر کے کہیں سے لے آنا یہ سبب وطن بننے کا نہیں ہے۔

(۲) عورت تابع مرد کے ہے شوہر اس کا اس کو جہاں رکھے وہی اس کا وطن ہوگا (۳) وطن ولادت وہ ہے جہاں وہ پیدا ہوا اور اس کے والدین وہاں رہتے ہیں، ملازمت کی جگہ جہاں وہ مقیم ہے اور بوجہ اقامت کے نماز پوری پڑھتا ہے تو جب تک وہاں سے مسافت شرعیہ کے سفر کے ارادہ سے نہ نکلے گا قصر نہ کرے گا۔(۴)

سرکاری ملازم جو اڑتالیس یا ساٹھ میل کے اندر دورہ کرتا ہے قصر کرے یا نہیں

(سوال ۲۲۹۲) زید ملازم سرکاری ہے اس کے رہنے کا مقام الف ہے مگر اس کو کبھی تو صرف اطراف میں یعنی ۴۸ میل کے اندر اور کبھی پچاس، ساٹھ، اسی میل تک دورہ کرنا پڑتا ہے اور دورہ میں چھ روز یا آٹھ روز یا دس روز گذر جاتے ہیں۔ رہنے کے مقام کو واپس نہیں آتا۔ اس صورت میں قصر کرے یا نہ۔

(جواب) اگر گھر سے نکلنے کے وقت اس نے ارادہ کیا تھا کہ اس دورہ میں منتہائے سفر فلاں مقام ہے کہ جو اڑتالیس میل یا زیادہ جائے رہائش سے ہے تو قصر لازم ہے ورنہ نہیں۔

الہ آباد سے بمبئی دو چار ماہ قیام کی نیت سے روانہ ہوا تو راستہ میں قصر کرے گا یا نہیں

(سوال ۲۲۹۳) زید الہ آباد سے بمبئی کو روانہ ہوا، مگر بمبئی دو چار ماہ رہنا چاہتا ہے اس صورت میں راستہ میں قصر کرے گا یا پوری پڑھے گا۔

---

(۱) ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ج ۱ ص ۷۴۲ .ط.س. ج۲ ص ۱۳۱. ۱۲ ظفیر.

(۲) والمعتبر نیة المتبوع لانه الا صل لا التابع کامراۃ وفاھا مھر المعجل (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ج ۱ ص ۷۴۴) ظفیر ویبطل وطن الا قامة بمثله وبالوطن الا صلی وبانشاء السفر (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ج۱ ص ۷۴۳ .ط.س. ج۲ ص ۱۳۳) ظفیر.

(جواب) راستہ میں قصر کرے گا۔(۱)

قصر سے متعلق چند سوالات

(سوال ۲۲۹٤/۱) اگر کوئی شخص وطن سے باہر بیالیس ۴۲ میل پر جا ٹھہرے اور اس جگہ پر پندرہ روز یا کم کا ارادہ مقیم ہونے کا ہو تو نماز قصر کرنی جائز ہے یا نہیں۔

(سوال ۲۲۹۵/۲) جہاں فرض قصر ہیں وہاں سنت اگر نہ پڑھیں گناہ تو نہیں ہے۔

(سوال ۲۲۹٦/۳) حالت سفر میں دو نمازوں کا ایک جگہ جمع کر کے جیسا کہ ظہر کی عصر کے ساتھ عشاء کی مغرب کے ساتھ یکجا پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱) تین دن کی مسافت پر قصر ہوتا ہے۔ اڑتالیس میل اس کا اندازہ کیا گیا ہے۔ وہاں جا کر اگر پندرہ دن قیام کا ارادہ ہے تو نماز پوری پڑھے اس سے کم قیام کا ارادہ ہے تو قصر کرے۔

(۲) گناہ نہیں لیکن حالت قیام میں سنتوں کا پڑھنا اچھا ہے۔(۲)

(۳) اگر اس طرح جمع کرے کہ ظہر اپنے اخیر وقت میں ہو اور عصر اپنے اول وقت میں تو یہ جمع درست ہے۔ یہ جمع صورتاً ہے حقیقتاً نہیں یعنی ایسا نہ کرے کہ عصر کو ظہر کے وقت میں ظہر کے ساتھ پڑھے، یا ظہر کو قضاء کر کے عصر کے وقت میں عصر کے ساتھ پڑھے یہ درست نہیں ہے۔(۳)

گھر سے کتنے فاصلہ پر جا کر قصر شروع کرے

(سوال ۲۲۹۷/۱) گھر سے کتنے فاصلہ پر جا کر قصر کر سکتا ہے۔

ریلوے ملازم جو برابر سفر میں رہے کیا کرے

(سوال ۲۲۹۸/۲) بندہ ریلوے ملازم ہے اور ہمیشہ سفر میں رہتا ہے کسی جگہ دو دن کسی جگہ چار دن اور کسی جگہ دو تین ماہ متواتر رہنے کا بھی اتفاق ہوتا ہے ایسی حالت میں نماز پوری پڑھوں یا قصر۔

قصر کے حکم کے باوجود اگر پوری نماز پڑھی جائے تو جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۲۹۹/۳) اگر میں اس رعایت یعنی قصر کا مستحق ہوں اور پھر بجائے دوگانہ کے پوری نماز ادا کروں تو جائز ہے یا نہیں

حالت سفر میں سنن مؤکدہ و وتر کا کیا حکم ہے

(سوال ۲۳۰۰/٤) ایسی حالت میں سنن مؤکدہ، وتر اور نوافل کی ادائیگی کا کیا حکم ہے۔

---

(۱) من خرج من عمارة موضع اقامة الخ قاصدا الخ مسيرة ثلثة ايام ولياليها الخ صلى الفرض الرباعى ركعتين (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۲. ط.س. ج۲ ص ۱۲۱) قوله قاصدا اشاربه مع قوله خرج الى انه لو خرج ولم يقصد او قصد ولم يخرج لايكون مسافرا (ردالمحتار ج۱ ص ۷۳۳. ط.س. ج۲ ص ۱۲۲) ظفير)

(۲) ويأتى المسافر بالسنن ان كان فى حال امن وقرار والا لا يأتى بها الدرالمختار على هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج۱ ص ۷٤۲. ط.س. ج۲ ص ۱۳۱) ظفير.

(۳) ولا يجوز الجمع عند نا بين الصلاتين فى وقت واحد سوى الظهر والعصر بعرفة والمغرب والعشاء بمزدلفة (غنية المستملى ص ۵۰۷) ظفير.

مغرب کی فرض میں قصر ہے یا نہیں اور ہے تو کیا

(سوال ۵/۲۳۰۱) مغرب کے تین فرضوں کا کیا حکم ہے۔

(جواب) (۱) اس کا نام قصر ہے، سفر میں نماز قصر کرنے کا حکم ہے یعنی جو نماز چار رکعت ہے سفر میں دو رکعت پڑھی جاتی ہیں مغرب اور صبح کی نماز میں قصر نہیں ہے۔ شرط قصر یہ ہے کہ تین منزل سفر کا ارادہ ہو یا اس سے زیادہ کا اور تین منزل کا اندازہ اڑتالیس میل سے کیا گیا ہے۔

(۲) آپ جیسے سفر کرنے والے کے لئے جب کہ سفر تین منزل کا یا اس سے زیادہ ہو یہ حکم ہے کہ اگر کسی جگہ پندرہ دن کے قیام کا یا اس سے زیادہ قیام کا ارادہ ہو تو پوری نماز پڑھیں ورنہ قصر کرتے رہیں۔(۱)

(۳) مسافر شرعی کو جیسا کہ آپ کا سفر ہے، جب تک کسی بستی میں پندرہ دن یا زیادہ کے قیام کا ارادہ نہ ہو تو نماز قصر کرنا واجب ہے پوری نماز نہ پڑھنی چاہئے۔ یہ جائز نہیں ہے۔(۲)

(۴) سنن مؤکدہ حالت اطمینان میں پڑھنا چاہئیں اگر عین سفر میں ہو اور جلدی ہو تو نہ پڑھے اور فرض ہر حال میں پڑھنا چاہئے۔(۳)

(۵) مغرب میں قصر نہیں ہے۔(۴) فقط۔

میدان جنگ کے سپاہی جن کو علم نہیں ہوتا کیا کریں

(سوال ۲۳۰۲) ہم لوگ میدان جنگ میں شامل ہیں لیکن دس روز کہیں بیس روز کہیں ٹھہرنا ہوتا ہے اور ہم کو پہلے سے کوئی اطلاع نہیں ہوتی، چاہے ایک روز میں گھر چلے آویں یا دس برس تک نہ آویں، اس صورت میں نماز قصر پڑھیں یا نہ اور سنتیں بھی پڑھیں یا کیا اور جمعہ کی بابت کیا حکم ہے۔

(جواب) ایسی حالت میں نماز قصر ہی ادا کرنی چاہئے۔(۵) اور سنتوں کا حکم یہ ہے کہ اگر حالت اطمینان میں ہوں تو سنتوں کا اداء کرنا بہتر ہے ورنہ ترک کر دی جاویں۔ در مختار میں ہے کہ مسافر اگر حالت امن و قرار میں ہو تو سنتیں مؤکدہ پڑھے اور اگر امن و قرار نہ ہو تو نہ پڑھے اور امام ہندوانیؒ فرماتے ہیں کہ ٹھہرنے کی حالت میں سنتیں پڑھے اور چلنے کی حالت میں نہ پڑھے(۶) کذا فی الشامی۔ اور مسافر پر جمعہ فرض نہیں ہے۔ اگر کہیں موقعہ ملے اور جمعہ پڑھے تو اچھا ہے ضروری نہیں ہے، اگر جمعہ پڑھ لیا تو ظہر کی نماز ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے اور اگر جمعہ نہ پڑھا تو ظہر

....

(۱،۲) من خرج من عمارة اقامة قاصد امسيرة ثلاثة ايام الخ صلي الفرض الرباعي ركعتين وجو با الخ حتى يدخل موضع مقامه الخ او ينوى الخ اقامة نصف شهر حقيقة او حكما (درمختا باب صلاة المسافر. ط.س. ج۲ ص ۱۲۱) ظفير.

(۳) وياتي المسافر بالسنن ان كان في حال امن وقرار والا لا ياتي بها هو المختار (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۴۲. ط.س. ج۲ ص ۱۳۱) ظفير.

(۴) صلى الفرض الرباعى ركعتين (درمختار) واحترز بالفرض عن السنن والوتروبالرباعى عن الفجر والمغرب (ردالمحتار ج۱ ص ۷۳۵. ط.س. ج۲ ص ۱۲۳) ظفير.

(۵) ولو دخل مصر اعلى عزم ان يخرج غدا اوبعد غدولم ينو مدة الاقامة حتى بقى على ذالك سنين قصر الخ واذادخل العسكر فنووالا قامة بها قصر وكذا اذا حاصر وا فيها مدينة او حصنا الخ (هدايه باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۱۴۹) ظفير.

(۶) وياتي المسافر بالسنن ان كان في حال امن وقرار الا بان كان خوف و فرار لاياتى بها هو المختار (درمختار) وقال الهندوانى رحمة الله عليه الفعل حال النزول والترك حال السير الخ والا عدل ماقاله الهندوانى رحمة الله عليه (ردالمحتار باب صلوٰة المسافر. ط.س. ج۲ ص ۱۳۱) ظفير.

کی نماز پڑھنی چاہئے۔(۱)

ایک دائرہ میں برابر گردش کرتا ہو مگر وہ مقامات تین دن کی مسافت پر نہ ہوں تو کیا کرے

(سوال ۲۳۰۳) دورہ میں مجھ کو اطراف دیہات میں پھرنا پڑتا ہے اور مسلسل بیس روز پچیس روز یا دس روز جیسی صورت ہو میں اپنے مستقر سے باہر رہتا ہوں مگر کسی ایک مقام پر ایک ہفتہ سے زائد قیام کی اجازت نہیں ہے۔ لیکن یہ مقامات مستقر سے تین دن اور تین رات کی مسافت پر نہیں ہوتے بلکہ مستقر کے اطراف ایک دائرہ میں گردش رہتی ہے مسلسل مسافت کا لحاظ کیا جائے تو سفر مدت مقررہ سے بڑھ جاتا ہے اور تمام سفر کا لحاظ کیا جائے تو بہت زیادہ مسافت ہو جاتی ہے۔ اندریں صورت نماز میں قصر واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) چونکہ مجموعہ مسافت مدت سفر شرعی سے زیادہ ہے اس لئے مستقر تک لوٹنے تک اس صورت میں نماز کو قصر کرنا چاہئے۔ قال فی الدر المختار حتیٰ یدخل موضع مقامه ان سارمدة السفر الخ قوله ان سارمدة السفر. قید بقوله حتی یدخل ای انما یدوم علی القصر الی الدخول ان سارثلثة الخ۔(۲)

مقیم مقتدی مسافر امام کے سلام کے بعد بقیہ دو رکعتوں میں فاتحہ پڑھے گا یا نہیں

(سوال ۲۳۰۴) مسافر امام کے پیچھے اگر مقتدی مقیم نماز پڑھ رہا ہے تو جب امام نے دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرا تو یہ چاروں پوری کرے گا۔ اب دریافت طلب یہ بات ہے کہ دو بعد کی رکعتوں میں فاتحہ پڑھے یا نہیں۔

(جواب) بعد کی دو رکعت میں کچھ نہ پڑھے بلکہ خاموش کھڑا ہو کر رکوع کر دے۔(۳)

سسرال میں قصر کرے یا پوری پڑھے......

(سوال ۲۳۰۵/۱) سسرال میں دس کوس کا فاصلہ ہے تو زید کو سسرال پہنچ کر پوری نماز پڑھنا چاہئے یا قصر کرنا؟

مسافر امام نے پوری نماز پڑھ لی تو مقتدی کی نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۲۳۰۶/۲) مسافر امام نے سہواً پوری نماز پڑھ لی تو مقتدیوں کی نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟

پوری نماز سفر میں پڑھنے کی نیت

(سوال ۲۳۰۷/۳) مسافر نے منت مانی کہ سفر میں دو چار روز تک پوری نماز پڑھا کروں گا تو منت کے دنوں کی نماز پوری پڑھے یا قصر کرے؟

(جواب)(۱) سسرال میں پہنچنے پر پوری نماز پڑھے۔ کما فی الشامی۔ قوله اوتاهله ای تزوجه قال فی شرح المنیة(۴) ولو تزوج المسافر ببلدولم ینوالا قامةبه فقیل لا یصیر مقیما وقیل یصیرمقیما وهو الا وجه

---

(۱) ولا تجب الجمعة علی مسافر الخ فان حضر وافصلوا مع الناس اجزاء هم عن فرض الوقت الخ (هدایه باب الجمعه ج۱ ص ۱۵۲) ظفیر. (۲) ردالمحتار باب صلاة المسافر ج۱ ص ۷۳٦. ط.س. ج۲ ص ۱۲٤. ۱۲ ظفیر.

(۳) وصح اقتداء المقیم بالمسافر فی الوقت وبعده فاذا قام المقیم الی الا تمام لا یقرا ولا یسجد للسهو فی الا صح لانه کاللاحق والقعد تان فرض علیه وقیل لا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷٤۰. ط.س. ج۲ ص ۱۳۰) ظفیر. (٤) غنیة المستملی ص ۵۰۵. ۱۲ ظفیر.

الخ(دس کوس مسافت قصر نہیں ہے اس لئے صورت مسئولہ میں قصر کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ ظفیر)
(۲) مقتدیوں کی نماز فاسد ہوئی۔ شامی ج ۱ ص ۳۹۱ ولو اقتدی مقیمون بمسافر واتم بهم بلا نية اقامة وتابعوه فسدت صلاتهم لكونه متنفلا فی الا خريين۔
(۳) قصر کرنا چاہئے یہ منت اس کی لغو ہے کہ معصیۃ ہے اور خلاف شرع ہے قصداً پوری نماز پڑھنے میں گنہگار ہوگا اور مقیم کی نماز اس کے پیچھے نہ ہوگی۔ كما مر فلو اتم مسافر ان قعد فی الا ولی تم فرضه واساء الخ۔ در مختار۔(۱) فقط۔

مقیم نے مسافر امام کی ایک رکعت کے بعد اقتداء کی تو کس طرح نماز پوری کرے

(سوال ۲۳۰۸) مقیم نے مسافر کی اقتداء اس وقت کی کہ امام مسافر ایک رکعت پڑھا چکا تھا تو اب بعد سلام امام مسافر کے مقیم کو کس طرح نماز پڑھنی چاہئے؟
(جواب) اول دو رکعت خالی پڑھے اور تیسری رکعت میں قراءۃ پڑھے۔(۲) فقط۔

مسافر جمعہ میں امام ہو سکتا ہے

(سوال ۲۳۰۹) مسافر جمعہ میں امام ہو سکتا ہے یا نہ؟
(جواب) مسافر امام جمعہ ہو سکتا ہے۔(۳) فقط۔

قصر کی دلیل ہر حال میں

(سوال ۲۳۱۰) ہر سفر میں باوجود امن وامان کے بھی ضرور نماز نماز قصر ہی پڑھنا واجب ہے ثابت نہیں ہوتا دلیل وجوب تحریر فرمائیے۔
(جواب) دلیل وجوب یہ حدیث ہے وعن يعلى بن امية قال قلت لعمر بن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه انما قال الله تعالیٰ ان تقصروا من الصلوٰة ان خفتم ان يفتنكم الذين كفر وافقد امن الناس فقال عمر عجبت مما عجبت منه فسالت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال صدقة تصدق الله به عليكم فاقبلو صدقته. رواه مسلم ۔(۴) حاصل یہ کہ یعلی بن امیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر سے عرض کیا کہ حضرت حق تعالیٰ فرماتا ہے نماز قصر کرو اگر تم کو خوف کفار کے فتنہ کا ہو۔ پس اب لوگ مامون ہیں وہ خوف نہیں ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا۔ مجھے یہ شبہ پیش آیا تھا۔ سو میں نے حضرت رسول مقبول ﷺ سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا یہ اللہ کا انعام ہے اس کو قبول کرو۔

ریل میں قصر کتنی مسافت پر کرے

(سوال ۲۳۱۱) ریل کے سفر میں کتنی مسافت پر قصر کرنا چاہئے؟

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۱۰۹ .ط.س.ج ۲ ص ۱۲۸ . ۱۲ ظفیر.
(۲) ولو اقتدى المقيم بالمسافر صح (الى قوله) فاذا صلى المسافر ركعتين يسلم ويقوم المقيم فيتم صلوٰته بغير قراءة فى الاصح الخ بخلاف المسبوق (غنية المستملى ص ۵۰۴) ظفیر. (۳) ويجوز للمسافر والعبد والمريض ان يؤم فى الجمعة (هدايه ج ۱ ص ۱۵۲) ظفیر. (۴) مشكوٰة ص ۱۱۸ . ۱۲ ظفیر.

(جواب) اگر تین منزل پیادہ کا سفر ہو تو ریل میں بھی اس مسافت پر قصر کرنا چاہئے۔ مثلاً ۴۸ میل کا سفر ہو تو قصر درست ہے اور ضروری ہے۔(۱) فقط۔

آنحضرت نے سفر میں کے رکعت پڑھی

(سوال ۲۳۱۲) جناب رسول اللہ ﷺ نے سفر میں دو رکعت نماز پڑھی تھی یا چار رکعت ؟ اور نیز غزوات میں آپ نے دو رکعت پڑھی ہیں۔ آج کل کے روشن خیال لوگوں کے اعتقاد میں صرف دو ہی رکعت نماز فرض ہے چار رکعت نہیں ہیں۔ اس مسئلہ کو مفصل ارقام فرمادیں۔

(جواب) جناب رسول اللہ ﷺ کا بوقت سفر یا غزوات میں چار رکعت کی جگہ دو رکعت پڑھنا بسبب قصر کے ہے۔ سفر شرعی میں چار رکعت کی جگہ دو رکعت فرض ہوتی ہیں۔ قرآن شریف میں ہے **واذا ضربتم فی الا رض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ الایۃ وفی الحدیث عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن ابن عمر قالا سن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلاۃ السفر رکعتین وھو تمام غیر قصر**(۲) الحدیث۔ فقط۔

قصر کی حالت میں سنت و وتر

(سوال ۲۳۱۳) قصر میں سنتیں و وتر پڑھنا چاہئے یا نہیں ؟ اگر کوئی شخص دورہ میں ہے کہ روزانہ کوچ و مقام ہوتے ہیں ایسی حالت میں قصر کرے یا نہ ؟ از وطن سے کس قدر فاصلہ پر ہوئے تب قصر لازم ہے۔

(جواب) در مختار میں ہے **ویأتی المسافر بالسنن ان کان فی حال امن وقرار والا بان کان فی خوف وفرار لا یاتی بھا ھو المختار**۔(۳) حاصل یہ ہے کہ مسافر اگر کسی جگہ ٹھہرا ہوا ہے اور عجلت نہیں ہے تو سنتیں پڑھے اور اگر سفر کی جلدی ہے یا خوف ہے تو سنتیں چھوڑ دے۔ پھر کہا کہ عند البعض سنت فجر پھر بھی نہ چھوڑے۔(۴) اگر جائے اقامت سے دورہ میں اتنی دور کا ارادہ کر کے چلا ہے جو تین منزل یعنی ۴۸ میل ہے تو تمام دورہ میں قصر کرتا رہے پھر جب واپس جائے اقامت میں آوے اور کم از کم پندرہ دن کے قیام کی نیت ہو نماز پوری پڑھے۔(۵) فقط۔

قصر کے لئے گھر بنانا معتبر نہیں

(سوال ۲۳۱۴) ایک شخص کی سکونت وطن اصلی میں ہے دوسرے شہر میں فقط زوجہ ثانیہ کے قیام و سکونت کے لئے مکان بنایا، بعد چند سال کے بوجہ ناموافقت آب و ہوا کے زوجہ ثانیہ کو وطن اصلی میں لے جانا پڑا اور اس

---

(۱) اعلم ان اقل مدۃ السفر عندنا مسا فۃ ثلثۃ ایام من اقصر ایام السنۃ بالسیر الوسط (الی قولہ) وعامۃ المشائخ قدروھا بالفراسخ الخ (غنیۃ المستملی ص ۴۹۷) ظفیر۔
(۲) مشکوٰۃ باب صلاۃ السفر ص ۱۱۹ . ۱۲ اخرجہ مسلم فی صحیحہ عن مجاھد عن ابن عباس قال فرض اللہ الصلوٰۃ علی لسان نبیکم فی الحضر اربع رکعات وفی السفر رکعتین (نصب الرایہ ج ۱ ص ۱۸۹) ظفیر۔
(۳) دیکھئے الدر المختار مجتبائی باب صلاۃ المسافر ج ۱ ص ۱۱۸ . ط.س. ج۲ ص ۱۳۱۔
(۴) وقیل یصلی سنۃ الفجر خاصۃ وقیل سنۃ المغرب ایضاً بحر (ردالمحتار ج۱ ص　. ط.س. ج۲ ص ۱۳۱)
(۵) من خرج من عمارۃ موضع اقامۃ قاصد امسیرۃ ثلاثۃ ایام ولیا لیھا الخ اوینوی اقامۃ نصف شھر حقیقۃ او حکما (الی قولہ) اتم مختصرا (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ج ۱ ص ۱۰۷ . ط.س. ج۲ ص ۱۲۱ . ۱۲ ظفیر۔

دوسرے شہر کے مکان کو مقفل کر دیا۔ بعض اسباب خانہ داری بھی اب تک یہیں ہیں اور زوجہ کا پھر یہاں آنا بھی مشکوک ہے۔ اس صورت میں اگر وہ شخص کسی ضرورت سے مسافت طے کر کے اس دوسرے شہر میں آئے تو اس کو قصر کرنا ہوگا یا چار رکعت پوری ادا کرنا ہوں گی۔

(جواب) اس حالت میں اس کو قصر کرنا ہوگا۔ **کما فی شرح المنیۃ اذا لمعتبر الاھل دون الدار**(۱) **وھکذا فی ردالمحتار۔** فقط۔

وہ مسافر جو پندرہ دن کی نیت نہ کرے

(سوال ۲۳۱۵) ایک شخص اپنے مکان سے چھتیس کوس پر تجارت کرتا ہے اس طور سے کہ کسی شہر میں مکان لے کر رہتا ہے اور باہر دیہات میں بغرض پھیری ہر روز جاتا ہے اور شام کو قیام گاہ پر واپس آتا ہے۔ بعض دفعہ ایک دو روز کسی گاؤں میں رہنا ہوتا ہے۔ اس صورت میں نماز قصر کرے یا پوری پڑھے ؟

(جواب) اگر پندرہ روز زیادہ اس مقام میں قیام کی نیت ہے تو نماز پوری پڑھنی چاہئے۔ نیت قیام کے بعد اگر بطور پھیری دو دو چار چار کوس کے فاصلہ پر دیہات میں جاوے اور شام کو جائے قیام پر لوٹ آوے تو اس سے قصر نماز کا حکم نہیں ہوتا پوری ہی نماز پڑھنی چاہئے لیکن اگر اس مقام جس میں مکان کرایہ پر لیا پندرہ روز قیام کا ارادہ نہیں بلکہ اول سے ہی یہ ارادہ ہے کہ فلاں مقام میں جو چھتیس کوس سے مکان لے کر دیہات میں پھرا کروں گا اور اس جائے قیام میں قیام نہ کروں گا تو پھر قصر کرے۔(۲) فقط۔

سفر میں اس نیت سے کہ خدا جانے کب واپسی ہونا ہو، کیا کرے

(سوال ۲۳۱۶) ایک شخص بایں خیال لمبے سفر میں روانہ ہوا کہ خدا جانے میں کب واپس آؤں۔ وہ قصر کرے یا نہ ؟

(جواب) اس کو نماز قصر کرنی چاہئے یعنی دو رکعت پڑھنی چاہئے جب تک، کہ پندرہ دن کے قیام کا ارادہ کسی شہر میں نہ کرے۔(۳) فقط۔

سسرال جو تین منزل پر ہے قصر کرے یا نہیں

(سوال ۲۳۱۷) زید اگر اپنی سسرال میں جاوے جو تین منزل پر ہے قصر کرے گا یا نہ۔ یعنی پندرہ روز سے کم کے ارادہ سے جاوے اسی طرح اگر ہندہ اپنی سسرال میں بارادہ کم از پندرہ یوم جاوے جو تین منزل پر ہے قصر کرے گی یا نہ ؟

(جواب) **قال فی الدر المختار الوطن الا صلی ھو موطن ولا دتہ اوتاھلہ او توطنہ الخ قولہ اوتاھلہ ای تزوجہ قال فی شرح المنیۃ ولو تزوج المسافر ببلد ولم ینو الا قامۃ بہ فقیل لا یصیر مقیما وقیل یصیر**

---

(۱) غنیۃ المستملی ص ۵۰۶ ۔ ۱۲ ظفیر۔ (۲) عن عبداللہ بن عمر قال اذا کنت مسافرا فوطنت نفسک علی اقامۃ خمسۃ عشر یوما فاتم الصلوٰۃ وان کنت لا تدری متی تظعن فاقصر (غنیۃ المستملی ص ۵۰۱) ظفیر۔ (۳) لو دخل مصر اعلی عزم ان یخرج غدا او بعد غدولم ینو مدۃ الا قامۃ حتیٰ بقی علی ذالک سنین قصر لان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اقام باذر بیجان ستۃ اشھر وکان یقصر ومن جماعۃ الصحابۃ مثل ذالک (ھدایہ باب صلوٰۃ المسافر ج ۱ ص ۱۴۹) ظفیر۔

مقیما وھوالا وجه الخ(۱)شامی۔اس سے معلوم ہوا کہ زید اور ہندہ صورت مذکورہ میں نماز پوری پڑھیں۔فقط۔

بلا قصد سفر

(سوال ۲۳۱۸)اگر پیمائش کرتے ہوئے آس پاس کے گاؤں میں پھرنا ہو اور جائے قیام سب جگہ تین منزل سے کم ہے اور پیمائش کرتے ہوئے اس گاؤں سے اس گاؤں میں اور اس سے تیسرے اور چوتھے میں تو اس طرح فاصلہ بہت سے گاؤں کا تین منزل سے بہت زیادہ ہو جاوے گا یا کچھ نہ معلوم ہو تو نماز کے قصر کا کیا حکم ہے؟

(جواب)اس طرح پیمائش میں پھرنے سے جب کہ اول ارادہ تین منزل کے سفر کا نہیں ہے یا معلوم نہیں ہے اگرچہ پھرتے پھرتے زیادہ ہو جاوے نماز کے قصر کا حکم نہیں ہے نماز پوری پڑھنی چاہئے۔(۲)فقط

کیا قصر کے لئے شہر سے نکلنا ضروری ہے

(سوال ۲۳۱۹)اگر کسی بر وطن اقامت مقیم گردیدہ است وہر گاہ ارادہ رفتن وطن اصلی کند قصر صلوٰۃ لازم آمد یا نہ ازبلد اقامت بیروں شدن شرط است؟

(جواب)بیروں شدن ازبلد اقامت بہ قصد سفر شرعی شرط قصر است محض از ارادہ رفتن قصر لازم نخواہد شد۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن۔

مسافر پوری نماز بھول سے پڑھ لے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۳۲۰)مسافر دوسری رکعت پر بیٹھ کر کھڑا ہوا۔اور چاروں رکعتیں پوری کرلیں تو اس کی نماز ہوگئی یا نہیں اور وہ گنہگار ہوا یا نہیں؟

(جواب)مسافر نے اگر قعدہ درمیاں کرلیا اور لاعلمی سے نماز پوری پڑھی تو نماز ہوگئی اور گناہ بھی نہیں ہوا۔قصداً اگر ایسا کرے تو گنہگار ہے نماز ہوگئی اور اگر (مسافر)امام مقیم کا ہوا تو مقیم کی نماز نہ ہوگی اس کو اطلاع کردینا لازم ہے (لو اتم مسافر ان قعد فی القعدة الاؤلی تم فرضه ولكنه اساء لو عامداد رمختار علی الشامی ص ۸۲۵ (ما زاد نفل لمصلی الفجر اربعا ایضاً) لا یصح الا قتداء (الی قوله) ولا مفترض بمتنفل درمختار علی هامش الثانی ص ۶۰۶.)

دوراستے ہوں اور قصر والے راستہ سے جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۳۲۱)ایک شخص ایک جگہ سے سفر کرے اور جس جگہ جائے اس کے دوراستے ہیں۔ایک راستہ سے مسافت قصر ہے اور دوسرے راستہ کی مسافت کم ہے۔پس اگر یہ شخص اس جگہ اس راستہ سے جائے جو مسافت قصر ہے تو اس کو قصر صلوٰۃ جائز ہوگا یا نہیں؟ یعنی جواز قصر کے لئے ان دونوں مسافتوں میں کون سی مسافت کا اعتبار

---

(۱)دیکھئے ردالمحتار باب صلوٰۃ المسافر ج ۱ ص ۷۴۲.ط.س.ج۲ص ۱۳۱.۱۲ فالاصلی وھو مولد الانسان او موضع تاھل به قصد التعيش به لا الارتحال عنه (غنية المستملی ص ۵۰۵) ظفیر.

(۲)ومن طاف الدنيا بلا قصد لم يقصر (الدر المختار باب صلاة المسافر ج۱ ص ۱۰۷.ط.س.ج۲ص ۱۲۲) ظفیر.

(۳)المعتبر فی السفرا مران احدهما عزم السير وثانيها الخروج من البلد فان جاوز بيوت المصر غير قاصد للسفر لا يكون مسافراً وان جاوزها قاصدا مدة مادون السفر لا يكون سفرا اه (بنا يه شرح الهدايه) هو ان قصد سيرا وسطا ثلاثة ايام وليا ليها وفارق بيوت بلده ا ه شرح وقايه . (مولانا مفتی سید مهدی حسن صاحب)

ہو گا، جس راستہ کو چلا اس کا یا اقل مسافت کا ؟ اور مسافت قصر کتنی ہے ؟

(جواب) جس راستہ سے سفر کیا اس راستہ کی مسافت کا قصر و عدم قصر میں اعتبار ہے اگر اس راستہ سے چلا جس کو چلا تین منزل یعنی ۳۶ (چھتیس کوس یا اڑتالیس میل اس مسافت پر قصر لازم ہے اگرچہ دوسرے راستہ کو وہ اس سے کم ہو (اذا قصد بلدة والی مقصده طریقان احدهما مسیرة ثلثة ایام ولیا لیها والا خر دونها فسلك الطريق الابعد كان مسافر عندنا وان سلك الا قصر يتم. عالمگیری ج ۱ ص ۱۳۶. جمیل الرحمن)

میرٹھ سے دہلی جانے والا قصر کرے یا نہیں

(سوال ۲۳۲۲) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارہ میں کہ شرعی مسافت سفر انگریزی میل کے حساب سے جس کی مقدار سترہ سو ساٹھ گز کی ہے اور میرٹھ سے دہلی کا سفر کرنے والا قصر نماز پڑھے گا یا پوری جب کہ دونوں کے درمیان مسافت ۴۵ میل ہے اور شہر سے ۴۲ میل ہے۔

(جواب) حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ تین دن یعنی تین منزل کے سفر میں قصر کرنا پس میرٹھ سے دہلی اگر تین منزل ہے قصر کر سکتا ہے ورنہ نہیں اور فراسخ اور میلوں کا ظاہر مذہب کے موافق اعتبار نہیں ہے۔ جن مشائخ نے فراسخ کا اعتبار بغرض سہولت عوام کیا ہے اس میں تین قول ہیں اکیس فرسخ یعنی ۶۳ میل شرعی یا اٹھارہ ۱۸ فرسخ یعنی چون میل شرعی یا پندرہ ۱۵ فرسخ یعنی ۴۵ میل شرعی اور فتوی ثانی یا ثالث قول پر دیا گیا ہے۔ کذافی ردالمحتار۔ اور میل شرعی چار ہزار ذراع کا اور ذراع چھ قبضہ یعنی تقریباً آٹھ گرہ کا انگریزی ذراع مروج زمانہ ہذا سے ہے۔ پس میل شرعی دو ہزار گز کا ہوا اور میل انگریزی جب کہ سترہ سو ساٹھ گز کا ہے تو فی میل دو سو چالیس گز کا تفاوت میل انگریزی اور میل شرعی میں ہوا تو ۴۵ میل شرعی قریب پچاس میل انگریزی کے ہو گا اور فراسخ کے اعتبار کرنے پر کم از کم مسافت قصر پچاس میل ہو گی۔ لیکن جب کہ اعتبار کرنا فراسخ کا اصل مذہب کے خلاف ہے تو اب مدار منازل پر ہو گا اور یہ امر عرف اور عادت اور تجربہ پر موقوف ہے اور یہ بھی کتب فقہ میں موجود ہے کہ تین دن کے سفر سے یہ مراد ہے کہ اقصر ایام سفر میں صبح سے زوال تک جس قدر مسافت طے ہو سکے وہ مقدار میلوں کی معتبر ہو گی۔ یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ ہمارے حضرات اساتذہ نے روزانہ بارہ کوس کا سفر یعنی سولہ میل اختیار فرمایا ہے، کیونکہ روزانہ اگر چھ گھنٹہ سفر کے لئے مقرر کئے جاویں تو فی گھنٹہ دو کوس پیادہ آدمی متوسط چال سے طے کر لیتا ہے۔ اس اعتبار سے مسافت قصر ۴۸ میل یعنی ۳۶ کوس کو قرار دیا ہے۔

تم المجلد الرابع بتوفيق الله تعالىٰ وعونه وكرمه فالحمدلله رب العلمين والصلوٰة والسلام علىٰ سيد المرسلين وعلىٰ اله وصحبه اجمعين ويليه المجلد الخامس .

انا العاجز المفتقر الىٰ رحمة الله تعالىٰ محمد ظفير الدين المفتاحى ، غفر له الله ذنوبه الخفى والجلى

المرتب المفتاوی دارالعلوم دیوبند